مولای صل وسلم دائما ابدا
علی حبیبک خیر الخلق کلھم

SKILL DEVELOPMENT COUNCIL
ISLAMABAD

روزگار بذریعہ ہنر

جدید فاصلاتی نظامِ تعلیم
(بذریعہ خط و کتابت)

سکل ڈیویلپمنٹ کونسل' اسلام آباد

نیشنل ٹریننگ بورڈ (NTB)

وزارتِ محنت، افرادی قوت وسمندر پار پاکستانیز

حکومتِ پاکستان

Ph: 4431159, E-mail: sdc@comsats.net.pk, URL: www.sdc.com.pk

سے منظور شدہ

اِسلامک سٹڈیز ٹیچر ٹریننگ کورس

بذریعہ خط وکتابت

دورانیہ 6 ماہ

ISLAMABAD

فیکلٹی آف اسلامک ایجوکیشن

ماڈرن انسٹی ٹیوٹ آف انفارمیٹکس اینڈ مینجمنٹ

30-ایسٹ' یونین پلازہ' فورتھ فلور' بلیوایریا' پوسٹ بکس نمبر 3336 اسلام آباد

فون : 2873397 ,2873680 ,2873306 ,051-2870745 فیکس : 051-2873680

Email: miimisb@hotmail.com Webpage: www.miimisb.com

مولای صل وسلم دائما ابدا — علی حبیبک خیر الخلق کلهم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تو غنی از ہر دو عالم من فقیر
روزِ محشر عذر ہائے من پذیر
گر تو می بینی حسابم ناگزیر
از نگاہِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پنہاں بگیر

ترجمہ

اے مولائے کریم! تو دونوں عالموں سے مستغنی بے پرواہ اور غنی ہے اور میں ایک لاچار عاجز انسان اور فقیر بے نوا ہوں میری عاجزانہ درخواست ہے کہ روزِ قیامت میری تقصیروں کا عذر سننا انہیں پذیرائی بخشنا اور اپنے عفو و کرم اور رحم سے نوازنا، ربّ العزت! اگر تو فیصلہ کرے کہ روزِ قیامت میرا حساب و کتاب لینا ناگزیر اور ضروری ہے اور ٹل نہیں سکتا تو اے مالک میری صرف ایک عاجزانہ درخواست قبول فرما کہ میرا حساب کتاب جنابِ سرورِ کائنات حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے نہ لینا کہ انکی پاک نگاہوں سے اوجھل میرا محاسبہ کرنا میں پُر تقصیر اور شرمندہ اُمتی آنحضرت کا سامنا نہ کر سکوں گا

علیٰ حبیبک خیر الخلق کلھم ۔ مولای صل وسلم دائما ابدا

ملازمت بذریعہ ہنر

فاصلاتی نظامِ تعلیم
(بذریعہ خط وکتابت)

سکل ڈیویلپمنٹ کونسل، اسلام آباد

نیشنل ٹریننگ بورڈ NTB

وزارت محنت ، افرادی قوت و سمندر پار پاکستانیز

حکومت پاکستان

فون 92-51-4431159 ای میل sdc@comsats.net.pk

ویب سائٹ www.sdc.com.pk

سے منظور شدہ

اسلامک سٹڈیز ٹیچر ٹریننگ کورس

(ISTTC)

یونٹ نمبر 1 تا 6

فیکلٹی آف اسلامک ایجوکیشن

ماڈرن انسٹی ٹیوٹ آف انفارمیٹکس اینڈ مینجمنٹ

30-ایسٹ ، یونین پلازہ ، فورتھ فلور ، بلیو ایریا ، پوسٹ بکس نمبر 3336 اسلام آباد

فون : 051-2870745, 2873306, 2873397 فیکس : 051-2873680

ای میل mimisb@hotmail.com ویب سائٹ www.mimisb.com

marfat.com

مولائے صل وسلم دائماً ابداً
علیٰ حبیبک خیر الخلق کلہم

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں۔

اشاعت اول ———————— 2004

تعداد ———————— 1000

کمپوزنگ وطباعت ———————— معظمی پرنٹرز، راولپنڈی

ناشر ———————— ماڈرن انسٹی ٹیوٹ آف انفارمیٹکس اینڈ مینجمنٹ اسلام آباد

ملنے کے پتے

☆ ماڈرن انسٹی ٹیوٹ آف انفارمیٹکس اینڈ مینجمنٹ
30 ایسٹ، یونین پلازہ، بلیوایریا، اسلام آباد فون : 051-2870745

☆ مکان نمبر 1829 گلی نمبر 85 سیکٹر I-10/1 اسلام آباد
فون : 051-4447592-93

☆ معظمی پرنٹرز۔ مال پلازہ، نزد جی پی، مال روڈ، راولپنڈی
فون : 051-5586667, 5527944

marfat.com

دُعا

"الٰہی جو شان ، جو فضل و کمال ، جو حُسن و جمال جو صُوری و مَعنوِی خوبیاں تُو نے اپنے حبیبِ مکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو عطا فرمائی ہیں اُن کا صحیح عرفان اور پہچان بھی نصیب فرما اور اُن کو اس طرح بیان کرنے کی توفیق مرحمت فرما جس کے مطالعہ سے تاریک دل روشن ہو جائیں، مُردہ روحیں زندہ ہو جائیں ذوق و شوق کی دنیا آباد ہو جائے جہاں غفلت کی تاریکیاں پھیلی ہوئی ہیں وہاں تیرے ذکرِ پاک اور تیرے محبوب مکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی مبارک یاد کی قندیلیں فروزاں ہو جائیں"۔

تُو ہے بیتاب تو پڑھ سیّدِ عالم پہ دُرود
دل کی تسکین ثنا خوانیٔ سرکار میں ہے

marfat.com

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے چند سوالات

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اپنے عظیم صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کو جوابات

سوال : یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایسا عمل بتائیں کہ ہم علم والے ہوجائیں۔
جواب : آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تقویٰ اختیار کرلیا کرو۔
سوال : یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایسا عمل بتائیں کہ ہماری روزی میں برکت ہوجائے۔
جواب : آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا باوضو رہا کرو۔
سوال : یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایسا عمل بتائیں کہ ہم طاقتور ہوجائیں۔
جواب : آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا توکل کرلیا کرو۔
سوال : یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمارے مال کی حفاظت ہوجائے۔
جواب : آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا زکوٰۃ دیتے رہا کرو۔
سوال : یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہم اپنی بیماری کا علاج کیسے کریں؟
جواب : آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا صدقہ دیتے رہا کرو اور صلوٰۃ الحاجات پڑھ لیا کرو۔
سوال : یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایسا عمل ارشاد فرمائیں جس سے ہمارے رنج وغم ختم ہوجائیں۔
جواب : آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا لاحول ولاقوۃ الا باللہ پڑھ لیا کرو۔
سوال : یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہم باعزت ہوجائیں۔
جواب : آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا گلے شکوے نہ کیا کرو۔
سوال : یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایسا عمل بتائیں کہ ہم دنیا اور آخرت کی شرمندگی سے بچ جائیں۔
جواب : آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا زنا سے بچتے رہو۔
سوال : یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہماری دعائیں قبول ہوجائیں۔
جواب : آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا لقمہ حرام سے بچتے رہا کرو۔

marfat.com

جواہرات

ایک شخص نے حضرت ابراہیم ادھم رضی اللہ عنہ سے نصیحت چاہی آپ نے فرمایا ''بندھے ہوئے کو آزاد کر دو اور آزاد کو بند کر دو''۔ اس نے عرض کیا میں آپ کا مطلب نہیں سمجھا۔ فرمایا ''اپنی بند ہتھیلی کھول دو اور کھلی ہوئی زبان بند کر دو''۔

ایک اور شخص نے عرض کیا۔ ''اے شیخ! میں اپنے آپ پر بہت ظلم کر چکا ہوں، مجھے نصیحت فرمایئے۔''

آپ نے فرمایا ''اگر تم منظور کرو چھ باتیں بتاتا ہوں۔''

(۱) یہ کہ جب اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کا ارادہ کرو تو خدا کی دی ہوئی روزی نہ کھاؤ۔ اس نے عرض کیا، پھر کہاں سے کھاؤں؟ فرمایا یہ زیبا نہیں کہ جس کی روزی کھاؤ اسی کی نافرمانی کرو''

(۲) یہ کہ جب گناہ کا ارادہ کرو تو اللہ تعالیٰ کی بادشاہت سے باہر نکل کر گناہ کرو'' اس نے عرض کیا ''ساری کائنات اسی کی ہے، کوئی کہاں جائے؟'' آپ نے فرمایا ''یہ نامناسب ہے کہ اسی کے ملک میں رہ کر گناہ کیا جائے''

(۳) گناہ کرو تو ایسی جگہ کرو جہاں وہ دیکھ نہ سکے اس نے عرض کیا ''یہ تو ناممکن ہے وہ دلوں کے بھید تک سے واقف ہے'' آپ نے فرمایا ''جب رزق اسی کا کھاتے ہو، رہتے اس کے ملک میں ہو، اس کے سامنے گناہ کرنا کہاں کا انصاف ہے؟''

(۴) یہ کہ ''جب موت کا فرشتہ آئے تو اس سے کہنا کہ ذرا توبہ کرنے کی مہلت دے دے'' اس نے عرض کیا، ''یہ ناممکن ہے وہ کب میرا کہا مانے گا'' فرمایا ''جب یہ حالت ہے تو اس کے آنے سے پہلے توبہ کر لینی چاہئے''۔

(۵) یہ کہ ''جب قبر میں منکر نکیر آئیں تو انہیں وہاں سے باہر نکال دینا'' اس نے عرض کی، ''یہ میں کیسے کر سکتا ہوں'' فرمایا، ''پھر ان کے سوالوں کے جواب دینے کیلئے تیار رہو''

(۶) یہ کہ ''قیامت کے دن حساب کتاب کے بعد جب گناہ گاروں کو دوزخ کی طرف بھیجا جائے گا تو اس وقت تم دوزخ میں جانے سے انکار کر دینا''۔ اس نے عرض کی ''یہ ناممکن ہے'' فرمایا ''تو پھر گناہ مت کرو''۔

آپ نے لوگوں سے پوچھا (۱) کیا سبب ہے اللہ تعالیٰ کی اطاعت نہیں کرتے (۲) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جانتے ہو مگر ان کی متابعت نہیں کرتے (۳) قرآن کریم پڑھتے ہو مگر اس پر عمل نہیں کرتے (۴) اللہ تعالیٰ کی نعمت کھاتے ہو مگر اس کا شکر ادا نہیں کرتے (۵) جانتے ہو کہ دوزخ گناہگاروں کیلئے ہے مگر اس سے ذرا نہیں ڈرتے (۶) شیطان کو دشمن سمجھتے ہو مگر اس سے بچتے نہیں (۷) موت کو برحق سمجھتے ہو مگر آخرت کا کوئی سامان نہیں کرتے (۸) خویش واقارب کو اپنے ہاتھوں زمین میں دفن کرتے ہو مگر عبرت نہیں پکڑتے، تمہاری دعا کیونکر قبول ہو سکتی ہے؟

marfat.com

شکرانِ نعمت

بخاری و مسلم میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک دن ارشاد فرمایا کہ انسان کے بدن میں جتنے جوڑ ہیں ہر روز ان کا صدقہ ادا کرنا انسان پر واجب ہے۔ اس صدقے کو اس طرح ادا کیا جاسکتا ہے کہ اگر دو آدمیوں کے درمیان کسی معاملے میں تمہیں فیصلہ کرنا پڑے تو انصاف سے فیصلہ کرو اگر کوئی آدمی اپنی سواری پر سوار ہونا چاہے تو سوار ہونے میں اس کی مدد کرو۔

کوئی شخص بھاری سامان اٹھا کر اپنی سواری پر لادنا چاہے تو لادنے میں اس کا ہاتھ بٹادو۔ میٹھا بول بولنا بھی صدقہ ہے۔ مسجد کی طرف نماز پڑھنے کے لیے جاتے وقت تمہارا ہر قدم صدقہ ہے۔ اگر راستے میں کوئی تکلیف دینے والی چیز پڑی ہوئی ہو تو اس کا راستے سے ہٹا دینا بھی صدقہ ہے۔ ایک روایت میں ہے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ آدمی کے بدن میں تین سو ساٹھ جوڑ ہیں اور ہر جوڑ کا صدقہ ادا کرنا چاہئے لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم اگر کسی میں اتنا صدقہ ادا کرنے کی استطاعت نہ ہو تو وہ کیا کرے۔ ارشاد ہوا نیکی کا حکم دے اور برائی سے روکے یہی اس کے لیے صدقہ ہے۔ لوگوں نے دریافت کیا۔ اگر اس کی بھی استطاعت نہ ہو تو؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا تکلیف دینے والی چیز کو راستے سے ہٹادو۔ لوگوں نے عرض کیا اگر اس کی بھی استطاعت نہ ہو؟ فرمایا کمزوروں کی مدد کرے۔ کسی نے دریافت کیا اگر اس کی بھی طاقت نہ ہو تو؟ فرمایا کسی کو اپنے ہاتھ سے تکلیف نہ پہنچائے یہ بھی صدقہ ہے۔ ایک روایت میں ہے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اگر کوئی شخص بہرا ہو اور چیخ چیخ کر اس سے بات کرنی پڑے تو یہ چیخنا اور چلانا بھی صدقہ میں شمار ہوگا۔ اسی طرح کسی نابینا کی دستگیری کرنا اور اس کا ہاتھ تھام کر منزل پر پہنچا دینا بھی صدقہ ہے۔ ایک مرتبہ ایک شخص نے حضرت یونس بن عبید رحمۃ اللہ علیہ کے سامنے اپنی تنگدستی کی شکایت کرتے ہوئے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے بالکل ہی محروم کر رکھا ہے۔ جناب یونس رحمۃ اللہ علیہ نے اس سے کہا اچھا اگر یہ بات ہے تو میں تمہاری ایک آنکھ کے لیے ایک لاکھ درہم دینے کو تیار ہوں اپنی ایک آنکھ نکال لینے دو اس نے کہا یہ تو نہیں ہوسکتا کہا اچھا ایسا کرو کہ ایک لاکھ کے عوض ایک ہاتھ کاٹ لینے دو اس نے کہا میں اس کے لیے بھی تیار نہیں۔ فرمایا اچھا میں تمہیں دو لاکھ دوں گا اپنا ایک پیر کاٹنے دو اس نے کہا یہ کیسے ہوسکتا ہے۔ فرمایا ظالم لاکھوں کی دولت لیے پھرتا ہے اس پر بھی اللہ تعالیٰ کی شکایت کر رہا ہے؟ بعض بزرگوں نے فرمایا ہے کہ انسان کو چاہیے کہ اپنے بدن ہی پر غور کرلیا کرے کہ اللہ تعالیٰ نے آنکھ، ناک، کان، ہاتھ، پیر، دل اور دماغ

marfat.com

جیسی کیسی نعمتیں اسے عطا فرمائی ہیں۔ ان نعمتوں کا شکریہ یہ ہے کہ انہیں کمزوروں کی مدد اور اللہ کی اطاعت میں صرف کرے اور انہیں معصیت کی جگہ پر نہ استعمال کرے۔ آنکھوں کی قدر ان سے پوچھو جو آنکھوں سے محروم ہیں۔ ہاتھ پیر کی قدر اپاہج لوگوں سے پوچھو بہرے لوگوں سے دریافت کرو کہ کان کتنی بڑی نعمت ہیں۔ حضرت سعد علیہ الرحمۃ ایک دن دوپہر کی کڑی دھوپ میں ننگے پاؤں جا رہے تھے۔ جوتے نہیں تھے اس لیے پیر جلتے تھے دل میں خیال آیا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے اتنی استطاعت نہیں بخشی کہ جوتے خرید لیتا۔ اتنے میں ایک معذور پر نگاہ پڑی جو اسی دھوپ میں زمین پر گھسٹ رہا تھا۔ سجدے میں گر پڑے کہ اللہ تعالیٰ تیرا شکر ہے کہ تو نے جوتے نہیں دیئے پاؤں تو سلامت رکھے ہیں اگر تو اس معذور کی طرح میرے پاؤں بھی مجھ سے چھین لیے ہوتے تو میں تیرا کیا بگاڑ لیتا۔ اسی لیے اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں ارشاد فرمایا ہے کہ اگر تم میرا شکر ادا کرتے رہو گے تو میں تمہارے اوپر اپنے انعامات بڑھاتا چلا جاؤں گا۔

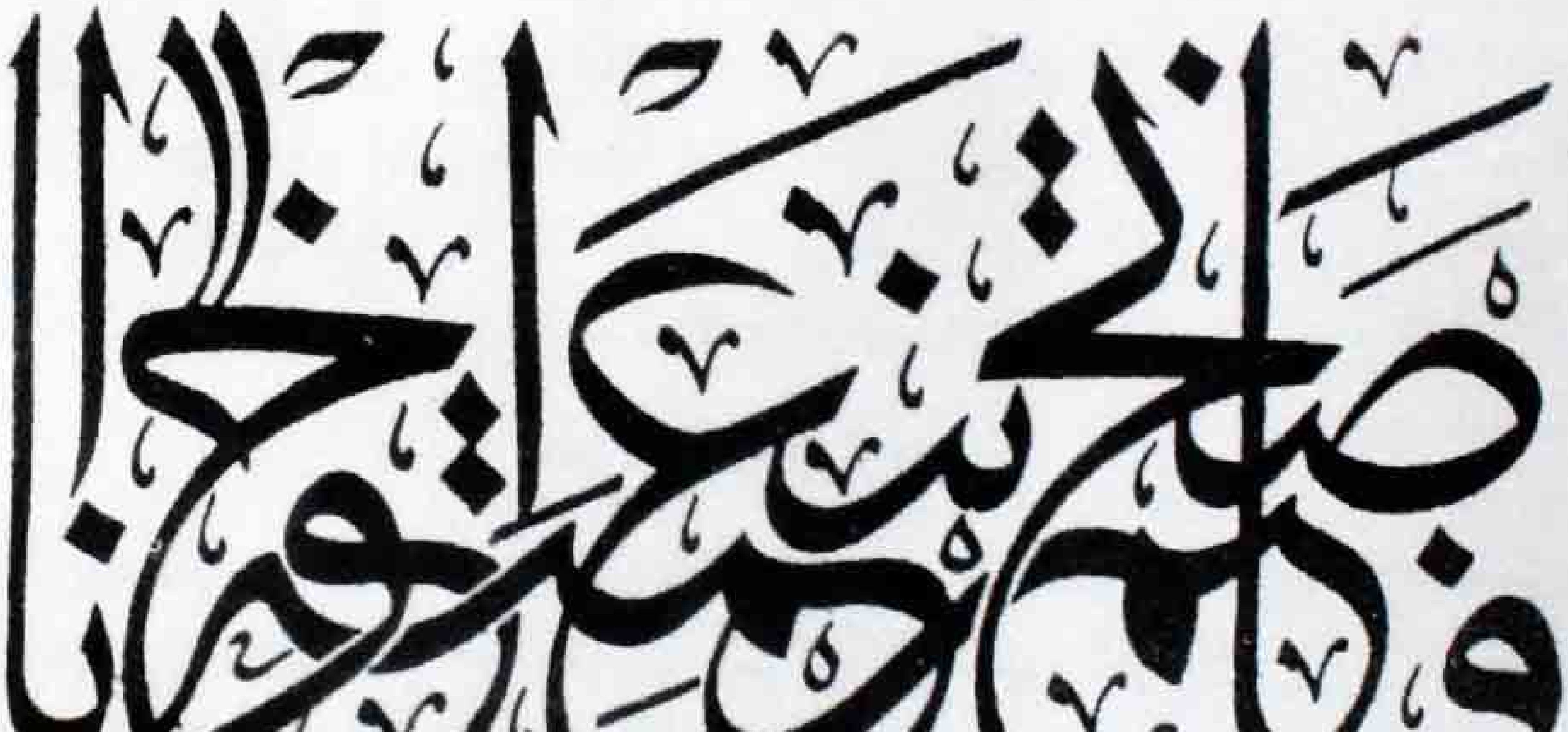

marfat.com

فوائد تلاوتِ قرآن مجید

قرآن مجید کی بزرگی وعظمت احادیث نبویہ میں بکثرت آئی ہے۔اس کے پڑھنے اور یاد کرنے سے بڑا ثواب ملتا ہے اور اس پر عمل کرنے سے دین ودنیا کی مشکلات حل ہو جاتی ہیں۔ چنانچہ صحیح ترمذی میں ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا" مَنْ قَرَءَ حَرْفًا مِّنْ كِتَابِ اللّٰهِ فَلَه' حَسَنَةٌ بِعَشْرِ اَمْثَالِهَا لَا اَقُوْلُ الٓمّٓ حَرْف" وَلٰكِنْ اَلِف" حَرْف" وَّلَام" حَرْف" وَّ مِيْم" حَرْف" " یعنی جوشخص قرآن مجید سے ایک حرف پڑھے اس کے واسطے ایک نیکی ہے اور ایک نیکی دس نیکیوں کے برابر ہے۔ میں نہیں کہتا کہ الٓمّٓ ایک حرف ہے بلکہ الف ایک حرف ہے اور لام ایک حرف ہے اور میم ایک حرف ہے۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ تلاوت قرآن مجید کا بڑا ثواب ہے۔حتیٰ کہ صرف الم پڑھنے سے تیس عدد نیکیوں کا ثواب ملتا ہے۔ وہ لوگ بڑے بدنصیب ہیں جو قرآن مجید یاد کر کے بھول جاتے ہیں اور تلاوت نہیں کرتے۔ نیز خوش نصیب ہیں وہ جو تلاوت کر کے ثواب حاصل کرتے ہیں۔

صحیح مسلم میں ابوامامہ باہلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "قرآن پڑھا کرو۔ وہ قیامت کے دن قرآن خوانوں کا شفیع ہوگا"۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ قرآن مجید قیامت کے دن قرآن خوانوں کی شفاعت کرے گا۔لہٰذا تمام مسلمانوں کو قرآن مجید کی تلاوت ہر روز بلاناغہ پوری پابندی سے کرنی چاہیے۔ کیونکہ یہ کتاب تمام جہان کی کتابوں سے فضیلت اور عظمت میں بڑھ چڑھ کر ہے جس طرح اللہ تعالیٰ تمام جہانوں سے افضل واعلیٰ ہے۔ اسی طرح اس کی کتاب بھی سب سے بزرگ و برتر ہے۔ لہٰذا بجائے ناولوں اور دیگر واہی تباہی اور مخرب اخلاق کتابوں کے قرآن مجید اور کتب تفاسیر، احادیث وفقہ اور تصوف کا مطالعہ کرنا سب سے بہتر اور رضائے مولائے کریم ہے۔

فضائل بسم اللہ شریف

بسم اللہ شریف کی بڑی فضیلت اور بزرگی احادیث صحیحہ میں وارد ہوئی ہے اور یہ مرض کی دوا ہے۔ چنانچہ ابوداؤد اور نسائی وغیرہ میں ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "جو کام بغیر بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کے شروع کیا جائے اس میں برکت نہیں ہوتی"۔

فضائل سورۂ فاتحہ

سورہ فاتحہ کی فضیلت احادیث نبویہ میں بکثرت آئی ہے۔ یہ قرآن مجید کی تمام سورتوں سے فضیلت میں برتر واعلیٰ ہے۔ یہ ہر

ایک بیماری کیلئے مفید اور سریع التاثیر ہے۔ اسی واسطے اس کو سورہ شفا بھی کہتے ہیں۔ چنانچہ حدیث صحیح میں مروی ہے (اَلْفَاتِحَةُ شِفَاءٌ مِنْ كُلِّ دَاءٍ) یعنی سورہ فاتحہ ہر ایک بیماری کیلئے شفا ہے۔

اگر کسی کو بواسیر کی شکایت ہو تو اس کو چاہئے کہ نماز فجر کی سنت اور فرض کے درمیان اکتالیس بار اکتالیس دن تک بلا ناغہ سورہ فاتحہ پڑھے۔ اِنْ شَاءَ اللہ تعالیٰ اسی طرح تین چلہ تک کرنے سے بواسیر کا نام ونشان جاتا رہے گا۔

آشوب یا درد چشم کیلئے دس بار سورہ فاتحہ پڑھ کر مقام درد پر لب لگائے۔ اِنْ شَاءَ اللہ تعالیٰ تین یوم متواتر دم کرنے سے عمر بھر درد نہ ہوگا۔

فضائل آیت الکرسی

صحیح ترمذی میں مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا آیۃ الکرسی سورہ بقرۃ میں اعظم اور اعلیٰ آیت ہے اور تمام آیات کی سردار ہے یہ جس گھر میں پڑھی جائے شیطان وہاں سے بھاگ جاتا ہے لہٰذا ہر روز رات کو سوتے وقت پڑھ کر سونا چاہئے۔ اس التزام سے پڑھنے سے رات کو پریشان اور خوفناک خواب نہیں آئیں گے۔ غرض آیۃ الکرسی رات کو پڑھ کر سونا نہایت ہی مفید ہے۔ اس کی بڑی فضیلت اور عظمت احادیث صحیحہ میں پائی جاتی ہے۔

سورہ بقرۃ کی آخری آیات کی فضیلت

صحیح ترمذی میں نعمان بن بشیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "سورۃ بقرہ آخری رکوع (پارہ ۳ اٰمَنَ الرَّسُوْلُ) جس گھر میں تین رات تک متواتر پڑھا جائے ممکن نہیں ہے کہ وہاں شیطان آ کر گھسے"۔

فضائل سورۂ کہف

ابو سعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے فرمایا جو شخص سورۃ کہف کو شب جمعہ کو پڑھے گا۔ اس کے لیے قیامت کے دن نور چمکے گا۔

صحیح ترمذی میں ابوالدرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو کوئی اس سورہ کی پہلی دس آیتیں یا آخری دس آیتیں ہر روز پڑھے وہ فتنۂ دجال سے محفوظ رہے گا۔ پس جبکہ یہ سورۃ فتنۂ دجال سے محفوظ رکھتی ہے جو تمام فتنوں سے بڑھ کر ہے تو پھر اور فتنوں سے تو یقیناً محفوظ رکھے گی۔

فضائل سورۂ یٰسین

نسائی اور ابوداؤد وغیرہ میں معقل بن یسار رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے فرمایا "قرآن کا دل سورہ یٰسین ہے جو شخص اس کو خلوص نیت سے پڑھتا ہے وہ بخش دیا جاتا ہے۔ پس تم اسے اپنے مُردوں پر پڑھا

marfat.com

کرو کہ اس سے عذاب میں تخفیف ہو جاتی ہے"۔

حارث بن ابی اُسامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی مسند میں رقم کیا ہے کہ "جو کوئی سورہ یٰسین پڑھے اگر وہ خائف ہے تو امن میں ہو جائے گا، اگر بیمار ہے تو شفا پائے گا، اگر بھوکا ہے تو شکم سیر ہو جائے گا"۔

فضائل سورۂ مُلک

صحیح ترمذی میں ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "اگر کوئی شخص اس سورۃ کی دوام تلاوت کرے تو یہ سورۃ اپنے پڑھنے والے کیلئے استغفار کرتی ہے حتیٰ کہ وہ بخش دیا جاتا ہے"۔ نسائی شریف میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "جو شخص اس کو ہر رات پڑھتا ہے وہ عذاب قبر سے محفوظ رہتا ہے"۔

فضائل سورۂ حشر

صحیح روایت میں مرقوم ہے کہ "جو کوئی اس سورۃ کو ہر روز پڑھا کرے گا۔ وہ دشمنوں کی دشمنی اور ظالموں کے ظلم وغیرہ سے محفوظ رہے گا"۔

فضائل سورۂ واقعہ

صحیح روایت میں ہے کہ "جو شخص سورۃ واقعہ کو اکتالیس بار اکتالیس دن تک جس مطلب کیلئے پڑھے اسی چلہ میں اس کی مراد بر آئے گی لیکن بعد نماز عصر کے پڑھنا زیادہ مفید ہے"۔

فضائل سورۂ قدر

صحیح روایت میں ہے کہ جو شخص سورۃ قدر کو ماہ رمضان میں ہر روز ایک ہزار بار پڑھتا رہے اس کو یقیناً لیلۃ القدر نصیب ہو۔

فضائل سورۂ انشرح

صحیح روایت میں ہے کہ جو کوئی سورۃ الم نشرح کو تین بار سورۃ فاتحہ ایک بار اور سورۃ قدر گیارہ بار پڑھے اس کو فتح نصرت ہوگی۔

فضائل سورۂ اخلاص

صحیح بخاری و مسلم میں ابو الدرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو سورۃ اخلاص پڑھتے ہوئے دیکھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "واجب ہو گئی، واجب ہو گئی"۔ پوچھا کہ کونسی چیز واجب ہو گئی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ "بہشت"۔ اس سورۃ کی آیت کا وظیفہ کشائش رزق کے واسطے بھی اکسیر ہے۔

مولای صل وسلم دائما ابدا — علیٰ حبیبک خیر الخلق کلہم

یونٹ نمبر : 1 (الف)

قرآن مجید

مضامین اور منتخب آیات کا ترجمہ وتشریح

ترتیب و توضیح:۔
پروفیسر خورشید حسن خاور
صدر شعبہ عربی
گورنمنٹ گورڈن کالج راولپنڈی

marfat.com

مولای صل وسلم دائما ابدا

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

علی حبیبک خیر الخلق کلہم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اَلرَّحْمٰنُ ۝

عَلَّمَ الْقُرْاٰنَ ۝

(سورۃ الرحمٰن)

صدق الله العظيم

ترجمہ: رحمٰن نے (اپنے حبیب مکرم ﷺ کو) قرآن سکھایا

آپ کے لب چومنے کے واسطے نازل ہوئیں

آیتیں قرآن کی یا رحمۃً للعالمین

marfat.com

فہرست یونٹ نمبر ۱

صفحہ نمبر

یونٹ کے اغراض ومقاصد 10

(۱) آدابِ تلاوتِ قرآن 11

(۲) رموز و اوقافِ قرآن 14

(۳) تدوینِ قرآن 17

(۴) فضائل واعجاز القرآن 22

(۵) سورۃ البقرۃ آیات ۲۸۵/۲۸۶
ترجمہ ، تعارف ، تفسیر 27

(۶) سورۃ النساء آیات (۶۱ تا ۶۵)
ترجمہ ، تعارف ، تفسیر 33

(۷) سورۃ المائدۃ آیات (۹۰ تا ۹۱)
ترجمہ ، تعارف ، تفسیر 40

(۸) سورۃ التوبہ آیات (۶۱ تا ۶۴)
ترجمہ ، تعارف ، تفسیر 46

(۹) سورۃ الفرقان آیات (۶۳ تا ۷۰)
ترجمہ ، تعارف ، تفسیر 53

(۱۰) سورۃ الحجرات آیات (۱ تا ۵)
ترجمہ ، تعارف ، تفسیر 62

(۱۱) سورۃ الحشر (آیات ۲۲ تا ۲۴)
ترجمہ ، تعارف ، تفسیر 70

(۱۲) قرآن کریم ایک نظر میں 75

(۱۳) مشقی سوالات اور خود آزمائی 78

marfat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ رب العالمین الرحمن
الرحیم ملک یوم الدین ایاک
نعبد و ایاک نستعین اھدنا الصراط
المستقیم صراط الذین انعمت علیھم
غیر المغضوب علیھم ولا الضالین

یونٹ نمبر ا کے مقاصد:۔

اس یونٹ کے مطالعہ سے آپ اس قابل ہو جائیں گے کہ :۔

(۱) قرآن کریم کی فضیلت اور تلاوت کے آداب سے واقف ہوں۔

(۲) قرآن حکیم کے موضوع پر کچھ گفتگو کر سکیں۔

(۳) قرآن حکیم کی اخلاقی ہدایات پر عمل کی ترغیب حاصل کریں۔

(۴) اللہ تعالیٰ کے کچھ صفاتی اسماء (اسمائے حسنیٰ) سے واقفیت حاصل کر سکیں۔

(۵) قرآنی تعلیمات پر عمل پیرا ہونے کی رغبت پائیں۔

(۶) آدابِ نبوی کا صحیح ادراک اور عشقِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قرآنی معیار کا علم و عرفان پائیں

rekhta.com

۱۔ آدابِ تلاوتِ قرآن

تلاوتِ قرآن کا اصل مقصود تعمیر انسانیت اور تشکیل سیرت ہے۔ جب تک پڑھنے والے کو اس کتابِ مقدس سے دلی لگاؤ نہیں ہوگا تب تک یہ مقصد حاصل نہیں ہوسکتا۔ اس لگاؤ کو پیدا کرنے کے لئے حکماء اسلام نے تلاوتِ قرآن کے کچھ ظاہری اور کچھ باطنی آداب بیان فرمائے ہیں جن کی پابندی سے قرآن مجید سے فیض یاب ہونے میں مدد ملتی ہے۔

عارفِ کامل امام محمد بن محمد بن احمد الغزالی رحمتہ اللہ علیہ نے اپنی مشہور کتاب "احیاء علوم الدین" میں اِن ظاہری اور باطنی آداب کو بیان فرمایا ہے۔ ذیل میں اُن میں سے کچھ آداب کا ذکر کیا جاتا ہے:۔

تلاوتِ قرآن کے ظاہری آداب

۱۔ تلاوت کرنے والے کے لئے ضروری ہے کہ باوضو ہو، قبلہ رو کھڑے ہوکر یا بیٹھ کر بڑے ادب وسکون کے ساتھ تلاوت کرے۔

۲۔ تلاوت سے قبل تعوذ (اعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم) اور تسمیہ (بسم اللہ الرحمٰن الرحیم) پڑھے۔

۳۔ مقدار قرأت: تلاوتِ قرآن سے مقصود اسے صحیح طور پر سمجھنا اور ہدایت حاصل کرنا ہے ایک دن میں پورا قرآن ختم کرنے سے یہ فیض اور مقصود حاصل نہیں ہوتا۔
ایک حدیث میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا "جس نے قرآن کو تین دنوں سے کم میں پڑھا اُس نے اسے سمجھا ہی نہیں"

۴۔ ترتیل: ٹھہر ٹھہر کر آہستہ آہستہ پڑھنا کیونکہ اسی صورت میں ہی انسان آیات پر غور و فکر کر سکتا ہے۔

marfat.com

۵۔ بوقتِ تلاوت رو رو کر رحمتِ الٰہی کو متوجہ کیا جائے۔

حدیث پاک میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا ارشاد ہے کہ

''قرآن کی تلاوت کے وقت رویا کرو اور اگر رونا نہ آئے تو بہ تکلّف رونے کی کوشش کرو''

۶۔ جو آیت پڑھے اس کا حق ادا کرے اور ہر آیت پر اسی کا تأثر اپنے اوپر وارد کرے۔

۷۔ بوقت تلاوت آواز کی مقدار اتنی ہو کہ کم از کم خود سُن سکے۔

۸۔ حروف کے مخارج صحیح طور پر ادا کرنے کی کوشش کرے اور رموز واوقاف کا خیال رکھے تا کہ معانی بدل نہ جائیں۔

۹۔ تکلّف اور ریاکاری کے بغیر جتنا ممکن ہو قرآن کو خوش الحانی سے پڑھے کیوں کہ

حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا ارشاد ہے کہ ''قرآن کو خوش آوازی سے مزیّن کرو''

اور ایک دوسری حدیث میں فرمایا کہ

''جو قرآن کو خوش الحانی سے نہیں پڑھتا وہ ہم میں سے نہیں ہے''۔

۱۰۔ آیت سجدہ پڑھے یا سُنے تو سجدۂ تلاوت کرے غرضیکہ ان ظاہری آداب کا خیال رکھنا از حد ضروری ہے۔

تلاوتِ قرآن کے باطنی آداب:۔

تلاوت کے دوران میں اِن باطنی آداب وشرائط کا ملحوظ رکھنا باعث ہزار برکت وسعادت ہے۔

(۱) پڑھنے والے کا دل و دماغ اس مقدس کتاب اور اس کے نازل فرمانے والے کریم رب کی عظمت سے لبریز ہو۔ اسے یہ احساس ہو کہ یہ کتاب کوئی معمولی کتاب نہیں ہے بلکہ اسے رب العالمین نے اپنے حبیب خاتم الانبیاء والمرسلین رحمۃ للعالمین محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے قلبِ اطہر پر

marfat.com

انسانیت کی ہدایت کے لئے نازل فرمایا ہے۔

(۲) بوقت تلاوت دل تمام وسوسوں اور اندیشوں سے پاک ہو اور مکمل یکسوئی ہو۔

(۳) فکر و تدبّر کے ذریعے قرآن حکیم کی آیات کے اسرار و رموز تک پہنچنے کی کوشش کی جائے۔

(۴) بوقت تلاوت نفس کی پیدا کردہ مصلحتوں، خواہشات اور ماحول کی مجبوریوں کو پس پُشت ڈال دے اور فیوضِ قرآن کے حصول کی راہ میں کسی چیز کو حائل نہ ہونے دے۔

(۵) قرآن مجید کو سمجھنے کے لئے اپنی فہم و ذکاء اور علم و دانش پر ہرگز ہرگز بھروسہ نہ کرے بلکہ ہر لمحہ اللہ تعالیٰ کی مدد و نصرت اور رحم و کرم پر کامل یقین رکھے اور قدم قدم پر اپنے کریم رب کی رہنمائی اور دست گیری کی التجاء کرتا رہے۔

اگر ان مندرجہ بالا ظاہری و باطنی شرائط و آداب کو ملحوظ رکھ کر تلاوتِ کلام پاک کی جائے تو یقیناً قرآن کے انوار انسان کے سینہ پر نازل ہوں گے اور اس کلام پاک کی حقیقی برکت حاصل ہوگی نیز اجر و ثواب میں بھی زیادتی ہوگی اور زندگی کی تمام مشکلات از خود حل ہو جائیں گی۔ جب کہ حدیث پاک کی رو سے یہ قرآن قیامت کے دن ایسے پڑھنے والوں کے لئے سفارش بھی کرے گا اور اس کی سفارش قبول بھی کی جائے گی۔

marfat.com

۲۔ رموز و اوقافِ قرآن حکیم

(Punctuation)

رُمُوز ' رَمز کی جمع ہے مراد ہے اشارہ یا نشانی' جب کہ اوقاف وقف یا وقفہ کی جمع ہے اور اس سے مراد ٹھہرنا اور رکنا(Stop) ہے۔

ہر زبان میں تحریر کے دوران میں جملوں کی بندش یا مسلسل کلام کو بولنے کے لئے رکنے یا ملانے کے لئے مخصوص نشانات ہوتے ہیں جن سے کلام کے چلاؤ یا رکنے کا اندازہ ہوتا ہے اور یہ اس لئے ضروری ہوتے ہیں کہ ان کی وجہ سے کلام کا مفہوم خلط ملط نہیں ہوتا نیز سُننے یا پڑھنے والوں کو پوری بات کا پتا چلتا ہے۔ مثال کے طور پر اردو زبان میں اگر کوئی شخص یہ کہے کہ '' روکو ' مت جانے دو '' تو اس سے مراد یہ ہوگی کہ اسے روک لیا جائے اور آگے نہ جانے دیا جائے۔ جبکہ انہی الفاظ کو اگر اس انداز سے کہا اور بولا جائے کہ ''روکو مت ' جانے دو'' تو مفہوم بالکل الٹ ہو جائے گا چنانچہ ایک قومے کی جگہ تبدیل کرنے اور توقف کی جگہ بدلنے سے معانی بدل گئے۔

ایسے ہی قرآن مجید کی آیات کے درمیان یا آخر میں کچھ رموز یا نشانات تحریر ہوتے ہیں جن سے تلاوت کرنے والوں کے لئے رُکنے یا ملا کر پڑھنے کے اشارات واضح ہوتے ہیں۔ دورانِ تلاوت میں ان رموز اور اوقاف کا خیال رکھنا ضروری ہے ورنہ مفہوم خلط ملط ہو جائے گا جو ثواب سے محرومی کا سبب ہے۔ ذیل میں ایسے چند رموز و اوقاف کو بمعہ معانی درج کیا جاتا ہے تا کہ تلاوتِ قرآن کے دوران میں ان کا خیال رکھا جائے۔

○ : یہ چھوٹا سا گول دائرہ وقفِ تام (Full Stop) کی علامت ہے اور اس سے مراد ہے یہاں آیت ختم ہوگی ہے آپ کو یہاں ٹھہرنا چاہیے۔
دراصل یہ گول تا (ۃ) تھی لیکن اب گول دائرہ کی شکل میں لکھی جاتی ہے۔

marfat.com

م : یہ وقفِ لازم کی نشانی ہے یعنی یہاں ٹھہرنا ضروری ہے ورنہ کلام کے مفہوم کے خلط ملط ہو جانے کا اندیشہ ہے۔

ط : یہ وقفِ مطلق کی علامت ہے یہاں آپ کو ٹھہرنا چاہیے لیکن کلام کا سلسلہ ابھی جاری ہے اور کہنے والے کا مطلب ابھی پورا نہیں ہوا۔

ج : یہ وقف جائز کی نشانی ہے یہاں ٹھہریں تو بہتر نہ ٹھہریں تو حرج نہیں ہے۔

ز : یہ وقف مجوز کی علامت ہے یہاں ٹھہر جائیں تو درست ہے لیکن نہ ٹھہرنا بہتر ہے۔

ص : یہ وقفِ مرخص (رخصت) کی نشانی ہے یہاں ملا کر پڑھنا چاہیے لیکن اگر کوئی تھک جائے تو رُخصت ہے۔

صلے : یہ الوصل اولی کا مخفف ہے اور اس سے مراد یہ ہے کہ ملا کر پڑھنا زیادہ بہتر ہے۔

قلے : یہ الوقف اولی کا مخفف ہے یعنی یہاں رکنا زیادہ بہتر ہے۔

ق : (قیل علیہ الوقف) مراد ہے کہا گیا ہے کہ یہاں وقف ہے چونکہ شک ہے اس لئے یہاں نہیں ٹھہرنا چاہئے

صل : یہ قد یوصل کا مخفف ہے یہاں ٹھہرنا اور نہ ٹھہرنا دونوں جائز ہیں لیکن ٹھہرنا بہتر ہے

قف : یہ فعل امر ہے اور اس کا معنی ہے ''رک جاؤ'' یہ علامت وہاں لکھی جاتی ہے جہاں پڑھنے والے کے متعلق احتمال ہو کہ ملا کر پڑھے گا۔

س / سکتہ : یہاں ٹھہرنا چاہیے لیکن سانس نہ ٹوٹنے پائے۔

وقفہ : یہ لمبے سکتے کی علامت ہے لیکن سانس یہاں بھی نہ ٹوٹے۔

لا : لا کے معنی نہیں کے ہیں۔ یہ علامت کبھی آیت کے آخر میں لکھی جاتی ہے اور کبھی آیت کے اندر۔ آیت کے اندر ہو تو ہرگز نہ ٹھہریں آیت کے اختتام پر ہو تو دونوں صورتیں جائز ہیں

marfat.com

ک : یہ کذالک کا مخفف ہے یعنی جو علامت پہلے ہے وہی یہاں سمجھی جائے۔

∴ ∴ : بعض نسخوں میں دو قرآنی الفاظ پر تین تین نکات والی یہ نشانی ہوتی ہے اس سے مراد "علامۃ تعانق الوقف" ہے یعنی اگر پہلے نشان زدہ لفظ پر وقف کریں گے تو دوسرے پر وقف جائز نہیں اور اگر دوسرے پر وقف کرنا چاہیں تو پہلے پر وقف نہیں کر سکتے۔

اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا ہے کہ وہ ہمیں اپنے مقدس کلام کو اس کے جملہ آداب وشرائط کے ساتھ تلاوت کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

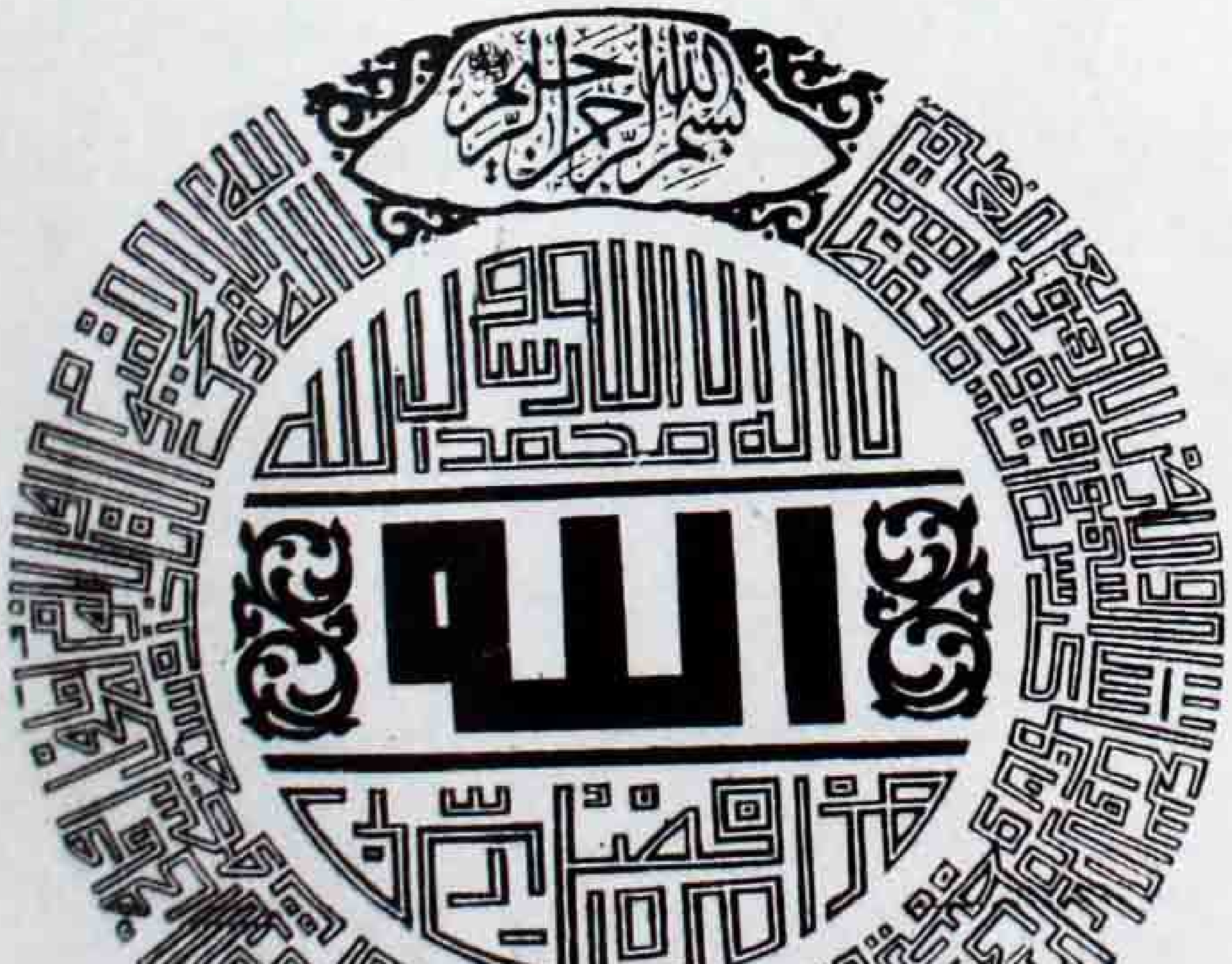

marfat.com

۳۔ تدوینِ قرآن

تدوین سے مراد جمع کرنا' اکٹھا کرنا یا مختلف تحریروں کو کتابی شکل دینا ہے۔آپ نے دیوان کا لفظ سن رکھا ہوگا جیسے کسی شاعر کا دیوان یا کسی بادشاہ کا دیوان اس سے مراد یہی ہے کہ شاعر کے کلام کا مجموعہ اور بادشاہ کی وہ نشست گاہ جہاں لوگ جمع ہوتے ہوں۔

تدوینِ قرآن سے مراد بھی اِس کا جمع کرنا اور محفوظ کرنا ہے۔ چنانچہ اس کی حفاظت اور جمع و تدوین کے تین مرحلے ہیں۔ذیل میں ان مراحل کو ترتیب وار بیان کیا جاتا ہے:۔

(۱) پہلا مرحلہ ..... (عہدرسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے فاضل اور فن تحریر میں ماہر صحابہ کرام کی ایک جماعت کو قرآن کریم کی کتابت کے لئے مقرر فرمایا ہوا تھا جنہیں ''کاتبانِ وحی'' کہا جاتا تھا بلکہ مدینہ منورہ میں ایک صحابی حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ اسی وجہ سے ''الکاتب'' کے لقب سے پکارے جاتے تھے جب بھی کوئی آیت یا مجموعہ آیات یا سورۃ نازل ہوتی تو ارشادِ نبوی کے مطابق کاتبانِ وحی اسے تحریر کر لیتے۔حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہر آیت کے متعلق واضح فرما دیتے کہ یہ آیت فلاں سورہ میں فلاں مقام پر لکھی جائے۔اس طرح جوں جوں قرآن نازل ہوتا رہا رسول مکرم صلی اللہ علیہ وسلّم کی نگرانی میں آپ ہی کی ہدایات کے مطابق تحریر کیا جاتا رہا لیکن یہ تحریریں کتابی شکل میں جمع نہ تھیں بلکہ جھلی نما کاغذوں' کھجور کے چھلکوں' پتھر کی سلوں' شانوں کی ہڈیوں یا چمڑے وغیرہ پر لکھی جاتی رہیں۔علاوہ ازیں آپ نے اس کی حفاظت کے درج ذیل اقدامات بھی فرمائے:۔

(۱) اللہ تعالیٰ کی تائید اور مدد سے آپ ﷺ نازل ہونے والی وحی کو اچھی طرح یاد فرما لیتے اور بکثرت اس کی تلاوت فرماتے رہتے بلکہ جب جبریل امین وحی لے کر آتے تو آپ ﷺ فوراً تیز تیز اس کی تلاوت میں مشغول ہوتے۔جس پر اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب ﷺ کو تسلی دیتے ہوئے وحی نازل فرمائی کہ ''اے حبیب ﷺ آپ اس وحی کو یاد کرنے کی خاطر اپنی زبان کو تیز تیز حرکت نہ دیا کریں بلکہ اس کلام کا (سینۂ مبارک میں) جمع کرنا اور

marfat.com

آپ ﷺ کو پڑھانا ہمارے ذمہ ہے'' گویا حفاظتِ قرآن اور تدوین قرآن کا یہ خدائی اعلان سب سے زیادہ اہم اور اساسی حیثیت رکھتا ہے۔

(۲) آپ ﷺ نازل شدہ کلام لوگوں کو پڑھ کر سناتے اور صحابہ کرام کو اِسے زبانی یاد کرنے کی ترغیب دلاتے چنانچہ صحابہ کرام اسے اپنے سینوں میں محفوظ کر لیتے اور شوق سے اس کی بکثرت تلاوت کرتے رہتے چنانچہ سورۃ العنکبوت کی ایک آیت میں اللہ تعالیٰ نے صحابہ کی اس کیفیت کا ذکر فرمایا ہے کہ'' بلکہ وہ (قرآن) تو روشن اور واضح آیات کا مجموعہ ہے جو اہل علم کے سینوں میں محفوظ ہے'' گویا یہ حفاظتِ قرآن اور تدوین قرآن کا دوسرا خدائی ذمہ اور اعلان تھا۔

(۳) ترتیب آیات: قرآن حکیم نجماً نجماً نازل ہوا۔ اکثر پانچ یا سات آیات نازل ہوتیں کبھی پوری سورت نازل ہو جاتی۔ کبھی ایسا بھی ہوتا کہ ایک سورت کی چند آیات نازل ہوئیں وہ ابھی مکمل نہ ہوتی کہ دوسری سورت کی کچھ آیات نازل ہو جاتیں پھر کسی اور سورت کی آیتوں کا نزول ہو جاتا۔ جب کہ حضرت جبریل آپ کو ہر سورت کی آیات کی ترتیب سے بھی آگاہ کر دیتے اور آپ ﷺ اِسی کے مطابق کاتبین وحی کو ہدایت فرمادیتے کہ فلاں آیات کو فلاں سورہ میں فلاں مقام پر رکھو۔ اور اس بات پر امتِ مسلمہ کا ہمیشہ اجماع رہا ہے کہ ہر سورت میں آیات کی ترتیب توقیفی ہے یعنی اللہ تعالیٰ کی بتائی ہوئی ہے۔

ہر رمضان المبارک میں حضرت جبریل امینِ رسول کریم ﷺ کے ساتھ قرآن حکیم کا دور کرتے بلکہ آپ ﷺ کی ظاہری حیاتِ طیبہ کے آخری رمضان المبارک میں قرآن مجید کے دو دور ہوئے، اس سے بخوبی اندازہ ہو جاتا ہے کہ قرآن کریم کی حفاظت اور جمع وتدوین کا کس قدر اہتمام ہوا تھا۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وصال کے وقت قرآن مجید سینکڑوں سینوں میں محفوظ تھا اور متعدد صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے پاس پورا قرآن مختلف اشیاء پر لکھا ہوا بھی موجود تھا چنانچہ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ حضرت ابیؓ بن کعب رضی اللہ عنہ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کے مصاحف کا ذکر کتب سِیَر وتاریخ میں مذکور ہے۔

یہ بات قطعی طور پر ثابت ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عہد مبارک میں ہی قرآن مجید کی جمع وتدوین ہو چکی تھی اور پورا قرآن توقیفی ترتیب کے ساتھ صحابہ کے سینوں میں نیز مختلف اشیاء پر تحریری شکل میں بھی موجود تھا۔

marfat.com

(۲) دوسرا مرحلہ ..... عہد صدیقیؓ

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے رفیق اعلیٰ سے جا ملنے کے بعد جب فتنہ ارتداد نے سر اٹھایا اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اس کو کچلنے کے لئے صحابہ کے لشکر روانہ کیے تو مسیلمہ کذّاب سے یمامہ کے مقام پر مسلمانوں کی جو خون ریز جنگ ہوئی اس میں مسیلمہ کا خاتمہ تو ہو گیا لیکن اس میں ستر کے قریب حفاظ صحابہ شہید ہو گئے

اس سانحہ نے حضرت فاروق اعظمؓ کو بہت پریشان کر دیا اور انہوں حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں عرض کی کہ اگر جنگوں میں اسی طرح صحابہ کرام شہید ہوتے رہے تو کہیں ہم اس کتاب ہدایت سے محروم نہ ہو جائیں اس لئے مصلحت کا تقاضا اسی میں ہے کہ اس مقدس قرآن کو کتابی شکل میں یکجا جمع کر دیا جائے۔ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں وہ کام کرنے کو تیار نہیں ہوں جسے خود رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نہیں کیا لیکن حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے مسلسل اصرار پر انہیں اس کام کی اہمیت کا احساس ہو گیا اور آپ نے حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کو طلب کیا و رانہیں قرآن کو یکجا جمع کرنے کی ہدایت فرمائی۔ پہلے تو انہوں نے بھی انکار کیا لیکن خلیفہ اول کے سمجھانے پر ان کو شرحِ صدر حاصل ہو گیا اور یوں اعلان کروا دیا گیا کہ جس کسی کے پاس قرآن کا جو حصہ لکھا ہوا ہو اسے حضرت زید رضی اللہ عنہ کے پاس لایا جائے۔ چنانچہ حضرت زید رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ (جو دونوں حافظان قرآن تھے) نے ہر ہر آیت کو توقیفی ترتیب کے مطابق بڑی محنت اور جستجو سے دو دو صحابہ کرام کی گواہی کے بعد ایک صحیفے میں لکھا اور یوں پورا قرآن یکجا جمع کر کے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے حوالے کر دیا آپ کے بعد یہ صحائف حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو منتقل ہوئے اور آپ کی شہادت کے بعد یہ آپ کی صاحبزادی امّ المومنین حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کی تحویل میں آئے، جسے بعد میں حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں '' المصاحف الائمہ '' کی تیاری میں بنیاد بنایا گیا۔

marfat.com

(۳) تیسرا مرحلہ ..... عہد عثمانیؓ

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت میں جب قرأ توں سے اختلاف پیدا ہوا اور حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے آرمینیا کے محاذ جنگ پر اس اختلاف کو اپنی آنکھوں کے سامنے دیکھا تو مدینہ منورہ حاضر ہو کر گھر جانے کی بجائے سیدھا حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہو کر ان کو اپنی تشویش سے آگاہ کیا چنانچہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فوراً صحابہ کرامؓ کے مشورہ سے حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کی سربراہی میں بارہ صحابہ کرام پر مشتمل ایک بورڈ تشکیل دیا اور ام المومنین حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا سے عہد صدیقی والا مصحف منگوا کر قریش کی قرأت پر کتابت کروا کے قرآن مجید کی پانچ (ایک روایت کے مطابق سات) جلدیں تیار کروائیں۔ ایک نسخہ مدینہ منورہ میں رکھ لیا گیا اور ایک ایک نسخہ مختلف صوبوں میں بھجوا دیا گیا۔ ان مصاحف کو '' المصاحف الائمہ '' کہتے ہیں یعنی وہ مصاحف جو مثال اور نظیر بننے والے اور واجب الاقتداء ہوں۔ نیز جو نسخے لوگوں کے پاس تھے اُن کو جلا دینے کا حکم دیا گیا۔

مصحف عثمانی کے مرتب ہونے سے لے کر آج تک قرآن مجید کے پورے عالم اسلام میں تمام نسخے اسی مصحف کی مکمل مطابقت میں تیار ہوئے ہیں حتی کہ اس کے رسم الخط تک کی مکمل پیروی کی گئی ہے اور یہ عین اس کے مطابق ہے جو حضرت زید رضی اللہ عنہ نے آخری رمضان المبارک میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے خود سنا تھا اور آپ ﷺ کے ساتھ دَور کیا تھا۔

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کا یہ کارنامہ نہایت شاندار اور بڑی قدر و قیمت والا ہے اس سے مسلمانوں کی شیرازہ بندی ہوئی' قرآن کے حوالے سے اختلاف کے جنم لینے کا ہمیشہ کے لئے خاتمہ ہو گیا۔ تب سے لے کر آج تک پوری دنیا میں قرآن مجید کے تمام نسخے اُسی مصحف کی ہو بہو نقل ہیں اور کسی مسلمان کو اجازت نہیں کہ وہ قرأت یا کتابت میں مصحف عثمانی سے ذرا بھی اختلاف کرے۔ اسی عظیم الشان خدمت کی وجہ سے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو جامع القرآن کہا جاتا ہے۔

marfat.com

بیان کیا جاتا ہے کہ مصاحف عثمانی میں سے ایک مصحف تاشقند میں دوسرا نسخہ استنبول میں اور تیسرا انڈیا آفس لائبریری لندن میں ہے۔ لندن والے نسخے پر سرکاری مہریں لگی ہوئی ہیں اور لکھا ہے کہ یہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا نسخہ ہے استنبول والے نسخے میں سورہ بقرۃ کی آیت **فَسَيَكْفِيكَهُمُ اللّٰهُ** پر سرخ دھبے پائے جاتے ہیں جن کی بابت کہا جاتا ہے کہ یہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا خون ہے۔ اِن تینوں نسخوں کے خط اور تقطیع میں ذرا بھی فرق نہیں ہے اور ہمارے قرآن مجید کے نسخوں اور اِن تین نسخوں کے درمیان بھی کوئی فرق نہیں ہے۔

یہاں یہ ذکر بھی ایمانی حلاوت کا موجب ہوگا کہ صلح نامہ حدیبیہ سے قبل حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلّم نے جب حضرت عثمان ؓ کو کفار مکہ سے گفتگو کرنے کے لئے سفیر بنا کر بھیجا تھا تو یہ افواہ پھیلا دی گئی کہ کفارِ مکہ نے حضرت عثمان ؓ کو شہید کر دیا ہے کیونکہ سفیر کو قتل کرنا زمانۂ جاہلیت سے ہی جُرم چلا آتا تھا اس لئے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے صحابہ کرام سے قصاص عثمان پر بیعت لی تھی جس کا مفصل ذکر قرآن مجید کی سورۃ الفتح کی آیت نمبر ۱۰ میں موجود ہے اور اس کو بیعتِ رضوان کا نام دیا گیا ہے اور قرآن نے کہا وہ درحقیقت اللہ تعالیٰ سے بیعت کر رہے ہیں اُن کے ہاتھوں پر اللہ کا ہاتھ ہے۔ چودہ سو صحابہ ؓ نے آپ ﷺ کے مبارک ہاتھ پر بیعت کی۔ تفسیر ابنِ کثیر میں حضرت جابر ؓ سے حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلّم کا یہ ارشاد منقول ہے کہ "جنہوں نے اس درخت کے نیچے میرے ساتھ بیعت کی ہے ان میں سے کوئی بھی دوزخ میں داخل نہیں ہوگا" اس بیعت میں آپ صلی اللہ علیہ وسلّم نے اپنے ایک دستِ مبارک کو حضرت عثمان ؓ کا ہاتھ قرار دے کر اپنے دوسرے ہاتھ مبارک میں دے کر فرمایا تھا کہ یہ میرے عثمان ؓ کی طرف سے بیعت ہے۔ گویا بالواسطہ حضرت عثمان ؓ کا ہاتھ بھی "یداللہ" بن گیا۔ اور یوں حضرت عثمان ؓ کا جامع القران ہونا اور انکے ہاتھوں اس مقدس قرآن کا جمع کیا جانا اور زیادہ مسلّم ہوگیا۔ قرآن نے اسی لئے اعلان فرمادیا:۔

اِنَّا نَحۡنُ نَزَّلۡنَا الذِّكۡرَ وَ اِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوۡنَ ۝

(ترجمہ) کہ بے شک ہم نے قرآن نازل کیا اور ہم ہی اس کی حفاظت کرنے والے ہیں۔

حفاظتِ قرآن کا یہ اہم ترین اعلانِ خداوندی تھا

marfat.com

۴۔ فضائل واعجاز القرآن

اللہ تعالیٰ نے انسانیت کی رہنمائی اور اُن کی حقیقی کامیابی کے لئے جو مقدس کتاب اپنے پیارے حبیب حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قلبِ منیر پر نازل فرمائی اس کی شان دیگر تمام کتب ساویہ سے بلند اور اعلیٰ ہے۔ یہ کتاب علوم ومعارف کا ایک خزینہ ہے اور اس کی خوبصورتی نگاہوں کو خیرہ کرتی ہے جب کہ ہر پیاسے کو اس سے فیض ملتا ہے اور اس کی تعلیمات سے انسان کو اپنی پہچان کے علاوہ خداشناسی بھی نصیب ہوتی ہے۔

یہ پوری کتاب ہر لحاظ سے سراپا اعجاز ہے اس کا ہر پہلو حسین اور دلربا ہے۔ اس کی مسحور کن آیات میں اتنی دل کشی اور جاذبیت ہے کہ نوع انسانی کے سنجیدہ اور ذہین افراد کو اپنی طرف مقناطیس کی طرح جذب کر لیتی ہیں۔ اس کے متوالوں میں اپنے بھی ہیں، پرائے بھی، ادیب بھی اور فلسفی بھی خواہ کوئی عربی تھا یا عجمی ہر ایک نے اس کی چاکری کی اور ہر ایک نے اس کی خدمت کو اپنے لئے باعثِ عزت وافتخار سمجھا۔

علومِ قرآن:

قرآنی علوم ایک سمندر ہے جس کا کوئی کنارا نہیں ہے۔ اس بحرِ بےکراں میں غوّاصی کرنے والوں نے غوّاصی کا حق ادا کر دیا اور ہر ایک نے اپنی ہمت اور استعداد کے مطابق اس سے اپنے دامن کو موتیوں سے بھرا اور ہر ایک کی جھولیاں تو انمول موتیوں اور علوم ومعارف کے خزینوں سے بھر گئیں لیکن اس کے معارف کے خزینے بھرے کے بھرے ہی رہے اور اس قرآن کے علوم کے خزانوں میں کوئی کمی نہ ہوئی۔ اس قرآن کے گلستان سے عمر بھر خوشہ چینی کرنے والوں نے بھی تھک ہار کر یہی اعتراف کیا کہ ہماری جھولیاں ہی تنگ ہیں وگرنہ قرآن کے فیضان میں کوئی شک نہیں ہے قرآن نے اپنے بارے خود کہا:

marfat.com

"وَلَا رَطْبٍ وَّلَا يَابِسٍ اِلَّا فِي كِتٰبٍ مُّبِيْنٍ"

ترجمہ: کائنات کی ہر خشک و تر چیز اس واضح کتاب میں موجود ہے۔

اگر انسان سوچنے لگ جائے کہ دنیا میں کونسی ایسی چیز ہے جو خشکی یا تری سے ماوراء ہے۔ کائنات کی ہر شے پر غور کریں تو پتا چلتا ہے کہ ہر چیز اِن تین حالتوں میں سے کسی ایک حالت سے خالی نہیں ہے۔ یا تو وہ چیز خشک ہوگی یا تر ہوگی یا خشکی اور تری کا مجموعہ ہوگی گویا قرآن میں کائنات کی ہر چیز کا علم موجود ہے یہ الگ بات ہے کہ دنیا والے اس تک رسائی حاصل نہ کرسکیں۔

اس مقدس کتاب کے مضامین پوری زندگی کا احاطہ کیے ہوئے ہیں اس لحاظ سے یہ ایک مکمل ضابطہ حیات ہے قرآنی علوم کا اگر ایک اجمالی خاکہ تیار کیا جائے تو ان میں سے نمایاں علوم درج ذیل ہیں:۔

(۱) عقائد (توحید، رسالت، آخرت اہم عقائد ہیں)

(۲) عبادات

(۳) معاملات

(۴) اخلاقیات

(۵) دعوتِ فکر

(۶) قصص

(۷) انسانی فلاح

(۸) زبان و بیان کے تمام علوم

(۹) حلال و حرام کا بیان

(۱۰) فکری / علمی / سائنسی ترقی کی راہیں

marfat.com

انداز بیان:

قرآن کریم کا انداز بیان اس قدر دل کش اور منفرد ہے کہ اس کی آیات کو جو بھی سنتا ہے متاثر ہوتا ہے اور اس کی حلاوت دل میں اتر جاتی ہے۔ اس کے چھوٹے چھوٹے جملوں میں بے شمار معانی اور مطالب پوشیدہ ہیں۔ اہل عرب کو اپنی زبان پر بڑا ناز تھا اور وہ اپنے علاوہ سب کو عجم یعنی گونگا کہتے تھے لیکن جب قرآن کریم کا نزول ہوا تو خود ان کی زبانیں گنگ ہو گئیں۔

تیرے سامنے یوں دبے لچے فصحاء عرب کے بڑے بڑے
کوئی جانے منہ میں زباں نہیں نہیں بلکہ جسم میں جاں نہیں

حدیث پاک میں آتا ہے کہ خود حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صحابہ کرام سے جب قرآن مجید سُنتے تو آپ پر ایک عجیب کیفیت طاری ہو جاتی۔ اس سلسلہ میں احادیث میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے ایک روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دفعہ مجھ سے فرمایا کہ "مجھے قرآن سناؤ" میں نے عرض کی! اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں آپ ﷺ کو قرآن سناؤں؟ حالانکہ آپ ﷺ پر قرآن نازل ہوا ہے آپ ﷺ نے فرمایا "میں اوروں سے قرآن سُننا پسند کرتا ہوں" چنانچہ میں سُورۃ النساء پڑھنے لگا جب میں اس آیت پر پہنچا کہ :

ترجمہ: اے حبیب ﷺ! بھلا وہ منظر کیسا ہو گا جب ہم ہر امّت میں سے احوال بتانے والے کو بلائیں گے اور آپ ﷺ کو اُن سب پر بطور گواہ لائیں گے"

تو آپ ﷺ نے فرمایا "اب بس کرو" میں نے آپ ﷺ کی طرف نظر اٹھا کر دیکھا تو آپ ﷺ کی آنکھوں سے آنسو جاری تھے۔

علاوہ ازیں حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مثال بھی ہمارے سامنے ہے یہ تلاوت قرآن ہی کا اثر تھا کہ جس نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کایا پلٹ دی۔ لہٰذا یہ تلاوتِ قرآن مومنین کی آنکھوں کا نور اور دل کا سرور ہے۔

marfat.com

جامع اور عالمگیر کتاب:

پہلی آسمانی کتابیں صرف کسی خاص قوم، خاص علاقے اور مخصوص زمانے کے لئے تھیں اس لئے ان کا خطاب بھی محدود لوگوں سے تھا نیز اُن کی تعلیمات بھی جزوی تھیں بلکہ کچھ تو فقط مناجات اور دعاؤں کا مجموعہ تھیں جب کہ بعض میں چند فقہی مسائل اور عقائد بیان ہوئے تھے لیکن قرآن مجید ایک آفاقی اور عالمگیر کتاب ہے۔ جس کی تعلیمات قیامت تک کے لئے قابلِ عمل ہیں اور فطرتِ انسانی کے عین مطابق ہیں۔ اس میں بیان کردہ دین ایک مکمل ضابطہ حیات ہے۔

متفرق خصوصیات:

اس مقدس کلام کی خوبیوں اور خصوصیات کو نہ تو کسی تحریر میں لایا جاسکتا ہے نہ شمار کیا جاسکتا ہے سارے حُسن اور زبان و بیان کی تمام خوبیاں قرآن سے خیرات لینے والی ہیں۔ تھک ہار کر کہنا پڑتا ہے کہ

دامانِ نظر تنگ و گُلِ حُسن تو بسیار
گُل چینِ تو از تنگیِ داماں گلہ دارد

marfat.com

منتخب آیات کا ترجمہ و تشریح

سورۃ البقرۃ (آیات ۲۸۵ تا ۲۸۶)

سورۃ النساء (آیات ۶۱ تا ۶۵)

سورۃ المائدۃ (آیات ۹۰ تا ۹۱)

سورۃ التوبہ (آیات ۶۱ تا ۶۴)

سورۃ الفرقان (آیات ۶۳ تا ۷۰)

سورۃ الحجرات (آیات ۱ تا ۵)

سورۃ الحشر (آیات ۲۲ تا ۲۴)

marfat.com

۵۔ سورہ البقرۃ

ترجمہ ، تعارف ، تفسیر

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

آیت نمبر ۲۸۵

اٰمَنَ الرَّسُوْلُ بِمَآ اُنْزِلَ اِلَیْہِ مِنْ رَّبِّہٖ وَالْمُؤْمِنُوْنَ ط

ایمان لائے یہ رسول (کریم) اس (کتاب) پر جو اتاری گئی اُن کی طرف اُن کے رب کی طرف سے اور (ایمان لائے) مومن

کُلٌّ اٰمَنَ بِاللّٰہِ وَمَلٰئِکَتِہٖ وَکُتُبِہٖ وَرُسُلِہٖ قف لَا نُفَرِّقُ

یہ سب دل سے مانتے ہیں اللہ کو اور اُس کے فرشتوں کو اور اُس کی کتابوں کو اور اُس کے رسولوں کو (نیز کہتے ہیں) ہم فرق نہیں کرتے

بَیْنَ اَحَدٍ مِّنْ رُّسُلِہٖ قف وَقَالُوْا سَمِعْنَا وَاَطَعْنَا

کسی ایک میں اس کے رسولوں سے اور انہوں نے کہا ہم نے سنا اور ہم نے اطاعت کی۔

غُفْرَانَکَ رَبَّنَا وَ اِلَیْکَ الْمَصِیْرُ ۝

ہم طالب ہیں تیری بخشش کے اے ہمارے رب اور تیری ہی طرف (ہمیں) لوٹنا ہے۔

آیت نمبر ۲۸۶

لَا یُکَلِّفُ اللّٰہُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَہَا ط لَہَا مَا کَسَبَتْ وَعَلَیْہَا مَا اکْتَسَبَتْ ط

ذمہ داری نہیں ڈالتا اللہ کسی پر مگر جتنی طاقت ہو اس کی اس کو اجر ملے گا جو (نیک عمل) اس نے کیا اور اس پر وبال ہوگا جو (برا عمل) اس نے کمایا

رَبَّنَا لَا تُؤَاخِذْنَآ اِنْ نَّسِیْنَآ اَوْ اَخْطَاْنَا ج رَبَّنَا وَلَا تَحْمِلْ عَلَیْنَآ

اے ہمارے رب نہ پکڑ ہم کو اگر ہم بھولیں یا خطا کر بیٹھیں۔ اے ہمارے رب نہ ڈال ہم پر

marfat.com

رَبَّنَا اِصْرًا کَمَا حَمَلْتَهٗ عَلَی الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِنَا ج

اے ہمارے پروردگار! بھاری بوجھ جیسے تو نے ڈالا تھا اُن پر جو ہم سے پہلے گزرے ہیں

وَلَا تُحَمِّلْنَا مَا لَا طَاقَةَ لَنَا بِهٖ ج وَاعْفُ عَنَّا وقف وَاغْفِرْ لَنَا وقف

نہ ڈال ہم پر وہ بوجھ جس کے اٹھانے کی ہم میں قوت نہیں اور درگزر فرما ہم سے اور بخش دے ہم کو

وَارْحَمْنَا وقف اَنْتَ مَوْلٰنَا فَانْصُرْنَا عَلَی الْقَوْمِ الْکٰفِرِیْنَ ○

اور رحم فرما ہم پر تو ہی ہمارا دوست (اور مددگار) ہے تو مدد فرما ہماری قوم کفار پر۔

مشکل الفاظ اور ان کے معانی:۔

آیت نمبر ۲۸۵

اٰمَنَ : ایمان لایا (فعل ماضی معروف)

بِمَا : بِ (ساتھ)+مَا(اُس کے جو)

اُنْزِلَ : نازل کیا گیا (فعل ماضی مجہول)

اِلَیْهِ : اُس کی طرف

کُلٌّ : سب کے سب ، تمام

مَلٰئِکَتِهٖ : مَلَائِك ، مَلَك" کی جمع ہے فرشتہ + ہ (اُس کے)

کُتُبِهٖ : کُتُبٌ ، کِتَاب" کی جمع ہے مراد ہے آسمانی کتابیں +ہ (اُس کی)

رُسُلِهٖ : رُسُل" ، رَسُوْل" کی جمع ہے +ہ (اُس کے)

marfat.com

لَا نُفَرِّقُ	:	ہم تفریق نہیں کرتے (فعل مضارع منفی)
بَيْنَ	:	درمیان (اسم ظرف مکان)
اَحَدٍ	:	کسی ایک
قَالُوْا	:	انہوں نے کہا (فعل ماضی معروف / جمع کا صیغہ)
سَمِعْنَا	:	ہم نے سُنا
وَاَطَعْنَا	:	اور ہم نے اطاعت کی
غُفْرَانَكَ	:	غُفْرَانَ (بخشش) + كَ (تیری)
اِلَيْكَ	:	اِلٰی (طرف) + كَ (تیری)
الْمَصِيْرُ	:	لوٹنے کی جگہ / ٹھکانا

آیت نمبر ۲۸۶

لَا يُكَلِّفُ	:	ذمّہ داری نہیں ڈالتا
نَفْساً	:	کسی جان کو
اِلَّا	:	مگر، سوائے
وُسْعَهَا	:	وُسْعُ (مقدور) + هَا (اُس جان کے)
لَهَا	:	لَ (کیلئے) + هَا (اُس جان کے لئے)
مَا كَسَبَتْ	:	جو کچھ اس نے کمایا
عَلَيْهَا	:	عَلٰی (پر) + هَا (اُس جان پر)

marfat.com

مَا اكْتَسَبَتْ	جو کمائی کی (اُس جان نے)
لَا تُؤَاخِذْنَآ	لَا (نہ)+تُؤَاخِذْ (پکڑ تو)+نَا (ہم کو)
اِنْ	اگر
نَسِيْنَا	ہم سے بھول ہو جائے۔
اَخْطَاْنَا	ہم سے خطا ہو جائے۔
لَا تَحْمِلْ	نہ ڈال
اِصْرًا	بوجھ
كَمَا	جیسے کہ
حَمَلْتَهٗ	حَمَلْتَ (تو نے ڈالا)+ہٗ (اُس بوجھ کو)
عَلَى الَّذِيْنَ	ان لوگوں پر
قَبْلِنَا	(ہم سے پہلے)+ قَبْلِ (پہلے)+ نَا (ہم سے)
وَلَا تُحَمِّلْنَا	اور تو ہم سے نہ اٹھوا
فَاعْفُ	پس تو در گزر کر
عَنَّا	عن (سے)+نا (ہم)
وَاغْفِرْ	اور بخش دے
مَوْلٰنَا	مَوْلٰی (آقا)+ نَا (ہمارا)
فَانْصُرْنَا	ف (پس) + اُنْصُرْ (تو مدد کر)+نَا (ہماری)

marfat.com

تشریح:۔

اِن آیات کے فضائل:۔

مندرجہ بالا آیات سورۃ البقرۃ کی آخری دو آیات ہیں۔اس سورۃ میں ویسے تو قانون' اخلاق' آئین' سیاست کے قواعد وضوابط' قبلہ کا تعین' کفر سے مقابلہ کی اجازت اور دیگر کئی موضوعات کا بیان ہے لیکن ان دو آیات میں اللہ تعالی نے بندوں کو التجاء کا جو طریقہ سکھایا وہ تمام جسمانی' روحانی' انفرادی' اجتماعی' دینی' دنیاوی نیز جملہ سعادتوں اور سرفرازیوں پر مشتمل ہے۔

حدیث پاک میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے عرش کے نیچے والے خزانوں میں سے سورۃ بقرۃ کی یہ آخری دو آیات بطور خاص مجھے عطا فرمائی ہیں جو مجھ سے پہلے کسی بھی نبی کو عطا نہیں کی گئیں تھیں۔

ایک اور حدیث مبارکہ میں ارشاد فرمایا:

''جس نے یہ دو آیات پڑھ لیں اس کے لئے کافی ہیں''

اسی طرح ایک اور حدیث میں جو حضرت عبداللہ بن عباس سے مروی ہے کہ آپ نے ارشاد فرمایا کہ ''یہ آیات جنت کے خزائن میں سے ہیں' مخلوق کی پیدائش سے دو ہزار سال پہلے خود رحمٰن نے انہیں اپنے دستِ قدرت سے لکھ دیا تھا حضرت فاروق اعظم اور سیدنا حضرت علی رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ جس میں کچھ بھی عقل ہوگی وہ ان دو آیات کی تلاوت کے بغیر نہیں سوئے گا''

شانِ نزول:۔

روایات میں آیا ہے کہ جب اِن دو آیات سے قبل آیت نمبر ۲۸۴ نازل ہوئی جس میں فرمایا گیا '' اور اگر تم ظاہر کرو جو کچھ تمھارے دلوں میں ہے یا تم اسے چھپائے رہو حساب لے گا تم سے اس کا اللہ تعالیٰ پھر بخش دے گا جسے چاہے گا اور عذاب دے گا جسے چاہے گا'' تو صحابہ کرام بے چین ہو کر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

marfat.com

کی بارگاہ میں حاضر ہوئے اور کہا کہ اس آیت پر عمل کرنے کی طاقت نہیں ہے جس پر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ تم یہود ونصاریٰ کی طرح یہ مت کہو کہ سمعنا وعصینا ''ہم نے حکم تو سُن لیا لیکن مانا نہیں'' بلکہ رب کی بارگاہ میں یوں عرض کرو سمعنا و اطعنا غفرانك ربنا و اليك المصير چنانچہ صحابہ کرام نے اپنے آقا کا یہ فرمان سُن کر فوراً تعمیل کی اور جونہی زبان سے اس کریم آقا کا یہ فرمان ادا کیا تو رب ذوالجلال نے امن الرسول بما انزل الخ نازل فرما کراُن کے ایمان کی تصدیق فرمادی۔

آیت نمبر ۲۸۵:۔

اس آیت میں ایمان کا اجمالی تذکرہ ہے جس کی جزئیات درج ذیل ہے۔

۱۔ اللہ تعالیٰ کو وحدہ لاشریک ماننا

۲۔ فرشتوں کو نوری اور اللہ تعالیٰ کی تابع فرماں مخلوق تسلیم کرنا

۳۔ تمام آسمانی کتابوں کو صحیح ماننا

۴۔ تمام رسولوں کی رسالت پر بلا استثناء ایمان لانا

۵۔ یوم قیامت پر یقین رکھنا۔

آیت نمبر ۲۸۶:۔

اس آیت میں بندہ نواز مولا نے اپنے بندوں کو اپنی بارگاہ سے مانگنے کا طریقہ اور سلیقہ سکھایا ہے کہ مجھ سے مانگنا ہو تو یوں مانگا کرو اور یہ کچھ مانگا کرو۔ سخاوت کا یہ کتنا حسین انداز ہے کہ وہ کریم اور بہت کریم رب اپنے بندوں کو حکم فرما رہا ہے کہ بڑے خلوص اور نیاز سے مجھ سے اپنی خطاؤں اور لغزشوں کی معافی مانگو میں معاف کردوں گا۔ اور تمہیں ابدی نعمتوں سے سرفراز کروں گا۔

چنانچہ اسی لئے ایک حدیث میں آپ ﷺ نے فرمایا ہے کہ'' ان آیات کو سیکھو اور اپنی عورتوں اور بچوں کو سکھاؤ''۔ لہذا ہم میں سے ہر ایک کو چاہیے کہ ان دونوں آیات کو خود بھی یاد کریں اور اپنے گھر کے دیگر افراد کو بھی یاد کرنے کی تلقین کریں' نیز رات کو سوتے وقت اِن آیات کی ضرور تلاوت کر کے سویا کریں۔

maktabah.org

٦۔ سورۃ النّساء

ترجمہ ، تعارف ، تفسیر

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

آیت نمبر ٦١

وَاِذَا قِيْلَ لَهُمْ تَعَالَوْا اِلٰى مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ وَ اِلَى الرَّسُوْلِ

اور جب کہا جائے انہیں کہ آؤ اس (کتاب) کی طرف جو اتاری ہے اللہ نے اور آؤ رسول ﷺ کی طرف

رَاَيْتَ الْمُنٰفِقِيْنَ يَصُدُّوْنَ عَنْكَ صُدُوْدًا ۝

تو آپ دیکھیں گے منافقوں کو کہ منہ موڑ لیتے ہیں آپ سے روگردانی کرتے ہوئے۔

آیت نمبر ٦٢

فَكَيْفَ اِذَآ اَصَابَتْهُمْ مُّصِيْبَةٌ بِمَا قَدَّمَتْ اَيْدِيْهِمْ

پس کیا حال ہوتا ہے جب پہنچتی ہے انہیں مصیبت بوجہ ان (کرتوتوں) کے جو آگے بھیجے ہیں ان کے ہاتھوں نے

ثُمَّ جَآءُوْكَ يَحْلِفُوْنَ بِاللّٰهِ اِنْ اَرَدْنَآ اِلَّآ اِحْسَانًا وَّتَوْفِيْقًا ۝

پھر حاضر ہوتے ہیں آپ کے پاس قسمیں اٹھاتے ہیں اللہ کی نہیں قصد کیا تھا ہم نے مگر بھلائی اور مصالحت کا

آیت نمبر ٦٣

اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ يَعْلَمُ اللّٰهُ مَا فِيْ قُلُوْبِهِمْ ق فَاَعْرِضْ عَنْهُمْ

یہ وہ لوگ ہیں خوب جانتا ہے اللہ تعالیٰ جو کچھ ان کے دلوں میں ہے۔ اے حبیب ﷺ! چشم پوشی فرمائیے ان سے

marfat.com

وَ عِظۡهُمۡ وَ قُلۡ لَّهُمۡ فِیۡۤ اَنۡفُسِهِمۡ قَوۡلًاۢ بَلِیۡغًا ○

اور نصیحت کرتے رہیے انہیں اور کہیے انہیں تنہائی میں ایسی بات جو بڑی موثر ہو

آیت نمبر ۶۴

وَ مَاۤ اَرۡسَلۡنَا مِنۡ رَّسُوۡلٍ اِلَّا لِیُطَاعَ بِاِذۡنِ اللّٰهِ ؕ

اور نہیں بھیجا ہم نے کوئی رسول مگر اس لئے کہ اس کی اطاعت کی جائے اللہ کے اذن سے

وَلَوۡ اَنَّهُمۡ اِذۡ ظَّلَمُوۡۤا اَنۡفُسَهُمۡ جَآءُوۡكَ فَاسۡتَغۡفَرُوا اللّٰهَ

اور اگر یہ لوگ ظلم کریں اپنی جانوں پر تو حاضر ہوں اے محبوب ﷺ آپ کے حضور اور پھر اللہ سے معافی چاہیں

وَاسۡتَغۡفَرَ لَهُمُ الرَّسُوۡلُ لَوَجَدُوا اللّٰهَ تَوَّابًا رَّحِیۡمًا ○

اور شفاعت فرمائیں ان کیلئے رسول کریم ﷺ (بھی) تو وہ ضرور پائیں گے اللہ تعالیٰ کو بہت توبہ قبول فرمانیوالا مہربان

آیت نمبر ۶۵

فَلَا وَرَبِّكَ لَا یُؤۡمِنُوۡنَ حَتّٰی یُحَكِّمُوۡكَ فِیۡمَا

پس اے حبیب ﷺ! تیرے رب کی قسم یہ لوگ مومن نہیں ہو سکتے یہاں تک کہ حاکم بنائیں آپ کو ہر اس جھگڑے میں

شَجَرَ بَیۡنَهُمۡ ثُمَّ لَا یَجِدُوۡا فِیۡۤ اَنۡفُسِهِمۡ حَرَجًا مِّمَّا قَضَیۡتَ

جو پھوٹ پڑا ان کے درمیان پھر نہ پائیں اپنے نفسوں میں تنگی اس سے جو فیصلہ آپ ﷺ نے کیا

وَ یُسَلِّمُوۡا تَسۡلِیۡمًا ○

اور تسلیم کر لیں دل و جان سے۔

marfat.com

مشکل الفاظ اور ان کے معانی:۔

آیت نمبر۶۱ تا ۶۵

قِیۡلَ : کہا جائے (فعل ماضی مجہول)

تَعَالَوۡا : آؤ (فعل امر صیغہ جمع مذکر حاضر)

یَصُدُّوۡنَ : وہ روگردانی کرتے ہیں (فعل مضارع صیغہ جمع مذکر غائب)

اَصَابَتۡھُمۡ : اَصَابَتۡ + ھُمۡ = پہنچی + ان کو

اَرَدۡنَآ : ہم نے ارادہ کیا (فعل ماضی صیغہ جمع متکلم)

یَعۡلَمُ : وہ (اللہ) جانتا ہے (فعل مضارع صیغہ واحد مذکر غائب)

فَاَعۡرِضۡ : پس تو چشم پوشی کر (فَ + اَعۡرِضۡ)

وَعِظۡھُمۡ : (وَ + عِظۡ ، فعل امر + ھُمۡ) اور نصیحت فرمایئے اُن کو

قَوۡلًا بَلِیۡغًا : موٴثر بات

اَرۡسَلۡنَا : ہم نے بھیجا (فعل ماضی صیغہ جمع متکلم)

لِیُطَاعَ : لِ + یُطَاعَ = تاکہ + پیروی کی جائے

ظَّلَمُوۡا : وہ ظلم کر بیٹھے (فعل ماضی صیغہ جمع مذکر غائب)

جَآءُوۡكَ : جَآءُوۡ + كَ = آئیں / حاضر ہوں + آپ کی بارگاہ میں

فَاسۡتَغۡفَرُوۡا : پس (حاضر ہونے کے بعد) + وہ مغفرت طلب کریں (اللہ تعالیٰ سے)

وَاسۡتَغۡفَرَ : اور وہ (نبی کریم) بھی (اُن کے لئے) مغفرت طلب کریں

marfat.com

لَوَجَدُوْا : لَ + وَجَدُوْا = البتہ ضرور / وہ پاتے (فعل ماضی صیغہ جمع مذکر غائب)

تَوَّابًا : بہت زیادہ توبہ قبول فرمانے والا (اسم مبالغہ کا صیغہ)

وَرَبِّكَ : (واؤ قسم کے لئے ہے) اے حبیب مکرم ﷺ تیرے رب کی قسم ہے

لَا يُؤْمِنُوْنَ : وہ مومن نہیں ہو سکتے

يُحَكِّمُوْكَ : يُحَكِّمُوْا + كَ = وہ حاکم بنائیں + آپ ﷺ کو

شَجَرَ : (جھگڑا) پھوٹ پڑا

لَا يَجِدُوْا : وہ نہ پائیں

حَرَجًا : تنگی

قَضَيْتَ : آپ ﷺ جو فیصلہ فرمائیں

يُسَلِّمُوْا : وہ سب تسلیم کرلیں

تَسْلِيْمًا : خوب اچھی طرح تسلیم کرنا (مفعول مطلق، تاکید کے لئے)

تعارف اور تشریح:۔

تعارف:

سورۃ نساء مدنی سورہ ہے۔ اس میں بڑی دوررَس اور اہم اصلاحات کا بیان ہے۔ یہ سورہ گھریلو زندگی، یتیم بچوں کے حقوق، عورت کا مقام، منافقین کے ساتھ مناسب حال رویہ اختیار کرنے، انفرادی کردار اور اطاعتِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جیسے اہم موضوعات پر مشتمل ہے۔

marfat.com

آیت نمبر ۶۱:

آیت نمبر ۶۱ میں منافقین کے ایک خاص رویے کا بیان ہے اُن کی یہ عادت تھی کہ جس مقدمہ کے بارے میں اُن کو یقین ہوتا کہ فیصلہ اُن کے حق میں ہوگا تو اس کے تصفیہ کے لئے تو آپ ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوتے اور جس کے متعلق اُنہیں علم ہوتا کہ وہ جھوٹے ہیں تو اس کے لئے کوئی اور حَکَم (فیصلہ کرنے والا) تلاش کرنے لگتے تاکہ وہاں سفارش یا اثر ورسوخ سے اپنی مرضی کا فیصلہ کرا سکیں۔ ایسے منافقین کے متعلق بتایا گیا کہ وہ ایسے مواقع پر آپ ﷺ کی بارگاہ میں حاضری سے کتراتے تھے اور آپ سے منہ پھیر لیتے۔ آج بھی بعض لوگ اپنے مفادات کی خاطر یہی طریقہ اپناتے ہیں کہ جس معاملے میں فائدہ کی توقع نہ ہو تو وہاں شریعت اسلامیہ اور حضور نبی کریم ﷺ کے اقوال کو پس پشت ڈال دیتے ہیں جبکہ فائدے کی صورت میں شریعت کے مطابق فیصلہ کرانے پر اصرار کرنے لگتے ہیں۔ گویا آج کل بھی عہد رسالت کے منافقین جیسے لوگ موجود ہیں۔

دوسرا اس آیت سے یہ بھی ثابت ہوا کہ قرآن کا حقیقی فہم حضور ﷺ کے درِ انور سے نصیب ہوتا ہے۔

آیت نمبر ۶۲/ ۶۳:

ان آیات میں بتایا گیا کہ جب ان کے نفاق کا پردہ چاک ہو جاتا ہے تو پھر جھوٹی قسمیں کھا کر اپنے پکا مسلمان ہونے کا یقین دلاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ فیصلہ تو وہی ہے جو آپ ﷺ نے فرمایا تھا۔ ہم فلاں شخص کے پاس تو فقط صلح صفائی کی غرض سے گئے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب ﷺ کو اس کے باوجود بھی اُن سے چشم پوشی کرنے اور علیحدگی میں انہیں وعظ ونصیحت کرنے کا حکم دیا۔

آیت نمبر ۶۴:

اس آیت میں مقصدِ بعثت ورسالت، اطاعتِ ربانی اور بندوں کی مغفرت اور بخشش کے حصول کا خوبصورت انداز اور طریقہ جیسے اہم اور نازک موضوعات کا بیان ہے چنانچہ ارشاد فرمایا کہ سلسلۂ رسالت کا مقصود

marfat.com

ہی یہی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے حکم سے ان رُسُلِ عظام کی سچی اطاعت کی جائے تو اب گویا اللہ تعالیٰ کو ماننا صرف اس صورت میں ممکن ہوگا جب رسول ﷺ کی اطاعت اور سچی غلامی کی جائے وگرنہ اللہ تعالیٰ پر ایمان کسی صورت میں متصور نہیں ہوسکتا اب وہ لوگ جو حضور ﷺ کی اتباع اور احادیث کو غیر ضروری سمجھتے ہیں اور فقط توحید کے نشے میں ہی سرشار پھرتے ہیں وہ اس آیت کریمہ کے مفہوم پر غور کیوں نہیں کرتے۔

تیرے دَر سے جو یار پھرتے ہیں　　　در بدَریوں ہی خوار پھرتے ہیں

اس آیت کے اگلے حصے میں اللہ تعالیٰ نے خود اپنے بندوں کو مغفرت اور بخشش کے حصول کا ایک طریقہ سکھایا ہے چنانچہ ارشاد فرمایا کہ اگر آپ ﷺ کے امتی دنیا بھر کے قصور کر کے اور اپنی جانوں پر طرح طرح کے ظلم توڑنے کے بعد نادم اور تائب ہو کر اللہ تعالیٰ سے معافی کے خواستگار ہونا چاہیں تو انہیں چاہیے کہ وہ آپ ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہو جائیں اور وہاں اللہ تعالیٰ سے اپنے لئے مغفرت طلب کریں نیز یہ کہ اے حبیب مکرم ﷺ آپ بھی اُن کے حق میں سفارش کے دو بول، بول دیں تو پھر یقیناً تیرے رب کی رحمت کا دریا جوش میں آئے گا، معصیت دُھل جائے گی اور مغفرت مل جائے گی۔ خواہ وہ کتنے گنہ گار، بدکار اور سیاہ کار کیوں نہ ہوں آپ ﷺ کے رب کی رحمت ان کو ہرگز ہرگز مایوس نہیں کرے گی۔

حضور نبی کریم ﷺ کی بارگاہ اقدس میں حاضری کی یہ برکت فقط آپ کی ظاہری زندگی تک ہی محدود نہ تھی بلکہ جَـاءُ وْکَ کا ارشادِ ربانی تا قیامت ہے۔ اگر کوئی اُمتی روضہ انور پر حاضر ہونے کی ہمت نہیں رکھتا تو کہیں سے بھی متوجہ ہو کر ہدیہ درود و سلام پیش کر کے عرض کر دے حاضری ہو جائے گی کیونکہ

نہ کہیں سے دور ہیں منزلیں نہ کوئی قریب کی بات ہے
جسے چاہے اُسے نواز دے یہ درِ حبیب کی بات ہے

اہل دل اور اہل نظر ہر آن اور ہر لمحہ ان برکات کا مشاہدہ کرتے ہیں تفسیر القرطبی میں سیدنا حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے آپ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ کے وصال باکمال کے تین روز بعد ایک اعرابی مدینہ طیبہ

marfat.com

آیا اور (فرطِ غم واندوہ سے) حضور نبی کریم ﷺ کے مزارِ پُر انوار پر گر پڑا اور آپ کی قبر انور کی مٹی کو اپنے سر پر ڈالا اور یوں عرض گزار ہوا یا رسول اللہ ﷺ! آپ نے جو کچھ ارشاد فرمایا ہم نے سنا اور جو کچھ آپ ﷺ نے اپنے رب سے سیکھا وہ ہم نے آپ ﷺ سے سیکھا اور اسی میں یہ آیت بھی تھی کہ وَلَوْ اَنَّھُمْ اِذْ ظَّلَمُوْٓا الخ میں نے اپنی جان پر بڑے ظلم کئے ہیں اب آپ کی بارگاہ میں حاضر ہوا ہوں تاکہ یہاں حاضر ہو کر رب تعالیٰ سے مغفرت مانگوں اے سراپا شفقت و رحمت! آپ بھی میری مغفرت کے لئے رب سے سفارش اور دعا فرمایئے چنانچہ حضور نبی کریم ﷺ کی قبر انور سے آواز آئی ''تجھے بخش دیا گیا''۔ اگر دل میں کجی اور ٹیڑھا پن نہ ہو تو آج بھی اہلِ ایمان کو اُس بارگاہِ مقدس سے جواب آتے ہیں۔

آیت نمبر ۶۵:

اس آیت میں حضور نبی کریم ﷺ کی غیر مشروط اطاعت اور اتباع کو بڑی تاکید اور وضاحت کے ساتھ بیان فرمایا گیا ہے چونکہ بات بڑی نازک اور اہم تھی اس لیے اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب مکرم ﷺ کی اطاعت نہ کرنے والوں اور آپ کے فیصلوں سے روگردانی کرنے والوں کے ایمان کی نفی کرنے کے لئے ایک قَسم بھی کھائی اور ''لائے نفی'' کو دو مرتبہ ذکر کیا۔ جبکہ قسم بھی وہ اٹھائی جس کا لطف فقط اہل محبت ہی محسوس کر سکتے ہیں یعنی اے حبیب ﷺ! مجھے تیرے رب ہونے کی قسم ہے جو لوگ اپنے تمام جھگڑوں میں آپ ﷺ کے فیصلوں کو تسلیم نہیں کریں گے وہ ہرگز ہرگز مومن نہیں ہو سکتے۔ بلکہ آیت کے آخری حصہ میں تو یہاں تک فرما دیا کہ آپ کے فیصلوں کو فقط ظاہری طور پر ہی تسلیم کرنا کافی نہیں ہے بلکہ صحیح مومن وہ ہوگا جو آپ کے فیصلے کے بعد اُسے دل و جان سے تسلیم کرے گا اور اس پر کوئی گھٹن یا تنگی محسوس نہیں کرے گا۔ یہی وجہ تھی کہ حضرت سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے ایک منافق (کہ جو آپ ﷺ کے فیصلہ فرمانے کے بعد دوبارہ فیصلہ کروانے اُن کے پاس گیا تھا) کا سر فوراً قلم کر دیا تھا۔ گویا آپ ﷺ کی کاملِ اتباع اور غیر مشروط اطاعت ہی عین ایمان ہے۔

؎ محمد ﷺ کی غلامی ہے سند آزاد ہونے کی   خدا کے دامنِ توحید میں آباد ہونے کی

marfat.com

۷۔ سورۃ المائدۃ

ترجمہ ، تعارف ، تفسیر

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

آیت نمبر۹۰

يَاَ يُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْآ اِنَّمَا الْخَمْرُ وَالْمَيْسِرُ وَالْاَ نْصَابُ وَالْاَزْلَامُ
اے ایمان والو! بے شک یہ شراب اور جُوا اور بت اور جوئے کے تیر
رِجْسٌ مِّنْ عَمَلِ الشَّيْطٰنِ فَاجْتَنِبُوْهُ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ O
سب ناپاک ہیں شیطانی کام ہیں سو ان سے بچو تا کہ تم فلاح پا جاؤ۔

آیت نمبر۹۱

اِنَّمَا يُرِيْدُ الشَّيْطٰنُ اَنْ يُّوْقِعَ بَيْنَكُمُ الْعَدَاوَةَ وَالْبَغْضَآءَ
بے شک شیطان تو یہی چاہتا ہے کہ ڈال دے تمھارے درمیان عداوت اور بغض
فِي الْخَمْرِ وَالْمَيْسِرِ وَيَصُدَّكُمْ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ وَعَنِ الصَّلٰوةِ ج
شراب اور جوئے کے ذریعہ اور تمھیں روک دے اللہ کے ذکر سے۔ اور نماز سے
فَهَلْ اَنْتُمْ مُّنْتَهُوْنَ O
تو کیا تم باز آنے والے ہو

marfat.com

مشکل الفاظ اوران کے معانی:۔

آیت نمبر۹۰

اِنَّمَا	:	بے شک
الخَمْرُ	:	شراب
المَیْسِرُ	:	جوا
اَلْاَنْصَابُ	:	بُت (پتھر)
الاَزْلَامُ	:	پانسے (فال کے تیر)
رِجْسٌ	:	ناپاک (پلید) بدبودار، غلیظ اور گندی چیز رجس کہلاتی ہے
فَاجْتَنِبُوْهُ	:	فَ (پس) + اِجْتَنِبُوْا (تم بچو/پرہیز کرو، پہلوتہی کرجاوَ) + هُ (اس ناپاکی سے)
لَعَلَّکُمْ	:	تاکہ تم
تُفْلِحُوْنَ	:	تم سب فلاح پاجاوَ

آیت نمبر۹۱

یُرِیْدُ	:	وہ چاہتا ہے/ارادہ کرتا ہے (فعل مضارع)
یُوْقِعَ	:	وہ ڈال دے/واقع کرے (فعل مضارع)
بَیْنَکُمْ	:	بَیْنَ (درمیان) + کُمْ (تمہارے)
العَدَاوَةَ	:	دشمنی
البَغْضَاءُ	:	بغض، کینہ

marfat.com

یَصُدَّ کُمْ : یَصُدَّ (وہ روکے) + کُم (تمہیں)

یَصُدَّ فعل مضارع ہے اس کے آخر میں زبر اَنْ کی وجہ سے آئی ہے جو یُوْقِعَ کے شروع میں آیا ہے۔

مُنْتَھُوْنَ : تم باز آنے والے ہو

تعارف اور تشریح:۔

تعارف:

سورۃ المائدہ مدنی سورۃ ہے۔ مائدۃ عربی زبان میں دستر خوان کو کہتے ہیں جس پر کھانے چنے گئے ہوں۔ اس سورۃ کی آیت نمبر۱۱۲ اور ۱۱۴ میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے حواریوں نے بنی اسرائیل کی طرح آسمان سے پکے پکائے کھانے نازل کروانے کا مطالبہ کیا تھا اس لئے اس سورہ کا یہ نام ہوا۔ نیز اسی سورۃ میں قرآن کریم کی آخری نازل ہونے والی آیت بھی ہے' جبکہ وضو اور تیمم کے بارے میں بھی اسی سورۃ میں آیات نازل ہوئیں نیز حج کے طریقے اور آداب کا بیان بھی اسی سورۃ میں ہے۔

تشریح آیات:۔

آیت نمبر ۹۰:۔

اس آیت میں چار حرام اشیاء کا ذکر ہے جو درج ذیل ہیں:۔

۱۔ شراب ۲۔ جُوا

۳۔ بُت ۴۔ پانسے (فال کے تیر)

جب کہ ان میں سے بُت (پتھر) اور پانسے مطلقاً حرام تھے شراب اور جوا جو بے شمار جسمانی اور روحانی

marfat.com

بیماریوں کی جڑ ہیں ان کا عرب میں عام رواج تھا چند لوگوں کے علاوہ سب اس کے متوالے تھے لیکن اسلام کے پاکیزہ نظامِ زندگی میں ایسی برائیوں کی گنجائش نہیں ہو سکتی تھی چنانچہ پہلے تو سورۃ بقرہ میں فرمایا ''اِن میں گناہ بڑا ہے اور لوگوں کے لئے فوائد بھی ہیں'' پھر کچھ عرصہ کے بعد فرمایا کہ ''جب تم نشہ کی حالت میں ہو تو نماز کے قریب نہ جاؤ''۔ اس سے صحابہ کے دلوں میں زیادہ احساس ہونے لگا جب ایمان پختہ ہو گئے تو اب اِن کو حرام کر دیا گیا۔

ذیل میں اِن چاروں کی تفصیل درج کی جاتی ہے:۔

۱۔ الخمر (شراب)

ہر مدہوش کر دینے والی شراب کو خمر کہتے ہیں اور یہ انگور' گندم' جو' کھجور' اور شہد سے کشید کی جاتی تھی۔

۲۔ مَیْسِرُ (جوا)

میسر مطلقاً جوا کو کہتے ہیں خواہ اس کی صورت کیسی ہو۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ شطرنج بھی جوا ہے۔ اہل عرب تیروں کے ذریعے بھی جوا کھیلا کرتے تھے۔ جیسا کہ نیچے ازلام کی تشریح میں آئے گا۔

۳۔ انصاب' بُت (پتھر)

اس سے مراد وہ بُت یا وہ پتھر ہیں جو حرم کعبہ کے اردگرد نصب تھے کفار ان کے لئے جانور ذبح کرتے اور ان کا خون ان پر مل دیتے اور اس عمل کو وہ اللہ کی قربت کا ذریعہ سمجھتے تھے قرآن کی اس آیت میں اسے شیطانی اور حرام کام قرار دیا گیا۔

۴۔ الازلام' پانسے (فال کے تیر)

وہ تیر جن کے ذریعے فالیں نکالی جاتی تھیں نیز وہ تیر جن کے ساتھ جوا کھیلا جاتا تھا۔ مشرکین کی عادت تھی کہ جب کوئی کام کرنے لگتے تو کسی کپڑے یا تھیلے وغیرہ میں تین تیر رکھتے جن میں سے ایک پر لکھا ہوتا ''میرے خدا نے مجھے اس کام کے کرنے کا حکم دیا ہے''۔ دوسرے پر لکھا ہوتا ''مجھے اس کام کے کرنے سے منع کیا

marfat.com

ہے'' جب کہ تیسرا تیر خالی ہوتا۔ پھر آنکھیں بند کر کے کوئی سا ایک تیر نکالتے اور اسی کے مطابق عمل کرتے۔

جب کہ تیروں کے ذریعے جوا بھی کھیلا جاتا تھا اور وہ اس طرح کہ'' کل دس تیر لے کر سات پر کچھ لکھ دیتے اور تین تیر خالی ہوتے'' اِن تیروں والی گیم کا انچارج صفوان بن اُمیّہ تھا۔ قرآن نے اِن تمام افعال بد کو ناپاک، غلیظ اور گندگی سے عبارت کر کے حرام قرار دیا۔ اور کہا کہ یہ سب شیطانی دھندے ہیں۔

جب یہ آیت کریمہ نازل ہوئی تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک خادم کو حکم دیا کہ جاؤ اور مدینہ کی گلیوں میں بآواز بلند ان آیات کا اعلان کر دو۔ جب وہ صحابی رضی اللہ عنہ مدینہ کی گلیوں میں نکلے تو کئی جگہ شراب کی محافل بجی تھیں اور شراب کے پیالے گردش میں تھے جونہی ''فَهَلْ اَنْتُمْ مُنْتَهُوْنَ'' کی صدائے دل نواز ان کے کانوں پر پڑی ہونٹوں سے لگے جام گر گئے۔

استاد ذوق نے کیا خوب کہا ہے کہ :۔

اے ذوق! دیکھ دخترِ رَز کو نہ منہ لگا　　　چھٹتی نہیں ہے منہ سے یہ کافر لگی ہوئی

لیکن یہ فیضانِ نبوی کا اثر تھا کہ حکم ربانی پہنچتے ہی مشکوں اور مٹکوں میں بھری خالص قیمتی شراب فوراً انڈیل دی گئی اور جو چیز انہیں از حد عزیز تھی اب مدینہ کے گلی کوچوں میں سیلاب کی طرح بہہ رہی تھی۔ اور عجیب بات یہ ہے کہ اس کے بعد کبھی بھی کسی صحابی نے شراب پینے کی خواہش تک کا اظہار نہیں کیا تاریخ انسانی ایسی کامل ترین اطاعت وفرمانبرداری کی مثال پیش کرنے سے قاصر ہے۔

دنیا بھر کے مفکرین اور دانشور اسلام کے فیضان اور اطاعت کے نظام سے ورطہ حیرت میں ہیں۔ امریکہ جیسے متمدن معاشرہ میں حکومتی سطح پر پورے ۱۴ سال اس شراب سے چھٹکارا حاصل کرنے کے لئے جہاد کیا گیا۔ اس کے خلاف میڈیا کے تمام وسائل بروئے کار لائے گئے۔ شراب سے نفرت دلانے کی ہر ممکن ذریعے سے کوششیں کی گئیں۔ حکومت نے اس مہم پر چھ کروڑ ڈالر خرچ کئے۔ 25 کروڑ پونڈ کا خسارہ برداشت کیا تین سو افراد کو پھانسی دی گئی۔ 5 لاکھ سے زائد افراد کو قید کیا گیا بھاری جرمانے کئے گئے جائدادیں ضبط کی گئیں لیکن یہ

marfat.com

سارے اقدامات بے کار گئے اور آخر کار امریکی حکومت کو اپنی شکست تسلیم کرنا پڑی اور 1933 میں شراب کو قانوناً جائز قرار دے دیا گیا۔ یہ فقط اسلام کا وہ تربیتی نظام تھا جس میں فقط ایک خادمِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ندا نے دلوں کی کایا پلٹ دی۔

ایک مرتبہ برطانیہ میں جوئے پر برائے نام پابندی عائد کی گئی لیکن تھک ہار کر 1961ء میں اسے بھی واپس لے لیا گیا اور یوں جوئے کو برطانیہ میں سندِ جواز مل گئی۔

باقی رہے بُت اور ازلام تو یہ تو شروع ہی سے شریعت میں حرام اور بُرے رہے۔ شراب اور جوئے کا ذکر ان کے ساتھ کر کے شراب اور جوئے کی قباحت اور خباثت کو زیادہ نمایاں کیا گیا۔

آیت نمبر ۹۱:۔

اس آیت میں شراب اور جوئے کے حرام ہونے کی وجوہ ذکر کی گئیں اور مختصراً بتایا گیا کہ اِن سے دلوں میں عداوت اور دشمنی کے جذبات جنم لیتے ہیں اور دوسرا یہ کہ ان کی وجہ سے انسان اللہ تعالیٰ کی یاد سے غافل ہو جاتا ہے۔ شراب کے نشہ میں بدمست انسان اور جوئے کی بازی میں کھویا ہوا غافل کب اللہ کی یاد کی طرف جا سکتا ہے۔

اسی پر قیاس کرتے ہوئے علمائے کرام اور مفسرین عظام نے لکھا کہ اگر تاش اور شطرنج وغیرہ اپنے کھیلنے والوں کو اتنا منہمک کر دیں کہ نماز کی ہوش نہ رہے تو یہ حرام کیوں نہیں ہوں گے۔

ولمن صبر وغفر إن ذلك لمن عزم الأمور

marfat.com

۸۔ سورۃ التوبہ

ترجمہ ، تعارف ، تفسیر

آیت نمبر ۶۱

وَمِنْهُمُ الَّذِيْنَ يُؤْذُوْنَ النَّبِيَّ وَيَقُوْلُوْنَ هُوَ اُذُنٌ ط قُلْ

اور اُن میں سے کچھ ایسے ہیں جو اذیت دیتے ہیں نبی کریم ﷺ کو اور کہتے ہیں یہ کانوں کا کچا ہے آپ ﷺ فرمایئے

اُذُنُ خَيْرٍ لَّكُمْ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَيُؤْمِنُ لِلْمُؤْمِنِيْنَ وَرَحْمَةٌ

وہ سنتا ہے جس میں تمھارا بھلا ہے یقین رکھتا ہے اللہ تعالیٰ پر اور یقین رکھتا ہے مومنوں (کی بات) پر اور سراپا رحمت ہے

لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ ط وَالَّذِيْنَ يُؤْذُوْنَ رَسُوْلَ اللّٰهِ لَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ٥

اُن کیلئے جو ایمان لائے تم میں سے اور جو دکھ پہنچاتے ہیں اللہ کے رسول ﷺ کو اُن کیلئے دردناک عذاب ہے

آیت نمبر ۶۲

يَحْلِفُوْنَ بِاللّٰهِ لَكُمْ لِيُرْضُوْكُمْ ج وَاللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ

وہ (منافق) قسمیں اٹھاتے ہیں اللہ تعالیٰ کی تمھارے سامنے تاکہ تمھیں راضی کریں حالانکہ اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول ﷺ

اَحَقُّ اَنْ يُّرْضُوْهُ اِنْ كَانُوْا مُؤْمِنِيْنَ ٥

زیادہ حقدار ہے کہ اُسے راضی کریں اگر وہ ایمان دار ہیں

آیت نمبر ۶۳

اَلَمْ يَعْلَمُوْٓا اَنَّهٗ مَنْ يُّحَادِدِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَاَنَّ لَهٗ

کیا وہ نہیں جانتے کہ بے شک جو کوئی مخالفت کرتا ہے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی بے شک اس کیلئے

marfat.com

نَارَ جَهَنَّمَ　خَالِدًا فِيهَا ط　ذٰلِكَ　الْخِزْيُ الْعَظِيمُ o

آتشِ جہنم ہے　ہمیشہ رہے گا اس میں　یہ　بہت بڑی رسوائی ہے

آیت نمبر ۶۴

يَحْذَرُ الْمُنٰفِقُونَ　اَنْ تُنَزَّلَ　عَلَيْهِمْ سُورَةٌ　تُنَبِّئُهُمْ

ڈرتے رہتے ہیں منافق لوگ　کہ کہیں نازل (نہ) کی جائے　اہلِ ایمان پر کوئی سورت　جو اُن کو آگاہ کردے

بِمَا فِي قُلُوبِهِمْ ط　قُلِ　اسْتَهْزِءُوا ج　اِنَّ اللّٰهَ

جو کچھ (منافقین) کے دلوں میں ہے　آپ ﷺ فرمایئے (اُن کو)　مذاق کرتے رہو　بے شک اللہ تعالیٰ

مُخْرِجٌ　مَّا　تَحْذَرُونَ o

ظاہر کرنے والا ہے　جس کا　تمھیں ڈر ہے

مشکل الفاظ اور ان کے معانی:۔

آیت نمبر ۶۱ تا ۶۴

مِنْهُمْ : مِنْ (سے) + هُم (اُن)

يُؤْذُونَ : وہ ایذا پہنچاتے ہیں (فعل مضارع، صیغہ جمع مذکر غائب)

يَقُولُونَ : وہ کہتے ہیں (فعل مضارع، صیغہ جمع مذکر غائب)

اُذُنٌ : جو شخص ہر ایک کی بات سُن لے اور مان بھی لے اُسے عربی لغت میں رَجُلٌ اُذُنٌ کہتے ہیں

قُلْ : آپ فرمادیجئے (فعل امر)

marfat.com

یُؤْمِنُ	:	وہ یقین رکھتا ہے (فعل مضارع، صیغہ واحد مذکر غائب)
یَحْلِفُوْنَ	:	(حَلَفَ یَحْلِفُ ، قسم اٹھانا) وہ قسمیں اٹھاتے ہیں (فعل مضارع، صیغہ جمع مذکر غائب)
لِیُرْضُوْکُم	:	لِ + یُرْضُوْ + کُم = تا کہ + وہ راضی کریں + تمہیں
اَحَقُّ	:	سب سے زیادہ حقدار (افعل التفضیل کا صیغہ ہے)
یُرْضُوْہُ	:	وہ راضی کریں + آپ ﷺ کو (ہُ کی ضمیر رسول کریم ﷺ کی طرف راجع ہے)
اَلَمْ یَعْلَمُوْا	:	کیا انہوں نے نہیں جانا ، لَمْ کی وجہ سے یَعْلَمُوْنَ کا نون گر گیا
یُحَادِدُ	:	عداوت اور بغض رکھتا ہے یا رکھے گا (فعل مضارع)
خَالِدًا	:	ہمیشہ ہمیشہ رہے گا۔ جنت کو بھی خُلد اسی لئے کہتے ہیں کیونکہ اس میں ہمیشہ ہمیشہ رہنا ہوگا۔
اَلْخِزْیُ	:	رسوائی اور ذلّت
یَحْذَرُ	:	وہ ڈرتا ہے/خوف کھاتا ہے (فعل چونکہ فاعل سے پہلے آیا ہے اس لئے واحد بھی آتا ہے)
تُنَزَّلَ	:	نازل کی جائے (فعل مضارع مجہول صیغہ واحد مؤنث غائب)
تُنَبِّئُهُمْ	:	تُنَبِّئُ + هُمْ = وہ (سورت) آگاہ کرے + اُن کو (فعل مضارع صیغہ واحد مؤنث غائب)
قُلُوْبِهِمْ	:	قُلُوْبٌ قَلْبٌ کی جمع + هِمْ (اُن کے دل)
اِسْتَهْزِءُوْا	:	تم مذاق کرتے رہو (فعل امر، صیغہ جمع مذکر حاضر)
مُخْرِجٌ	:	ظاہر کرنے والا ہے (اسم فاعل)
تَحْذَرُوْنَ	:	تم خوف کھاتے ہو (فعل مضارع صیغہ جمع مذکر حاضر)

marfat.com

تعارف اور تشریح:۔

تعارف:۔

سورۃ التوبہ مدنی ہے اور اس کا دوسرا نام البرأۃ ہے۔ کیونکہ اس میں چند مخلص اہل ایمان کی توبہ قبول ہونے کا ذکر ہے اس لئے توبہ کہا گیا اور مشرکین عرب کے ساتھ جتنے سابقہ معاہدے تھے ان کو منسوخ کرنے کا اعلان کر دیا گیا اس لئے اسے برأت بھی کہا گیا۔ اس سورۃ میں کفر و اسلام کے درمیان آخری غزوے غزوۂ تبوک کا تفصیلی ذکر ہے نیز منافقین کو بے نقاب کر دیا گیا اور جو مراعات ان کے ساتھ پہلے روا رکھی جاتی تھیں ان سے وہ محروم کر دیئے گئے اُن کے علاوہ یہود کی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اذیت رسانی اور اُس کے بدلے میں اُن کو دی جانے والی سزا کا بیان ہے۔ اس سورہ کے شروع میں بسم اللہ شریف نہ لکھے جانے کی صحیح وجہ یہ ہے کہ آپ ﷺ نے اس کے آغاز میں بسم اللہ لکھنے کا حکم نہیں دیا۔

آیت نمبر ۶۱:

منافقین کا شیوہ تھا کہ وہ جب اپنی الگ محافل میں بیٹھتے تو اسلام اور صاحبِ اسلام ﷺ کے بارے میں جو کچھ چاہتے بکواس کر دیتے۔ اگر اُن کو کوئی یہ کہتا کہ تمھاری اِن باتوں کا اگر حضور ﷺ کو علم ہو گیا تو تمھیں شرمندگی اٹھانا پڑے گی تو وہ بدقماش کہتے کہ ہمیں اس بات کا ڈر نہیں ہے، وہ رسول ﷺ کانوں کے بڑے کچے ہیں ہم آپ ﷺ کے سامنے جا کر قسم اٹھا دیں گے کہ ہم نے یہ باتیں نہیں کی ہیں تو آپ ﷺ فوراً ہماری بات مان جائیں گے۔

اللہ تعالیٰ نے اُن سے فرمایا کہ میرے محبوب کریم ﷺ کا تمھاری باتیں سُن کر اعراض کرنا تمھارے لئے ہی اچھا ہے وُہ تو سب کچھ جاننے کے باوجود محض از راہِ شفقت و پردہ پوشی تمھاری باتوں پر خاموشی اختیار فرماتے ہیں یہ مت سمجھو کہ اُن سے تمھاری منافقت اور جھوٹ پوشیدہ ہے۔ جہاں تک یقین رکھنے کا تعلق ہے تو وہ

marfat.com

صرف اللہ تعالیٰ اور مخلص مومنوں کی باتوں پر اعتبار کرتے ہیں۔ نیز فرمایا کہ یہ نبی مکرم ﷺ مومنوں کے لئے سراپا رحمت ہیں۔ کیونکہ جو کریم آقا بیگانوں کی پردہ پوشی فرماتا ہے اور دشمنوں کو رسوا نہیں کرتا اس کی شفقت اور کرم اپنوں پر کتنا ہوگا اس کا اندازہ لگانا بہت مشکل ہے۔

اس آیت کے آخر میں وَالَّذِیۡنَ یُؤۡذُوۡنَ مضارع کا صیغہ لا کر بتا دیا کہ جو لوگ اللہ تعالیٰ کے رسول ﷺ کو دکھ پہنچاتے ہیں یا پہنچائیں گے کیونکہ فعل مضارع حال اور مستقبل دونوں کے معنی دیتا ہے گویا اللہ تعالیٰ کو معلوم تھا کہ اب تو یہ منافقین میرے نبی کریم ﷺ کو دکھ پہنچا رہے ہیں آئندہ قیامت تک بھی کچھ لوگ میرے محبوب مکرم ﷺ کے رحیم دل کو ایذاء پہنچائیں گے چنانچہ ایسے لوگوں کو دردناک عذاب کی وعید سنائی، لہٰذا اب وہ لوگ جو آپ ﷺ کو اللہ تعالیٰ کے عطا کردہ کمالات یا بے شمار علوم کا انکار کرتے ہیں اور اس بُرے ارادے سے کتابیں خریدتے اور تحریر کرتے ہیں تاکہ رسول اللہ ﷺ کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے عطا کردہ کمالات اور علوم کو غلط ثابت کرسکیں نیز جس بے باکی اور بے حیائی سے حضور نبی کریم ﷺ کی بارگاہ میں بازاری زبان استعمال کرتے ہیں وہ خود سوچیں کہ کیا اُن کا یہ طرزِ عمل منافقین کے رویے سے بڑھ کر نہیں ہے کیونکہ منافقین تو چُھپ کر اپنی نجی محافل میں آپ ﷺ کے خلاف بکواسات کرتے تھے اور آج یہ سب کچھ امتِ مسلمہ کے سادہ لوح صحیح العقیدہ مسلمانوں کے سامنے علی الاعلان ہوتا ہے۔

خدا جب عقل لیتا ہے حماقت آ ہی جاتی ہے

جب کسی قوم اور امّت کی سوچ کا پیمانہ یہ ہوجائے کہ فلاں کمال، عظمت اور خوبی ہمارے نبی میں تھی یا نہیں تھی؟ اللہ تعالیٰ نے انہیں فلاں مرتبہ عطا فرمایا تھا یا نہیں؟ اور ان باتوں پر باقاعدہ مباحثے اور مناظرے ہونے لگیں تو ایسی امّت کی زبوں حالی اور تباہی میں کسی قسم کا شک نہیں کیا جاسکتا۔ حکیم الامت علاّمہ محمد اقبال ؒ نے غالباً اسی بات کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا تھا۔

یہ فاقہ کش جو موت سے ڈرتا نہیں ذرا روحِ محمد ﷺ اس کے بدن سے نکال دو
فکرِ عرب کو دے کے فرنگی تخیلات اسلام کو حجاز و یمن سے نکال دو

marfat.com

آیت نمبر ۶۲:

اس آیت میں بتایا گیا کہ منافقین کتنے احمق ہیں کہ لوگوں کو خوش کرنے کے لئے جھوٹی قسمیں کھاتے ہیں اور اپنے آپ کو پکا مسلمان ثابت کرنے کی ناکام کوشش کرتے ہیں جبکہ ایسی باتوں سے اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول ﷺ تو خوش نہیں ہوں گے حالانکہ حق تو یہ تھا کہ یہ لوگ فقط اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کو راضی کرتے جس کا آسان ترین طریقہ اس آیت میں یہ سکھایا کہ اللہ تعالیٰ کے رسول ﷺ کو راضی کرلو بس اُن کی رضا میں رب کی رضا ہے۔ نحوی قاعدہ کے مطابق تو آیت میں یُرْضُوْہُ کی بجائے یُرْضُوْھُمَا ہونا چاہئے تھا کیونکہ پیچھے ذکر دو ذاتوں کا ہے یعنی وَاللّٰہُ وَ رَسُوْلُہ، ۔ واحد کی ضمیر ذکر کرنے میں یہ حکمت ہے کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی رضا دو الگ الگ نہیں بلکہ ایک ہی ہے جس پر اللہ تعالیٰ راضی اس پر اس کا رسول ﷺ بھی خوش اور جس پر رب کا رسول ﷺ راضی اُسے خدا کی رضا بھی میسر ہو جائے گی۔ کیونکہ اُن کا بولنا خدا کا بولنا، اُن کا پھینکنا خدا کا پھینکنا، اُن کی اطاعت خدا کی اطاعت، اُن کا ہاتھ خدا کا ہاتھ اور ان کا دَر خدا کا دَر اور اُن کی رضا خدا کی رضا۔

بخدا خدا کا یہی کا دَر نہیں اور کوئی مفَر مقَر
جو وہاں سے ہو یہیں آ کے ہو جو یہاں نہیں تو وہاں نہیں

اور

جدھر خدا ہے اُدھر نبی ہے جدھر نبی ہے اُدھر خدا ہے
خدائی بھی سب اُدھر پھرے گی جدھر وہ عالی مقام ہو گا
خدا کی مرضی ہے اُن کی مرضی اور اُن کی مرضی خدا کی مرضی
اُنہی کی مرضی پہ ہو رہا ہے اُنہی کی مرضی پہ کام ہوگا

marfat.com

آیت نمبر۶۳:

اس آیت میں بھی یُحَادِدُ مضارع کا صیغہ ارشاد فرما کر واضح کر دیا جو لوگ میرے محبوب کریم ﷺ کی مخالفت پر کمر بستہ ہوتے ہیں یا قیامت تک کبھی بھی ہوں گے اور آپ ﷺ کے مقابلہ میں اپنا الگ محاذ قائم کر لیں گے ان کا ابدی ٹھکانا دوزخ ہے نیز فرمایا کہ یہ بہت بڑی رسوائی ہے۔ رسوائی کے لفظ سے یہ بھی مراد ہے کہ دوزخ میں دیگر دوزخی ایسے نامرادوں کو جلتا دیکھ کر کہیں گے کہ ہم تو اپنے ظاہری کفر کے سبب دوزخ میں جل رہے ہیں جب کہ تم تو بڑے وضعدار مسلمان شمار ہوتے تھے پھر جہنم کا ایندھن کیسے بن گئے ہو؟

آیت نمبر۶۴:

منافقین کو ہر وقت ایک انجانا خوف دامن گیر رہتا تھا کہ کہیں وحی کے ذریعے اُن کے خبثِ باطن اور منافقت کا پردہ چاک نہ کر دیا جائے چنانچہ اس آیت میں فرمایا جا رہا ہے کہ جس کا تمہیں اندیشہ تھا وہ ہو کر رہا اور ہم نے اپنے حبیب مکرم ﷺ کو تمھارے ناموں اور کاموں پر مطلع کر دیا۔ علامہ قرطبی لکھتے ہیں مُخْرِجٌ (ظاہر کر دینے) کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے پیارے نبی ﷺ کو اُن منافقین کے احوال اور اسماء کا علم بذریعہ الہام عطا فرما دیا اور قرآن میں فرمایا کہ وَلَتَعْرِفَنَّهُمْ فِي لَحْنِ الْقَوْلِ کہ اے حبیب ﷺ! تم ان کی گفتگو کے لہجہ سے انہیں ضرور پہچان لو گے۔ چنانچہ روایات میں آیا ہے کہ آپ ﷺ نے حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کہ جن کا لقب ہی صَاحِبُ سِرِّ رسول اللہ ﷺ (حضور نبی کریم ﷺ کے رازداں) تھا کو تمام منافقین کے نام بتائے تھے۔ اور یوں دنیا میں بھی اُن کی رسوائی کا سامان کر دیا گیا۔

عقل ہوتی تو خدا سے نہ لڑائی لیتے یہ گھٹائیں اُسے منظور بڑھانا تیرا

marfat.com

۹۔سورۃ الفرقان

ترجمہ ، تعارف ، تفسیر

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

آیت نمبر ۶۳

وَعِبَادُ الرَّحْمٰنِ الَّذِیْنَ یَمْشُوْنَ عَلَی الْاَرْضِ هَوْناً

اور رحمٰن کے بندے وہ ہیں جو چلتے ہیں زمین پر آہستہ (نرمی سے)

وَّاِذَا خَاطَبَهُمُ الْجٰهِلُوْنَ قَالُوْا سَلٰماً ○

اور جب ان سے گفتگو کرتے ہیں جاہل تو وہ صرف کہتے ہیں کہ تم پر سلامتی ہو

آیت نمبر ۶۴

وَالَّذِیْنَ یَبِیْتُوْنَ لِرَبِّهِمْ سُجَّداً وَّقِیَاماً ○

اور جولوگ رات بسر کرتے ہیں اپنے رب کے حضور سجدہ میں اور قیام میں

آیت نمبر ۶۵

وَالَّذِیْنَ یَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا اصْرِفْ عَنَّا

اور جولوگ (بارگاہ الٰہی میں) عرض کرتے ہیں اے ہمارے رب دُور فرما ہم سے

عَذَابَ جَهَنَّمَ ﺻﻠﮯ اِنَّ عَذَابَهَا كَانَ غَرَاماً ○

جہنم کا عذاب بے شک اس (جہنم) کا عذاب مہلک ہے

marfat.com

آیت نمبر ٦٦

اِنَّھَا سَآءَتْ مُسْتَقَرًّا وَّ مُقَامًا ○
بے شک وہ بہت برا ٹھکانا اور بہت بُری جگہ ہے

آیت نمبر ٦٧

وَالَّذِیْنَ اِذَا اَنْفَقُوْا لَمْ یُسْرِفُوْا
اور وہ لوگ جب خرچ کرتے ہیں تو نہ فضول خرچی کرتے ہیں

وَلَمْ یَقْتُرُوْا وَکَانَ بَیْنَ ذٰلِکَ قَوَامًا ○
اور نہ کنجوسی (بلکہ) اُن کا خرچ کرنا ہوتا ہے درمیان اُس (اسراف اور بخل کے) اعتدال کے ساتھ

آیت نمبر ٦٨

وَالَّذِیْنَ لَا یَدْعُوْنَ مَعَ اللّٰہِ اِلٰھًا اٰخَرَ
اور جو لوگ نہیں پکارتے اللہ کے ساتھ کسی اور خدا کو

وَلَا یَقْتُلُوْنَ النَّفْسَ الَّتِیْ حَرَّمَ اللّٰہُ اِلَّا بِالْحَقِّ
اور نہیں قتل کرتے اس نفس کو جس کو اللہ نے قتل کرنا حرام قرار دیا مگر حق کے ساتھ

وَلَا یَزْنُوْنَ ج وَمَنْ یَّفْعَلْ ذٰلِکَ یَلْقَ اَثَامًا ○
اور نہ بدکاری کرتے ہیں اور جو یہ کام کرے گا تو وہ پائے گا (اس کی) سزا

marfat.com

آیت نمبر٦٩

يُضٰعَفْ لَهُ الْعَذَابُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَ يَخْلُدْ فِيْهٖ مُهَانًا ۝

دوگنا کر دیا جائیگا اُس کیلئے عذاب روزِ قیامت اور وہ ہمیشہ رہیگا اس میں ذلیل وخوار ہو کے

آیت نمبر٧٠

اِلَّا مَنْ تَابَ وَ اٰمَنَ وَ عَمِلَ عَمَلًا صَالِحًا فَاُولٰٓئِكَ

مگر وہ جس نے توبہ کی اور ایمان لایا اور نیک عمل کئے تو یہ وہ لوگ ہیں

يُبَدِّلُ اللّٰهُ سَيِّاٰتِهِمْ حَسَنٰتٍ ط وَ كَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ۝

بدل دے گا اللہ تعالیٰ ان کی برائیوں کو نیکیوں سے اور اللہ تعالیٰ غفور اور رحیم ہے

مشکل الفاظ اور ان کے معانی:۔

آیت نمبر٦٣

عِبَادُ : عَبدٌ کی جمع ہے معنی بندے

يَمْشُوْنَ : وہ چلتے ہیں، جمع کا صیغہ ہے (فعل مضارع)

الْاَرْضِ : زمین هَوْنًا : آہستہ آہستہ

خَاطَبَهُم : خَاطَبَ (خطاب کرتے ہیں) + هُمْ (اُن سے)

قَالُوْا : تو وہ کہتے ہیں (لفظی معنی ،کہا انہوں نے)

سَلٰمًا : تم سلامت رہو

marfat.com

آیت نمبر ٦٤

يَبِيْتُوْنَ	: بَاتَ يَبِيْتُ رات گزارنا ، وہ رات بسر کرتے ہیں (فعل مضارع)
لِرَبِّهِمْ	: ل (کیلئے) + رَبِّ (رب) + هِمْ (اپنے)
قِيَاماً	: (نماز میں) قیام کی حالت میں (قَامَ يَقُوْمُ) کھڑے ہونا سے مصدر ہے

آیت نمبر ٦٥

يَقُوْلُوْنَ	: وہ کہتے ہیں (دُعا میں عرض کرتے ہیں)
اِصْرِفْ	: پھیر دے ، دور کردے (فعل امر)
عَنَّا	: ہم سے ، عَنْ (سے) + نَا (ہم)
عَذَابَهَا	: عذاب (اس جہنم کا) عَذَابَ + هَا (اس کا)
غَرَاماً	: ہلاک کرنے والا ، جو کبھی جدا نہ ہو

آیت نمبر ٦٦

سَاءَتْ	: بہت بُرا ہے
مُسْتَقَرّاً	: ٹھکانا
مُقَاماً	: جگہ ، قیام گاہ

آیت نمبر ٦٧

اِذَا اَنْفَقُوْا	: جب وہ خرچ کرتے ہیں
لَمْ يُسْرِفُوْا	: وہ فضول خرچی نہیں کرتے
لَمْ يَقْتُرُوْا	: وہ کنجوسی نہیں کرتے
بَيْنَ	: درمیان

marfat.com

ذٰلِكَ : اس کے (فضول خرچی اور کنجوسی کے)

قَوَاماً : اعتدال

آیت نمبر ۶۸

لَا يَدْعُوْنَ : وہ نہیں پکارتے

اِلٰهاً آخَرَ : کسی دوسرے معبود کو

لَا يَقْتُلُوْنَ : وہ قتل نہیں کرتے

حَرَّمَ اللهُ : حرام کردیا ہے اللہ نے

اِلَّا : مگر

وَلَا يَزْنُوْنَ : اور وہ بدکاری نہیں کرتے (فعل مضارع منفی)

وَمَنْ يَّفْعَلْ : اور جو (ان کاموں میں سے) کرے گا

يَلْقَ : وہ پائے گا

اَثَاماً : گناہ / سزا

آیت نمبر ۶۹

يُّضٰعَفْ : بڑھا دیا جائے گا (فعل مضارع) جواب شرط ہونے کی وجہ سے مجزوم ہوا

لَهُ الْعَذَابُ : ل (کیلئے) + ہٗ (اس) اس کے لئے

يَخْلُدْ : وہ ہمیشہ رہے گا۔ جنت کو " خُلد " اسی لیے کہتے ہیں

فِيْهِ : فی (میں) + ہٖ (اس) اس جہنم میں

مُهَاناً : ذلیل وخوار ۔ اردو میں توہین ' اہانت کے الفاظ استعمال ہوتے ہیں

marfat.com

آیت نمبر ۷۰

تَابَ	:	توبہ کی
اٰمَنَ	:	ایمان لایا
عَمِلَ	:	عمل کئے
یُبَدِّ لُ	:	تبدیل کردے گا
سَیِّاٰ تِہِمْ	:	سَیِّئَۃ" کی جمع سَیِّاٰ ت" ہے معنی برائیاں ھِمْ (ان کی)
حَسَنٰتٍ	:	حَسَنَۃ" (نیکی) کی جمع ہے معنی نیکیاں

تعارف اور تشریح:۔

تعارف:

یہ سورۃ مکّی ہے اور فرقان کا معنی ہے حق و باطل کے درمیان فرق کرنے والی کتاب۔ یہ نام اس سورۃ کی پہلی آیت سے ماخوذ ہے۔اس میں چھ رکوع اور ۷۷ آیات ہیں۔

اس سورۃ میں درج ذیل مضامین کا بیان ہے:۔

(۱) قرآن، رسالت اور توحید پر مشرکین کے اعتراضات کے جوابات

(۲) عبادالرحمٰن (اللہ کے نیک بندوں) کی صفات

تشریح آیات:

آیت نمبر ۶۳ :۔

اس آیت میں اللہ تعالیٰ کے نیک بندوں کی درج ذیل دو صفات کا ذکر ہوا ہے:۔

ا۔ ان کے چلنے کا انداز ہی نرالا ہوتا ہے۔جس متانت اور خوش رفتاری سے وہ زمین پر چلتے ہیں

marfat.com

کو دیکھ کر ہی اندازہ ہو جاتا ہے کہ یہ کوئی نیک انسان چلا آ رہے ہیں ان کی چال میں نہ مغرور لوگوں کا تکبر ہوتا ہے اور نہ گھٹیا پن۔

۲۔ اُن کے عمدہ اخلاق کی دوسری خوبی یہ ہے کہ جب کوئی شخص ان سے جاہلوں جیسی گفتگو کرتا ہے تو وہ اس سے اُلجھ نہیں پڑتے بلکہ انہیں سلام کہہ کہ اُن سے الگ ہو جاتے ہیں اور اپنا قیمتی وقت ضائع نہیں کرتے۔ اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ جاہلوں کے ساتھ الجھنے اور اُن کی بدزبانی کا جواب دینے کی بجائے خاموشی سے اُن سے الگ ہو جانا بہتر ہے۔

آیت نمبر ۶۴:۔

گزشتہ آیت میں نیک بندوں کی دن کی مصروفیت کا ذکر تھا اب اس آیت میں اُن کی راتوں کی عبادت اور مصروفیت کا ذکر ہے۔ یہ اُن کی تیسری خصوصیت اور خوبی ہے۔ جب دنیا آرام کی نیند سوتی ہے تو یہ لوگ جاگ کر اپنے کریم رب کو راضی کر رہے ہوتے ہیں ان کے پہلوان کے بستروں سے الگ رہتے ہیں یہ لوگ اپنے رب کے خوف سے کبھی سجدہ ریز ہو کر اس کی پاکی بیان کرتے ہیں تو کبھی قیام کی حالت میں ادب واحترام کی مجسم تصویر بن کر اپنے رب کو راضی کرتے ہیں۔

آیت نمبر ۶۵ / ۶۶:۔

اس آیت میں بتایا جا رہا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے یہ نیک بندے جو اپنے شب و روز اللہ کی اطاعت میں گزارتے ہیں انہیں اپنی اس عبادت و ریاضت پر کبھی بھی کوئی فخر یا غرور نہیں ہوتا بلکہ ہر لمحہ وہ اللہ تعالیٰ کے عذاب سے ڈرتے رہتے ہیں اور بڑی عاجزی وانکساری سے اپنی مغفرت اور بخشش کی دعائیں مانگتے رہتے ہیں۔

آیت نمبر ۶۷:۔

اس آیت میں ان نیک بندوں کی چوتھی خوبی اور وصف بیان کیا جا رہا ہے اور وہ یہ کہ وہ نہ تو فضول خرچ

marfat.com

ہوتے ہیں نہ بخیل بلکہ وہ ہمیشہ میانہ روی اور اعتدال کی راہ پر گامزن رہتے ہیں۔ اسراف (فضول خرچی) اور اقتار (بُخل، کنجوسی) کی تشریح میں علماء کے بے شمار اقوال آئے ہیں لیکن نحاس کا قول عمدہ ہے کہ: "جو مال اللہ تعالیٰ کی اطاعت کے بغیر خرچ کیا جائے وہ فضول خرچی ہے اور مال کو اس کی اطاعت میں خرچ کرنے سے رُک جانا بُخل ہے اور اللہ تعالیٰ کی اطاعت میں خرچ کرنا میانہ روی اور اعتدال ہے۔"

آیت نمبر ۶۸ / ۶۹:۔

اوپر گزشتہ آیات میں اُن خوبیوں کا بیان تھا جن سے اللہ کے نیک بندے آراستہ ہوتے ہیں اور اب ان تین بڑی بُرائیوں کا بیان ہے جن سے اللہ تعالیٰ کے نیک بندے دور رہتے ہیں گویا بُرائیوں سے بچنا بھی از خود ایک خوبی اور نیکی ہے یوں اُن نیک لوگوں کی یہ مزید تین صفات ہوگئیں جو درج ذیل ہیں۔

۱۔ وہ لوگ شرک کی آلودگی سے پاک ہوتے ہیں۔

۲۔ وہ کسی کو ناحق قتل نہیں کرتے۔

۳۔ وہ بدکاری کے قریب بھی نہیں جاتے۔

دور جاہلیت میں یہ تینوں بُرائیاں بڑے عروج پر تھیں اس لئے خصوصیت کے ساتھ اِن کا ذکر کیا گیا ہے۔ جب کہ آیت نمبر ۷۰ میں بتایا گیا کہ اِن بُرائیوں کا گناہ بھی دگنا ہوگا اور قیامت کے دن اُنہیں ذلیل وخوار ہونا پڑے گا۔

آیت نمبر ۷۰:۔

اس آیت میں بتایا گیا کہ اگر کوئی ساری عمر کفر وشرک اور فسق وفجور میں ضائع کرنے کے بعد سچے دل سے توبہ کرنا چاہے گا تو وہ اللہ تعالیٰ کی رحمت کے دروازے کو بند نہیں پائے گا۔ چنانچہ ساتھ ہی شرائط توبہ بھی بیان فرمادیں جو یہ ہیں:۔

marfat.com

ہوتے ہیں نہ بخیل بلکہ وہ ہمیشہ میانہ روی اور اعتدال کی راہ پر گامزن رہتے ہیں۔ اسراف (فضول خرچی) اور اقتار (بُخل، کنجوسی) کی تشریح میں علماء کے بے شمار اقوال آئے ہیں لیکن نحاس کا قول عمدہ ہے کہ: "جو مال اللہ تعالیٰ کی اطاعت کے بغیر خرچ کیا جائے وہ فضول خرچی ہے اور مال کو اس کی اطاعت میں خرچ کرنے سے رُک جانا بُخل ہے اور اللہ تعالیٰ کی اطاعت میں خرچ کرنا میانہ روی اور اعتدال ہے۔"

آیت نمبر ٦٨ / ٦٩:۔

اوپر گزشتہ آیات میں اُن خوبیوں کا بیان تھا جن سے اللہ کے نیک بندے آراستہ ہوتے ہیں اور اب ان تین بڑی بُرائیوں کا بیان ہے جن سے اللہ تعالیٰ کے نیک بندے دور رہتے ہیں گویا بُرائیوں سے بچنا بھی از خود ایک خوبی اور نیکی ہے یوں اُن نیک لوگوں کی یہ مزید تین صفات ہوگئیں جو درج ذیل ہیں۔

١۔ وہ لوگ شرک کی آلودگی سے پاک ہوتے ہیں۔

٢۔ وہ کسی کو ناحق قتل نہیں کرتے۔

٣۔ وہ بدکاری کے قریب بھی نہیں جاتے۔

دور جاہلیت میں یہ تینوں بُرائیاں بڑے عروج پر تھیں اس لئے خصوصیت کے ساتھ اِن کا ذکر کیا گیا ہے۔ جب کہ آیت نمبر ٧٠ میں بتایا گیا کہ اِن بُرائیوں کا گناہ بھی دگنا ہوگا اور قیامت کے دن اُنہیں ذلیل وخوار ہونا پڑے گا۔

آیت نمبر ٧٠:۔

اس آیت میں بتایا گیا کہ اگر کوئی ساری عمر کفر وشرک اور فسق وفجور میں ضائع کرنے کے بعد سچے دل سے توبہ کرنا چاہے گا تو وہ اللہ تعالیٰ کی رحمت کے دروازے کو بند نہیں پائے گا۔ چنانچہ ساتھ ہی شرائط توبہ بھی بیان فرمادیں جو یہ ہیں:۔

marfat.com

۱۔ کفر وشرک سے سچی توبہ اور اعتراف گناہ

۲۔ اللہ پر سچا ایمان

۳۔ عملِ صالح سے توبہ کی تصدیق

اس سچی توبہ سے رحمتِ الٰہی کا مینہ ایسے برسے گا کہ اس کی سیرت کے سارے بدنما داغ دھبے دور ہو جائیں گے اور اب وہ اپنے آپ کو ارتکاب گناہ کی بجائے نیک کام کرنے پر مجبور پائے گا اور اللہ کی اطاعت کے بغیر اسے چین نہیں آئے گا۔ پھر ایک مرحلہ ایسا آئے گا کہ بروز قیامت فرشتوں کو حکم ہوگا کہ اس آدمی نے جتنے گناہ کیے تھے اُسے اِن کے بدلے اتنی نیکیاں دے دی جائیں۔ علامہ قرطبیؒ لکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے کرم سے یہ بعید نہیں ہے کہ جب اس کا بندہ صحیح توبہ کرے تو اس کے ہر گناہ کے بدلے نیکی عطا فرمائے۔

بر خلقِ خدا بجز نکوئی

مردانِ خدا نمی پسندند

marfat.com

۱۰۔ سورۃ الحجرات

ترجمہ ، تعارف ، تفسیر

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

آیت نمبر ۱:

یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تُقَدِّمُوْا بَیْنَ یَدَیِ اللّٰہِ وَرَسُوْلِہٖ وَاتَّقُوا اللّٰہَ ط

اے ایمان والو! آگے نہ بڑھا کرو اللہ اور اس کے رسول ﷺ سے اور ڈرتے رہا کرو اللہ تعالیٰ سے

اِنَّ اللّٰہَ سَمِیْعٌ عَلِیْمٌ ۝

بے شک اللہ تعالیٰ خوب سننے والا خوب جاننے والا ہے

آیت نمبر ۲:

یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَرْفَعُوْٓا اَصْوَاتَکُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِیِّ

اے ایمان والو! نہ بلند کیا کرو اپنی آوازوں کو نبی کریم ﷺ کی آواز سے

وَلَا تَجْھَرُوْا لَہٗ بِالْقَوْلِ کَجَھْرِ بَعْضِکُمْ لِبَعْضٍ

اور نہ زور سے آپ سے بات کیا کرو جس طرح زور سے ایک دوسرے سے باتیں کرتے ہو (اس بے ادبی سے)

اَنْ تَحْبَطَ اَعْمَالُکُمْ وَاَنْتُمْ لَا تَشْعُرُوْنَ ۝

کہیں ضائع نہ ہو جائیں تمہارے اعمال اور تمہیں خبر تک نہ ہو

marfat.com

آیت نمبر۳:

اِنَّ الَّذِيْنَ يَغُضُّوْنَ اَصْوَاتَهُمْ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ

بے شک جو پست رکھتے ہیں اپنی آوازیں سامنے (پاس) اللہ تعالیٰ کے رسول ﷺ کے یہی وہ لوگ ہیں

امْتَحَنَ اللّٰهُ قُلُوْبَهُمْ لِلتَّقْوٰى ط لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّ

مختص کرلیا ہے اللہ تعالیٰ نے اُن کے دلوں کو پرہیز گاری کے لئے ان کے لئے بخشش اور

اَجْرٌ عَظِيْمٌ ○

اجر عظیم ہے

آیت نمبر۴:

اِنَّ الَّذِيْنَ يُنَادُوْنَكَ مِنْ وَّرَآءِ الْحُجُرٰتِ اَكْثَرُهُمْ لَا يَعْقِلُوْنَ ○

بے شک وہ لوگ جو آپ ﷺ کو پکارتے ہیں حجروں (کمروں) کے باہر سے ان کی اکثریت بے عقل ہیں

آیت نمبر۵:

وَلَوْ اَنَّهُمْ صَبَرُوْا حَتّٰى تَخْرُجَ اِلَيْهِمْ لَكَانَ

اور اگر وہ صبر سے کام لیتے یہاں تک کہ آپ ﷺ باہر تشریف لاتے اُن کے پاس تو یہ ہوتا

خَيْرًا لَّهُمْ ط وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ○

اُن کے لئے بہتر اور اللہ تعالیٰ بخشنے والا بہت رحم فرمانے والا ہے

marfat.com

مشکل الفاظ اور ان کے معانی :۔

آیت نمبر ۱

لَا تُقَدِّمُوْا	:	تم آگے نہ بڑھو (فعل نہی)
بَیْنَ یَدَیْ	:	سامنے (بَیْنَ درمیان + یَدَی دونوں ہاتھ) جو چیز دونوں ہاتھوں کے درمیان ہو وہ سامنے ہوتی ہے۔
وَاتَّقُوْا	:	اور ڈرتے رہو
سَمِیْعٌ	:	خوب سننے والا
عَلِیْمٌ	:	خوب جاننے والا

آیت نمبر ۲

لَا تَرْفَعُوْا	:	نہ بلند کیا کرو (فعل نہی)
اَصْوَاتَکُمْ	:	اَصْوَات + کُمْ اَصْوَاتٌ صَوْتٌ کی جمع ہے معنیٰ آواز + کُمْ (اپنی)
فَوْقَ	:	اوپر
لَا تَجْھَرُوْا	:	زور سے نہ کرو (فعل نہی)
لَہٗ	:	آپ سے
بِالْقَوْلِ	:	بات سے
اَنْ تَحْبَطَ	:	کہیں ضائع نہ ہو جائیں
لَا تَشْعُرُوْنَ	:	تمھیں خبر تک نہ ہوگی (فعل مضارع منفی)

marfat.com

آیت نمبر۳

یَغُضُّوْنَ	:	جو پست رکھتے ہیں (فعل مضارع)
اُولٰٓئِکَ	:	یہی وہ لوگ ہیں
اِمْتَحَنَ	:	آزمایا ہے، مختص کیا ہے (فعل ماضی)
قُلُوْبَھُمْ	:	(قُلُوْبَ + ھُمْ) قُلُوْب ' قَلْب '' کی جمع ہے معنی ہے دل ھُمْ اُن کے
لِلتَّقْوٰی	:	لِ + التَّقْوٰی لِ (کے لئے) + التَّقْوٰی (پرہیزگاری)

آیت نمبر۴

یُنَادُوْنَکَ	:	یُنَادُوْنَ (وہ پکارتے ہیں) + کَ (آپ کو)
وَرَآء	:	پیچھے سے، باہر سے
الْحُجُرٰاتُ	:	حجرۃ کی جمع، کمرہ (مراد ازواج مطہرات کے گھر)
لَا یَعْقِلُوْنَ	:	وہ ناسمجھ ہیں ، عقل نہیں رکھتے

آیت نمبر۵

لَوْاَنَّھُمْ	:	اگر بے شک وہ
صَبَرُوْا	:	وہ صبر کرتے (جمع کا صیغہ ہے، فعل ماضی)
تَخْرُجَ	:	آپ باہر آتے
اِلَیْھِمْ	:	اِلٰی + ھِمْ اِلٰی (طرف) + ھِمْ (اُن کی)

marfat.com

لَکَانَ : تو یہ ہوتا

خَیرًاً : بہتر

لَھُمْ : لَ (کیلئے) + ھُمْ (اُن)

تعارف وتشریح:۔

تعارف:

اس سورہ مبارکہ کا نام الحجرات اس کی آیت نمبر۴ میں ذکر ہوا ہے۔ یہ حجرۃ کی جمع ہے جس کا معنی ہے کمرہ، مراد ازواج مطہرات امہات المومنین رضی اللہ عنہن کے کمرے ہیں جو مسجد نبوی کے ساتھ ساتھ بنے ہوئے تھے۔ ہر کمرہ پورا گھر بھی ہوتا تھا۔ آپ ﷺ پر قربان جائیں کہ

مالکِ کونین ہیں گو پاس کچھ رکھتے نہیں

دونوں جہاں کی نعمتیں ہیں اُن کے خالی ہاتھ میں

اگرچہ اس سورہ کی آیتوں کی تعداد اٹھارہ ہے لیکن اس میں بہت سے نہایت اہم موضوعات کا بیان ایا ہے۔ ابتدائی پانچ آیات میں بالخصوص بارگاہ رسالت مآب ﷺ کے ادب واحترام کے حتمی احکام ہیں اور باقی آیات میں اخلاقیات، سیرت وکردار کے اعلیٰ اوصاف کا بیان ہے۔

تشریح آیات:۔

آیت نمبر ۱:۔

حضور نبی کریم ﷺ کے ادب واحترام کے درس کا آغاز اس پہلی آیت کے لفظ لَا تُقَدِّمُوا سے ہو رہا ہے۔ جس سے مراد یہ ہے کہ کسی بھی معاملے میں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ سے آگے نہ بڑھنا۔ یہ ارشاد

marfat.com

مسلمانوں کی انفرادی زندگی تک ہی محدود نہیں بلکہ ان کی اجتماعی زندگی پر بھی محیط ہے اب کسی فردِ بشر کو یہ حق نہیں پہنچتا کہ وہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کے بنائے ہوئے قوانین کے برعکس کوئی بات کہے۔

اس آیت میں دو ذاتوں کا بیان ہے ایک اللہ تعالیٰ اور دوسرا اس کے رسول کریم ﷺ کا۔ جب کہ اللہ تعالیٰ کی خواہش، مرضی اور مصلحت سے بڑھنا کسی فردِ بشر کیلئے ممکن ہی نہیں تو گویا معلوم ہوا کہ اُسکے رسول ﷺ کی مرضی اور خواہش کے خلاف کرنا درحقیقت اللہ تعالیٰ کی مرضی اور خواہش کے خلاف کرنا ہے۔

آیت نمبر ۲:

اس آیت کریمہ میں حضور سرورِ عالم ﷺ کے ساتھ گفتگو کا طریقہ سکھایا جارہا ہے اور بتایا گیا تمھیں جب بھی میرے پیارے حبیب مکرم ﷺ کی بارگاہ میں حاضری کا موقعہ نصیب ہو اور پھر تمھیں میرے محبوب ﷺ سے بات چیت کی سعادت میسّر آئے تو خوب خیال رہے کہ تمھاری آواز میرے حبیب ﷺ کی آواز سے بلند نہ ہونے پائے، بلکہ ان کی بارگاہ میں جب بھی حاضر ہو تو ادب و احترام کی تصویر بن جایا کرو۔

یاد رہے یہ خطاب براہ راست اُن صحابہ کرام کو ہو رہا ہے جنہوں نے دین اسلام کی خاطر اپنا تن من دھن سب کچھ قربان کُردیا تھا۔ اعمالِ حسنہ اور عبادات میں اپنا ثانی نہ رکھتے تھے۔ اُنہیں بتایا گیا کہ اگر میرے محبوب ﷺ کے ان آداب اور احترام میں ذرا بھر بھی غفلت ہوئی تو تمھارے سارے اعمال حسنہ ہجرت، جہاد اور عبادات وغیرہ ضائع ہو جائیں گے۔ ان آیات کے نزول کے بعد صحابہ کرام نے آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کی موجودگی میں آہستہ آہستہ کلام کرنے کو اپنا شیوہ بنالیا تھا بلکہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ تو مدینہ میں اسلام لانے کی غرض سے آنے والے وفود کی طرف خاص آدمی بھیجتے جو اُن کو آپ ﷺ کی بارگاہ میں حاضری کے آداب سکھاتے تھے۔

باخدا دیوانہ باش و با محمد ﷺ ہوشیار

اس آیت کے آخری الفاظ بھی غور طلب ہیں جن میں فرمایا گیا کہ اس گستاخی کے عذاب اور سزا کے طور پر تم ساری عمر نیکیاں کرنے کی مشقت بھی اٹھاتے رہو گے مثلاً عمر بھر تبلیغ کرتے رہو گے نماز، روزہ، حج، زکوۃ اور

marfat.com

دیگر بھلائی کے کام کرتے رہو گے اور یہ سمجھتے رہو گے کہ دنیا میں ہمارے جیسا نیک انسان کوئی نہیں ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں تمھیں خبر بھی نہیں ہونے دوں گا حتی کہ تم میرے حبیب ﷺ کی گستاخی کی وجہ سے اِن تمام نیکیوں کے باوجود میرے غضب کا شکار ہو جاؤ گے۔ اور یہ خبر نہ ہونے دینے والی بات اس لئے ہے کہ اگر انسان کو پہلے سے ہی خسارے کا پتہ چل جائے تو وہ اس سودے کے قریب بھی نہیں جاتا۔

اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دُعا کرتے رہنا چاہیے کہ وہ ہمیں اپنے حبیب ﷺ کی سچی اور پکی غلامی اور اطاعت ومحبت نصیب فرمائے اور آپ ﷺ کی بے ادبی سے بچائے آمین۔

نوٹ : یہ آیت کریمہ آج بھی آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کے روضہ انور کی سنہری جالیوں کے اوپر تحریر شدہ ہے

آیت نمبر۳:۔

اس آیت کریمہ میں آداب نبوی ملحوظ رکھنے والوں کے لئے درج ذیل تین انعاماتِ ربانی کا بیان ہے:۔

۱۔ اُن کے دل تقویٰ کے عادی ہو جاتے ہیں۔

۲۔ اگر اُن سے کوئی غلطی ہو جائے تو اسے بخش دیا جاتا ہے۔

۳۔ اُن کو اجر عظیم سے نوازا جائے گا۔

آیت نمبر۴/۵:۔

اس آیت کا شانِ نزول یہ ہے کہ قبیلہ بنو تمیم کا وفد جو تقریباً ستر اَسّی نفوس پر مشتمل تھا مدینہ منورہ آیا اس وفد میں ان کے سردار بھی تھے۔ جب وہ مدینہ پہنچے تو دوپہر کا وقت تھا اور حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنے حجرہ مبارکہ میں آرام فرما رہے تھے۔ اُن لوگوں نے آپ ﷺ کی آمد تک انتظار کرنا اپنی شان کے خلاف سمجھا اور باہر کھڑے ہو کر آوازیں لگانے لگے اور آپ کا نام نامی لے کر پکارنے لگے کہ ''اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ہمارے پاس باہر آیئے'' حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم باہر تشریف لائے اور آپ ﷺ سے ایک لمبی گفتگو کرنے کے بعد اللہ تعالیٰ نے اُن پر خصوصی کرم فرمایا اور سارے ایمان لے آئے اور حضور نبی اکرم صلی اللہ

marfat.com

علیہ وآلہ وسلم نے انہیں انعام وکرام سے مالا مال کر دیا۔

لیکن اسلام لانے سے قبل اُن کی اس غیر شائستہ حرکت پر اللہ تعالیٰ نے سرزنش کر دی اور اب آیت نمبر پانچ میں انہیں بتایا اور سکھایا گیا کہ بہتر یہ تھا کہ تم آپ ﷺ کا انتظار کرتے یہاں تک کہ میرے محبوب ﷺ آرام فرمانے کے بعد اپنی مرضی سے گھر سے باہر تشریف لاتے اور تم اس وقت آپ ﷺ کی زیارت بھی کرتے اور اپنے احوال بھی بیان کرتے۔

اسی آیت کریمہ کے تحت علمائے کرام نے لکھا کہ اپنے شیخ، علمائے ربّانیین اور اساتذہ کا احترام از حد ضروری ہے کیونکہ شیخ اور عالم اپنی قوم میں اسی طرح ہوتا ہے جس طرح نبی اپنی امت میں ہوتا ہے۔ مغربی تہذیب کے اثراتِ بد کی وجہ سے آج کل شاگردوں کے دلوں سے اساتذہ کا احترام ختم ہو گیا ہے اسی طرح بزرگوں اور اپنے والدین کی تعظیم کا جذبہ بھی ختم ہوتا جا رہا ہے اور یہ معاشرہ انسانی سے زیادہ حیوانی ہوتا جا رہا ہے۔ بڑے چھوٹے کی تمیز ختم ہو کر رہ گئی ہے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہمیں اسلام کے عمدہ آدابِ زندگی کو اپنانے اور اچھے اخلاق سے اپنے آپ کو سجانے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

عزیز طلبا و طالبات!

اِن پانچ آیات میں جن آدابِ نبوی کا بیان ہوا ان کے مطالعے سے لازمی طور پر ہمارے دلوں میں ادبِ مصطفیٰ نیز عشقِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شمع فروزاں ہونی چاہیے کیونکہ کسی کا ادب کرنے سے دل میں اس کی تعظیم پیدا ہوتی ہے۔ جب کہ تعظیم سے احکام پر عمل کرنے کا جذبہ آتا ہے اور یوں تعمیلِ حکم سے محبت کی نعمت عطا ہوتی ہے اور جب محبت والی نعمت ملتی ہے تو حریم محبوب کے راستے آسان ہو جاتے ہیں اور دل انوارِ الٰہی سے منور ہو جاتے ہیں۔ اس لئے ہمیں چاہیے کہ ہم اپنے دلوں میں ادبِ مصطفوی ﷺ کے چراغ روشن کریں تا کہ آپ کی تعظیم و تکریم کا جذبہ پیدا ہو اور یوں آپ کے ہر ہر ارشاد پر عمل کرنے کی راہیں ہموار ہوں تا کہ ہم بھی محبتِ رسول ﷺ کے انعام سے سرشار ہو کر اللہ تعالیٰ کے محبوب بندوں میں شامل ہو جائیں۔

marfat.com

۱۱۔ سورۃ الحشر

ترجمہ ، تعارف ، تفسیر

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

آیت نمبر۲۲:

هُوَاللّٰهُ الَّذِیْ   لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ج   عَالِمُ الغَیْبِ   وَالشَّهَادَةِ ج

اللہ وہی تو ہے   جس کے سوا کوئی معبود نہیں   جاننے والا ہر چھپی ہوئی   اور ظاہر چیز کا

هُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِیْمُ o

وہی بہت مہربان ہمیشہ رحم فرمانے والا ہے

آیت نمبر۲۳:

هُوَاللّٰهُ   الَّذِیْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ج   اَلْمَلِكُ   الْقُدُّوْسُ   السَّلَامُ

اللہ وہی تو ہے   جس کے سوا کوئی معبود نہیں   سب کا حقیقی بادشاہ   نہایت مقدس   سلامت رکھنے والا

الْمُؤْمِنُ   الْمُهَیْمِنُ   الْعَزِیْزُ   الْجَبَّارُ   الْمُتَكَبِّرُ ط

امان بخشنے والا   نگہبان   غالب   بہت زیادہ ٹوٹے دلوں کو جوڑنے والا   متکبر ہے

سُبْحٰنَ اللّٰهِ عَمَّا یُشْرِكُوْنَ o

پاک ہے اللہ تعالیٰ اس شرک سے جو لوگ کر رہے ہیں

marfat.com

آیت نمبر ۲۴:

هُوَاللّٰهُ الْخَالِقُ الْبَارِیءُ الْمُصَوِّرُ لَهُ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰی ط

وہی اللہ سب کا خالق سب کو پیدا کرنے والا سب کی صورت بنانے والا سارے خوبصورت نام اُسی کے ہیں

يُسَبِّحُ لَهُ مَافِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ج وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ o

اسی کی تسبیح کررہا ہے جو کچھ ہے آسمانوں میں اور زمین میں اور وہی غالب حکمت والا

مشکل الفاظ کے معانی:۔

آیت نمبر ۲۲

اِلٰهُ	:	معبود
اِلَّا	:	سوائے
عَالِمُ	:	جاننے والا
الْغَيْب	:	پوشیدہ
الشَّهَادَة	:	ظاہر

آیت نمبر ۲۳

اَلْمَلِكُ	:	سب کا حقیقی بادشاہ
اَلْقُدُّوْسُ	:	نہایت مقدس (پاک)
السَّلَامُ	:	سلامت رکھنے والا
الْمُؤْمِنُ	:	امان بخشنے والا

marfat.com

اَلْمُهَيْمِنُ	:	نگہبان
اَلْعَزِيْزُ	:	غالب
اَلْجَبَّارُ	:	ٹوٹے دلوں کو جوڑنے والا
اَلْمُتَكَبِّرُ	:	تکبر والا' بڑائی والا
سُبْحٰنَ	:	پاک ہے وہ
عَمَّا	:	(عَنْ + مَا) عَنْ (سے) + مَا (جو کچھ)
يُشْرِكُوْنَ	:	وہ شرک کرتے ہیں

آیت نمبر ۲۴

اَلْبَارِئُ	:	پیدا کرنے والا
اَلْمُصَوِّرُ	:	(مناسب) صورت عطا کرنے والا
اَلْاَسْمَآءُ	:	اِسْمُ کی جمع، معنی نام
اَلْحُسْنٰى	:	خوبصورت
يُسَبِّحُ	:	تسبیح بیان کرتا ہے
اَلسَّمٰوٰتِ	:	سَمَآءُ کی جمع ہے معنی آسمان
اَلْاَرْضِ	:	زمین

تعارف وتشریح:

تعارف:

یہ سورۃ مدنی ہے جو تین رکوع اور چوبیس آیات پر مشتمل ہے۔ حشر سے مراد متفرق چیزوں کو جمع کرنا، منتشر افراد کو اکٹھا کرنا ہے۔ یہ لفظ اس سورۃ کی دوسری آیت میں مذکور ہے جس سے مراد یہود کے قبیلہ بنو

marfat.com

نضیر کی جلاوطنی کے وقت اُن کے مرد و زن کا جمع کیا جانا ہے۔اسی لئے اس سورۃ کا نام سورۃ الحشر رکھا گیا۔اسی سورۃ میں مالِ فئی (غنیمت) کی تقسیم کا طریقہ کار اور اختیار نیز نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی غیر مشروط اطاعت کا بیان ہے۔جب کہ آخری تین آیات میں اللہ تعالیٰ کے کچھ صفاتی ناموں کا تذکرہ ہے۔

تشریح آیات ۲۲ تا ۲۴ :۔

اِن آیات میں اللہ تعالیٰ کی صفت توحید کے بیان کے علاوہ اس کی کچھ صفات اور خوبصورت ناموں کا تذکرہ ہوا جنہیں اسمائے حسنیٰ کہتے ہیں۔اِن میں سے ہر نام اپنے اندر بے شمار برکات رکھتا ہے۔ذیل میں اِن ناموں کی الگ الگ وضاحت کی جاتی ہے۔

اَلْمَلِکُ : بادشاہ ' اپنی مرضی سے جو کرنا چاہے کرے اور کسی کو بھی اعتراض کی مجال نہ ہو۔

اَلْقُدُّوْسُ : جو تمام نقائص اور عیوب سے پاک ہو۔

اَلسَّلَامُ : سلامت رکھنے والا نیز اپنے بندوں کو آلام سے بچانے والا' بوقتِ مصیبت اس مبارک نام کا وظیفہ مصیبت سے نجات کا ذریعہ ہے اگر اس اسم کو 160 بار ورد کر کے مریض پر دم کیا جائے تو مریض صحت یاب ہو جاتا ہے۔

اَلْمُؤْمِنُ : امان دینے والا۔اپنے دوستوں کو عذاب سے امن دیتا ہے۔اس اسم کا وظیفہ کرنے والا ہر قسم کی تکلیفوں سے محفوظ رہتا ہے۔

اَلْمُهَیْمِنُ : گواہ' نگہبان وہ جو ہر شے کی نگرانی اور حفاظت فرماتا ہے۔اس مبارک اسم کا وِرد کرنے سے باطن روشن ہوتا ہے۔

marfat.com

اَلْعَزِیْزُ : غالب ، زبردست سب پر غالب اور جس کا اقتدار سب پر حاوی ہو۔اس مبارک نام کا ورد کرنے والا دوسروں کی امداد سے بے نیاز ہو جاتا ہے۔

اَلْجَبَّارُ : مخلوقات کے امور کو درست کرنے والا اور اس کام پر زبردست غلبہ رکھنے والا۔جبر کا معنی اصلاح بھی ہے۔جبیرۃ ، عربی میں پٹی کو کہتے ہیں جو ٹوٹی ہڈیوں پر باندھی جاتی ہے، گویا وہ ذات ٹوٹے دلوں کو جوڑنے والی ہے۔

اَلْمُتَکَبِّرُ : جس کی عظمت و کبریائی کی کوئی حد نہ ہو۔تکبر اللہ تعالیٰ کے لئے خوبی ہے جب کہ مخلوق کے لئے قابل مذمت ہے ۔کبریائی کو اللہ تعالیٰ نے اپنی چادر فرمایا ہے۔

اَلْخَالِقُ : وجود بخشنے والا ، پیدا کرنے والا۔اس مبارک اسم کا وظیفہ کرنے والے کی حفاظت کے لئے ایک فرشتہ مقرر کر دیا جاتا ہے۔

اَلْبَارِئُ : ہر چیز کو عدم سے وجود میں لانے والا۔وہ ذات جو خود تجویز بھی کرے، اندازہ بھی مقرر فرمائے اور اپنے اندازوں کو عملی جامہ بھی پہنائے۔

اَلْمُصَوِّرُ : صورت گری کرنے والا۔یعنی جس طرح چاہتا ہے اس قسم کی شکل عطا فرما دیتا ہے۔کائنات کے ہر فرد کا نقشہ اور شکل علیحدہ ہے یہ اسی کی قدرت کا کرشمہ ہے۔

آخر میں فرمایا کہ یہ سب خوب صورت نام اُسی کے لئے مخصوص ہیں اور کائنات کی ہر چیز اُسی کی پاکی بیان کرتی ہے وہ الگ بات ہے کہ انسان کو کائنات کی اشیاء کی تسبیح سمجھ میں نہیں آتی۔

marfat.com

۱۲۔ قرآن کریم ایک نظر میں

☆ قرآن حضور نبی کریم محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قلبِ اطہر پر نازل ہوا۔

☆ قرآن فقہ اسلامی کا سب سے بڑا اور بنیادی ماخذ ہے۔

☆ مدتِ نزول قرآن : 22 سال ' 5 ماہ تقریباً

☆ پہلی وحی : اِقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِیْ خَلَقَ O سے لے کر مَا لَمْ یَعْلَمْ O تک سورۃ العلق کی ابتدائی پانچ آیات

☆ آخری وحی : وَاتَّقُوْا یَوْماً تُرْجَعُوْنَ فِیْهِ اِلَی اللّٰهِ ..... (البقرہ، آیت ۲۸۱)

کچھ اہلِ علم نے سورہ التوبہ کی آیت ۱۲۸ کو آخری آیت قرار دیا۔

☆ کل قرآنی منزلیں : سات ہیں جو درج ذیل ہیں۔

(1) سورۃ فاتحہ سے لے کر سورۃ نساء تک

(2) سورۃ مائدہ سے لے کر سورۃ توبہ تک

(3) سورۃ یونس سے لے کر سورۃ النحل تک

(4) سورۃ بنی اسرائیل سے لے کر سورۃ فرقان تک

(5) سورۃ شعراء سے لے کر سورۃ یٰسین تک

(6) سورۃ صافات سے لے کر سورۃ الحجرات تک

(7) سورۃ ق سے لے کر سورۃ الناس تک

☆ کل کاتبانِ وحی : 40 صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین

marfat.com

☆ کل قرآنی رکوع : 558

☆ کل قرآنی پارے : 30

☆ کل قرآنی سورتیں : 114 (ایک سو چودہ)

مکّی سورتیں 86 مدنی سورتیں 28

☆ کل قرآنی آیات : 6236 (چھ ہزار دو سو چھتیس) تحقیق وزارتِ مذہبی امور حکومتِ پاکستان

6616 (چھ ہزار چھ سو سولہ) سیوطی، الاتقان جلد ۱ ص ۱۶۶

☆ کل سجدہ ہائے تلاوت : 14 (ایک روایت میں 15)

☆ ترتیب قرآن : توقیفی (اللہ تعالیٰ کی بتائی ہوئی ترتیب)

☆ حروفِ مقطعات : 29 (سورتوں کے شروع میں)

کلمات ، حروف اور اعراب قرآنیہ کی تفصیل

☆ کل کلماتِ قرآنیہ : 86430 (چھیاسی ہزار چار سو تیس)

: علامہ سیوطی کے نزدیک 77933 (ستر ہزار نو سو تینتیس)

☆ کل حروفِ قرآنیہ : 323760 (تین لاکھ تیئس ہزار سات سو ساٹھ)

: علامہ سیوطی کے نزدیک 323671 (تین لاکھ تیئس ہزار چھ سو اکہتر)

☆ کل فتحاتِ قرآنیہ (ــَـ) : 53223 (ترپن ہزار دو سو تیئس)

☆ کل کسراتِ قرآنیہ (ــِـ) : 39572 (انتالیس ہزار پانچ سو بہتر)

☆ کل ضماتِ قرآنیہ (ــُـ) : 8804 (آٹھ ہزار آٹھ سو چار)

marfat.com

☆ کل مدّاتِ قرآن (ـٓ)	:	1771	(ایک ہزار سات سو اکہتر)
☆ کل تشدیداتِ قرآنیہ (ـّ)	:	1274	(ایک ہزار دو سو چوہتر)
☆ کل نقطے	:	105684	(ایک لاکھ پانچ ہزار چھ سو چوراسی)

اقسام آیات

وعدہ کی آیات	:	1000	(ایک ہزار)
وعید کی آیات	:	1000	(ایک ہزار)
نہی کی آیات	:	1000	(ایک ہزار)
اَمر کی آیات	:	1000	(ایک ہزار)
قصص کی آیات	:	1000	(ایک ہزار)
مثال کی آیات	:	1000	(ایک ہزار)
حرمت (تحریم) کی آیات	:	250	(دو سو پچاس)
حلت (تحلیل) کی آیات	:	250	(دو سو پچاس)
تسبیح کی آیات	:	100	(ایک سو)
متفرق آیات	:	66	(چھیاسٹھ)

(بہ اختلاف روایات)

marfat.com

مشقی سوالات / خود آزمائی　　　یونٹ نمبر ۱ (الف)

I) درج ذیل رموز اوقاف کی وضاحت کیجیے۔

ج ، ط ، صلے ، قلے ، س ، لا

ii) تدوین قرآن کے تین ادوار کون کون سے ہیں؟ تفصیل سے بیان کیجئے

iii) سورۃ البقرہ میں کون سی جامع دعا سکھائی گئی ہے؟

iv) سورۃ النساء میں بخشش اور مغفرت کا کیا طریقہ سکھایا گیا ہے؟

v) سورۃ المائدہ میں کن کن چیزوں کو حرام قرار دیا گیا؟

vi) سورۃ التوبہ میں مذکور منافقین کے مخصوص رویّہ کی وضاحت کیجئے۔

vii) سورۃ الحجرات کا نام الحجرات کیوں رکھا گیا؟

viii) سورۃ الحجرات میں کن کن آدابِ نبوی کا بیان ہے؟

ix) سورۃ الفرقان میں مذکور عباد الرحمٰن کی صفات کا بیان ہے اُن میں سے کوئی سی تین صفات بیان کیجئے۔

x) سورۃ الحشر میں اللہ تعالیٰ کے کون کون سے صفاتی اسماء کا تذکرہ آیا ہے؟

xi) قرآن مجید کتنی مدت میں نازل ہوا؟

xii) قرآن مجید کی کتنی منزلیں ہیں؟

نوٹ: اس یونٹ کی تیاری کیلئے درج ذیل کتب تفاسیرِ قرآن سے استفادہ کیا گیا ہے۔

۱ ''تفسیرِ کبیر'' امام فخر الدین محمد بن عمر الرازی''

۲ ''ضیاء القرآن'' ضیاء الامت جسٹس پیر محمد کرم شاہ الازہری''

۳ ''مشمولاتِ قرآن عظیم'' میجر جنرل محمد نواز ملک

marfat.com

مولاے صل وسلم دائما ابدا — صلی اللہ علیہ وسلم — علی حبیبک خیر الخلق کلہم

یونٹ نمبر: 1 (ب)

منتخب قرآنی دُعائیں

ترجمہ و تشریح

ترتیب وتوضیح:۔

پروفیسر ڈاکٹر محمد رفیق

صدر شعبہ عربی

گورنمنٹ ڈگری کالج سیٹلائٹ ٹاؤن راولپنڈی

marfat.com

مولای صل وسلم دائماً ابداً

علی حبیبک خیر الخلق کلهم

بسم الله الرحمن الرحیم

ومن یتق الله یجعل له من امره یسرا

نوازش دل ما کن که دل نواز توئی

بساز کار غریبان که کارساز توئی

یونٹ کے مقاصد:۔

اس یونٹ کے مطالعہ سے آپ اس قابل ہو جائیں گے کہ

(i) آپ دُعا کے لغوی و اصطلاحی معانی جان سکیں۔

(ii) آپ دُعا کی اہمیت سے آگاہ ہو جائیں۔

(iii) آپ دُعا کے آداب سے واقف ہو جائیں۔

(iv) آپ کورس میں شامل دس قرآنی دُعائیں حفظ کریں۔

(v) آپ ان دُعاؤں کے ترجمہ اور مفہوم سے اچھی طرح آگاہ ہو سکیں۔

دُعا

یہ چیز انسان کی فطرت میں داخل ہے کہ جب اس پر کوئی مصیبت نازل ہوتی ہے یا اس کے دل کو ٹھیس پہنچتی ہے یا وہ کسی تکلیف میں مبتلا ہوتا ہے تو اس کی نگاہیں ان سے بچاؤ کے لئے سہارا ڈھونڈتی ہیں۔ وہ استعانت واستغاثہ یا استمداد کے لئے دوسروں سے رجوع کرتا ہے۔اس کے لئے انسان دوسرے انسانوں کا تعاون حاصل کرتا ہے۔لیکن جب معاملہ ایسا ہو کہ کسی انسان کی امداد وتعاون سے کوئی افاقہ نہ ہو اور تمام امیدیں دم توڑ جائیں تو پھر بندہ اپنے خالقِ حقیقی کی طرف رجوع کرتا ہے۔اس کے سامنے کبھی ہاتھ اٹھا کر اور کبھی سرزمین پر رکھ کر نہایت عجز ونیاز ' عاجزی وانکساری کے عالم میں اپنی درماندگی' بے چارگی اور بے بسی کا اظہار کرتے ہوئے اپنی احتیاج طلب کرتا ہے۔قرآن پاک میں ارشاد ہے:۔

وَ اِذَا مَسَّ الْاِنْسَانَ ضُرٌّ دَعَا رَبَّهٗ مُنِیْبًا اِلَیْهِ (الزمر: ۸)

ترجمہ: جب انسان کو کوئی تکلیف پہنچتی ہے تو وہ اپنے رب کو پکارتا ہے۔اس کی طرف جھک کر۔

مالکِ حقیقی کے حضور استغاثہ واستعانت کی اسی کیفیت کو دُعا کہتے ہیں۔

دُعا کا معنیٰ ومفہوم:

دُعا کے لغوی معنی بلانا' پکارنا یا مدد طلب کرنا ہیں۔ جبکہ اصطلاحِ شرع میں انسان کا اپنی بے بسی اور ناتوانی کا اقرار کرتے ہوئے اللہ جلّ جلالہ کو منبعِ جود و سخا سمجھ کر اس سے استمداد اور استغاثہ یعنی مدد یا حمایت کا آرزومند ہونے کو دُعا کہتے ہیں۔اسی طرح اپنی کوتاہیوں یا بداعمالیوں پر ندامت کے آنسو بہاتے ہوئے اللہ سبحانہٗ تعالیٰ سے معافی ودرگزر کا خواستگار ہونا بھی دعا کہلاتا ہے۔ اسلامی شریعت میں دعا کا لفظ نہایت وسیع تر مفہوم میں استعمال ہوتا ہے دُعا اپنے یا کسی کے لئے کی جاسکتی ہے۔

marfat.com

دُعا کی اہمیت:

دُعا کو اسلامی عبادات واشغال میں بہت زیادہ اہمیت حاصل ہے۔ اس لئے اللہ تعالٰی اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے اس کی بہت زیادہ تاکید اور تلقین کی ہے۔۔قرآن پاک میں ارشاد ہے:۔

وَ قَالَ رَبُّکُمُ ادۡعُوۡنِیۡۤ اَسۡتَجِبۡ لَکُمۡ (المؤمن: ٦٠)

ترجمہ: تمھارے رب نے فرمایا کہ مجھ سے دعا کرو میں تمھاری دعا کو قبول کروں گا۔

دُعا کے دوران میں انسان اپنے مالک حقیقی کے حضور اپنی بے چارگی اور بے بسی کا اقرار کرتا ہے۔ اسلام میں یہی جذبہ تمام عبادات کا مقصود ہوتا ہے یہی وجہ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے دعا کو بعینہ عبادت قرار دیا ہے۔ (حصن حصین صفحہ ۱۳) ایک دوسری روایت کے مطابق نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے دعا کو عبادت کا مغز قرار دیا ہے۔ (ترمذی)

اسلامی عقائد کی رو سے تقدیر اٹل ہوتی ہے۔ روزِ اوّل سے ہی ہر انسان کے خیر وشر کے بارے میں لکھ دیا جاتا ہے، جو ہر حال میں ہو کر رہتا ہے۔ ہونی کو کوئی نہیں ٹال سکتا لیکن نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کا ارشاد پاک ہے کہ دُعا سے تقدیر بھی بدل جاتی ہے (ترمذی، ابن حبان، حاکم)

تقدیر کے حکم سے نازل ہونے والے مصائب وآلام کے دوران میں دُعا انسان کے لئے چھتری کا کام دیتی ہے جس سے انسان ان کے برے اثرات سے محفوظ رہتا ہے۔ حدیث میں آتا ہے کہ جب کسی کے لیے آسمان سے کوئی بلا نازل ہوتی ہے تو دُعا اسے رستے میں جا ملتی ہے اور یہ دونوں قیامت تک آپس میں گتھم گتھا رہتی ہیں ۔(حاکم ، بزار ، طبرانی)

دُعا نہ کرنا اور اس سے اعراض وگریز کو انسانی تکبّر اور سرکشی کی علامت سمجھا گیا ہے۔ جو اللہ پاک کی سخت ناراضی کا باعث بنتا ہے۔ (بخاری الادب المفرد)

marfat.com

نیز فرمایا کہ اللہ سبحانہٗ تعالیٰ کے نزدیک کوئی چیز دُعا سے زیادہ باعزت نہیں ہے۔ (ترمذی ' ابنِ ماجہ' ابن حبان ' حاکم)

دُعا کے حوالے سے اس طرح کے بے شمار فضائل اور ترغیبات کتب احادیث میں بیان کئے گئے ہیں۔

دُعا کے آداب:

۱۔ دعا دونوں ہاتھ اٹھا کر کی جائے۔اور دعا کے اختتام پر دونوں ہاتھوں کو منہ پر پھیر لینا چاہیئے۔

۲۔ دعا کی ابتدا اور انتہا اللہ پاک کی حمد وثنا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم پر درود و سلام سے کی جائے کیونکہ دعا اس وقت تک آسمان میں معلق رہتی ہے جب تک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم پر درود شریف نہ پڑھا جائے۔(ترمذی)

۳۔ حلال کھانا ' حلال پینا اور حلال پہننا قبولیتِ دعا کے لئے لازمی ہے۔ ہمیشہ باوضو اور قبلہ رو ہو کر دعا کی جائے۔

۴۔ دعا قبولیت کے پورے عزم ویقین کے ساتھ کی جائے۔

۵۔ دعا خوبصورت اور جامع الفاظ میں کی جائے۔

۶۔ نہایت عاجزی اور انکساری کے ساتھ اللہ کے حضور گڑگڑا کر خشوع وخضوع کے ساتھ دعا کی جائے۔

۷۔ اللہ سبحانہٗ تعالیٰ سے اس کے اسمائے ذاتی وصفاتی کا واسطہ دے کر مانگا جائے۔

۸۔ انبیائے کرام اور صلحائے عظام کے وسیلہ سے دعا مانگی جائے۔

۹۔ اپنے گناہوں کا اعتراف کرتے ہوئے دعا کی جائے۔

۱۰۔ دعا کرنے اور سننے والے آمین کہیں۔

marfat.com

قرآنی دعائیں

۱۔ حضرت آدم علیہ السلام کی دعا

رَبَّنَا ظَلَمۡنَآ اَنۡفُسَنَا وَ اِنۡ لَّمۡ تَغۡفِرۡ لَنَا وَ تَرۡحَمۡنَا لَنَكُوۡنَنَّ مِنَ الۡخٰسِرِيۡنَ O (الاعراف: ۲۳)

ترجمہ: اے ہمارے پروردگار ہم نے اپنے آپ پر ظلم کیا اور اگر تو نے ہمیں معاف نہ فرمایا اور ہم پر رحم نہ کیا تو پھر ہم لازمی طور پر بہت سخت نقصان اٹھانے والوں میں سے ہونگے۔

مشکل الفاظ:

ظَلَمۡنَا	:	ہم نے ظلم کیا، ہم نے زیادتی کی
لَنَكُوۡنَنَّ	:	تو یقیناً ہم ہو جائیں گے یا بن جائیں گے۔
خٰسِرِيۡنَ	:	خسارہ پانے والے لوگ، نقصان اٹھانے والے، گھاٹے کا سودا کرنے والے

مختصر مفہوم:

اللہ پاک کے حضور اپنے گناہوں اور کوتاہیوں کا اقرار کرتے ہوئے اس سے مغفرت اور رحمت کی استدعا کرنے کے لئے یہ بہت خوبصورت دعا ہے۔ اس میں ایک تو انسان اپنی خطاؤں کا اقرار کرتا ہے اور دوسری طرف اس بات کو بھی تسلیم کرتا ہے کہ اے ہمارے مالک ومولا ہم نے تیرے احکام کی خلاف ورزی کر کے اپنے آپ پر بہت ظلم کیا ہے۔ ہماری ان کوتاہیوں کو تیرے سوا کوئی معاف کرنے والا نہیں اگر تو نے ہماری خطائیں معاف فرما کر ہمیں اپنی آغوش رحمت میں جگہ نہ دی تو ہمارا کوئی ٹھکانا نہیں اور یہ ہمارے لئے سخت ترین نقصان اور گھاٹے کا باعث ہوگا۔

یہ حضرت آدم علیہ السلام کی دعا ہے جو بارگاہِ رب العزت میں درجہ قبولیت کو پہنچی۔

marfat.com

۲۔ استغفار

رَبَّنَا اِنَّنَا اٰمَنَّا فَاغْفِرْ لَنَا ذُنُوْبَنَا وَقِنَا عَذَابَ النَّارِ (آلِ عمران: ۱۶)

ترجمہ: اے ہمارے رب ہم ایمان لائے پس تو ہمارے گناہ بخش دے اور ہمیں آگ کے عذاب سے بچا۔

مشکل الفاظ:

ذُنُوْبَنَا : ذَنْبٌ کی جمع، گناہ ہمارے

قِنَا : قِ (فعل امر حاضر) بچا اور نا ضمیر متکلم اور ہمیں بچا

مختصر مفہوم:

اس دعا میں بندہ اپنے رب کے حضور عرض کرتا ہے کہ:۔

اے ہمارے پروردگار ہم تجھ پر تیرے نبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم پر اور تیری طرف سے نازل کئے جانے والے کلام پر ایمان لائے۔ یہ دراصل بندے کی طرف سے اللہ رب العزت کے حضور اظہارِ تشکر ہے کہ مولیٰ کریم ہم تیری رحمت و مہربانی سے ایمان لائے۔ اگر تیرا کرم شامل حال نہ ہوتا اور تیری طرف سے ہدایت کی توفیق نہ ملتی تو ہم کسی طرح بھی ایمان کے لائق نہ تھے۔ چنانچہ مولا تو اپنی اسی رحمت و عنایت کے صدقہ میں ہماری غلطیاں یا کوتاہیاں بخش دے۔ بندہ عرض کرتا ہے کہ اے خالقِ کائنات چونکہ ہم ایمان لا چکے ہیں اب ہم جو کچھ بھی ہیں جیسے بھی ہیں تیرے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کی امت سے ہیں ہمارے گناہ بخش دے اور ہمیں دوزخ کے عذاب سے بچالے۔

marfat.com

۳۔ استقامت کے لئے دعا

رَبَّنَا لَا تُزِغْ قُلُوْبَنَا بَعْدَ اِذْ هَدَيْتَنَا وَهَبْ لَنَا مِنْ لَّدُنْكَ رَحْمَةً اِنَّكَ اَنْتَ الْوَهَّابُ

(آلِ عمران: ۸)

ترجمہ: اے ہمارے ربّ ہمارے دلوں کو ٹیڑھا نہ کر دے بعد اس کے کہ تُو نے ہمیں ہدایت بخشی۔ اور اپنی جناب سے ہمیں رحمت عطا فرما۔ بے شک تُو بہت عطا کرنے والا ہے۔

مشکل الفاظ:

لَا تُزِغْ : ٹیڑھا نہ کر۔ سیدھی راہ سے نہ ہٹا

هَبْ لَنَا : ہمیں عطا فرما۔ ہمیں دے دے

مِنْ لَّدُنْكَ : اپنے پاس سے۔

الْوَهَّابُ : اللہ پاک کا صفاتی نام ہے۔ بہت زیادہ یا بے حساب دینے والا۔

مختصر مفہوم:

قرآن کریم میں یہ اہلِ علم کی دعا بیان ہوئی ہے اس میں انسان اللہ کی دی ہوئی ہدایت کا ذکر کرتے ہوئے اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کا شکر ادا کرتا ہے اور اس کی دی ہوئی اس نعمت کے بارے میں عرض کرتا ہے کہ اے اللہ! اب مجھے اس راہِ ہدایت پر قائم رکھ اور کسی شیطانی وسوسے کے زیرِ اثر میرے دل میں کسی قسم کا شک یا ٹیڑھا پن پیدا نہ ہو۔ یہ دعا قضائے حاجات کے لئے بڑی پُر تاثیر ہے۔

marfat.com

۴۔ خاتمہ بالخیر کے لئے دعا

رَبَّنَآ اِنَّنَا سَمِعْنَا مُنَادِيًا يُّنَادِىْ لِلْاِ يْمَانِ اَنْ اٰمِنُوْا بِرَبِّكُمْ فَاٰمَنَّاق رَبَّنَا فَاغْفِرْلَنَا ذُنُوْبَنَا وَ كَفِّرْعَنَّا سَيِّاٰتِنَا وَ تَوَفَّنَا مَعَ الْاَبْرَارِ ٥ (آلِ عمران: ۱۹۳)

ترجمہ: اے ہمارے پالنے والے! بے شک ہم نے ایک پکارنے والے کو سنا کہ وہ ایمان کے لئے پکار رہا ہے کہ اپنے رب پر ایمان لاؤ۔ پس ہم (اس دعوت پر) ایمان لے آئے ہیں۔ اے ہمارے پروردگار تو ہمارے گناہ بخش دے اور ہماری برائیاں ہم سے دور کر دے اور ہمیں نیک بندوں کی معیت میں موت سے ہمکنار کر۔

مشکل الفاظ:

سَمِعْنَا : ہم نے سُنا

مُنَادِيًا : پکارنے والے کو۔ دعوت دینے والے کو

يُنَادِىْ : پکار رہا ہے، پکارتے ہوئے، دعوت دے رہا ہے (فعل مضارع)

كَفِّرْعَنَّا : ہم سے دور کر دے، ہمارے نامہ اعمال سے محو کر دے

سَيِّاٰتِنَا : ہماری برائیاں (سَيِّاٰتِ: برائیاں + نَا: ہماری)

تَوَفَّنَا : ہم پر موت طاری فرما، ہمیں موت دے

اَلْاَبْرَار : نیکو کار، صالحین

marfat.com

مختصر مفہوم:

اس دعا میں انسان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کی تبلیغ اور اشاعتِ اسلام کا اقرار کرتے ہوئے شہادت دیتا ہے کہ اے میرے مالک ہم تک تیرے محبوب کی دعوت اور ان کا پیغام پہنچ گیا ہے ہم نے ان کی پکار کو اپنے کانوں سے سنا ہے کہ وہ سارے لوگوں کو ایمان کی دعوت دے رہے ہیں۔ دنیا ان کی پکار کی آواز سے گونج رہی ہے چنانچہ ہم نے تیری توفیق اور فضل وکرم سے ان کی دعوت قبول کی اور ایمان لے آئے۔ اے مولیٰ کریم تو ہمارے ایمان کو قبول فرما۔

ایک حدیث کی رو سے اپنے کسی نیک عمل کے وسیلے سے دعا کرنا قبولیت کا باعث ہوتا ہے یہی وجہ ہے کہ یہاں پہلے ایمان لانے کا ذکر ہے اور اس کے بعد اس ایمان کی برکت اور وسیلے سے درج ذیل تین چیزیں مانگی جا رہی ہیں۔

۱۔ بڑے گناہوں کی معافی اور مغفرت۔

۲۔ سیّئات یعنی چھوٹی موٹی کوتاہیوں سے چھٹکارا۔

۳۔ نیک لوگوں کی معیت میں موت۔ یعنی جب مریں تو تیرے مقبول بندوں کی جماعت میں ہوں۔ ان کے قرب وجوار میں قبر نصیب ہو، تاکہ ان کی برکت سے عذابِ قبر سے خلاصی ملے اور جب حشر کے لئے اٹھیں تو ان کا ساتھ نصیب ہو۔

marfat.com

۵۔ دین و دنیا کی بھلائی کی دعا

رَبَّنَآ اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَةً وَّ فِی الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّ قِنَا عَذَابَ النَّارِ (البقرۃ:۲۰۱)

ترجمہ: اے ہمارے پروردگار ہمیں دنیا میں بھی بھلائی عطا فرما اور آخرت میں بھی بھلائی عطا فرما اور ہمیں دوزخ کے عذاب سے بچا۔

مشکل الفاظ :

اٰتِنَا : ہمیں عطا فرما

حَسَنَةً : بھلائی۔ اس میں ہر وہ چیز شامل ہے جس میں انسان کا بھلا ہو۔

قِنَا : ہمیں بچا۔ (قِ، فعل امر: بچا + نَا ، ہمیں)

مختصر وضاحت :

یہ ایسی دعا ہے جسے قرآن کریم میں خود اللہ سبحانہ، تعالیٰ نے سراہا ہے۔ ہمارے معاشرے میں بہت سے ایسے لوگ موجود ہیں جن کا مطمحِ نظر صرف دنیا ہوتی ہے۔ ان کی تمام آرزوئیں، تمنائیں اور خواہشات طلبِ دنیا پر منحصر ہوتی ہیں۔ ان کی نظر میں دنیاوی جاہ و جلال اور عیش و عشرت کے سوا زندگی کا اور کوئی مقصد نہیں۔ ان لوگوں کے بارے میں قرآن میں ارشاد ہے کہ ان کا آخرت میں کوئی حصہ نہیں۔

لیکن اس کا یہ مقصد ہرگز نہیں کہ انسان اپنی دنیا کی بہتری اور اصلاح و ترقی کے لئے اللہ سے کچھ نہ مانگے۔ بلکہ اس آیۂ مبارکہ کی روشنی میں اللہ پاک نے انسان کو ترغیب دی ہے کہ وہ بارگاہِ ایزدی سے اس دنیا کی زندگی کی بہتری کے لئے بھی دعا کرے اور آخرت کی بہتری کے لئے بھی استدعا کرے۔ یہ دعا اپنے مفہوم کے اعتبار سے دنیا اور آخرت دونوں کی سعادتوں کو سمیٹے ہوئے ہے۔ خود قرآن پاک میں اس دعا کو اپنا معمول بنانے

marfat.com

والوں کو بے حساب برکتوں اور سعادتوں کی نوید سنائی گئی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ حضور سیّد عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زبانِ اقدس پر اکثر یہ دعا رہا کرتی تھی۔

تفسیر کبیر میں ہے کہ حضرت انسؓ سے کسی شخص نے دعا کے لئے عرض کیا۔ آپ نے ہاتھ اٹھائے اور یہ دعا کردی۔ اس شخص نے پھر عرض کی۔ آپ نے پھر یہی دعا کردی، اس شخص نے پھر دعا کی التجا کی آپ نے پھر اس کے حق میں یہی دعا فرمائی۔ وہ شخص پھر دعا کا طلب گار ہوا تو آپ نے فرمایا کہ دنیا و آخرت کی ساری بھلائیاں مانگنے کے بعد اب اور کیا چیز باقی رہ گئی ہے جو تیرے لئے طلب کی جائے۔

خانہ کعبہ کے طواف کے دوران رکنِ یمانی اور حجر اسود کے درمیان یہ دعا مانگنے کی تاکید کی گئی ہے۔

marfat.com

٦۔ والدین کے حق میں دعا

رَّبِّ ارْحَمْهُمَا كَمَا رَبَّيٰنِىْ صَغِيْرًا　(بنی اسرائیل: ۲۴)

ترجمہ: اے میرے پروردگار! (میرے والد اور والدہ) دونوں پر رحم فرما جس طرح انہوں نے بچپن سے میری پرورش کی۔

مشکل الفاظ:

اِرْحَمْ	:	(فعل امر حاضر) تو رحم فرما
هُمَا	:	(اسم ضمیر) ان دونوں پر۔ والدین کی طرف اشارہ ہے۔
رَبَّيٰنِىْ	:	ان دونوں نے میری پرورش کی

مختصر وضاحت:

اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے والدین کے ساتھ حُسنِ سلوک کی بہت زیادہ تاکید کی ہے۔ اس آیت مبارکہ سے قبل کی آیات میں یہ مضمون بڑی تفصیل سے ذکر کیا گیا ہے۔ اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ نے یہاں والدین کے ادب واحترام اور ان کے ساتھ حُسنِ سلوک کو اپنی عبادت کے حکم کے ساتھ ملا کر واجب قرار دیا ہے۔ جس کا مطلب یہ ہے کہ اللہ جلّ شانہٗ کی عبادت کے بعد والدین کی اطاعت اور ان کے ساتھ حُسنِ سلوک سب سے اہم ہے۔ یہی وجہ ہے کہ بہت سی احادیث میں بھی والدین کی اطاعت کو بڑی اہمیت دی گئی ہے۔

سورہ بنی اسرائیل میں اللہ تعالیٰ نے والدین کے ساتھ حُسنِ سلوک کی جو تفصیلات بیان کی ہیں وہیں ان کے حق میں یہ دعا کرنے کا بھی حکم ہے۔ چنانچہ اس آیت مبارکہ کی روشنی میں اپنے والدین کیلئے دعائے خیر کرنا اور بارگاہِ خداوندی سے ان کے لئے رحمت کی دعا کرنا واجباتِ دین میں سے ہے۔ اس دعا میں ایسی جامعیت ہے کہ والدین کی زندگی میں بھی یہ دعا کی جاسکتی ہے اور ان کی وفات کے بعد بھی یہ دعا اولاد کی طرف سے والدین کی خدمت کا درجہ رکھتی ہے۔

marfat.com

۷۔ ہنگامی حالات کی دعا

رَّبِّ اَدۡخِلۡنِیۡ مُدۡخَلَ صِدۡقٍ وَّ اَخۡرِجۡنِیۡ مُخۡرَجَ صِدۡقٍ وَّ اجۡعَلۡ لِّیۡ
مِنۡ لَّدُنۡکَ سُلۡطٰنًا نَّصِیۡرًا (بنی اسرائیل:۸۰)

ترجمہ: اے میرے ربّ جہاں کہیں تو مجھے لے جائے سچائی کے ساتھ لے جا اور جہاں کہیں سے مجھے لے آئے سچائی کے ساتھ لے آ' اور مجھے اپنی جناب سے وہ قوت عطا فرما جو مدد کرنے والی ہو۔

مشکل الفاظ :

اَدۡخِلۡنِیۡ:	مجھے داخل فرما۔	اَخۡرِجۡنِیۡ :	مجھے باہر نکال
اِجۡعَلۡ :	بنا۔	سُلۡطَان :	طاقت ،اقتدار ،اختیار

مختصر وضاحت :

اہم مقاصد اور مشکل امور ومہمات کو انجام دینے کے لئے یہ بڑی اہم دعا ہے۔ ہجرتِ مدینہ کے وقت حق تعالیٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کو بطورِ خاص اس دعا کی تلقین فرمائی تھی۔ وہ ایک اضطراری وقت تھا۔ ہر طرف دشمنوں کی سازشوں کے جال بچھے ہوئے تھے۔ ایسے حالات میں خود خالقِ کائنات کی طرف سے اپنے نبی مکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کو اس دعا کی تاکید اس کی اہمیت کو اجاگر کرنے کے لئے کافی ہے۔ اس دعا کی برکت سے نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کا مکہ معظّمہ سے نکلنا اور مدینہ منوّرہ میں داخل ہونا دونوں بخیر وخوبی اور باعث برکت بنے۔ آپ تعاقب کرنے والے دشمنوں کی زد سے بچتے ہوئے بخیر وخوبی مدینہ منورہ پہنچ گئے۔

علمائے کرام نے نہایت اہم مقاصد اور مشکل امور کی انجام دہی کے لئے اس دعا کو اکسیر بتایا ہے کئی ایک لاعلاج بیماریوں سے چھٹکارے کے لئے بھی اس دعا کی تلقین کی جاتی ہے۔

marfat.com

۸۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی ایک جامع دعا

رَبِّ اجْعَلْنِیْ مُقِیْمَ الصَّلٰوةِ وَ مِنْ ذُرِّیَّتِیْ رَبَّنَا وَتَقَبَّلْ دُعَآءِ ۝ رَبَّنَا اغْفِرْ لِیْ وَلِوَالِدَیَّ
وَلِلْمُؤْمِنِیْنَ یَوْمَ یَقُوْمُ الْحِسَابُ ۝ (ابراہیم: ۴۰۔۴۱)

ترجمہ: اے میرے پروردگار مجھے اور میری اولاد کو نماز قائم کرنے والا بنادے۔اے ہمارے رب (ہماری) دعا قبول فرما۔اے ہمارے رب مجھے اور میرے والدین اور (تمام) اہلِ ایمان کو بخش دے جس دن حساب کتاب قائم ہو۔

مشکل الفاظ :

اِجْعَلْنِی	:	مجھے بنادے۔
مُقِیم	:	(اسم فاعل) قائم کرنے والا
ذُرِّیَّتِی	:	میری اولاد یا نسل۔
اِغْفِرْلِی	:	مجھے بخش دے

مختصر وضاحت :

یہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی بڑی مشہور دعا ہے۔اس میں انسان اپنے لئے اپنی اولاد اور اپنے والدین بلکہ تمام اہلِ ایمان کے لئے دعا کرتا ہے۔اس میں اقامتِ صلٰوۃ کی توفیق کے ساتھ قبولیت دعا اور بخشش کی استدعا بھی کی جاتی ہے۔

یہ قرآنِ پاک کی نہایت جامع دعاؤں میں سے ایک ہے۔اسی لئے عام طور پر نماز کے دوران تشہد اور درود شریف کے بعد یہی دعا پڑھی جاتی ہے۔

marfat.com

۹۔ حصول نعمت کی دعا

رَبَّنَا وَاٰتِنَا مَا وَعَدْتَّنَا عَلٰی رُسُلِكَ وَلَا تُخْزِنَا يَوْمَ الْقِيٰمَةِ اِنَّكَ لَا تُخْلِفُ الْمِيْعَادَ ۝

ترجمہ: اے ہمارے پروردگار ہمیں وہ (نعمتیں) عطا فرما جن کا تو نے اپنے رسولوں سے وعدہ فرمایا ہے۔ اور ہمیں روز قیامت رسوا نہ فرما۔ بے شک تو وعدے کے خلاف نہیں کرتا۔ (آل عمران: ۱۹۴)

مشکل الفاظ :

اٰتِ	:	(فعل امر حاضر) عطا فرما، دے۔	وَعَدْتَّنَا	:	تو نے ہم سے وعدہ کیا۔
لَا تُخْزِنَا	:	ہمیں رسوا نہ کر۔	لَا تُخْلِفُ	:	تو خلاف نہیں کرتا۔
اَلْمِيْعَادَ	:	عہد، وعدہ، معاہدہ۔			

مختصر وضاحت :

اس دعا میں بندہ اپنے مالکِ حقیقی کے حضور عرض کرتا ہے کہ اے مولا! جو کچھ تو نے اپنے رسولوں کے ذریعے ہم سے وعدہ کیا ہے وہ ہمیں عطا فرما۔ اس سے مراد مختلف اعمال کے حوالے سے وہ اجر و ثواب ہے جس کی نوید حضور سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلّم نے دی ہے کہ نماز کا یہ اجر ہے، زکواۃ کا یہ ثواب ہے، فلاں نیکی کرو گے تو یہ اجر ملے گا، فلاں دعا کا یہ اثر ہے، فلاں وظیفہ کی یہ تاثیر ہے وغیرہ وغیرہ۔ چنانچہ بندہ عرض کرتا ہے کہ اے مولا! ہمیں وہ تمام نعمتیں عطا فرما جن کا تو نے اپنے رسولوں کی اطاعت کی بنا پر وعدہ فرمایا ہے۔ دوسرے لفظوں میں اس کا مفہوم یہ ہے کہ اے اللہ! اپنے رسولوں علیہم الصلاۃ والسّلام کی اطاعت کی توفیق بخش۔ تا کہ ہم تیرے وعدہ کے مستحق ٹھہریں اور دوزخ کے عذاب سے بچ جائیں۔

آخر میں بندہ اقرار کرتا ہے کہ اے مولا! تیرے وعدے میں شک نہیں تو ہمیشہ اپنا وعدہ پورا کرنے والا ہے۔ پس اپنے کرم سے ہمیں ایسے کام کرنے کی توفیق بخش کہ ہم اس وعدے کے مستحق ٹھہریں۔

marfat.com

۱۰۔ مصائب وآلام سے نجات کے لئے دعا

رَبَّنَا اَفۡرِغۡ عَلَیۡنَا صَبۡرًا وَّ ثَبِّتۡ اَقۡدَامَنَا وَانۡصُرۡنَا عَلَی الۡقَوۡمِ الۡکٰفِرِیۡنَ ٥ (البقرۃ: ۲۵۰)

ترجمہ: اے ہمارے رب ہم پر صبر طاری کردے اور ہمارے قدم مضبوط فرما۔ اور قومِ کفار کے مقابلے میں ہماری مدد فرما۔

مشکل الفاظ :

اَفۡرِغۡ : (فعل امر حاضر) افراغ کا مطلب ہے انڈیلنا اس کے مفہوم میں غایت اور مبالغہ پایا جاتا ہے کہ اے ہمارے پروردگار ہم پر کثیر مقدار میں صبر واستقامت نازل فرما۔

ثَبِّتۡ : (فعل امر حاضر) ٹھہرانا، مضبوط کرنا۔

انۡصُرۡنَا : ہماری مدد فرما۔

مختصر وضاحت :

اس دعا میں تین چیزوں کی طلب کا ذکر ہے۔ یعنی صبر واستقامت ، ثابت قدمی اور کفار کے مقابلے میں اللہ کی مدد۔ انسانی زندگی میں یہ تینوں چیزیں بہت اہم ہوتی ہیں۔ قدم قدم پر انسان مصائب وآلام اور طرح طرح کی آزمائشوں سے دوچار ہوتا ہے۔ ایسے حالات میں اگر صبر کا دامن ہاتھ سے چھوٹ جائے تو انسان کے پاس باقی کچھ بھی نہیں بچتا۔ ایسے حالات میں انسان کو اللہ سے صبر واستقامت، ثابت قدمی اور نصرت اور فتح کی التجا کرنی چاہیے۔ اس لحاظ سے سخت قسم کی مصائب وآلام اور مشکلات سے چھٹکارا پانے کے لیے یہ دعا بہت اہم ہے۔ خصوصاً میدان جہاد یا کوئی اور مہم سر کرتے وقت یہ دعا اِکسیر کا درجہ رکھتی ہے۔

یہ حضرت داؤدؑ کی دعا ہے جو انہوں نے جالوت سے جنگ کے موقع پر کی تھی اور اللہ پاک نے انہیں فتح وکامرانی سے نوازا۔

marfat.com

خود آزمائی

سوال نمبر۱ : دُعا سے کیا مراد ہے؟ اس کے لغوی اور اصطلاحی معانی بیان کیجئے۔

سوال نمبر۲ : دعا کی اہمیت بیان کیجئے۔

سوال نمبر۳ : دعا کے آداب تحریر کیجئے۔

سوال نمبر۴ : مصائب و آلام سے محفوظ رکھنے کے لئے کون سی دعا سکھائی گئی ہے؟

سوال نمبر۵ : مختصر جوابات لکھئے؟

۱ کوئی سی قرآنی آیت مبارکہ تحریر کیجئے جس میں دعا کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔

۲ حدیث میں دعا کو عبادت کیوں کہا گیا ہے؟

۳ کسی لا علاج مرض میں مبتلا کسی شخص کو دیکھ کر اس بیماری سے بچاؤ کے لئے آپ کون سی دعا پڑھیں گے۔

سوال نمبر۶ : خالی جگہیں پُر کیجئے:۔

۱ دعا اس وقت تک آسمان میں معلق رہتی ہے جب تک ____________

۲ ____________ کے وسیلہ سے دعا مانگی جانی چاہیے۔

۳ دعا میں ____________ طلب کرنا جائز نہیں۔

۴ دعا انسان کے لئے ____________ کا کام دیتی ہے۔

سوال نمبر۷ : غلط یا صحیح کی نشاندہی کیجئے۔

۱ دعا عبادت کا مغز ہے۔

marfat.com

۲ تقدیر کسی صورت میں نہیں بدل سکتی۔

۳ دعا نہ کرنا انسان کے تکبر اور سرکشی کی علامت ہے۔

۴ دعا بغیر وضو کے بھی کی جا سکتی ہے۔

۵ پہلے دوسروں کے لئے دعا کی جائے اور پھر اپنے لئے دعا کی جانی چاہیے۔

سوال نمبر ۸ : دعا سیّد الاستغفار کے فضائل بیان کیجئے؟

عملی کام : اس یونٹ میں دی گئی تمام دعاؤں کو زبانی یاد کیجئے اور انہیں اپنا روزمرہ کا معمول بنائیں۔

یا صاحب الجمال و یا سید البشر
من وجہک المنیر لقد نور القمر
لا یمکن الثناء کما کان حقہ
بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر

marfat.com

یونٹ نمبر 2 (الف)

احادیثِ نبویّہ علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسّلام

ترتیب و توضیح:۔

پروفیسر خورشید حسن خاور
صدر شعبۂ عربی
گورنمنٹ گورڈن کالج راولپنڈی

marfat.com

مولای صل وسلم دائما ابدا
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
علی حبیبک خیر الخلق کلہم

قال اللہ تعالیٰ فی شأن حبیبہ

لقد جاءكم رسول من

تمہارے پاس ہمارا ایک ایسا نمائندہ آیا ہے جو (بظاہر خود) تم (سب) ہی میں سے ہے۔ وہ (تم سے ایسی

انفسكم عزيز عليه ما عنتم

شدید محبت کرنے والا ہے کہ) تمہاری ہر پریشانی اس پر بھاری ہے (کہ میرے محبوب کو یہ ہرگز گوارا نہیں کہ میری مخلوق راہ

حريص عليكم بالمؤمنين

سے بھٹک کر دوزخ کا ایندھن بنے) تم مومنوں کی بھلائی کیلئے وہ بڑے حریص ہیں اور بڑے نرم دل و مہربان ہیں

رءوف رحيم ﴿١٢٨﴾

پ ١١ التوبہ

صدق اللہ العظیم

marfat.com

دکھ بانٹنا ------ سب سے بڑی عبادت

جنازہ حاضر تھا اور اس کے ساتھ اس کے ورثاء اور دوسرے بہت سارے حضرات بھی موجود تھے۔ انتظار تھا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم باہر تشریف لائیں، تو نمازِ جنازہ کے بعد لوگ میت کو اس کی آخری منزل تک پہنچادیں۔ اتنے میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نمودار ہوئے بالکل اسی طرح جس طرح بدلی پھٹ جائے اور چاند نکل آئے، لوگوں نے جلدی جلدی جنازہ کو قبلہ کی طرف رکھ دیا اور سرکار دوعالم صلی اللہ وعلیہ وسلم سے درخواست کی کہ آپ جنازہ کی نماز پڑھا دیں۔ حسب عادت آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا۔ ''اس میت پر کوئی قرض تو نہیں ہے؟ لوگوں نے عرض کیا، میت مقروض ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ '' اس نے ترکے میں کوئی ایسی چیز چھوڑی ہے جس سے قرض ادا کیا جا سکے، لوگوں نے کہا ''نہیں''۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ''تم لوگ اس کی نمازِ جنازہ ادا کرلو' میں نہیں پڑھا سکتا''۔

نماز جنازہ پڑھانے سے انکار میت کے لیے بدنصیبی کی بات تھی۔ کیونکہ یہ نماز پڑھانے والا کوئی معمولی آدمی نہیں تھا رحمۃ لعالمین صلی اللہ علیہ وسلم تھے شفیع محشر تھے محبوب داور تھے۔ ایسے تھے کہ جس کے جنازے کی نماز پڑھا دیں اس کی مغفرت یقینی تھی۔ حاضرین پر سناٹا چھا گیا اور میت کے ورثاء غم واندوہ کے اتھاہ سمندر میں ڈوب گئے۔ میت کا بیٹا بہت غریب آدمی تھا۔ اس میں اس بات کی طاقت نہیں تھی کہ وہ قرض کے اتنے بڑے بار کو اٹھا لیتا۔ اپنی محرومی کے تصور سے اس کی آنکھیں بھیگ گئیں اور قطرات اشک ٹپ ٹپ زمین پر گرنے لگے۔ اس کے قریب ہی شیر خدا علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کھڑے تھے اس کا یہ حال دیکھ کر حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے رہا نہ گیا۔ عرض کیا ''یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم !ازراہِ کرم اس کی نماز جنازہ پڑھادیں۔ اس کے سارے قرض کی ذمہ داری میں اٹھاتا ہوں۔ چاہے اس کے لیے مجھے کچھ بھی کرنا پڑے۔ خدا کے لیے اس میت کو اپنی دعائے مغفرت سے محروم نہ فرمائیں''۔ تب آپ صلی اللہ علیہ وسلم آگے بڑھے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑھادی۔ اس کے بعد جنابِ علی رضی اللہ عنہ کی طرف رخ کرکے ارشاد فرمایا، ''اے علی! اللہ تعالیٰ تجھے جہنم کی آگ سے بچائے اور اسی طرح تیری بھی جان بخشی ہو۔ جس طرح تونے اپنے اس مسلمان بھائی کے قرض کی ذمہ داری اٹھا کر اس کی جان چھڑائی ہے۔ مومن کا دکھ بانٹ لینا اور یاس وحرماں کے اندھیروں میں بھٹکنے والوں کی دست گیری کرنا بہت بڑی عبادت ہے۔ عبادت صرف چند مخصوص طریقوں سے چند فرائض اور واجبات کو ادا کر دینا ہی نہیں ہے سب سے بڑی عبادت دکھی دل کو سکھ پہنچانا گرتے ہوؤں کو سنبھال دینا اور کسی کے بوجھ کو اتار دینا ہے۔

حدیث میں ہے کہ قرض لینے کے بعد جو آدمی قرض کو ادا کرنے کی نیت رکھے اللہ تعالیٰ اس کے قرض کی ادائیگی کی کوئی نہ کوئی صورت پیدا کردے گا۔ شاید حضرت علیؓ کی طرف سے قرض کی ادائیگی کی ذمہ داری اٹھانا اسی کی قدرتِ کاملہ کا کوئی مظاہرہ ہوگا۔

marfat.com

دُعا کے قبول نہ ہونے کی وجوہات

عوام بھی موجود تھے اور خواص بھی، درمیان میں ایک پُر وقار شخصیت جلوہ افروز تھی۔ عبادت کا نور چہرے سے چھلکا پڑتا تھا۔ نگاہ نیچی، قلب یادالٰہی میں غرق، غیر معمولی سنجیدہ۔ ایسا لگتا کہ ماہتاب کے گرد ایک ہالہ ہے۔ جب کوئی سوال کیا جاتا فوراً جواب مل جاتا۔ مریض اکٹھے تھے۔ ہر ایک اپنا مرض بیان کرتا۔ اور طبیب حاذق انتہائی نرمی اور متانت سے اس کے لیے نسخہ شافی تجویز کر دیتا۔ اللہ والے دلوں کے طبیب ہوتے ہیں۔ مکر و ریا سے پاک۔

خلق خدا کے غم خوار و غم گسار۔ سب کے دکھ کے ساتھی۔ دلِ دردمند والے سب کو دیتے ہیں اور کسی سے کچھ لینا پسند نہیں کرتے۔ یہی وہ لوگ ہیں جن کے بارے میں صادق ومصدوق صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ اگر یہ لوگ اللہ تعالیٰ پر کوئی قسم دے دیں تو اللہ تعالیٰ ان کی قَسم کو ضرور پورا کرتا ہے۔ اس بزرگ کا لباس فاخرانہ نہیں ہے۔ خرقۂ فقر میں ملبوس ہیں۔ مگر ایسا معلوم ہو رہا ہے کہ تختِ سلیمان پر بیٹھے ہیں۔ کسی کو جھڑکتے ہیں نہ کسی کی تحقیر و توہین کر رہے ہیں۔ گناہ میں لتھڑے ہوئے لوگ آ رہے ہیں اور فیضانِ نظر سے سنور کر جا رہے ہیں۔ کبھی یہ بلخ کے حکمراں ہوا کرتے تھے۔ مگر اب نہ تخت شاہی ہے نہ کج کلاہی اب دوسری ہی حکومت حاصل ہو چکی ہے۔ مجلس میں سے ایک شخص نے اُٹھ کر سوال کیا۔ حضرت؛ کیا وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ہماری دعائیں قبول نہیں فرماتا۔ حضرت ابراہیم ادھم بلخی رحمتہ اللہ علیہ نے سائل کا سوال نہایت توجہ سے سُنا اور جب جواب دینا شروع کیا تو مجمع پر سناٹا چھا گیا۔ فرمایا۔ اللہ تعالیٰ تمہاری دعائیں اس لیے قبول نہیں فرماتا کہ تم خدا کو جانتے اور مانتے ہو مگر اس کی اطاعت نہیں کرتے۔ رسول اکرم سید الانبیاء والمرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پہچانتے ہو مگر ان کی پیروی نہیں کرتے۔ قرآن کریم پڑھتے ہو مگر اس پر عمل نہیں کرتے۔ اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ قسم قسم کی نعمتیں کھاتے ہو مگر اس کا شکر ادا نہیں کرتے۔ یہ جانتے ہو کہ بہشت اللہ تعالیٰ کی فرماں برداری کرنے والوں کے لیے ہے مگر اس کی طلب نہیں رکھتے۔ یہ جانتے ہو کہ اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کرنے والوں کا ٹھکانا جہنم ہے مگر اس سے ڈرتے نہیں۔ تمہیں یہ بات اچھی طرح معلوم ہے کہ شیطان تمہارا دشمن ہے پھر بھی اس سے نہیں بھاگتے۔ بلکہ اُلٹا اس کو اپنا دوست بنائے ہوئے ہو۔ تم جانتے ہو کہ موت برحق ہے۔ اور ایک نہ ایک دن اس دنیا کو چھوڑ کر سفرِ آخرت پر روانہ ہونا ہے مگر اس سفر کا کوئی سامان نہیں کرتے۔ بلکہ دن رات دنیا سمیٹنے اور متاعِ دنیا کو جمع کرنے میں سرگرداں ہو۔ اپنے خویش و اقارب کو اپنے ہاتھوں زمین میں دفن کرتے ہو مگر عبرت نہیں پکڑتے۔ نہ اپنی برائیوں کو ترک کرتے ہو۔ لوگو؛ تم دوسروں کے عیب تو تلاش کرتے ہو۔ کبھی اپنے گریبان میں بھی منہ ڈال کر دیکھا ہے کہ خود تمہارے اندر کتنے عیوب ہیں؟ بے عیب ذات خدا کی ہے۔ کون انسان ہے جس میں عیب نہیں۔ غفلت نہیں۔ کوتاہی نہیں۔ اس لیے دوسروں کا عیب تلاش کرنے سے پہلے اپنے عیبوں کی خبر لینی چاہئے۔ یہ تو تمہارا حال ہے۔ بھلا بتلاؤ کہ ایسے شخص کی دعا کیسے قبول ہو سکتی ہے۔ شیخ ابراہیم ادھم بلخی رحمتہ اللہ علیہ نے اپنی گفتگو ختم کی تو مجمع اشک بار تھا۔ شیخ نے ہر شخص کے سامنے ایک ایک آئینہ رکھ دیا تھا۔ جس میں ہر شخص اپنا اپنا چہرا دیکھ رہا تھا۔

marfat.com

صدقہ جاریہ

صحیح مسلم شریف میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک دن حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جب انسان مر جاتا ہے تو اس کے اعمال منقطع ہو جاتے ہیں یعنی اب نہ وہ نماز پڑھ سکتا ہے' نہ روزہ رکھ سکتا ہے' نہ اللہ کے راستے میں خرچ کر سکتا ہے۔ نہ توبہ کر سکتا ہے نہ جہاد فی سبیل اللہ میں حصہ لے سکتا ہے۔ مر جانے کے بعد اس کے سارے اعمال منقطع ہو جاتے ہیں۔ البتہ تین اعمال ایسے ہیں کہ موت کے بعد بھی انسان کو ان کا ثواب ملتا رہتا ہے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ان میں سے ایک صدقہ جاریہ ہے۔ یعنی ایسا عمل جس کا فیض عرصہ دراز تک باقی رہے۔ مثلاً اس نے کوئی مسجد بنوادی۔ یا کوئی مدرسہ تعمیر کر دیا یا قائم کر دیا۔ سڑک بنوادی' راستے پر درخت لگوا دیے تاکہ راہگیروں کو سایہ میسر آئے۔ یہ تمام اعمال صدقہ جاریہ کے ضمن میں آتے ہیں کہ جب تک مسجد میں لوگ نماز پڑھتے رہیں گے۔ مدرسے میں تعلیم حاصل کرتے رہیں گے۔ نہر سے فیض یاب ہوتے رہیں گے۔ کنوئیں سے پانی پیتے رہیں گے مسافر خانے میں قیام کرتے رہیں گے ان کے بنانے والے کو اس کا ثواب ملتا رہے گا۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ دوسری چیز نفع بخش علم ہے یعنی کسی شخص نے کوئی ایسی کتاب لکھ دی جس سے لوگ فائدہ اٹھاتے ہیں یا لوگوں کو تعلیم دی اور اسی طرح تعلیم و تعلم کے سلسلے میں آغاز کیا تو جب تک لوگ اس کتاب سے دینی فائدہ اٹھاتے رہیں گے۔ اس شخص کے شاگردوں سے علم سیکھتے رہیں گے۔ اس شخص کو اس کا ثواب ملتا رہے گا

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ تیسرا عمل جس کا ثواب مرنے کے بعد بھی انسان کو ملتا رہتا ہے وہ اولاد صالح ہے کہ انسان اپنے لڑکے کی اس طرح تعلیم و تربیت کرے کہ بچہ متقی اور پرہیزگار یا عالم باعمل بن جائے تو جب تک یہ بچہ زندہ رہے گا اور نیکی و پرہیزگاری کے راستے پر قائم رہے گا اللہ تعالیٰ اس کا اجر اس کے والدین کو بھی دیتا رہے گا۔ مزید یہ کہ اگر اولاد صالح ہے تو مرنے کے بعد وہ اپنے والدین کے لیے مغفرت کی دعا کرتا رہے گا اور اس کی دعائے مغفرت اس کے والدین کو پہنچے گی۔

غرضیکہ یہ تین اعمال ہیں جو موت کے بعد بھی اپنے اثرات کے اعتبار سے باقی رہتے ہیں۔

۱۔ صدقہ جاریہ۔ ۲۔ علم نافع۔ ۳۔ اولاد صالح۔

marfat.com

بیمار پُرسی کی فضیلت

اگر کوئی شخص یہ کہے کہ صرف ایک لفظ میں اسلام کی تمام تعلیمات کا خلاصہ بیان کردو۔ تو وہ ایک لفظ صرف ''محبت'' ہے یعنی محبت اللہ تعالیٰ کے ساتھ محبت اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ۔ محبت مومنوں کے ساتھ۔ محبت انسانوں کے ساتھ وطن کے ساتھ۔ حیوانوں کے ساتھ۔ غرض اسلام سراسر محبت ہے۔ جس کے دل میں محبت نہیں اس میں ایمان کا نور نہیں محبت انسان کو اللہ تعالیٰ کا قرب عطا کرتی ہے اور وہ رفتہ رفتہ اس کی بارگاہ میں مقبول ٹھہرتا ہے۔

محبوب الٰہی سلطان المشائخ خواجہ نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ نے امام ضحاک کے حوالے سے فرمایا ہے کہ جو شخص اپنے غریب اور حاجت مند رشتہ داروں کے ساتھ حسن سلوک کرتا ہے اور اس کی عمر کے تین سال باقی رہ گئے ہوں تو اللہ تعالیٰ اس کی عمر میں تیس سال کا اضافہ کر دیتا ہے۔ آپ نے فرمایا کہ مسلمان کا فرض ہے کہ اگر اس کا کوئی مسلمان بھائی بیمار پڑ جائے تو تین روز کے بعد اس کی بیمار پرسی کو جائے۔ اور جب بیمار کے پاس جائے تو اسے تسلی دے اور نصیحت کرے کہ اللہ تعالیٰ جس بندے کو دوست نہیں رکھتا اسے بیماری بھی نہیں دیتا۔ بیماری تو وہ اکثر و بیشتر اپنے دوستوں ہی کو دیتا ہے اس لیے کہ بیماری ہزاروں گناہوں کا کفارہ ہوتی ہے۔ بندہ جب دکھ درد میں مبتلا ہو کر اللہ تعالیٰ کو پکارتا ہے تو وہ رب جو گناہوں کو بخشنے والا ہے اس کی ایک ایک پکار کے بدلے اس کے بے شمار گناہوں کو بخش دیتا ہے۔ صلوٰۃ مسعودی میں لکھا ہے کہ اگر کوئی شخص کسی کی بیمار پرسی کے لیے جاتا ہے تو اس کے نامہ اعمال میں ہزاروں نیکیاں درج کی جاتی ہیں۔ اس کے ہزار ہا گناہ مٹا دیئے جاتے ہیں۔ اور ہر قدم کے عوض ایک سال کی عبادت کا ثواب اس کے نامہ اعمال میں لکھ دیا جاتا ہے۔ حضرت محبوب الٰہی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ بیمار سے کہا کرو کہ صدقہ دے کیونکہ صدقہ بلاؤں کو رد کر دیتا ہے۔ اور غضب الٰہی کو فرو کرتا ہے۔ شیخ الاسلام خواجہ فرید الدین گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ صدقہ دے کر بیماری کو رد کیا کرو کیونکہ صدقہ سے بہتر کوئی دوا نہیں ہے۔

زکوٰۃ مال کی محافظ ہے اور صدقہ جان کا۔ زکوٰۃ دینا گویا مال کو قلعہ بند کرنا ہے اور صدقہ دینا جان کو قلعہ بند کرنے کے مترادف ہے۔

انا زینۃ فخر عالم صلی اللہ علیہ وسلم

فہرست

صفحہ نمبر

۱۔ یونٹ کا تعارف 103

۲۔ یونٹ کے مقاصد 103

۳۔ حدیث کی تعریف 104

۴۔ حدیث کی اقسام 105

۵۔ چند اصطلاحاتِ حدیث 106

۶۔ حدیث کی اہمیت اور کتب حدیث 107

۷۔۱ حدیث نمبر ا ترجمہ و تشریح 109

۷۔۲ حدیث نمبر ۲ ترجمہ و تشریح 114

۷۔۳ حدیث نمبر ۳ ترجمہ و تشریح 120

۷۔۴ حدیث نمبر ۴ ترجمہ و تشریح 124

۷۔۵ حدیث نمبر ۵ ترجمہ و تشریح 127

۷۔۶ حدیث نمبر ۶ ترجمہ و تشریح 130

۷۔۷ حدیث نمبر ۷ ترجمہ و تشریح 134

marfat.com

۷-۸	حدیث نمبر ۸ ترجمہ وتشریح	136
۷-۹	حدیث نمبر ۹ ترجمہ وتشریح	139
۷-۱۰	حدیث نمبر ۱۰ ترجمہ وتشریح	143
۷-۱۱	حدیث نمبر ۱۱ ترجمہ وتشریح	146
۷-۱۲	حدیث نمبر ۱۲ ترجمہ وتشریح	150
۷-۱۳	حدیث نمبر ۱۳ ترجمہ وتشریح	155
۷-۱۴	حدیث نمبر ۱۴ ترجمہ وتشریح	158
۷-۱۵	حدیث نمبر ۱۵ ترجمہ وتشریح	161
۸۔	خود آزمائی اور مشقی سوالات	164

marfat.com

۱۔ تعارف

قرآن مجید کے بعد حدیث نبوی علیٰ صاحبہ الصلوٰۃ والسّلام کا مقام ہے۔ یہ اسلامی فقہ کا دوسرا ماخذ ہے یہ یونٹ حدیث کی تعریف، اقسامِ حدیث، مشہور کتب حدیث، حدیث کی اہمیت اور پندرہ احادیث کے ترجمہ و تشریح پر مشتمل ہے۔

اس یونٹ میں درج احادیث میں ارکانِ اسلام اور اخلاقی دروس نیز آدابِ اسلام کا بیان ہے۔

۲۔ یونٹ کے مقاصد

اس یونٹ کے مطالعہ سے آپ اس قابل ہو جائیں گے کہ

- ☆ حدیث نبوی کے موضوع پر گفتگو کر سکیں
- ☆ حدیث نبوی کے بیان کا انداز معلوم کر سکیں
- ☆ مشہور کتب حدیث کے ناموں سے واقفیت حاصل کر سکیں
- ☆ احادیث نبویّہ پر عمل کی ترغیب پائیں
- ☆ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنّت کی اتباع کر کے اللہ تعالیٰ کی خوشنودی حاصل کریں
- ☆ راویان حدیث صحابہ کے حالاتِ زندگی سے آگاہی حاصل کریں
- ☆ آپ کورس میں شامل دس مسنون دُعائیں حفظ کریں۔

marfat.com

۳۔ حدیث کی تعریف

لغوی مفہوم:۔

حدیث کے لغوی معنی گفتگو اور بات کے ہیں۔

اصطلاحی مفہوم:۔

شرعی اصطلاح میں حدیث سے مراد حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اقوال، افعال اور تقریر ہے۔آپ ﷺ کی سنت کے بیان وروایت کو بھی حدیث کہا جاتا ہے۔اس لحاظ سے حدیث کی درج ذیل تین اقسام ہیں:۔

۱۔ **قولی حدیث** :۔ اس سے مراد حضور نبی کریم ﷺ کے جملہ ارشادات ہیں جو آپ ﷺ نے اپنی مبارک زندگی میں ارشاد فرمائے۔

۲۔ **فعلی حدیث** :۔ اس سے مراد حضور نبی کریم ﷺ کے اعمال وافعال ہیں۔

۳۔ **تقریری حدیث** :۔ تقریر سے مراد یہ ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ کے سامنے کسی نے کوئی عمل کیا یا کوئی بات کہی اور آپ ﷺ نے وہ عمل دیکھ کر یا بات سُن کر خاموشی اختیار فرمائی اور منع نہ فرمایا وہ بھی حدیث کہلائے گی۔ یہ حدیث تقریری ہوگی، کیونکہ اللہ تعالیٰ کے رسول ﷺ اپنے منصب نبوت کی وجہ سے غلط کام یا بات پر خاموش نہیں رہ سکتے تھے۔

marfat.com

۴۔ حدیث کی اقسام

صحت یا ضعف کے اعتبار سے حدیث کی درج ذیل اقسام ہیں:۔

۱۔ **صحیح** :۔ ایسی حدیث جس کے راوی ہر لحاظ سے معتبر اور دیانت دار ہوں اور سلسلۂ روایت میں کوئی نقص نہ ہو۔

۲۔ **حَسَن** :۔ ایسی حدیث جس میں صحیح کی تمام شرائط ہوں لیکن کسی جگہ کوئی لفظ اچھی طرح یاد نہ رہے یہ حدیث صحیح سے کم درجہ کی ہے اور قابلِ حجت ہے۔

۳۔ **ضعیف** :۔ اگر کسی حدیث میں وہ صفات نہ ہوں جو صحیح یا حَسَن میں پائی جاتی ہیں تو وہ ضعیف حدیث کہلائے گی۔

۴۔ **موضوع** :۔ وہ حدیث جو من گھڑت ہو اور جس میں جھوٹ غالب ہو اور جس کا راوی جھوٹا ثابت ہو جائے

چنانچہ "صحیح حدیث" خوبیوں کے لحاظ سے بلند ہے اس لئے راویوں کی تعداد کے لحاظ سے صحیح حدیث کی درج ذیل چار اقسام ہیں:۔

۱۔ **متواتر** :۔ جس کے راوی ہر زمانے میں اس قدر زیادہ ہوں کہ ان کا جھوٹ پر اتفاق ناممکن ہو اور بیان کردہ حدیث حواس خمسہ سے تعلق رکھتی ہو اور سننے والے کو یقینی علم کا فائدہ دے۔

۲۔ **مشہور** :۔ وہ حدیث جس کو روایت کرنے والے صحابہ کے دور میں ایک یا دو آدمی ہوں مگر بعد میں روایت کرنے والے بہت سے راوی ہوں محدثین اس کی شہرت کی وجہ سے اسے مشہور حدیث کہتے ہیں نیز اس میں متواتر کی تمام شرائط نہ پائی جاتی ہوں۔

۳۔ **عزیز** :۔ جس کے راویوں کی تعداد کسی مقام پر بھی دو سے کم نہ ہو۔

۴۔ **غریب** :۔ ایسی حدیث جس میں کسی مقام پر صرف ایک راوی رہ گیا ہو، اسے خبر واحد یا مفرد بھی کہتے ہیں۔

marfat.com

۵۔ اصطلاحاتِ حدیث

۱۔ صحابی :۔ ایسا شخص (مرد و عورت) جس نے حالتِ ایمان میں حضور نبی کریم ﷺ سے ملاقات کی اور حالتِ ایمانی میں ہی اس کا انتقال ہوا۔ صحابی کی جمع صحابہ ہے۔

۲۔ تابعی :۔ وہ شخص جس نے حضور نبی کریم ﷺ کے کسی صحابی سے حالتِ اسلام میں ملاقات کی اور مسلمان ہی فوت ہوا۔

۳۔ تبع تابعی :۔ تبع تابعی سے مراد وہ مسلمان جس نے کسی تابعی سے حالت ایمان میں ملاقات کی اور مسلمان ہی وفات پائی۔

۴۔ متن :۔ متن حدیث سے مراد وہ الفاظ ہیں جہاں سے حدیث کا اصل مضمون شروع ہوتا ہے۔

۵۔ راوی :۔ حدیث بیان کرنے والے کو راوی کہتے ہیں۔

۶۔ سند :۔ حدیث بیان کرنے والوں کے ناموں کا سلسلہ سند کہلاتا ہے۔

۷۔ محدِّث :۔ وہ عالم جو علمِ حدیث پر پوری دسترس رکھتا ہو اور احادیثِ رسول کی تشریح کرنے پر قادر ہو۔

۸۔ صحیحین :۔ حدیث کی کتب ''صحیح بخاری'' اور ''صحیح مسلم'' کو صحیحین کہتے ہیں۔

۹۔ متفق علیہ :۔ جس حدیث پر امام بخاری اور امام مسلم کا اتفاق ہو یعنی وہ صحیح بخاری اور صحیح مسلم دونوں میں موجود ہو۔

marfat.com

۶۔(الف) حدیث کی اہمیت

جیسا کہ گزشتہ صفحات میں بیان ہوا کہ حدیث ، قرآن کے بعد قانونِ اسلام کا دوسرا ماخذ ہے۔ اور ویسے بھی حدیث قرآن مجید کی تفسیر ہے اور حدیث کے بغیر قرآن مجید کو سمجھا نہیں جا سکتا۔ جب کہ حدیث میں کوئی ایسا بیان نہیں ہے کہ جس کی بنیاد قرآن مجید میں نہ ہو۔ گویا پورا دینِ اسلام قرآن و سنّت کا مجموعہ ہے۔ قرآن میں احکام کا اجمال ہے جب کہ احادیث اور سنّت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس اجمال کی تفصیل ہے۔ اگر سنّت کا انکار کیا جائے تو قرآن کو ہرگز ہرگز سمجھا نہیں جا سکتا۔ مثال کے طور پر قرآن میں نماز قائم کرنے کا حکم ہے لیکن کتنی اور کیسے پڑھیں اس کا بیان نہیں ہے اس کی وضاحت حدیث ہی کے ذریعے ہوتی ہے۔ اسی طرح دیگر ارکانِ اسلام زکوۃ، روزہ اور حج ہیں جن کی مکمل تفصیلات صرف اور صرف حدیث رسول ﷺ کے ذریعے سے ہی معلوم ہوتی ہیں۔

قرآن مجید میں جا بجا اہل ایمان کو حکم دیا گیا کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی پیروی کرو اور "اللہ تعالیٰ کے رسول ﷺ کی مبارک زندگی میں تمہارے لئے بہترین نمونہ حیات ہے۔" اس سے سنّت کی اہمیت کا اندازہ ہوتا ہے۔

مولای صل وسلم دائما ابدا
مولای صل وسلم دائما ابدا
علی حبیبک خیر الخلق کلھم
علی حبیبک خیر الخلق کلھم

marfat.com

۶۔(ب) مشہور کتب حدیث

(۱)　صحیح بخاری

(۲)　صحیح مسلم

(۳)　سنن ابی داؤد

(۴)　جامع ترمذی

(۵)　سنن نسائی

(۶)　سنن ابن ماجہ

مندرجہ بالا چھ کُتب حدیث کو صحاح ستہ کہتے ہیں۔عربی میں صِحَاح صحیح کی جمع ہے اور سِتَّۃ " سے مُراد چھ ہے۔یعنی حدیث کی صحیح چھ کتابیں (صحاح ستہ) ہیں ان کے علاوہ درج ذیل پانچ کتب بھی مقبول ہیں:۔

(۱)　مسند امام احمدؒ

(۲)　مُؤطّا امام مالکؒ

(۳)　سنن امام شافعیؒ

(۴)　سنن دارمیؒ

(۵)　سنن بیہقیؒ

" مشکوٰۃ المصابیح " ان سب کتب احادیث سے انتخاب ہے۔

marfat.com

۷-۱

حدیث نمبر ا

عنوان: اعمال کا دارومدار

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

عَنْ اَمِیْرِ الْمُؤْ مِنِیْنَ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رضی اللہ تعالیٰ عنہ قَالَ :

ترجمہ: امیر المومنین عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا

سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ یَقُوْلُ : اِنَّمَا الْاَ عْمَا لُ بِالنِّیَّاتِ

میں نے سُنا رسولِ کریم ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے (کہ) بےشک اعمال کا دارومدار نیتوں پر ہے

وَ اِنَّمَا لِکُلِّ امْرِ یءٍ مَا نَوٰی ' فَمَنْ کَانَتْ ھِجْرَ تُہٗ

اور بےشک ہر انسان کے لئے (وہی ہے) جو کچھ اس نے نیت کی پس جس شخص کی ہجرت ہوگی

اِلَی اللّٰہِ وَ رَسُوْلِہٖ فَھِجْرَتُہٗ اِلَی اللّٰہِ وَ رَسُوْلِہٖ

اللہ اور اسکے رسولِ مقبول ﷺ کی طرف پس اُس کی ہجرت (تو) اللہ اور رسول کریم ﷺ ہی کے لئے ہے

وَمَنْ کَا نَتْ ھِجْرَتُہٗ لِدُ نْیَا یُصِیْبُھَا اَوْ اِمْرَ ءَ ۃٍ

اور جس کی ہجرت ہوگی دنیا (کے حصول) کے لئے تاکہ وہ اسے حاصل کرے یا کسی عورت کی خاطر

یَنْکِحُھَا فَھِجْرَتُہٗ اِلٰی مَا ھَا جَرَ اِلَیْہِ

تاکہ وہ اس سے نکاح کرے پس اس کی ہجرت اُدھر کو ہے جدھر اس نے ہجرت کی

(متفق علیہ)

marfat.com

مشکل الفاظ کے معانی اور شرح:۔

عَنْ	: سے، یعنی اُن سے روایت ہے	قَالَ	: اس نے کہا (فرمایا) فعلِ ماضی
سَمِعْتُ	: میں نے سُنا (فعل ماضی)	یَقُوْلُ	: یہ فرماتے ہوئے (فعل مضارع)
اَلنِّیَّاتُ	: نِیَّۃٌ کی جمع ' ارادہ	اِمْرِئٌ	: آدمی

اَلْھِجْرَۃُ : ایک جگہ کو چھوڑ کر دوسری جگہ جانا (شرعی اصطلاح میں دار الخوف کو چھوڑ کر دار الامن کی طرف جانا ہجرت کہلاتا ہے) نیز اللہ تعالیٰ کی منع کردہ چیزوں کو چھوڑنے کا نام بھی ہجرت ہے۔

یُصِیْبُھَا : یُصِیْبُ وہ حاصل کرے + ھَا ضمیر مونث (اُس دنیا کو)

اِمْرَءَۃٌ : عورت (اس کی جمع نِسَآءٌ ہے)

یَنْکِحُھَا : یَنْکِحُ وہ نکاح کرے + ھَا ضمیر مونث (اُس عورت سے)

تشریح حدیث:۔

(الف) راویِ حدیث:

اس حدیث کے راوی حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں سب سے پہلے امیر المؤمنین کا لقب آپ ہی کو دیا گیا۔ حضور نبی کریم ﷺ نے آپ کو طبیعت میں سختی کی وجہ سے ابو حفص کا لقب دیا کیونکہ حفص شیر کو کہتے ہیں نیز آپ کو فاروق کا لقب بھی عطا فرمایا کیونکہ آپ حق اور باطل میں خوب فرق کرتے تھے آپ پہلے مومن ہیں جنہوں نے اپنے آپ کو اعلانیہ مسلمان کہا اور اللہ تعالیٰ نے ان کے ذریعے حضور نبی کریم ﷺ کے دین کی مدد کی۔ کیونکہ آپ ﷺ نے اللہ تعالیٰ سے انکے ایمان کی دعا کی تھی آپ ان دس صحابہ کرام میں سے ہیں جن کو رسول کریم ﷺ نے دنیا ہی میں جنت کی بشارت دی تھی آپ کے مناقب بے شمار ہیں آپ نے حضور نبی اکرم ﷺ

marfat.com

سے پانچ سوانتالیس احادیث روایت کی ہیں۔ آپ نے تریسٹھ سال عمر پائی اور یکم محرم الحرام 24ھ کو شہادت پائی اور حضور صلی اللہ علیہ وسلّم کے پہلو میں مدفون ہوئے۔ مدتِ خلافت دس سال چھ ماہ اور پانچ دن ہے۔

(ب) خلاصہ حدیث :

یہ حدیث آپ ﷺ کے جامع کلمات میں سے ہے کئی ائمہ دین کا اس بات پر اتفاق ہے کہ یہ حدیث پورے علم کی ایک تہائی ہے ابوعبیدہ کا قول ہے کہ احادیث نبویّہ میں اس سے بڑھ کر جامع اور فائدہ مند کوئی حدیث نہیں ہے۔

(ج) توضیح :

یہ حدیث اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ اعمال کے صحیح ہونے کا معیار نیت پر ہے اگر نیت صحیح ہے تو عمل بھی صحیح ہے اور اگر نیت میں فتور آ گیا تو پورا عمل بیکار جائے گا۔ نیت درست تبھی شمار ہوگی جب عمل کرنے کی غرض اللہ کا خوف اور اس کی رضا کا حصول ہوگا۔ ابن ماجہ اور بیہقی کی ایک حدیث قدسی میں حضور نبی کریم ﷺ سے اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان مروی ہے کہ "میں شرکاء سے بے نیاز ہوں، پس جس نے کسی عمل میں میرے ساتھ کسی اور کو بھی شریک کیا تو میں اس سے بری الذمّہ ہوں"

حدیث کے کلمات اِنَّمَا الاَ عْمَالُ سے مراد صحتِ اعمال، تصحیح اعمال، قبولِ اعمال اور کمالِ اعمال ہے جب کہ نیت سے مراد قصد اور ارادہ ہے اور اعمال میں عبادت اور عادت کے درمیان فرق کرنے والی چیز فقط نیت ہے۔ آگے فرمایا جس کی ہجرت اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی طرف ہوگی تو اس کی ہجرت تو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی طرف ہے اسی لئے علماء و محدثین نے فرمایا ہجرتِ مدینہ شہرِ مدینہ کی طرف نہ تھی بلکہ وہ رسول کریم ﷺ کی طرف تھی اور اس ہجرت میں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کا قصد ضروری تھا۔ اسی

marfat.com

لئے شیخ ابن العربی نے علمائے ربانیین کا یہ قول نقل کیا ہے کہ جس سرزمین میں سلفِ صالحین اور بزرگانِ دین کو سبّ وشتم کیا جاتا ہو وہاں سکونت اختیار کرنا جائز نہیں ہے۔

اقسام ہجرت:۔

(۱) ہجرت صحابہ رضی اللہ عنہم (مکہ سے حبشہ کی طرف)

(۲) ہجرتِ مدینہ (بعثتِ نبوی کے 13 سال بعد ہوئی)

(۳) مختلف قبائل کا ہجرت کر کے حضور اکرم ﷺ کی بارگاہ میں دین کا علم حاصل کرنے کی غرض سے آنا۔

(۴) بلادِ کفر سے بلادِ اسلام کی طرف ہجرت کرنا۔

(۵) مسلمان بھائی سے کسی شرعی عذر کے بغیر تین دن سے زیادہ قطع تعلق کرنا۔ تین دن تک مکروہ، اس سے زیادہ حرام۔

(۶) نافرمان بیوی سے حقوقِ زوجیت کا قطع تعلق کرنا (واھجروھن فی المضاجع)

(۷) ہر اس چیز سے قطع تعلق کرنا جس سے اللہ تعالیٰ نے منع فرمایا ہے۔

شیخ ابن العربی نے طلبِ دین کے سلسلہ میں نو اقسام کی ہجرتوں کا ذکر کیا ہے جو درج ذیل ہیں:۔

(۱) وہ سفر اور ہجرت جو عبرت حاصل کرنے کے لئے کی جائے اور یہ عین حکمِ ربانی ہے۔

اَوَ لَمْ يَسِيْرُوْا فِي الْاَرْضِ فَيَنْظُرُوْا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ

(۲) حج کے لئے سفر

(۳) سفر جہاد

(۴) سفر معاش (نوکری) اہل وعیال کے لئے روزی تلاش کرنا

marfat.com

(۵) سفر تجارت

(۶) طلب علم کی خاطر سفر

(۷) مقدس مقامات کی زیارت کے لئے سفر کرنا

(۸) اسلامی سرحدوں کی جانب سفر

(۹) اللہ تعالیٰ کی رضا کی خاطر کسی مسلمان بھائی کی زیارت کو جانا

مندرجہ بالا سفر اور ہجرتیں " الهجرة الى الله ورسوله " شمار ہوں گی اور آخر میں فرمایا جس کی ہجرت کسی دنیاوی غرض یا کسی خاتون سے شادی کرنے کی غرض سے ہوگی تو اس کی ہجرت اُسی کی طرف جدھر اس نے ہجرت کی۔ گویا آقا علیہ اسلام نے اظہارِ ناراضگی کرتے ہوئے فرمایا کہ وہ اُدھر ہی جائے جدھر اس کا ارادہ اور نیت ہے اللہ اور اس کے رسول معظم ﷺ کے ساتھ اس کا کوئی تعلق نہیں ہوگا۔

یارب تو کریمی و رسولِ تو کریم

صلی اللہ علیہ وسلم

صد شکر کہ ہستیم میانِ دو کریم

سعدی رحمۃ اللہ علیہ — نفیس

marfat.com

۲۔۴

حدیث نمبر۲

عنوان: ارکانِ اسلام

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رضی اللہ عنہما قَالَ : سَمِعْتُ

حضرت عبداللہ بن عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں میں نے سُنا

رَسُوْلَ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم یَقُوْلُ : بُنِیَ الْاِ سْلَا مُ عَلٰی خَمْسٍ

رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے (کہ) اسلام کی بنیاد پانچ (باتوں) پر ہے

شَهَادَةِ اَنْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَ اَنَّ مُحَمَّدًا رَسُوْلُ اللّٰهِ

اس بات کی گواہی کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور بے شک محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں

وَ اِقَامِ الصَّلٰوةِ ، وَ اِیْتَاءِ الزَّکٰوةِ ، وَ حَجِّ الْبَیْتِ ، وَ صَوْمِ رَمَضَا نَ

اور نماز قائم کرنا اور زکوٰۃ کا ادا کرنا اور بیت اللہ کا حج کرنا اور رمضان کے روزے رکھنا

(رواہ البخاری و مسلم)

مشکل الفاظ کے معانی اور شرح:۔

عَنْ : سے یعنی اُن سے روایت ہے قَالَ : اُس نے کہا (فرمایا) فعل ماضی

سَمِعْتُ : میں نے سُنا (فعل ماضی) یَقُوْلُ : یہ فرماتے ہوئے (فعل مضارع)

marfat.com

بُنِیَ	:	بنیاد رکھی گئی (ماضی مجھول)	خَمسٍ	:	پانچ (اسمِ عدد)
شَھَادَۃُ	:	گواہی ' تصدیق کرنا	اَنَّ	:	بے شک (حرف مشبہ بالفعل)
اِقَامِ	:	قائم کرنا (مصدر)	اِیتَاء	:	ادا کرنا (مصدر)

تشریح حدیث :۔

(الف) راویِ حدیث:

اس حدیث کے راوی حضرت عبداللہ ؓ بچپن میں اپنے والد گرامی کے ہمراہ مکہ مکرمہ میں ایمان لائے اور اپنے والد ہی کی معیت میں مدینہ منورہ کی طرف ہجرت کی۔ آپ کا شمار فقہاء ، متقین اور زھاد صحابہ میں ہوتا ہے۔ آپ نے ساٹھ حج اور ایک ہزار عمرے ادا کئے نیز ایک ہزار غلام آزاد کئے۔ سخی اتنے تھے کہ ایک مرتبہ آپ کے پاس کہیں سے 22 ہزار دینار آئے تو آپ نے اپنی مجلس برخاست کرنے سے قبل سب راہِ خدا میں تقسیم کر دیئے۔

(ب) خلاصہ حدیث:

یہ حدیث دین اسلام کی معرفت اور پہچان کی بنیاد ہے اس میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دین اسلام کے ارکان کو نہایت بلیغ اور مختصر پیرایہ میں بیان فرمایا ہے۔

(ج) توضیح :

اس حدیث میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے پورے دینِ اسلام کو ایک عمارت سے تشبیہ دے کر ارکانِ اسلام کو اس کے ستون قرار دیا۔ گویا جس نے اِن کو صحیح طور پر قائم کیا اور اِن کو دل و جان سے تسلیم کر کے

marfat.com

اِن پر کار بند ہوا اس کا اسلام مکمل ہو گیا۔ نیز اس حدیث میں جن ارکان کا ذکر ہے وہ دین اسلام کی بنیاد اور اساس ہیں جب کہ عمارت کی تکمیل میں اور بھی بے شمار اشیاء اور میٹیریل ہوتا ہے جو عمارت کی تزئین و آرائش کے لیے ضروری ہوتا ہے لہذا وہ میٹیریل باقی واجبات و مستحبات ہیں جیسا کہ ایک اور حدیث میں آپ ﷺ نے فرمایا:

"ایمان کے ستّر (۷۰) اور کچھ شعبے ہیں جن میں سب سے بڑا شعبہ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کہنا ہے اور کم ترین شعبہ راستے سے تکلیف دہ چیز کا دور کرنا ہے۔"

ذیل میں پانچوں ارکان اسلام پر ترتیب وار تبصرہ کیا جاتا ہے:۔

کلمہ :

یہ اسلام کا پہلا اور بڑا رکن ہے اس کے الفاظ یہ ہیں "لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّد" رَسُوْلُ اللّٰہِ "

ترجمہ: اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں۔

اس کے دو حصے ہیں۔ پہلا حصہ توحید کے بیان پر مشتمل ہے اور دوسرے حصے میں رسالت کا بیان ہے۔ دائرہ اسلام میں داخل ہونے کے لئے اس کلمہ طیبہ کا زبان سے اقرار اور دل سے تصدیق ضروری ہے گویا توحید کے اقرار اور لَا اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہُ کے کلمات کے ذریعے بندۂ مومن معبودان باطلہ کا انکار کرتا ہے اور خالص اُسی کی عبادت اور بندگی و اطاعت کا مکمل اظہار کرتا ہے نیز یہ کہ کائنات کی ہر چیز اپنے وجود اور مدد میں اسی کی محتاج ہے وہی سب کا خالق و مالک ، مُنعِم حقیقی ، رزّاق ، مشکل کشا ، حاجت روا اور کارسازِ حقیقی ہے اس کی ہستی عقل و حواس سے ماوراء ہے۔

جب کہ کلمہ طیبہ کے دوسرے حصے رسالت کی تصدیق سے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی لائی ہوئی پوری شریعت اور دینِ اسلام کو ماننا اور عمل کرنا واجب ہو جاتا ہے۔ کلمہ طیبہ کے فضائل بے شمار ہیں حدیث پاک میں حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ :۔

marfat.com

☆ افضل ذکر لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ ہے۔

☆ ایمان کے شعبوں میں سب سے بڑا شعبہ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ ہے۔

☆ جس نے لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کہا وہ جنت میں داخل ہوگا۔

نماز :

یہ اسلام کا دوسرا رکن ہے قرآن وحدیث میں اس کی بہت زیادہ تاکید آئی ہے قرآن مجید میں بار بار نماز قائم کرنے کا حکم دیا۔ قائم کرنے سے مراد اس کے جملہ احکام وآداب اور شرائط کے ساتھ مقررہ اوقات میں ادا کرنا ہے جن کی پوری تفصیلات حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنّت سے ملتی ہیں۔ قرآن مجید میں اس کے فضائل وبرکات بھی جا بجا بیان فرمائے۔ اسے ادا کرنے والوں کے لئے انعامات اور ترک کرنے والوں کے لئے وعید اور عذاب بیان فرمایا گیا۔ روزانہ پانچ نمازیں فرض ہیں جو فجر، ظہر، عصر، مغرب اور عشاء ہیں جن کے اوقات، رکعات اور ادائیگی کی تفصیلات بھی احادیثِ نبوی ﷺ سے ملتی ہیں۔ احادیث نبویّہ میں بھی حضور ﷺ نے اس کے بے شمار فضائل گنوائے ہیں جن میں چند ایک کو ذیل میں درج کیا جاتا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ:

☆ نماز دین کا ستون ہے جس نے اسے قائم کیا اُس نے پورے دین کو قائم کیا اور جس نے اسے گرایا اس نے پورے دین کو گرا دیا۔

☆ نماز جنت کی کنجی ہے۔

☆ نماز مومنوں کی معراج ہے۔

☆ جس نے جان بوجھ کر نماز ترک کی اس نے کفر کیا۔

☆ کافر اور مومن کے درمیان فرق کرنے والی چیز نماز ہے۔

marfat.com

☆ قیامت کے دن سب سے پہلے نماز کے متعلق سوال کیا جائے گا۔

روزِ محشر کہ جان گداز بود　　　　اوّلیں پرسشِ نماز بود

زکوٰۃ :

یہ اسلام کا تیسرا رکن ہے۔قرآن مجید میں اکثر جہاں نماز کا حکم فرمایا وہاں زکوٰۃ ادا کرنے کا بھی حکم دیا۔ یہ مال دار صاحبِ نصاب پر ہر سال میں ایک مرتبہ فرض ہے۔قرآن مجید نے اس کے مصارف بھی بیان فرما دیئے جب کہ نصاب اور دیگر تفصیلات کا علم سنّت اور احادیث نبوی ﷺ سے ہوتا ہے۔قرآن مجید میں زکوٰۃ ادا نہ کرنے والوں کی سخت وعید آئی ہے چنانچہ سورۃ التوبہ کی آیات نمبر ۳۴۔۳۵ میں ارشاد فرمایا:۔

'' جو لوگ جوڑ کر رکھتے ہیں سونا اور چاندی اور نہیں خرچ کرتے اسے اللہ کی راہ میں تو انہیں دردناک عذاب کی خوشخبری سنا دیجئے جس دن تپایا جائے گا یہ (سونا چاندی) جہنّم کی آگ میں پھر داغی جائیں گی ان کی پیشانیاں اوان کے پہلو اوران کی پُشتیں اورانہیں بتایا جائے گا کہ یہ وہ ہے جو تم نے اپنے لئے جمع کر کے رکھا تھا اب اپنے جمع کیے ہوئے کی سزا چکھو ''۔

حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم نے فرمایا کہ: '' زکوٰۃ اسلام کا پُل ہے '' چنانچہ پُل جتنا مضبوط ہوتا ہے اس پر سے گزرنا اتنا ہی محفوظ ہوتا ہے۔

روزہ :

یہ اسلام کا چوتھا رکن ہے۔ ہر عاقل بالغ مسلمان پر سال میں ایک مرتبہ پورے ایک ماہ کے روزے فرض ہیں۔ بیمار اور مسافر کے لئے اجازت ہے کہ وہ ان دنوں میں افطار کرے اور جب تندرست ہو اور

marfat.com

مقیم ہو جائے تو اتنے دن شمار کر کے گنتی پوری کرے۔ اسی طرح خواتین کو مخصوص ایام میں افطار کی اجازت ہے بعد میں گنتی پوری کرنا ہوگی۔ قرآن وحدیث میں روزے کے بے شمار فضائل آئے ہیں۔ یہ عبادت بندے اور رب تعالیٰ کے درمیان ایک خصوصی تعلق کا اظہار ہے اور اللہ تعالیٰ خود اس کی جزا عطا فرماتا ہے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ روزے کا اجر جنت کے سوا اور کچھ نہیں ہے نیز فرمایا:

☆ روزہ ڈھال ہے۔ (گویا یہ گناہوں سے بچاتا ہے)

☆ جس شخص نے رمضان کے روزے خالصتاً اللہ تعالیٰ کے لئے ثواب کی نیت سے رکھے تو اس کے پہلے سب گناہ بخش دیئے جائیں گے۔

☆ ''روزے'' اور ''قرآن'' قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کے حضور سفارش کریں گے اور ان کی سفارش قبول بھی کی جائے گی۔

حج :

حج اسلام کا پانچواں رکن ہے اگرچہ یہ روزوں کے بعد فرض ہوا اور حدیث پاک میں اس کی یہ ترتیب فقط ترتیب بیانی ہے جبکہ حکمی ترتیب وہی ہے جب یہ فرض ہوا۔ ایک روایت میں آپ نے روزوں کا بیان حج سے پہلے فرمایا ہے۔ حج بیت اللہ پوری زندگی میں ایک مرتبہ صاحب استطاعت پر فرض ہے۔ یہ دراصل حضرت ابراہیم علیہ السلام کی سنّت ہے جسے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مستقل صورت عطا فرما دی۔ حج گویا عالم اسلام کے مسلمانوں کے عالمی اجتماع اور ربّ کریم کے حضور اس کی مکمل اطاعت اور فرمانبرداری کا عملی مظاہرہ ہے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والسلام نے فرمایا ''جس نے خلوصِ نیّت سے حج کیا اور اس میں تمام برائیوں سے بچا رہا تو وہ ایسا پاک صاف ہو جائے گا جیسے اسے ماں نے آج جنا ہے''۔

marfat.com

۳۔۷

حدیث نمبر ۳

عنوان: خلوص اور وفاداری

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

عَنْ اَبِیْ رُقَیَّۃَ تَمِیْمِ بْنِ اَوْسِ نِ الدَّارِیِّ رضی اللہ عنہ اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ قَالَ:

حضرت ابورقیہ تمیم بن اوس داری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے بے شک نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا

اَلدِّیْنُ النَّصِیْحَۃُ ، قُلْنَا : لِمَنْ ؟ قَالَ : لِلّٰہِ

دین خیر خواہی کا نام ہے ہم نے کہا کس کی؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ کیلئے

وَلِکِتَابِہٖ وَ لِرَسُوْلِہٖ وَلِاَئِمَّۃِ الْمُسْلِمِیْنَ وَ عَامَّتِھِمْ

اور اُس کی کتاب کیلئے اور اُس کے رسول ﷺ کیلئے اور مسلمانوں کے حکام کیلئے اور عام مسلمانوں کیلئے

(رواہ مسلم)

مشکل الفاظ کے معانی اور شرح:۔

اَلنَّصِیْحَۃُ : خیر خواہی ، بھلائی قُلْنَا : ہم نے کہا (فعل ماضی)

لِمَنْ : لِ (کیلئے) + مَنْ (کون، کس) اَئِمَّۃُ : اِمَام " کی جمع ہے ، حکمران

عَامَّتِھِمْ : عَامَّۃِ + ھِمْ (اُن کے عام لوگ ، عوام النّاس)

marfat.com

تشریح حدیث :۔

(الف) راویِ حدیث:

اس حدیث کے راوی حضرت تمیم بن اوس داری ؓ ہیں جو 9 ہجری میں اسلام لائے آپ کا شمار مشہور اور فاضل صحابہ میں ہوتا ہے آپ بڑے دین دار اور قیام صلوٰۃ کے پابند تھے بسا اوقات ایک رکعت میں پورا قرآن ختم کر لیتے اور کبھی ایک ہی آیت کو پوری رات دہراتے رہتے یہاں تک کہ صبح نمودار ہو جاتی۔ آپ شہادتِ عثمان ؓ کے بعد مدینہ منورہ سے شام منتقل ہو گئے۔ پھر آپ بیت المقدس میں سکونت پذیر ہوئے۔ اور 40 ہجری میں وفات پائی۔ آپ کو الخلیل کی مضافاتی بستی '' بیت جبریل '' میں دفن کیا گیا۔ آپ سے اٹھارہ احادیث نبوی ﷺ مروی ہیں۔

(ب) خلاصۂ حدیث:

اس حدیث کے الفاظ تو کم ہیں لیکن فوائد بے شمار ہیں گویا اس میں سارے احکامِ اسلام داخل ہیں بلکہ اس کے کلمہ '' ولکتابہ '' میں سمو دیئے گئے ہیں کیونکہ کتابِ مجید دینِ اسلام کے اصول وفروع اور اعمال واعتقادات سب کچھ پر مشتمل ہے۔

(ج) توضیح :

اس حدیث میں حضور نبی کریم ﷺ نے دینِ اسلام کو '' اَلنَّصِیْحَۃُ '' کے جامع کلمہ سے مماثل قرار دیا۔ لغوی اعتبار سے نصیحت سے مراد کسی چیز کو پاک صاف کرنا اور خالص کرنا ہے۔ اس حدیث میں صحابہ کے استفسار پر نصیحت کی وضاحت کرتے ہوئے ارشاد فرمایا۔

marfat.com

اللہ تعالیٰ ' اس کی کتاب ' اس کے رسول مکرم ﷺ ' مسلمانوں کے حکام اور عامۃ المسلمین کے لئے خیر خواہی اور نصیحت ہی دین ہے۔

علماء کرام نے اس کی الگ الگ وضاحت کرتے ہوئے لکھا کہ :۔

۱۔ '' اللہ تعالیٰ کے لئے نصیحت '' سے مراد اُس پر کامل ایمان ' اس کی ذات سے تمام شریکوں کی نفی ' اس کی صفاتِ کمال وجلال پر ایمان ' اسے تمام نقائص سے پاک ماننا ' اس کی اطاعت پر قائم رہنا' اس کی نافرمانی سے بچنا 'کسی سے محبت یا دشمنی اُسی کی خاطر کرنا ' اُس کے اطاعت شعاروں سے محبت اور نافرمانوں سے دشمنی ' اس کا انکار کرنے والوں سے جنگ' اس کی نعمتوں کا اعتراف اور شکر' تمام امور میں خلوص نیّت اور حتی المقدور تمام لوگوں سے حسن سلوک کرنا شامل ہے۔ درحقیقت یہ سب اوصاف بندے کی اپنی بھلائی کے لئے ہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ کسی بھی خیر خواہی سے بے نیاز ہے۔

۲۔ '' کتاب اللہ کے لئے نصیحت '' سے مراد یہ ایمان رکھنا کہ یہ اللہ کا نازل کردہ کلام ہے اور اس کا اپنا کلام ہے مخلوق میں سے کسی کا کلام اس کے مشابہ نہیں ہے اور نہ ہی کسی میں اس جیسے کلام کی طاقت ہے۔ پھر اس کی تعظیم کرنا اس کی تلاوت کا جیسے حق ہے اس طرح تلاوت کرنا اس میں جو کچھ ہے اس کی تصدیق کرنا' اس کے علوم واحکام وامثال کو اچھی طرح سمجھنا' اس کے بیان کردہ عجائب میں غور وفکر کرنا' اس کی محکم آیات پر عمل کرنا' متشابہات کو ماننا اور تسلیم کرنا' اس کے علوم کو نشر کرنا اور اس کی طرف دوسروں کو دعوت دینا ہے۔

۳۔ ''اس کے رسول ﷺ کے لئے نصیحت'' سے مراد ہے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رسالت کی تصدیق اور آپ کی لائی ہوئی تمام تعلیمات پر ایمان' اوامر ونواہی میں آپ کی کامل اطاعت' ظاہری وباطنی حیات میں آپ ﷺ کی نصرت' آپ ﷺ کے دشمنوں

marfat.com

سے دشمنی اور دوستوں سے دوستی ' آپ ﷺ کے حقوق کو سب سے زیادہ جاننا ' آپ ﷺ کی حد درجہ عزت وتوقیر کرنا ' آپ ﷺ کی سنت کا احیاء ' آپ ﷺ کی دعوت اور سنتوں کو پھیلانا' آپ ﷺ کی سنت پر لگائی جانے والی تہمتوں کی نفی کرنا' احادیث کے علوم کا نشر کرنا' ان کے سیکھنے سکھانے میں نرمی اختیار کرنا نیز پڑھتے وقت آداب کا خیال رکھنا' حدیث پڑھتے وقت دیگر باتوں سے اجتناب کرنا 'رسول محتشم ﷺ کے اخلاقِ عالیہ سے اپنے آپ کو آراستہ کرنا' آپ ﷺ کے صحابہ نیز اھل بیت کرام سے محبت رکھنا' آپ ﷺ کے صحابہ میں سے کسی سے بغض رکھنے والوں سے علیحدگی اور دوری اختیار کرنا۔

۴۔ ''مسلمانوں کے حکام کے لئے نصیحت '' سے مراد ہے حق پر ان کا تعاون کرنا، حق کے معاملے میں ان کی اطاعت کرنا ، حق سے غافل ہو جانے کی صورت میں انہیں آگاہ کرنا ، اگر وہ حق راستہ پر چلیں تو ان کے خلاف بغاوت نہ کرنا ' مسلمانوں کے دلوں کو ان کی اطاعت پر نرمانا ' ان کی اقتداء میں نماز ادا کرنا ،انکی معیت میں جہاد کرنا 'ان کو زکوٰۃ وعُشر کی ادائیگی کرنا' ان کی جھوٹی تعریفیں نہ کرنا اور ان کے اصلاح احوال کی دعا کرتے رہنا۔

۵۔ ''عامۃ المسلمین کے لئے نصیحت'' مراد ہے اپنے مسلمان بھائیوں کی جملہ دینی اور دنیوی معاملات میں معاونت اور رہنمائی کرنا کیونکہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ ''جب تم سے کوئی اپنے بھائی سے خیر خواہی کا طالب ہو تو وہ اس کی خیر خواہی کرے '' گویا پورا دین اسلام باہم خیر خواہی پر قائم ہے۔

marfat.com

۷۔۴

حدیث نمبر ۴

عنوان۔ قبول اسلام کا دنیوی ثمرہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رضی اللہ عنہما اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ

حضرت عبداللہ بن عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے بے شک رسول ﷺ نے

قَالَ: اُمِرْتُ اَنْ اُقَاتِلَ النَّاسَ حَتّٰی یَشْھَدُوْا

فرمایا کہ مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں لوگوں سے جنگ کروں یہاں تک کہ وہ گواہی دیں

اَنْ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰہِ

کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور بے شک محمد ﷺ اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں

وَیُقِیْمُوا الصَّلٰوۃَ وَیُؤْتُوا الزَّکٰوۃَ فَاِذَا فَعَلُوْا ذٰلِکَ

اور نماز قائم کریں اور زکوٰۃ ادا کریں جب وہ یہ سب کرنے لگ جائیں (تو)

عَصَمُوْا مِنِّیْ دِمَاءَھُمْ وَاَمْوَالَھُمْ اِلَّا بِحَقِّ الْاِسْلَامِ وَ

پھر میرے ہاں محفوظ ہیں ان کے خون بھی اور ان کے مال بھی سوائے اسلامی حقوق کے اور

حِسَابُھُمْ عَلَی اللّٰہِ تَعَالٰی

بقیہ حساب (ان کی غلط بیانی کا) اللہ کے ہاں ہے

(رواہ البخاری ومسلم)

marfat.com

مشکل الفاظ کے معانی اور شرح:۔

اُمِرتُ : مجھے حکم دیا گیا ہے (ماضی مجہول) اُقَاتِلَ : میں قتال (جنگ) کروں (فعل مضارع)

یَشھَدُوا : وہ گواہی دینے لگیں (فعل مضارع) (اس سے قبل حتیٰ کی وجہ سے جمع کا نون گر گیا)

یُقِیمُوا : وہ قائم کرتے ہیں (فعل مضارع) (حتیٰ کا تعلق یہاں بھی ہے)

یُؤتُوا : وہ ادا کرتے ہوں (فعل مضارع) (حتیٰ کا تعلق یہاں بھی ہے)

عَصَمُوا : انہوں نے محفوظ کر لئے (فعل ماضی)

دِمَاءَ ھُم : دِمَاءُ ، دَم" کی جمع ہے معنی خون + ھُمْ (اُن کے)

اَموَالَھُم : اَموَال" ، مَال" کی جمع ہے ،مال کا لغوی معنی جھکنا ہے چنانچہ مال کو مال اسی لئے کہتے ہیں کہ اس کی طرف جھکا جاتا ہے۔

حِسَابُھُم : حِسَابُ (معاملہ) + ھُمْ (اُن کا)

تشریح حدیث:۔

(الف) راویِ حدیث: راوی کے حالات حدیث نمبر ۲ میں ملاحظہ کریں۔

(ب) خلاصۂ حدیث:

یہ حدیث دینِ اسلام کے تین اہم ارکان کلمہ ، نماز اور زکوٰۃ پر مشتمل ہے ان کے منکرین سے جنگ کرنا اور انہیں قتل کرنے کے جواز کی دلیل ہے۔

marfat.com

(ج) توضیح :

اس حدیث میں حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلّم نے ارکان اسلام میں سے تین ایسے ارکان کا ذکر فرمایا ہے کہ جن کے منکرین کے خلاف جنگ کرنا اور انہیں قتل کرنا جائز ہے جب کہ بقیہ دو ارکان روزہ اور حج کا ذکر اس لئے نہیں فرمایا کیونکہ تارکِ صوم کو فقط قید کیا جائے گا اور اس کا کھانا پینا بند کیا جائے گا یہاں تک کہ وہ توبہ کر لے اور حج تو پوری عمر میں صاحبِ استطاعت پر ایک بار فرض ہے اس لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب حضرت مُعاذؓ بن جبل کو یمن کا گورنر بنا کر بھیجا تھا تو ان دونوں ارکان کے بارے تاکیدی ذکر نہ فرمایا تھا بلکہ یہی تین ارکان ذکر فرمائے تھے۔اس حدیث میں '' اِلَّا بِحَقِّ الْاِ سْلَامِ '' فرما کر باغیوں ' ڈاکوؤں ' مانعینِ زکوٰۃ ' قاتلوں ' منکرین توحید ورسالت ' تارکینِ نماز و جمعہ ودیگر واجبات کے منکرین کا قتل اور ان سے جنگ جائز قرار دی۔

'' وَحِسَابُهُمْ عَلَى اللّٰهِ '' سے مراد یہ ہے کہ اگر کوئی جان بچانے کی خاطر ظاہری طور پر کلمہ پڑھے یا بغیر وضو کے یا جنبی حالت میں نماز پڑھے یا گھر میں کھا پی لے اور باہر یہ ظاہر کرے کہ وہ روزہ دار ہے جیسے منافق تھے تو اُن سے تعرض نہیں کیا جائے گا بلکہ اُن کا معاملہ اللہ پر ہے کیونکہ وہ پوشیدہ باتوں کا خوب جاننے والا ہے۔

marfat.com

۵_۷

حدیث نمبر ۵

عنوان: اُمتوں کی گمراہی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رضی اللہ تعالیٰ عنه قَالَ: سَمِعْتُ
حضرت ابوھریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں میں نے سُنا

رَسُوْلَ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم یَقُوْلُ: مَا نَهَیْتُکُمْ عَنْه، فَاجْتَنِبُوْهُ
رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے جس بات سے میں تمھیں منع کردوں پس اُس سے تم بچو

وَمَا اَمَرْتُکُمْ بِهٖ فَأْتُوا مِنْهُ مَا اسْتَطَعْتُمْ فَاِنَّمَا اَهْلَكَ الَّذِیْنَ
اور جس بات کا میں تمھیں حکم دوں اُسے بجالاؤ مقدور بھر بے شک ھلاک کیا اُن لوگوں کو

مِنْ قَبْلِکُمْ کَثْرَةُ مَسَائِلِهِمْ وَ اخْتِلَافِهِمْ عَلٰی اَنْبِیَاءِ هِمْ
جو تم سے پہلے تھے اُن کی کثرتِ سوالات نے اور اپنے انبیاء سے اختلاف نے

(رواہ البخاری و مسلم)

مشکل الفاظ کے معانی اور شرح:۔

نَهَیْتُکُمْ : میں منع کروں (فعل ماضی) + کُمْ (تمھیں)

فَاجْتَنِبُوْهُ : فَ + اِجْتَنِبُوْا + هُ پس + تم بچو + اس سے

اَمَرْتُکُمْ : میں حکم دوں (فعل ماضی) + کُمْ (تمھیں)

marfat.com

فَأْتُوْا : پس تم اسے کرو — اِسْتَطَعْتُمْ : تمھیں طاقت ہو

أَهْلَكَ : ہلاک کر ڈالا

مَسَائِلِهِمْ : مَسَائِل ' مَسْئَلَة کی جمع (سوال) + هِمْ (اُن کے)

تشریح حدیث :۔

(الف) راوی حدیث:

اس حدیث کے راوی حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ ہیں جن کا اصل نام عبدالرحمن بن صخر ہے۔ یہ مدینہ منورہ میں ۷ھ ہجری میں آئے اس وقت حضور صلی اللہ علیہ وسلم خیبر میں تھے چنانچہ یہ وہیں آپ کی بارگاہ میں جا پہنچے اور اسلام لائے اور حصول علم کی خاطر مکمل طور پر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ساتھ رہے اسی لئے آپ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے بے شمار احادیث روایت کی ہیں۔ آپ سے مروی حدیثوں کی تعداد پانچ ہزار تین سو چوہتر (۵۳۷۴) ہے۔ کہا جاتا ہے کہ حضرت عمر فاروق ؓ نے آپ کو بحرین کا گورنر مقرر کیا پھر معزول کیا مگر پھر دوبارہ بحال کر دیا۔ لیکن آپ نے قبول نہ کیا بلکہ مدینہ میں مستقل رہنے لگے حتی کہ حضرت معاویہ ؓ کی خلافت کے آخری ایام میں ۵۷ھ بعمر ۷۸ سال وفات پائی اور جنت البقیع میں مدفون ہوئے۔

(ب) خلاصہ حدیث :

یہ حدیث بھی آپ ﷺ کے جامع کلمات پر مشتمل ہے اور دینِ حنیف کے ایک اہم ستون کی حیثیت رکھتی ہے اس میں آپ ﷺ کی اتباع اور دینی معاملات میں کثرت سوالات کی ممانعت کا بیان ہے۔

marfat.com

(ج) توضیح:

اس حدیث میں حضور نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلّم نے درج ذیل تین باتوں کا حکم ارشاد فرمایا ہے۔

☆ حضور صلی اللہ علیہ وسلّم کی منع کردہ باتوں سے مکمل اجتناب (یہ نہی تحریم کی ہے)

☆ آپ صلی اللہ علیہ وسلّم کے احکامات پر بقدر استطاعت عمل کرنا۔

☆ دینی معاملات میں بلاضرورت کثرت سے سوالات نہ کرنا۔

اگر غور کیا جائے تو یہی ایک حدیث اور اس پر عمل بندے کو درجۂ کمال پر فائز کردینے کے لئے کافی ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ نے دینِ اسلام کا کوئی گوشہ ایسا نہیں چھوڑا جس میں امت کی رہنمائی نہ فرمائی ہو۔ آپ کے اوامر پر بقدر استطاعت عمل کرنا اور منع کردہ امور سے رُک جانا ہی عین اسلام ہے۔

جب کہ کچھ باتیں ایسی ہیں جن کے متعلق امت پر رحمت کے سبب خاموشی اختیار فرمائی گئی ایسے امور کے متعلق بحث ومباحثہ اور سوالات کرنے سے منع فرمادیا کیونکہ اس سے مشقت بڑھتی ہے جیسے بنی اسرائیل کے ساتھ گائے والے واقعہ میں ہوا۔ سیدنا حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب حج فرض ہوا تو ایک شخص نے حضور نبی کریم ﷺ سے سوال کرڈالا کہ کیا ہر سال فرض ہے؟ آپ ﷺ نے اسے کوئی جواب نہ دیا اس نے دو تین مرتبہ یہ سوال دہرایا تو آپ ﷺ نے منع فرماتے ہوئے فرمایا کہ اگر میں ہاں کہہ دیتا تو ہر سال فرض ہو جاتا اور تم لوگ یہ نہ کرسکتے لہٰذا جتنا حکم مل جائے اُسے خاموشی سے ادا کرتے رہو۔ تو اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی جس میں فرمایا گیا "اے ایمان والو! ایسی باتوں کے بارے میں میرے محبوب سے سوالات نہ کرو کہ اگر وہ ظاہر کردی جائیں تو تمھیں بُری لگیں"۔

اس لئے علماء سلف نے متشبہ آیات کے معانی کے بارے میں سوالات کرنے سے منع فرمایا ہے۔

امام مالکؒ سے کسی نے آیت "الرّحمٰن علیٰ العرش استویٰ" کا مفہوم پوچھا آپ نے فرمایا' قیام کرنے کا پتا ہے لیکن اس کی کیفیت معلوم نہیں ہے جب کہ اس پر ایمان رکھنا واجب ہے اور ایسی چیزوں کے بارے میں سوال کرنا بدعت ہے اور مجھے تم ایک بدانسان معلوم ہوتے ہو۔

marfat.com

٦ـ٧

حدیث نمبر ٦

عنوان : رزقِ حلال و قبولیتِ دُعا

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رضی اللہ عنہ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلمَ :

حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں رسولِ کریم ﷺ نے فرمایا

اِنَّ اللّٰہَ تَعَالیٰ طَیِّبٌ لَا یَقْبَلُ اِلَّا طَیِّبًا ، وَ اِنَّ اللّٰہَ اَمَرَ

بے شک اللہ تعالیٰ پاک ہے اور صرف پاک ہی کو قبول کرتا ہے اور بے شک اللہ نے حکم دیا ہے

الْمُؤْمِنِیْنَ بِمَا اَمَرَ بِہٖ الْمُرْسَلِیْنَ فَقَالَ تَعَالیٰ :

مومنوں کو اُسی (بات) کا جس کا حکم دیا رسولوں کو چنانچہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا

یٰاَیُّھَا الرُّسُلُ کُلُوْا مِنَ الطَّیِّبٰتِ وَ اعْمَلُوْا صَالِحًا ، وَ قَالَ تَعَالیٰ:

اے رسولو ! کھاؤ پاکیزہ چیزوں میں سے اور نیک اعمال کرو اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا

یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ آمَنُوْا کُلُوْا مِنْ طَیِّبَاتِ مَا رَزَقْنَاکُمْ

اے ایمان والو! کھاؤ ان پاکیزہ چیزوں میں سے جو ہم نے تمھیں بطور رزق دیں

ثُمَّ ذَکَرَ الرَّجُلَ یُطِیْلُ السَّفَرَ اَشْعَثَ اَغْبَرَ

پھر آپ ﷺ نے ذکر فرمایا ایک شخص کا جو لمبا سفر کرکے آئے پراگندہ حال ہو غبار آلود ہو

یَمُدُّ یَدَیْہِ اِلَی السَّمَآءِ یَا رَبُّ یَا رَبُّ

دراز کرے اپنے دونوں ہاتھ آسمان کی طرف (اور پکارے) اے اللہ اے اللہ

marfat.com

وَ مَطْعَمُهُ حَرَام"	وَ مَشْرَبُهُ حَرَام"	وَ مَلْبَسُهُ حَرَام"
اور اس کا کھانا حرام ہو	اور اس کا پینا حرام ہو	اور اس کا لباس بھی حرام کا ہو
وَ غُذِیَ بِالْحَرَامِ	فَاَنّیٰ یُسْتَجَابُ لَهُ	
اور حرام غذا دیا گیا ہو	پس کیونکر اس کی دعا قبول ہوگی	

(رواہ مسلم)

مشکل الفاظ کے معانی اور شرح:۔

لَا یَقْبَلُ : وہ قبول نہیں کرتا (فعل مضارع منفی)

طَیِّب" : "المنزّہ عن النقائص" جو تمام عیوب سے پاک ہو

کُلُوْا : تم کھاؤ (فعل امر)

اِعْمَلُوْا : تم عمل کرو (فعل امر)

یُطِیْلُ : لمبا کرتا ہے (فعل مضارع)

اَشْعَثَ : خراب حال، منتشر

اَغْبَرَ : غبار آلود چہرہ

یَمُدُّ : وہ دراز کرتا ہے (فعل مضارع)

مَطْعَمُهُ : مَطْعَمُ کھانے کی جگہ + ہٗ اس کی (یعنی اس کا کھانا)

مَشْرَبُهُ : مَشْرَبُ پینے کی جگہ + ہٗ اس کی (یعنی اس کا پینا)

غُذِیَ : اُسے غذا بہم پہنچائی گئی

یُسْتَجَابُ : دُعا قبول کی جائے

marfat.com

تشریح حدیث:۔

(الف) راویِ حدیث : راوی حدیث کے حالاتِ زندگی حدیث نمبر ۵ کی تشریح میں ملاحظہ کریں۔

(ب) خلاصۂ حدیث:

یہ حدیث اُن حدیثوں میں سے ہے جن میں دین کے بنیادی ضوابط کا بیان ہے اس میں رزقِ حلال کی اہمیت کو اجاگر کیا گیا ہے اور بتایا گیا کہ حرام خور کی دعا قبول نہیں ہوتی۔

(ج) توضیح :

اس حدیث میں رزقِ حلال کی فضیلت اور قبولیت دعا کی شرائط کا بیان ہے چنانچہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا وہ ذاتِ باری تعالیٰ خود پاک اور طیّب الثناء ہے اس لئے وہ فقط پاکیزہ اور حلال کمائی والے مال ہی کو پسند کرتا ہے حرام مال سے کیا گیا صدقہ اُس کی قربت کا سبب نہیں بن سکتا۔ لہذا جیسے وہ مال سے طیب اور پاکیزہ ہی قبول کرتا ہے اسی طرح اعمال بھی نیک اور خالص پسند کرتا ہے جو ریاکاری' ناموری اور شہرت سے پاک ہوں۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ نے جو حکم اپنے پیارے رسولوں کو دیا وہی حکم اہل ایمان کو دیا پھر آپ نے سورۃ مؤمنون کی آیت نمبر ۵۱ اور سورۃ البقرۃ کی آیت ۱۷۲ تلاوت فرمائی جن میں رسولانِ عظام اور مومنین کو پاکیزہ چیزوں میں سے کھانے اور اعمالِ صالحہ کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔

اس کے بعد آپ ﷺ نے بطور مثال ایک ایسے مسافر کا ذکر کیا جو بڑا لمبا سفر طے کر کے آئے اور سفر کی تھکان اور غبار کے سبب وہ بڑا پریشان بھی ہو لیکن آپ ﷺ نے فرمایا اس کے پیٹ میں جو خوراک ہے وہ حلال کمائی سے حاصل نہیں کی گئی نیز اس نے جو لباس زیبِ تن کیا ہوا ہے وہ بھی حرام کا ہو اور وہ بارگاہِ ایزدی سے ہاتھ دراز کر کے دعائیں مانگنے لگ جائے تو آپ ﷺ نے فرمایا ایسے آدمی کی دُعا کیسے قبول ہوگی؟ گویا قبولیت

marfat.com

دعا کے لئے لقمہ حلال شرط ہے نیز اعمال صالحہ بھی ضروری ہیں۔

آج ہماری بے شمار دعائیں صرف اسی وجہ سے قبول نہیں ہوتیں کہ حصول رزق کے ذرائع اور کمائی حلال نہیں ہوتی۔ بلکہ ایک اور حدیث میں تو آپ ﷺ نے یہاں تک ارشاد فرمایا کہ ''جس کے بدن پر ایسا کپڑا ہو جس میں ایک درہم بھی حرام کا ہے تو جب تک اس کے بدن پر وہ کپڑا رہے گا اللہ تعالیٰ اس کی کوئی نماز قبول نہیں فرمائے گا۔ حرام کی کمائی دین و اخلاق میں فساد کا سبب ہے۔ قرآن مجید میں کئی جگہ رزقِ حلال کے حصول کا حکم دیا گیا اور حرام کمائی کو شیطان کے راستے قرار دیا گیا۔ اسی لئے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ حرام کمائے ہوئے مال سے صدقہ بھی قبول نہیں ہوتا اور ایسے مال کو اہل وعیال پر خرچ کرنے میں بھی برکت نہیں ہے اور جو کچھ وہ مرنے کے بعد چھوڑ جائے گا وہ اس کے لئے دوزخ کا توشہ بن جائے گا۔

ایک اور حدیث میں آپ ﷺ نے فرمایا کہ ''حرام مال پر پلنے والے جسم کو جہنم کا ایندھن بننا ہی زیادہ مناسب ہے''۔ نیز فرمایا کہ ''اپنے ہاتھ کی کمائی کی روزی سے بہتر کھانا کبھی کسی نے کھایا ہی نہیں اللہ تعالیٰ کے نبی داؤد علیہ السلام اپنے ہاتھوں کی کمائی سے کھاتے تھے''۔

marfat.com

۷۔۷

حدیث نمبر ۷

عنوان : وقت کی قدر

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رضی الله عنه قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی الله علیه وسلم:
حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں رسولِ کریم ﷺ نے فرمایا (کہ)

مِنْ حُسْنِ اِسْلَامِ الْمَرْءِ تَرْکُهٗ مَا لَا یَعْنِیْهِ
آدمی کے اسلام کی خوبصورتی یہ ہے (کہ) وہ اس چیز کو چھوڑ دے جو اس سے متعلق نہ ہو (رواہ مسلم)

مشکل الفاظ کے معانی اور شرح:۔

حُسْن : خوبی ، عمدگی ، خوبصورتی　　اَلْمَرْءِ : آدمی
تَرْکُهٗ : تَرْکُ + ہٗ چھوڑنا (مصدر) + اس کا　　مَا : جو کچھ
لَا یَعْنِیْهِ : جس سے اس کا کوئی تعلق نہ ہو / لَا + یَعْنِی + ہِ (نہ ہو + مطلب + جس سے)

(الف) **راوی حدیث:** راویِ حدیث کے حالات زندگی پہلے بیان ہو چکے ہیں۔

(ب) **خلاصہ حدیث:**

یہ حدیث آپ ﷺ کے جامع کلمات اور حِکَم میں سے ہے جو تربیتِ نفس اور رذائل و نقائص سے اس کے پاک ہونے کا عظیم الشان رہنما اصول فراہم کرتی ہے۔

marfat.com

(ج) توضیح :

اس حدیث میں آپ ﷺ نے بڑی جامعیت کے ساتھ بندۂ مومن کے اسلام کی خوبی کو بیان فرمایا ہے کہ کسی مسلمان کا اچھا مسلمان ہونا اس کے اعمال وکردار سے عیاں ہوتا ہے اور اس کے اعمال وکردار میں حسن اور نکھار تبھی آئے گا جب اس کی زندگی سے وہ تمام مشاغل اور پروگرام خارج ہو جائیں گے جن کا اس سے کوئی تعلق نہیں ہوگا۔ انسانی زندگی بڑی قیمتی ہے۔ اسے فضول اور بے کار ضائع نہیں کیا جا سکتا مسلمان کی زندگی کا ایک ایک لمحہ عبادت ہے لہٰذا اسے بے کار اقوال واعمال کی نذر نہیں کرنا چاہئے۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ بندہ مومن کے اندر ایمان واسلام کا حُسن، روشنی اور چمک اُسی وقت نظر آئے گی جب وہ ہر قسم کی لغویات، فضول گفتگو اور بے کار باتوں سے احتراز کرنے لگے گا۔ بدقسمتی سے آج ہمارا یہ حال ہے کہ ہر فضول پروگرام ہماری زندگی کا اہم حصہ ہے اور "وقت" جیسی قیمتی چیز کی ہمیں ذرا بھی قدر نہیں ہے۔ تاش، شطرنج، محافل رقص وسرود اور میلے ٹھیلے نوجوانوں کے مرغوب اور پسندیدہ مشاغل ہیں جبکہ فلموں، ڈش اور انٹرنیٹ نے رہی سہی کسر بھی نکال دی ہے۔

ایک اور حدیث میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ کو نصیحت کرتے ہوئے یہ ارشاد فرمایا تھا کہ "عقل مند کو چاہیے کہ وہ اپنے اوقات کا خوب خیال رکھے اپنی زبان کی حفاظت کرے اور کلام فقط اتنا کرے جتنا ضروری ہو حضرت ابوذرؓ نے مزید نصیحت کی گزارش کی تو فرمایا "تو خاموش رہا کر" اُن کے پھر عرض کرنے پر فرمایا کہ "کسی انسان کے بُرا ہونے کے لئے یہی کافی ہے کہ وہ اپنے آپ کو غیر ضروری اور غیر متعلق کاموں (جن سے اُس کا کوئی تعلق نہیں) میں مشغول رکھے"۔

marfat.com

۷۔۸

حدیث نمبر ۸

عنوان : خودغرضی کی مذمت

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رضی اللہ تعالیٰ عنہ خَادِمِ رَسُوْلِ اللّٰہ صلی اللہ علیہ وسلّم
رسول اللہ ﷺ کے خادم (خاص) حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے

عَنِ النَّبِیّ صلی اللہ علیہ وسلّم قَالَ : لَا یُؤْمِنُ اَحَدُ کُمْ
وہ نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے ارشادفرمایا (کامل) مومن نہیں ہوسکتا تم میں سے کوئی ایک

حَتّٰی یُحِبَّ لِاَ خِیْہِ مَا یُحِبُّ لِنَفْسِہٖ
یہاں تک کہ وہ پسند (نہ) کرے اپنے بھائی کے لئے جو کچھ وہ پسند کرتا ہے اپنی ذات کے لئے
(متفق علیہ)

مشکل الفاظ کے معانی اور شرح:۔

لَا یُؤْمِنُ : وہ مومن نہیں ہوسکتا (فعل مضارع منفی)

اَحَدُ کُمْ : اَحَدُ (کوئی ایک) + کُمْ (تمھارا)

حَتّٰی : یہاں تک کہ	یُحِبُّ : وہ پسند کرتا ہو (فعل مضارع)

لِنَفْسِہٖ : لِ + نَفْسِ + ہٖ (کے لئے + ذات + اپنی)

marfat.com

تشریح حدیث:۔

(الف) راویِ حدیث:

جب حضور نبی رحمت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے وجودِ مسعود سے مدینہ منورہ کو رونق بخشی اور ہجرت فرما کر وہاں اقامت گزیں ہوئے تو حضرت انسؓ کی والدہ اُن کو لے کر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوئیں اور عرض کی یارسول اللہ ﷺ میرے اس بچے کو اپنی غلامی کے لئے قبول فرمایئے ' آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُنہیں اپنی خدمت کے لئے قبول فرمالیا اُس وقت حضرت انسؓ کی عمر دس سال تھی۔ چنانچہ حضور ﷺ کے وصال تک وہ آپ کی خدمت بجالاتے رہے جب کہ حضور نبی رحمت ﷺ اُن سے آخر دم تک راضی اور خوش تھے۔اس خدمت اور فیضانِ نبوی کا اثر تھا کہ حضرت انسؓ جب اللہ کے حضور نماز میں قیام فرماتے تو بسا اوقات اِطالتِ قیام اور خشیتِ الٰہی سے اُن کے دونوں قدموں سے خون کے قطرے بہہ نکلتے۔آپ جب ختم قرآن کرتے تو اپنے بیٹوں اور اہل وعیال کو جمع کرتے اور ان کے لئے بھی دعائیں کرتے۔

حضرت انسؓ نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ آٹھ غزوات میں شرکت کی اور مدینہ منورہ میں رہے اور کئی فتوحات دیکھیں۔آخری عمر میں بصرہ میں اقامت گزیں ہوگئے اور وہیں 93 ہجری میں وفات پائی اور یہ بصرہ میں وفات پانے والے آخری صحابیٔ رسول تھے آپ سے حضور ﷺ کی دو ہزار دوسو چھیاسی (۲۲۸۶) احادیث مروی ہیں۔

(ب) خلاصہ حدیث :

یہ حدیث دین اسلام کے اُن اصولوں میں سے ایک ہے جن کے ذریعے مسلمانوں کے درمیان باہمی محبت' مساوات' تنظیم احوال اور احترام آدمیت کا درس ملتا ہے۔

marfat.com

(ج) توضیح :

اس حدیث میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے انسانی زندگی کو پھولوں کا گلدستہ اور کانٹوں سے پاک معاشرہ بنانے کا ایک سنہری اصول بیان فرمایا ہے نیز فرمایا کہ اس اصول پر عمل پیرا ہونے سے تمھارا ایمان کامل ہو جائے گا ورنہ نامکمل ہوگا۔ چنانچہ ارشاد فرمایا کہ ''جب تک تم اپنے بھائی کے لئے بعینہ وہی کچھ پسند نہ کرو جو اپنی ذات کے لئے پسند کرتے ہو اُس وقت تک تم مکمل مومن نہیں بن سکتے ہو''

اس حدیث میں چاہنے اور پسند کرنے کے لئے لفظِ یُحِبُّ (محبت) آیا جس سے مراد محبت دینی ہے یعنی وہ خیر اور منفعت جو انسان اپنی ذات کے لئے چاہے وہی اپنے مسلمان بھائی کے لئے بھی چاہے۔ اس محبت اور چاہت کے حصول کے لئے بشری فطرتی تقاضوں کو پس پُشت ڈالنا ہوگا کیونکہ جب انسان اپنے بھائیوں کے لئے وہ کچھ نہ چاہے جو اپنے لئے چاہتا ہے تو یہ لازماً حسد کا نتیجہ ہوتا ہے اور ایسا آدمی اللہ کی تقسیم پر گویا راضی ہی نہیں ہے۔ اسلام میں تو کافر کے لئے بھی ایمان کی دعا کرنا مستحب قرار دی گئی ہے نیز حکم دیا گیا کہ اپنے مسلمان بھائیوں کے لئے بھی اسلام پر قائم رہنے کی ایسے ہی دعا کرتے رہو جیسے خود دائرہ اسلام میں رہنا پسند کرتے ہو۔ یہی کامل مومن کی پہچان ہے۔

آج معاشرہ مصائب و مشکلات کی آماجگاہ اور دکھوں کا گھر بنا ہوا ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ ہم نے حضور نبی رحمت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ارشادات کو پس پشت ڈال دیا ہے، ہم میں ہر ایک اس قدر خود غرض اور مطلب پرست بن گیا ہے کہ ہر قیمت پر اپنی بھلائی اور منفعت کا خواہاں ہے خواہ اس کے لئے پورے مسلم معاشرے کو کتنا ہی بڑا نقصان کیوں نہ ہو یہ ذخیرہ اندوزی، ملاوٹ، رشوت خوری، سفارش، اقرباء پروری اور دھوکہ دہی آخر کس لئے؟ ہم انفرادی اور اجتماعی طور پر ان برائیوں میں اس قدر ملوّث ہو چکے ہیں کہ آج حقیقی رشتے بھی خود غرضی کی راہ میں کوئی حیثیت نہیں رکھتے اور یوں گویا پورا معاشرہ خود ہمارے ہی ہاتھوں کانٹوں سے بھرتا جا رہا ہے۔ ہم اپنا صحن اور گھر تو صاف رکھنا چاہتے ہیں لیکن ساری گندگی اپنے پڑوسی کے دروازے پر پھینکنا پسند کرتے ہیں ضرورت اس امر کی ہے کہ ہم اپنے پیارے رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے بتائے ہوئے سنہری اصولوں پر عمل کریں تاکہ دنیا و آخرت میں کامیاب ہوں۔

marfat.com

حدیث نمبر۹

۹۔۷

عنوان : ایمان کے بنیادی تقاضے

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلّم قَالَ :

حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بے شک رسول کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا

مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ فَلْيَقُلْ خَيْرًا اَوْ لِيَصْمُتْ ،

جو شخص اللہ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتا ہو پس اُسے چاہیے کہ اچھی بات کہے یا خاموش رہے

وَمَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ فَلْيُكْرِمْ جَارَهٗ ،

اور جو شخص ایمان رکھتا ہو اللہ پر اور یوم آخرت پر پس اُسے عزت کرنی چاہیے اپنے پڑوسی کی

وَمَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ فَلْيُكْرِمْ ضَيْفَهٗ ،

اور جو شخص ایمان رکھتا ہو اللہ پر اور یوم آخرت پر پس اُسے اپنے مہمان کی عزت کرنی چاہیے۔

(متفق علیہ)

مشکل الفاظ کے معانی اور شرح:۔

مَنْ : جو شخص

يُؤْمِنُ : ایمان رکھتا ہے (فعل مضارع)

فَلْيَقُلْ : فَ (پس) + لِيَقُلْ (چاہیے کہ وہ کہے) (فعل امر غائب)

خَيْرًا : اچھی اور بھلائی کی بات

marfat.com

لِیَصْمُتْ : چاہیے کہ وہ خاموش رہے (فعل امر غائب)

فَلْیُکْرِمْ : فَ (پس) + لِیُکْرِمْ (چاہیے کہ وہ اکرام کرے)

جَارَہٗ : جَارَ (پڑوسی) + ہٗ (اپنا) اپنے پڑوسی کا

ضَیْفَہٗ : ضَیْفَ (مہمان) + ہٗ (اپنا) اپنے مہمان کا

تشریح حدیث:۔

(الف) راویِ حدیث: راویِ حدیث کے حالاتِ زندگی سابقہ احادیث میں ملاحظہ کریں

(ب) خلاصہ حدیث:

اس حدیث کے متعلق علماء نے لکھا کہ یہ نصف اسلام ہے ، اور اس میں بیان فرمودہ تین زرّیں نصیحتیں اہلِ اسلام کی شخصی، تمدنی اور معاشرتی زندگی کے رہنما اصول ہیں۔

(ج) توضیح:

اس حدیث پاک میں حضور ﷺ نے تین ایمانی تقاضے ارشاد فرمائے ہیں جو آدابِ اسلام میں بڑی اہمیت کے حامل ہیں۔ذیل میں ان آداب پر الگ الگ تبصرہ کیا جاتا ہے۔ان آداب کو ایمانی زاویے بھی کہا گیا ہے

(الف) کلامِ خیر یا خاموشی:

پہلی بات یہ کہ انسان اپنی زبان سے فقط اچھی بات کہے ورنہ خاموش رہے کیونکہ قرآنی ارشاد کی رو سے اس کی ہر بات لکھی جاتی ہے۔اس حوالے سے ہمیں حضور ﷺ کے دیگر کئی ارشاد ملتے ہیں جن میں آپ ﷺ نے حفاظت زبان کے متعلق تاکید فرمائی ہے مثلاً ارشاد فرمایا:۔

☆ انسان کے لئے سب سے زیادہ خوفناک چیز زبان ہے اس کی حفاظت موجب نجات ہے۔

marfat.com

☆ انسان اپنی زبان کی وجہ سے جوٹھوکر کھاتا ہے، وہ پاؤں کی ٹھوکر سے زیادہ سخت ہے۔

☆ عافیت کے دس اجزاء ہیں اُن میں سے ماسوا اللہ کے ذکر کے نو حصے خاموشی میں ہیں۔

☆ مَنْ صَمَتَ نَجا یعنی جس نے خاموشی اختیار کی نجات پا گیا۔

☆ جو مجھے اپنی زبان اور شرمگاہ کی ضمانت دے میں اسے جنت کی ضمانت دیتا ہوں۔

امام شافعیؒ اس حدیث کا معنی بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ آدمی جب گفتگو کرنے کا ارادہ کرے تو پہلے سوچے اگر وہ بات کرنے میں نقصان نہ ہو تو کرے ورنہ خاموش رہے۔ حضرت ابوالقاسم القشیریؒ سے منقول ہے کہ خاموشی کے وقت سکوت اختیار کرنا مردانگی ہے اور صحیح مقام پر گفتگو کرنا عمدہ خصائل میں سے ہے۔

(ب) پڑوسی کی عزت:

یہ دوسرا ایمانی تقاضا ہے کہ بندۂ مومن اپنے پڑوسی کے ساتھ حسنِ سلوک اور ہمدردی کا مظاہرہ کرے نیز اس کی عزت افزائی میں کوئی کسر اٹھا نہ رکھے۔ اس ضمن میں ہمیں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اور بھی بے شمار اقوال ملتے ہیں مثلاً آپ نے فرمایا۔

☆ جبریل امینؑ نے مجھے پڑوسی کے متعلق اتنی زیادہ تاکید کی کہ مجھے گمان ہونے لگا کہ کہیں وہ اسے وراثت کا حق دار نہ بنا دے۔

☆ جو شخص خود پیٹ بھر کر کھانا کھا کر سو جائے اور اس کا پڑوسی بھوکا رہے وہ مجھ پر ایمان ہی نہیں لایا۔

☆ جس کا پڑوسی اس کی ایذاء رسانیوں سے محفوظ نہیں ہوگا وہ شخص جنت میں نہیں جا سکتا۔

☆ پڑوسی سے حسن سلوک کیا کرو کامل مومن بن جاؤ گے۔

دینِ اسلام میں پڑوسی کے اتنے زیادہ حقوق گنوائے ہیں کہ جن کو شمار نہیں کیا جا سکتا۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تو ہر سمت کے چالیس چالیس گھروں کو پڑوسی قرار دیا اور ہر ایک کے ساتھ قربت کی مناسبت سے حُسن سلوک کا حکم دیا اور قرُونِ اُولیٰ میں ایسی بے شمار مثالیں ملتی ہیں کہ بکری کے گوشت کی ایک ران اڑوس پڑوس میں پھرتے پھراتے واپس اُسی گھر میں آ گئی جہاں سے چلی تھی نیز حقوق جار کے ضمن میں شریعت مطہرہ

marfat.com

میں تو یہاں تک پابندی عائد کردی کہ کوئی شخص اپنے پڑوسی کی اجازت کے بغیر اپنے گھر کی دیوار بھی اونچی نہیں کرسکتا کیونکہ اس سے طبعی ہوا رُک سکتی ہے۔ان سب روایات کا مطالعہ کرنے کے بعد ہم اپنے آج کے ماحول کو اگر دیکھیں تو پتا چلتا ہے کہ ہم اسلامی احکام سے کس قدر دور ہیں کیا آج کل پڑوسیوں کو مختلف انداز سے ستانا ہمارا شعار نہیں بن چکا۔ اونچی آواز میں ریکارڈنگ لگانا' گندگی اپنے دروازے سے دور کر کے پڑوسی کے دروازے پر پھینکنا' کئی کئی روز تک پڑوسی سے ملاقات نہ کرنا' اس کے احوال سے بے خبر رہنا اور اس کی تکلیفوں میں ساتھ نہ دینا کیا یہ سب زمینی حقائق نہیں ہیں؟ آج کل کے ترقی یافتہ دور اور مہذب معاشرے کے شہروں میں بسنے والوں کی اکثریت کو تو اپنے ہی گلی کوچے کے بسنے والے لوگوں کے بارے میں کچھ علم نہیں ہوتا۔

(ج) مہمان کی عزت:

''اکرام الضیف'' تیسرا ایمانی تقاضا ہے جو اس حدیث پاک میں ذکر فرمایا گیا اور یہ معاشرتی آداب میں سے ہے۔انسان باہم مل جل کر رہنے کا عادی ہے اور انسانی ضروریات اس بات کی متقاضی ہیں کہ لوگ ایک دوسرے کے ہاں آیا جایا کریں بسا اوقات یہ آنا جانا اپنے شہر سے باہر دوسرے شہر میں بھی ہوسکتا ہے اس صورت میں جب کوئی کسی کے ہاں ملنے یا ٹھہرنے کے لئے آئے تو وہ مہمان کہلائے گا۔اسلام نے اس مہمان کی جملہ ضروریات کی حتی المقدور دیکھ بھال کرنے کا حکم دیا ہے

ضیافت آدابِ اسلام اور انبیاء وصلحاء کا خُلق ہے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بذاتِ خود مہمانوں کی خدمت کیا کرتے تھے اور ان کی ناگوار باتوں پر ناراض نہیں ہوتے تھے۔آپ نے فرمایا مہمانی تین دن تک ہے اس سے زیادہ صدقہ ہے۔ نیز مہمان کی عزت افزائی کی خاطر گھر کے دروازے تک جانے کا بھی حکم فرمایا نیز میزبان کے لئے ضروری ہے کہ وہ اپنی حیثیت کے مطابق نہایت فراخدلی اور خوش دلی سے اپنے مہمان کی خاطر تواضع کرے تا کہ اسے اللہ تعالی اور اس کے حبیب مکرم صلی اللہ علیہ وسلّم کی خوشنودی حاصل ہو۔

ایک حدیث میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا'' جس نے اپنے کسی بھائی کی زیارت (ملاقات) کی اور اس کے ہاں سے کچھ نہ چکھا (کھایا پیا) تو گویا اس نے کسی مردے کی زیارت (ملاقات) کی ''۔

marfat.com

۱۰۔۷

حدیث نمبر ۱۰

عنوان : ایک جامع ہدایت

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

عَنْ سُفْيَانَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ رضى الله تعالىٰ عنه قَالَ : قُلْتُ :
حضرت سفیان بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا کہ میں نے عرض کی

يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قُلْ لِيْ فِيْ الْإِسْلَامِ قَوْلًا لَا أَسْأَلُ
اے اللہ کے رسول ﷺ ارشاد فرمایئے مجھے اسلام کے متعلق کوئی ایسی بات مجھے پوچھنا نہ پڑے

عَنْهُ اَحَدًا غَيْرَكَ ، قَالَ : قُلْ :
اس کے متعلق کسی سے آپ ﷺ کے علاوہ آپ ﷺ نے فرمایا تو کہہ:

آمَنْتُ بِاللّٰهِ ثُمَّ اسْتَقِمْ
میں ایمان لایا اللہ پر پھر ثابت قدم ہو جا (رواہ مسلم)

مشکل الفاظ کے معانی اور شرح:۔

قُلْتُ : میں نے کہا (فعل ماضی)

قَوْلًا : بات ' قول (مصدر)

لَا اَسْأَلُ : میں نہ پوچھوں (فعل مضارع منفی)

آمَنْتُ : میں ایمان لایا (فعل ماضی)

اِسْتَقِمْ : ثابت قدم ہو جا (فعل امر)

marfat.com

تشریح حدیث:۔

(الف) راویِ حدیث:

ابو عمرو سفیان بن عبداللہ الثقفی قبیلہ بنو ثقیف سے تھے انہیں عمرو الطائی بھی کہا جاتا ہے کیونکہ آپ پہلے طائف والوں میں سے شمار کئے جاتے ہیں۔ حضرت عمر فاروق ؓ نے انکو طائف شہر کے صدقات جمع کرنے کا انچارج مقرر کیا تھا ان سے حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلّم کی پانچ احادیث مروی ہیں۔

(ب) خلاصۂ حدیث:

یہ حدیث بھی حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلّم کے جامع ارشادات میں سے ہے کیونکہ ان دو مختصر باتوں میں آپ نے سائل کے لئے ایمان ، اسلام اور اطاعت کے سب پہلو جمع فرمادیئے۔

(ج) توضیح :

اس حدیث میں حضرت سفیان ؓ بن عبداللہ کے حضور ﷺ سے دین اسلام کے بارے میں کوئی جامع ہدایت دریافت کرنے پر آپ نے انہیں ارشاد فرمایا کہ تم کہو کہ میں اللہ پر ایمان لایا اور پھر اس پر ثابت قدمی اختیار کرو۔ اللہ پر ایمان لانے کے بعد اس پر ثابت قدمی دراصل وہ خوبی ہے جو صرف اہلِ کمال ہی کا حصہ ہے۔ اور جن کو یہ استقامت نصیب ہوتی ہے وہ دین اسلام کی خاطر ہر خطرہ مول لینے ، ہر قربانی دینے اور سخت ترین ایذاء برداشت کرنے کے لئے تیار رہتے ہیں۔ پھر اُن کو اس راہ میں خواہ ہزاروں مشکلات آئیں ، آندھیاں یا طوفان آئیں انہیں گرم ریت پر لٹایا جائے یا انگاروں پر ، انہیں کوڑے مارے جائیں یا جسم زخموں سے چھلنی کیا جائے وہ ہر حال میں لا الہ الا اللہ کی صدائے دل نواز بلند کرتے رہتے ہیں اور دنیا کی کوئی طاقت انہیں راہِ حق سے برگشتہ نہیں کرسکتی۔ چشمِ فلک نے یہ نظارہ بھی دیکھا کہ ان خدا مستوں کو دو مختلف اونٹوں کے ساتھ باندھ کر

marfat.com

اونٹوں کو مخالف سمتوں میں چلا دیا گیا لیکن اُن کی زبان سے لا الہ الا اللہ ہی جاری رہا۔

دین حق کی راہ میں اس ثابت قدمی کا ذکر قرآن مجید میں یوں ہوتا ہے" اِنَّ الَّذِیۡنَ قَالُوۡا رَبُّنَا اللّٰہُ ثُمَّ اسۡتَقَامُوۡا تَتَنَزَّلُ عَلَیۡہِمُ الۡمَلٰٓئِکَۃُ " بے شک جن لوگوں نے یہ کہا کہ ہمارا رب اللہ ہے اور پھر اس پر ثابت قدم رہے ان پر فرشتوں کا نزول ہوتا ہے جو انہیں ہر خوف اور ہر غم سے آزادی کی خوشخبری اور جنت کی بشارتیں دیتے ہیں۔ تفاسیر میں آیا ہے کہ جب فرشتے ان کو جنت کی بشارتیں دیتے ہیں تو وہ کہتے ہیں ہمارے بعد ہماری اولاد اور اہل کا کیا حال ہوگا اور وہ کیا کھاتے ہونگے؟ تو فرشتوں کو حکم ہوتا ہے کہ انہیں یہ خوش خبری بھی سنادو کہ نَحۡنُ اَوۡلِیٰٓؤُکُمۡ فِی الۡحَیٰوۃِ الدُّنۡیَا وَفِی الۡاٰخِرَۃِ ط یعنی اللہ کریم کی طرف سے انہیں یہ خوش خبری سنائی جاتی ہے کہ تمھارے اہل اور اولاد کے تمھارے بعد دنیا و آخرت میں ہم ہی ذمہ دار ہیں۔ چنانچہ روایات میں آتا ہے کہ پھر اس بشارت سے ان کی آنکھیں ٹھنڈی ہو جاتی ہیں۔

حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابہ کرامؓ کی زندگیوں کا ایک ایک لمحہ صبر و ثبات کا نمونہ تھا۔ گویا اِس صحابی کو آپ ﷺ نے دو مختصر ترین الفاظ اور باتوں میں دین اسلام کا پورا فلسفہ سمجھا دیا۔ آج بھی دین حق پر ثابت قدم رہنے والوں کے لئے حق کی طرف سے سلام و پیغام آتے ہیں اور ان کی رہنمائی کی جاتی ہے، شرط فقط خلوص و وفاداری ہے کیونکہ

وفاداری بشرطِ استواری عینِ ایمان ہے

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

marfat.com

حدیث نمبر ۱۱

عنوان : نہی عن المنکر کے تین درجے

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ الْخُدْرِیِّ رضی اللہ تعالیٰ عنہ قَالَ : سَمِعْتُ :
حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا کہ میں نے سُنا

رَسُوْلَ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم یَقُوْلُ : مَنْ رَاٰیْ مِنْکُمْ مُنْکَرًا
اللہ کے رسول ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے جو شخص دیکھے تم میں سے کوئی بُرائی

فَلْیُغَیِّرْہُ بِیَدِہٖ ، فَاِنْ لَّمْ یَسْتَطِعْ فَبِلِسَانِہٖ ،
پس اسے بدل (روک) دے اپنے ہاتھ سے پس اگر اُسے طاقت نہ ہو تو اپنی زبان سے (روکے)

فَاِنْ لَّمْ یَسْتَطِعْ فَبِقَلْبِہٖ ، وَ ذٰلِكَ أَضْعَفُ الْاِیْمَانِ
اگر اُسے اس کی بھی طاقت نہ ہو تو اسے دِل سے (بُرا جانے) اور یہ (درجہ) کمزور ترین ہے ایمان کا

(رواہ مسلم)

مشکل الفاظ کے معانی اور شرح :۔

رَاٰی : اُس نے دیکھا (فعل ماضی) مِنْکُمْ : مِنْ (سے) + کُمْ (تم)

مُنْکَرًا : برائی ، ناپسندیدہ بات

فَلْیُغَیِّرْہُ : فَ (پس) + لِیُغَیِّرْ (اُسے چاہیے کہ بدل دے) فعل امر + ہُ (اس کو)

marfat.com

بِیَدِہٖ　:　بِ (ساتھ) + یَدِ (ہاتھ) + ہٖ (اپنے)

لَمْ یَسْتَطِعْ　:　وہ طاقت نہ رکھے (فعل مضارع نفی جحد بلم)

فَبِلِسَانِہٖ　:　فَ (پس) + بِ (ساتھ) + لِسَان (زبان) + ہٖ (اپنی)

فَبِقَلْبِہٖ　:　فَ (پس) + بِ (ساتھ) + قَلْب (دل) + ہٖ (اپنے)

اَضْعَفُ　:　کمزورترین (اسم تفضیل)

تشریح حدیث:۔

(الف) راوی حدیث:

حضرت ابو سعید خدریؓ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی معیت میں بارہ غزوات میں شرکت کی۔ آپ کا شمار عالم، فاضل صحابہ میں ہوتا ہے۔ آپ کی روایت کردہ احادیث کی تعداد ایک ہزار ایک سو ستر (۱۱۷۰) ہے۔ ۹۴ سال کی عمر میں ۷۴ھ ہجری میں مدینہ منورہ میں وفات پائی اور جنت البقیع میں مدفون ہوئے۔

(ب) خلاصہ حدیث:

یہ حدیث دین کے اہم اصولوں میں سے ایک ایسے اصول پر دلالت کرتی ہے جس میں ہر مسلمان پر حسب استطاعت امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا فریضہ ادا کرنا ضروری قرار دیا گیا ہے۔

(ج) توضیح :

اس حدیث میں امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے درج ذیل تین درجات کا ذکر ہے

(الف)　بُرائی کو اپنے ہاتھ سے بزور قوت روک دینا۔

marfat.com

(ب)　　　بُرائی کو اپنی زبان سے منع کرنا۔

(ج)　　　بُرائی کو دل سے بُرا جاننا۔

اس حدیث میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی امت کو معاشرے سے برائیوں کے خاتمے اور سدّ باب کے تین رہنما اصول ارشاد فرمائے ہیں۔ امت محمد یہ کا ہر فرد مبلغ ہے یہ فریضہ اسے فطرتی اور پیدائشی طور پر عطا ہوا ہے قرآن پاک میں ارشاد فرمایا کہ ''تم بہترین امت ہو جو لوگوں کی رہنمائی کے لئے بھیجے گئے ہو تم نیک کاموں کا حکم دیتے ہو اور برائیوں سے روکتے ہو''

گویا امت محمد یہ کے سر پر جو ''خیرِ امت'' کا تاج سجایا گیا ہے اس کا سبب اس امت کا فریضۂ تبلیغ ہے جو فریضۂ نبوی ہے اور قیامت تک اسے اس فریضے کی ادائیگی کرنا ہے۔ اب اس مشن کے ادا کرنے والے خوش نصیبوں کے بھی درجات ہیں۔ اِن میں سے کچھ تو وہ ہیں جو برائیوں کو اپنی ہمت اور طاقت سے روکنے کی طاقت رکھتے ہیں۔ جب کہ کچھ ایسے ہیں جو بزورِ بازو نہیں روک سکتے یعنی معاشرے میں ان کا وہ مرتبہ اور حیثیت نہیں ہے کہ برائیوں کو بزور طاقت روک سکیں تو انہیں حکم دیا کہ وہ اپنی زبان سے یعنی وعظ و نصیحت سے روکیں۔ جب کہ کچھ لوگ ایسے بھی ہوتے ہیں جو زبان سے بھی روکنے کی طاقت نہیں رکھتے یعنی شر پسند عناصر اتنے طاقت ور اور مضبوط ہیں کہ اگر یہ زبان سے روکے گا تو اِسے نقصان پہنچائیں گے یا ماریں گے تو اِسے حکم دیا کہ وہ اِن برائیوں اور بُرے لوگوں سے دلی نفرت کریں کیونکہ بُری باتوں سے نفرت نہ کرنا اور انہیں دل سے بُرا نہ جاننا از خود ایک بُرائی ہے۔

''ذٰلِکَ اَضْعَفُ الْاِیْمَانِ'' کا یہ مطلب ہرگز نہیں ہے کہ اُس کا ایمان دوسرے مومنوں سے کم ہے۔ بلکہ یہ نفسِ ایمان کا کمزور ترین درجہ ہے کیونکہ عمل تو ایمان کا پھل ہے۔ اور ایمان کا عمدہ ترین پھل یہ ہے کہ بدی کو ختم کرنے کی راہ میں جان بھی دے دی جائے اسی لئے تو ایسے شخص کو شہید کہا جاتا ہے کہ اس نے اعلیٰ ترین درجہ حاصل کر لیا۔

marfat.com

آ ج کل برائیوں کی اس یلغار میں ہر ایک مسلمان پر واجب ہے کہ وہ حتی المقدور برائیوں کے خاتمے کے لئے کوشاں رہے۔اور یہ سلسلہ اپنے گھر سے شروع کرے پھر اپنے ارد گرد گلی محلے' وارڈ' کام کی جگہ اور جہاں تک اس کی رسائی ممکن ہو برائیوں کو ہاتھ یا زبان سے روک کر یا دل سے بُرا جان کر اس جہاد میں اپنا حصہ ڈالے۔اس دنیا میں ہر شخص اگر کانٹے ہی بچھانے والا ہو تو پوری دنیا میں کانٹے ہی کانٹے ہو جائیں گے اور یہ دنیا دکھوں کا گھر بن جائیگی۔اسے پھولوں کی سیج اور خوشیوں کا گہوارہ بنانے کے لئے ضروری ہے کہ ہر شخص حتی المقدور برائیوں کے خلاف عملی جہاد میں شریک ہو۔برائی کی تو ویسے ہی جڑیں نہیں ہوتیں اور وہ فی نفسہ اپنے اندر ایک کمزوری رکھتی ہے خواہ بظاہر وہ کتنی ہی طاقتور کیوں نہ ہو جب کوئی شخص حق اور سچ کی طاقت سے اسے ختم کرنے کا ارادہ کر لے تو وہ ضرور ختم ہو کر رہتی ہے۔

marfat.com

۱۲۔۷

حدیث نمبر ۱۲

عنوان : دینی اخوّت کے تقاضے

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم:
حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں رسولِ کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا

لَا تَحَاسَدُوْا ، وَلَا تَنَاجَشُوْا وَلَا تَبَاغَضُوْا ،
(کہ) باہم حسد نہ کرو ، اور نہ ایک دوسرے پر بولیاں دو اور نہ باہم بُغض رکھو

وَلَا تَدَابَرُوْا ، وَلَا یَبِعْ بَعْضُکُمْ عَلٰی بَیْعِ بَعْضٍ وَکُوْنُوْا
اور نہ پیٹھ پھیرو ایک دوسرے سے اور نہ ایک دوسرے کے سودے پر سودے بازی کرو اور بن جاؤ

عِبَادَ اللّٰہِ اِخْوَانًا ، اَلْمُسْلِمُ اَخُو الْمُسْلِمِ لَا یَظْلِمُہٗ
اے اللہ کے بندو ! بھائی بھائی، مسلمان مسلمان کا بھائی ہے وہ نہ تو اس پر ظلم کرتا ہے

وَلَا یَخْذُلُہٗ وَلَا یَکْذِبُہٗ وَلَا یَحْقِرُہٗ ، اَلتَّقْوٰی ھٰھُنَا
اور نہ اسے رسوا کرتا ہے اور نہ اس کو جھٹلاتا ہے اور نہ ہی اس کی تحقیر کرتا ہے تقویٰ یہاں ہے

وَیُشِیْرُ اِلٰی صَدْرِہٖ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ ، بِحَسْبِ
اور آپ ﷺ نے اپنے سینہ مبارک کی جانب اشارہ فرمایا تین مرتبہ یہی کافی ہے

اِمْرِیٍٔ مِنَ الشَّرِّ اَنْ یَحْقِرَ اَخَاہُ الْمُسْلِمَ کُلُّ الْمُسْلِمِ
کسی آدمی کے بُرا ہونے کے لئے کہ وہ اپنے مسلمان بھائی کو حقیر جانے پورے کا پورا مسلمان

عَلَی الْمُسْلِمِ حَرَامٌ ، دَمُہٗ وَمَالُہٗ وَعِرْضُہٗ
مسلمان پر حرام ہے اس کا خون اور اس کا مال اور اس کی عزت (رواہ مسلم)

marfat.com

مشکل الفاظ کے معانی اور شرح:۔

لَا تَحَاسَدُوْا : ایک دوسرے سے حسد نہ کرو (فعل نہی)

لَا تَنَا جَشُوْا : ایک دوسرے پر بولی نہ بڑھاؤ (فعل نہی)

لَا تَبَا غَضُوْا : ایک دوسرے کے ساتھ بغض نہ رکھو (فعل نہی)

لَا تَدَابَرُوْا : ایک دوسرے سے پیٹھ نہ پھیرو (فعل نہی)

لَا يَبِعْ : نہ سودا کرے (فعل نہی)

كُوْنُوْا : تم سب ہو جاؤ / بن جاؤ (فعل امر)

عِبَا دٌ : عَبْدٌ کی جمع ہے معنی بندے

لَا يَظْلِمُهٗ : وہ اس پر ظلم نہیں کرتا (فعل مضارع)

لَا يَخْذُلُهٗ : لَا يَخْذُلُ وہ رسوا نہیں کرتا + ہٗ اس کو (فعل مضارع منفی)

لَا يَكْذِبُهٗ : لَا يَكْذِبُ وہ نہیں جھٹلاتا + ہٗ اس کو (فعل مضارع منفی)

لَا يَحْقِرُهٗ : لَا يَحْقِرُ وہ تحقیر نہیں کرتا + ہٗ اس کو (فعل مضارع منفی)

هٰهُنَا : یہاں پر ہے

يُشِيْرُ : آپ اشارہ فرماتے ہیں (فعل مضارع)

صَدْرِهٖ : صدر (سینہ) + ہٖ (اپنے)

مَرَّاتٍ : مَرَّةٌ کی جمع ہے معنی مرتبہ / بار

بِحَسْبِ : کافی ہے

الشَّرُّ : برائی

marfat.com

دَمُہٗ : اُس کا خون (دَمُ ۔ خون + ہٗ ۔ اس کا)

عِرْضُہٗ : اس کی عزت (عِرْضُ ۔ عزت + ہٗ ۔ اس کی)

تشریح حدیث:۔

(الف) **راویِ حدیث:** راوی حدیث کے حالات گزشتہ احادیث میں بیان کیا جا چکے ہیں۔

(ب) خلاصہُ حدیث:

اس حدیث میں دینی اخوت کے تقاضوں کا تفصیلی بیان ہے کیونکہ کسی بھی معاشرہ کی صالح بنیادوں پر تعمیر، مضبوطی اور خوبصورتی کے لئے اِن اجتماعی آداب پر عمل از حد ضروری ہے۔ انہی آداب کے ذریعے مسلم معاشرہ سیسہ پلائی ہوئی دیوار بن جاتا ہے۔

(ج) توضیح :

اس حدیث میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے دینی اخوت کے جن تقاضوں کو بیان فرمایا ہے ذیل میں اُن سب کی ترتیب وار تفصیل درج کی جاتی ہے۔

(۱) (لَاتَحَاسَدُوْا)

حسد نہ کرنے کی تلقین:۔ پہلی بات جو آپ ﷺ نے ارشاد فرمائی وہ یہ ہے کہ "آپس میں ایک دوسرے سے حسد نہ کرو" یہ فرمانِ رسول ﷺ اپنے اندر معانی کا ایک ذخیرہ رکھتا ہے۔ حسد کی تعریف میں علماء نے لکھا ہے کہ حسد سے مراد دوسروں سے خوبیوں اور نعمتوں کے زائل ہونے کی تمنا کرنا کے ہیں، اس سے منع فرمایا۔ جب کہ اگر کوئی یہ تمنا کرے کہ اللہ تعالیٰ نے جیسے میرے فلاں مسلمان بھائی کو فضل و کرم سے نوازا ہے مجھے بھی اُسی طرح نواز دے تو یہ رشک ہے جو مستحسن امر ہے۔ ایک اور

marfat.com

حدیث میں حسد کی مذمت میں یوں آیا کہ ''حسد سے بچو کیوں کہ یہ نیکیوں کو یوں کھا جاتا ہے جیسے آگ خشک لکڑیوں کو''۔

(۲) (لَا تَنَا جَشُوْا)

دوسری بات جس سے اس حدیث میں منع فرمایا وہ یہ کہ محض قیمت بڑھانے کی خاطر کسی بھائی کے سودے میں بولی نہ دو کیونکہ یہ بھی دھوکہ دہی کی ایک قسم ہے اس سے آپس میں دشمنی پیدا ہوتی ہے۔

(۳) (لَا تَبَاغَضُوْا)

تیسرا حکم یہ دیا کہ آپس میں بُغض نہ رکھو۔ چونکہ بُغض میں دوسرے بھائی کے خلاف دشمنی کے جذبات دل میں چھپا کر رکھے جاتے ہیں اور یہ بات ایک بندۂ مومن کے اخلاق کے منافی ہے کہ وہ اپنے ہی بھائی بندوں کے خلاف دلی کینہ رکھے۔

(۴) (لَا تَدَابَرُوْا)

چوتھی بات جس سے منع فرمایا وہ یہ کہ آپس میں ایک دوسرے سے ناراضگی اور قطع تعلق نہ کرو' دُبر عربی میں پُشت کو کہتے ہیں اور یہاں مراد ہے ایک دوسرے سے پیٹھ نہ پھیرو۔ ایک اور حدیث میں قطع تعلقی کی اجازت فقط تین دن تک ہے اس سے زیادہ کسی مسلمان سے ناراض رہنا جائز نہیں ہے بلکہ فرمایا کہ جو ناراضگی ختم کرنے میں پہل کرے گا وہ بہتر ہے۔

(۵) پانچویں بات جس سے منع فرمایا وہ یہ کہ کسی مسلمان بھائی کا سودا طے ہو جانے کے بعد قیمت میں اضافہ کر کے اس کے سودے کو خراب نہ کرو کیونکہ اس سے پہلے خریدار کو نقصان ہے اور ویسے بھی یہ بات اخلاق و انصاف کے منافی ہے نیز اس سے اور بے شمار خرابیاں جنم لیتی ہیں جن کے بارے میں تاجر حضرات اچھی طرح آگاہ ہیں۔

(۶) چھٹے نمبر پر یہ ارشاد فرمایا کہ اے اللہ تعالیٰ کے بندو! تم آپس میں بھائی بن جاؤ کیونکہ اسی

marfat.com

اکائی میں داخل ہونے کے بعد تم سب کی بہتری اور بھلائی ہے۔ بھائی ہی اپنے بھائی کے دکھ درد کو بانٹ سکتا ہے اور مشکل وقت میں اس کا سہارا ہوتا ہے اسی لئے ایک اور حدیث میں آپ ﷺ نے مسلمانوں کو ایک جسم قرار دیا۔

(۷) جب سب مسلمانوں کو بھائی بھائی بنا دیا تو پھر فرمایا اب مسلمان اپنے مسلمان بھائی پر نہ تو زیادتی کرتا ہے، نہ اسے بے سہارا اور بے یار و مددگار چھوڑتا ہے اور نہ ہی اس سے جھوٹ بولتا ہے اور نہ ہی اسے رسوا اور ذلیل کرتا ہے۔

(۸) تقویٰ کی اہمیت کو اجاگر کرتے ہوئے فرمایا کہ اصل چیز تو دراصل اللہ تعالیٰ کا خوف ہے جو اگر سینے میں موجود ہے تو پھر ان فضائل اخلاق پر عمل کی راہیں نہایت آسان ہیں۔ اور اگر دل میں خوفِ خدا نہیں ہے تو ایسے انسان سے کسی بھلائی کی توقع نہیں کی جا سکتی۔

(۹) آخر میں آپ ﷺ نے خلاصہ کلام کے طور پر ارشاد فرمایا کہ ہر مسلمان کا خون، مال اور عزت دوسرے مسلمان پر حرام ہے یعنی نہ وہ اس کا خون بہانے کے در پے ہو سکتا ہے نہ ہی اس کا مال چرانے یا ہڑپ کرنے کی جرأت کر سکتا اور نہ ہی اپنے مسلمان بھائی کی عزت کو نقصان پہنچا سکتا ہے۔

اسی ایک ارشادِ رسول پر عمل کرنے کی کوشش کی جائے تو معاشرے سے ہزاروں برائیاں ازخود ختم ہو جائیں گی اور انسانی معاشرہ امن وسکون کا گہوارہ بن جائے گا۔

marfat.com

۷۔۱۳ حدیث نمبر ۱۳

عنوان : فکرِ آخرت

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رضی الله عنهما قَالَ: اَخَذَ
حضرت عبداللہ بن عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہما سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں پکڑا

رَسُوْلُ اللهِ ﷺ بِمَنْكِبِيْ فَقَالَ: كُنْ فِي الدُّنْيَا
رسول اللہ ﷺ نے میرا کندھا اور فرمایا تو دنیا میں ایسے ہوجا

كَاَنَّكَ غَرِيْبٌ اَوْ عَابِرُ سَبِيْلٍ وَ كَانَ ابْنُ عُمَرَ يَقُوْلُ :
گویا کہ تو ایک اجنبی ہے یا راہ چلنے والا مسافر اور حضرت ابنِ عمرؓ کہا کرتے تھے

اِذَا اَمْسَيْتَ فَلَا تَنْتَظِرِ الصَّبَاحَ وَ اِذَا اَصْبَحْتَ
جب تو شام کرے تو پس تُو صبح کا انتظار نہ کر اور جب تُو صبح کرے

فَلَا تَنْتَظِرِ الْمَسَاءَ وَخُذْ مِنْ صِحَّتِكَ لِمَرَضِكَ وَ مِنْ حَيَاتِكَ لِمَوْتِكَ
تو شام کا انتظار نہ کر اور اپنی صحت کے وقت، مرض کا سامان کر اور زندگی سے اپنی موت کا سامان کر

(رواہ البخاری ومسلم)

مشکل الفاظ کے معانی اور شرح:۔

اَخَذَ : پکڑا (فعل ماضی)

بِمَنْكِبِيْ : بِ (کو) + مَنْكِبِ (کندھا) + ی (میرا)

marfat.com

کُنْ : ہوجا (فعل امر)		غَرِیْبٌ : اجنبی	
عَابِرٌ : عبور کرنے والا		سَبِیْلٌ : راستہ	
اَمْسَیْتَ : توشام کرے (فعل ماضی)		لَا تَنْتَظِرْ : توانتظار نہ کر (فعل نہی)	
اَصْبَحْتَ : توصبح کرے (فعل ماضی)		اَلْمَسَاءَ : شام	
خُذْ : پکڑ، سامان کر (فعل امر)		حَیَاتِکَ : حَیَاۃِ زندگی + کَ اپنی	

تشریحِ حدیث:۔

(الف) راویِ حدیث : راوی حدیث کے احوال کا گزشتہ احادیث میں ذکر کیا جا چکا ہے

(ب) خلاصۂ حدیث :

اس حدیث میں دنیا کی بے ثباتی کا ذکر ہے اور اسلامی زندگی کے اصولوں کی اصل اور بنیاد ہے اس میں دنیاوی اغراض سے بے نیاز ہو کر فکرِ آخرت کی دعوت ہے۔

(ج) توضیح :

اس حدیث مبارکہ میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دنیا کی طرف جھکاؤ کرنے اور اس کو ہی اصلی وطن اور مسکن سمجھنے سے روکا ہے۔اور فرمایا کہ اس دنیا کی زندگی اور اس کے پورے کاروبار سے مسلمان کا تعلق فقط اتنا ہونا چاہے کہ جیسے کوئی مسافر اور پردیسی اپنے وطن سے دور جائے اور وہاں عارضی قیام کرکے واپس اپنے اصلی گھر آجائے۔کیونکہ مسافر جہاں کہیں بھی جا کر عارضی طور پر قیام کرتا ہے وہاں کی ہر چیز کو وہ چند دنوں کے لئے استعمال کرتا ہے اور پھر سب کچھ چھوڑ کر واپس آجاتا ہے۔اسی طرح کوئی راہ گزر مسافر جب کسی راستے سے گزر رہا ہوتا ہے تو راستے کی رنگینیاں اور عمارتیں یا درخت وغیرہ دیکھتا جاتا ہے لیکن اُن میں سے کسی چیز کو اپنے ساتھ نہیں لاتا۔

marfat.com

آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا کہ ایک بندۂ مومن کو بھی بعینہٖ اُس پردیسی اور مسافر کی طرح اس دنیا کی اشیاء سے مستقل رغبت اور پیار نہیں ہونا چاہیے۔ یہ ضروریاتِ زندگی عارضی اور غیر مستقل ہیں ان میں سے کوئی چیز بھی اس کی ملکیت نہیں ہے کیونکہ مرنے کے بعد کچھ بھی تو اس کے ساتھ نہیں جائے گا بلکہ سب کچھ یہیں رہ جائے گا۔

مہیا عیش کے سامان ملکی اور مالی تھے
سکندر جب گیا دنیا سے دونوں ہاتھ خالی تھے

اس حدیث کے آخر میں حضرت عبداللہ بن عمرؓ کا یہ قول بھی بڑا قیمتی ہے کہ جب انسان صبح کرے تو اسے شام کا انتظار نہیں کرنا چاہیے بلکہ صبح ہی اپنے گناہوں کی معافی مانگ لے اور جب شام کرے تو پھر صبح کا انتظار نہ کرے گویا انسان کو ہر وقت اپنی آخرت اور عاقبت کی فکر کرنی چاہیے اور دنیاوی لذتوں میں کھو کر اصل زندگی اور مستقل ٹھکانے سے غافل نہیں ہونا چاہیے اور ہر لحہ اعمال صالحہ اور اللہ کی یاد میں مشغول رہنا چاہیے بلکہ دنیاوی کاموں کے دوران میں بھی اللہ کی یاد کو دل میں بسائے رکھنا چاہیے تاکہ موت آئے تو بندہ اُسی مولا کی یاد میں ہو۔ عرفاء نے تو یہاں تک کہا ہے کہ جب تیرے ہاتھ کسی کام میں مشغول ہوں تو اس وقت بھی تیرا دل یادِ خدا میں مشغول ہو یعنی " ہتھ کار وَل دِل یار وَل " کی کیفیت ہو۔ عارفِ رومی نے کیا خوب کہا ہے:۔

باش در دنیا و لیکن ایں چنیں
دست و پا در کار و دل نفرت گزیں

ترجمہ:

دنیا میں اس طرح رہو کہ ہاتھ اور پاؤں تو کام میں مصروف ہوں، لیکن دل میں دنیا سے نفرت ہو۔

marfat.com

۱۴-۷

حدیث نمبر ۱۴

عنوان : ایمان کامل کی شرط

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

عَنْ اَبِیْ مُحَمَّدٍ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ عَمْرَو بْنِ الْعَاص رضی اللہ تعالیٰ عنہما قَالَ :
حضرت ابو محمد عبد اللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہ صلی اللہ علیہ وسلّم : لَا یُؤْمِنُ اَحَدُکُمْ حَتّٰی
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا کہ تم میں کوئی شخص مومن نہیں ہوسکتا یہاں تک کہ

یَکُوْنَ هَوَاهُ تَبَعًا لِمَا جِئْتُ بِهٖ
ہو جائے اس کو خواہش اس کے تابع جو کچھ میں لایا ہوں (حدیث صحیح)

مشکل الفاظ کے معانی اور شرح:۔

لَا یُؤْمِنُ : مومن نہیں ہوسکتا (فعل مضارع منفی)

اَحَدُکُمْ : تم میں سے کوئی ایک (اَحَدُ + کُمْ)

یَکُوْنَ : ہو جائے (فعل مضارع)

هَوَاهُ : اس کی خواہش (هَوَا + هُ)

تَبَعًا : تابع

marfat.com

جِئْتُ بِہٖ : جسے میں لایا / میری لائی ہوئی'' جَاءَ '' کا معنی ہے آیا لیکن اس کے بعد جب'' ب ''
آئے تو پھر معنی ہوتا ہے '' لانا ''

تشریح حدیث:۔

(الف) راویِ حدیث:

اس حدیث کے راوی حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کا شمار عابد و زاہد اور علماء صحابہ میں ہوتا ہے۔ آپ اکثر دن کو روزہ رکھتے اور راتوں کو کھڑے ہو کر عبادت کرتے۔ آپ دیگر صحابہ سے زیادہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے احادیث کو اور علوم و معارف کے حاصل کرنے میں کوشاں رہتے۔ آپ کے والد چونکہ مصر کے گورنر تھے اس لئے اُن کے ساتھ اُن کی وفات تک مصر میں ہی رہے پھر آپ شام منتقل ہو گئے۔ کچھ عرصہ کے بعد مکہ مکرمہ میں اقامت گزیں ہوئے اور زندگی کے آخری ایام میں نابینا ہو گئے۔ ۶۵ھ ہجری میں ۷۲ سال کی عمر میں مکہ مکرمہ میں وفات پائی۔ آپ نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے (۷۰۰) سات سو احادیث روایت کی ہیں۔

(ب) خلاصۂ حدیث:

یہ حدیث تکمیل ایمان کی شرطِ اول ہے۔ اس کی تکمیل کے بغیر ایمانی دعویٰ ادھورا بلکہ غلط ہے جبکہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی لائی ہوتعلیمات کا منکر دائرہ اسلام سے خارج ہے۔

(ج) توضیح:

اس حدیث میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کامل مومن کی پہچان بھی بتائی ہے اور اپنے مرتبے کا بھی

marfat.com

اظہار فرمایا ہے۔ گویا اللہ اور اس کے حبیبِ مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی مکمل اطاعت و فرماں برداری لازم و ملزوم ہیں۔ قرآن نے بھی کئی جگہ یہی حکم دیا ہے کہ میرے رسول کی اطاعت بلکہ مطلق اطاعت مومنوں کے لئے ضروری ہے۔ اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اطاعت کو عین اپنی اطاعت قرار دیا۔ نیز فرمایا کہ ہم نے آپ ﷺ کو مبعوث ہی اسی لئے کیا ہے کہ آپ ﷺ کی اطاعت کی جائے۔ پھر جو لوگ آپ ﷺ کی اطاعت کریں گے ان کو اپنی محبت کا مژدہ سنایا کہ وہ خدا کے محبوب بن جائیں گے۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ کامل مومن بننے کا ایک ہی ذریعہ اور راستہ ہے اور وہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی لائی ہوئی تعلیمات پر عمل اور آپ ﷺ کی کامل اطاعت و محبت ہے علامہ اقبالؒ نے کیا خوب کہا ہے

بہ مصطفیٰ برساں خویش را کہ دیں ہمہ اوست
اگر بہ او نرسیدی تمام بولہبیست

حفیظ جالندھری کہتے ہیں کہ

محمد کی غلامی دینِ حق کی شرطِ اول ہے
اسی میں ہو اگر خامی تو سب کچھ نامکمل ہے

چنانچہ ہمیں چاہیے کہ ہم حضور ﷺ کے ہر ہر فرمان اور جملہ تعلیمات محمدی کو دل و جان سے تسلیم بھی کریں اور عمل بھی کریں اور اگر یہ اتباع حاصل نہیں ہے تو پھر دعویٰ ایمان نامکمل ہے۔

آئینِ جوانمرداں حق گوئی و بیباکی
اللہ کے شیروں کو آتی نہیں روباہی

marfat.com

۱۵۔۷

حدیث نمبر ۱۵

عنوان : محبت رسول صلی اللہ علیہ وسلّم

عَنْ اَنَسٍ رضی اللّٰه عنه قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللّٰه علیه وآلہٖ وسلم:
حضرت انسؓ سے روایت ہے انہوں نے کہا (کہ) رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا

لَا یُؤْمِنُ اَحَدُکُمْ حَتّٰی اَکُوْنَ اَحَبَّ اِلَیْهِ مِنْ وَّالِدِہٖ
تم میں سے کوئی بھی کامل مومن نہیں ہوسکتا جب تک کہ میں نہ ہوجاؤں اُسے زیادہ محبوب اس کے ماں باپ سے

وَ وَلَدِہٖ وَ النَّاسِ اَجْمَعِیْنَ
اور اس کی اولاد سے اور تمام لوگوں سے (متفق علیہ)

مشکل الفاظ کے معانی اور شرح:۔

اَکُوْنَ : میں ہوجاؤں

اَحَبَّ : زیادہ محبوب/زیادہ پسندیدہ و پیارا

وَالِدِہٖ : وَالِدِ(باپ) + ہٖ (اس کے) (اس میں والدہ بھی شامل)

وَلَدِہٖ : وَلَدُ (اولاد) + ہٖ (اس کی)

اَجْمَعِیْنَ : تمام کے تمام (لوگ) اس سے مراد کائنات کے سب لوگ ہیں اور الناس میں مسلم و کافر سب داخل ہیں۔

marfat.com

تشریح حدیث:۔

(الف) راویِ حدیث:

راوی حدیث کے حالات زندگی سابقہ احادیث میں بیان کیے جاچکے ہیں۔

(ب) خلاصۂ حدیث:

اس حدیث میں سلامتیٔ ایمان اور کمالِ ایمان نیز معراجِ ایمان کا تذکرہ ہے۔محبت رسول ﷺ میں جس قدر پختگی اور کمال ہوگا اسی قدر کمالِ ومعراجِ ایمان نصیب ہوگا۔

(ج) توضیح:۔

گزشتہ حدیث میں اطاعتِ رسول ﷺ کا بیان تھا اور اطاعت بھی وہ جو کامل واکمل ہو جب کہ اس حدیث میں محبت رسول ﷺ کا بیان ہے اور محبت بھی ایسی جو کامل واکمل ہو یعنی کائنات کے ہر فرد بشر سے زیادہ آپ ﷺ کی محبت دل میں بسائی جائے۔آپ ﷺ نے اِن دونوں باتوں کو کامل ایمان کی دلیل اور شرطِ اولین قرار دیا ہے۔اپنی محبت کامل کا درس اس لئے دیا کہ محبت کے بغیر اطاعت کا جذبہ پیدا نہیں ہوسکتا۔کیونکہ فطرتی طور پر انسان جس سے محبت کرتا ہے اس کی ساری اداؤں پر بھی پیار آیا ہے بلکہ محبوب سے نسبت رکھنے والی چیزیں اور مقامات بھی اچھے لگتے ہیں۔

چنانچہ حضور ﷺ نے تکمیل ایمان کو اپنی محبت سے مشروط کردیا تاکہ بندہ مومن محبت رسول ﷺ میں کمال حاصل کرکے اطاعت دین کی منزل تک پہنچ جائے۔

اس حدیث میں والدین، اولاد اور تمام لوگوں کا ذکر اس لئے فرمایا کہ اِن میں سے کچھ رشتے فطرتی طور

marfat.com

پر بڑے ہی لازوال اور پختہ ہیں اور کچھ رشتے دنیا میں رہتے ہوئے لوگوں سے استوار ہو جاتے ہیں۔ چنانچہ یہ سب رشتے اور تعلق جب تک حضور نبی کریم ﷺ کی محبت سے ہیچ نہ ہوں گے اس وقت تک کامل ایمان کا درجہ نصیب نہ ہوگا۔ جیسا کہ گزشتہ حدیث میں بھی بیان ہوا کہ حضور ﷺ کی اطاعت کرنے والے ہی آپ ﷺ کے محبّ ہیں اور آپ ﷺ کی محبت ہی اللہ تعالیٰ کی محبت کی دلیل ہے۔ اسی لئے سورہ آل عمران کا یہ ارشادِ ربّانی ہماری زندگی کا شعار ہے بلکہ جان و دل کا قرار ہے:۔

"قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِیْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ"

ترجمہ:۔ اے حبیب ﷺ! اِن کو فرما دیجیے کہ اگر تم اللہ سے محبت رکھتے ہو تو میری اطاعت کرو اللہ تمھیں اپنا محبوب بنا لے گا۔

اللہ کریم ہم سب کو پیارے مصطفیٰ ﷺ کی سچی اور پکی غلامی اور محبت نصیب فرمائے اور عشق رسول ﷺ ہی ہمارا شعار اور پہچان ہو اور اسی پہچان کے ساتھ ہمارا خاتمہ بالایمان ہو۔ آمین!

ان کی دھن ان کی لگن ان کی تمنا ان کی یاد
مختصر سا ہے مگر کافی ہے سامانِ حیات

marfat.com

مشقی سوالات / خود آزمائی یونٹ نمبر۲

۱) حدیث کا لغوی اور اصطلاحی مفہوم بیان کیجئے؟

۲) حدیث کی تعریف کیجئے؟

۳) صحیح حدیث کی اقسام بیان کیجئے؟

۴) حدیث کی اہمیت پر نوٹ لکھیے؟

۵) مشہور کتب حدیث کے نام بتایئے؟

۶) حدیث نبوی کی روشنی میں ارکان اِسلام پر نوٹ لکھیے؟

۷) حدیث نمبر۹ میں بیان کردہ ایمان کے بنیادی تقاضوں پر نوٹ لکھیے؟

۸) احادیث کے مطالعہ کے بعد اطاعت رسول ﷺ پر ایک جامع نوٹ لکھیے؟

۹) استقامت سے کیا مراد ہے قرآن وحدیث کے حوالے سے اس پر تفصیلی نوٹ لکھیے؟

مآخذ و مصادر:۔

اس یونٹ کی تیاری کے لئے درج ذیل کتب حدیث سے استفادہ کیا گیا۔

۱۔ اربعین نووی ؒ مؤلفہ امام یحی بن شرف الدین نَو وَیؒ

۲۔ مشکوٰۃ المصابیح مؤلفہ ولی الدین محمد عبداللہ تبریزیؒ

۳۔ مصابیح السُنّۃ مؤلفہ ابو محمد حسین بن مسعود الفراء بغویؒ

marfat.com

مولای صل وسلم دائما ابدا　علی حبیبک خیر الخلق کلهم

یونٹ نمبر: 2 (ب)

منتخب مسنون دُعائیں

ترجمہ و تشریح

ترتیب وتوضیح:۔

پروفیسر ڈاکٹر محمد رفیق

صدر شعبہ عربی

گورنمنٹ ڈگری کالج سیٹلائٹ ٹاؤن راولپنڈی

marfat.com

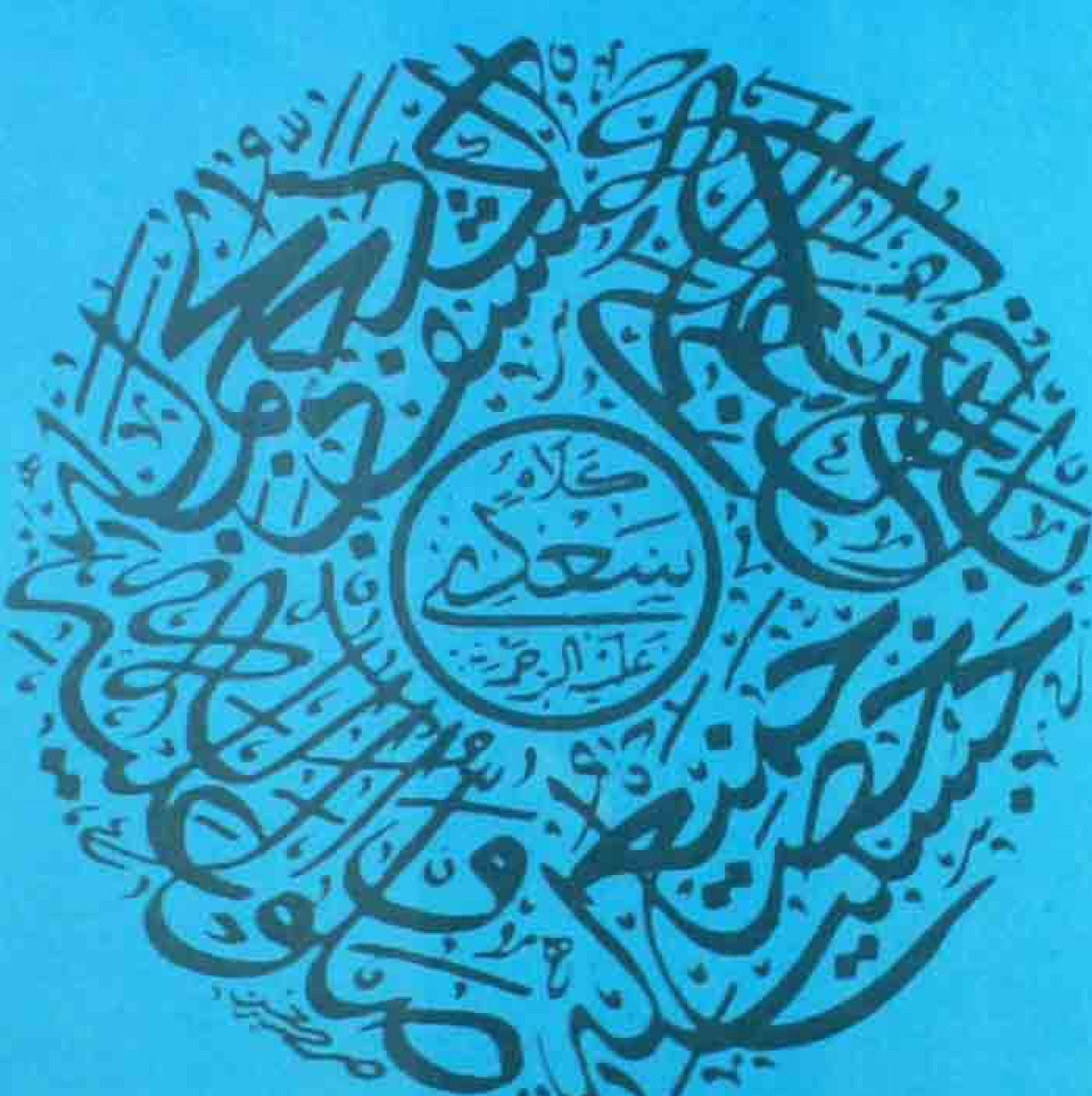

سرمایۂ جاں ہیں شہِ ابرار ﷺ کی باتیں
کس درجہ سکوں دیتی ہیں سرکار ﷺ کی باتیں
جی چاہے کہ ہر آن کروں ذکرِ پیمبر ﷺ
ہوتی رہیں کونین کے سردار ﷺ کی باتیں

marfat.com

مسنون دعائیں

ا۔ آفاتِ ارضی وسماوی سے بچاؤ

بِسْمِ اللّٰهِ الَّذِیْ لَایَضُرُّ مَعَ اسْمِهٖ شَیْءٌ

فِی الْاَرْضِ وَلَا فِی السَّمَآءِ وَهُوَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ

ترجمہ: اللہ کے نام کے ساتھ جس کے نام کی موجودگی میں زمین وآسمان کی کوئی چیز ضرر نہیں پہنچا سکتی۔ وہ (سب کی) سننے والا اور جاننے والا ہے۔

مشکل الفاظ :

لَایَضُرُّ	:	(فعل مضارع منفی) ضرر نہیں پہنچاتا۔	مَعَ	: ساتھ
السَّمِیْعُ	:	بہت زیادہ سننے والا۔	العَلِیْمُ	: بہت زیادہ جاننے والا۔

خلاصہ :

مختلف تکالیف اور مصائب سے بچنے کے لئے یہ دعا بہت موثر ہے۔ جامع ترمذی اور سنن ابی داؤد میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا کہ جو آدمی ہر دن کی صبح اور ہر رات کی شام کو یہ دعا تین دفعہ پڑھ لیا کرے تو اسے کوئی چیز نقصان نہیں پہنچا سکتی۔

ایک دفعہ حضرت عثمانؓ کے صاحبزادے اِبّان (جو فالج سے متاثر تھے) یہ حدیث بیان فرما رہے تھے تو ایک شخص نے ان کی طرف سوالیہ نظروں سے دیکھا۔ جس کا مطلب تھا کہ اس دعا کی موجودگی میں آپ خود فالج کا شکار کیوں ہو گئے۔ حضرت اِبّان نے معاملہ بھانپ کر وضاحت کی کہ یہ آقا علیہ السلام کا فرمان بالکل درست اور اس کا وعدہ شک سے بالاتر ہے۔ ایک دن کسی بات پر شدید غصہ یا رنج کے باعث میں یہ دعا پڑھنا بھول گیا۔ اسی دن یہ فالج کا حملہ ہو گیا۔ چونکہ یہ تقدیرِ الٰہی تھی اس لیے اس دن دعا کا پڑھنا بھلا دیا گیا۔ (ابوداؤد وترمذی)

marfat.com

۲۔ صبح وشام کی دعا

اَللّٰھُمَّ اِنِّیۡ اَسۡئَلُكَ الۡعَفۡوَ وَالۡعَافِیَةَ فِی الدُّنۡیَا وَالۡاٰخِرَةِ اَللّٰھُمَّ اِنِّیۡ اَسۡئَلُكَ الۡعَفۡوَ وَالۡعَافِیَةَ فِیۡ دِیۡنِیۡ وَ دُنۡیَایَ وَ اَھۡلِیۡ وَ مَالِیۡ اَللّٰھُمَّ اسۡتُرۡ عَوۡرَاتِیۡ وَاٰمِنۡ رَوۡعَاتِیۡ۔ اَللّٰھُمَّ احۡفَظۡنِیۡ مِنۡ بَیۡنِ یَدَیَّ وَمِنۡ خَلۡفِیۡ وَعَنۡ یَمِیۡنِیۡ وَعَنۡ شِمَالِیۡ وَ مِنۡ فَوۡقِیۡ وَ اَعُوۡذُ بِعَظۡمَتِكَ اَنۡ اُغۡتَالَ مِنۡ تَحۡتِیۡ

ترجمہ: اے اللہ میں دنیا اور آخرت میں تجھ سے عفو (درگزر) اور عافیت کا طلب گار ہوں۔ اے اللہ میں اپنے دین اور دنیا اور اپنے اہل وعیال اور جان و مال کے بارے میں تجھ سے درگزر اور عافیت کا خواستگار ہوں۔ اے اللہ میرے پردے رکھ اور گھبراہٹ وخوف میں مجھے امن واطمینان عطا فرما۔ اے اللہ میرے آگے پیچھے دائیں بائیں اور میرے اوپر سے میری حفاظت فرما۔ میں تیری عظمت کی پناہ چاہتا ہوں اس بات سے کہ مجھے اپنے نیچے سے کوئی دھوکہ دیا جائے

مشکل الفاظ:۔

اَلۡعَفۡوُ	:	درگزر، معافی
اُسۡتُرۡ	:	(فعل امر حاضر) پردہ پوشی فرما
عَوۡرَات	:	عورة کی جمع ہے۔ قابل ستر چیزیں۔ انسان کے راز اور ذاتی معاملات
رَوۡعَات	:	ڈر، خوف زندگی کے اندیشے، غم
اُغۡتَالُ	:	(فعل مضارع مجہول واحد متکلم) میں دھوکہ دیا جاؤں۔ مجھ سے دھوکہ یا فریب ہو۔

marfat.com

خلاصہ :۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی یہ دعا انسانی زندگی اور ضروریات کے تقریباً ہر پہلو کا احاطہ کرتی ہے اس میں انسان کی دنیا و آخرت دونوں کے لئے عفو و عافیت مانگی گئی ہے۔ انسان کے مال و جان، عزت و آبرو، غم، اندیشے اور ہر طرح کے خطرات سے حفاظت کا سامان فراہم کرنے والی یہ خوبصورت دعا نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صبح وشام پڑھا کرتے تھے۔

یہ دعا سنن ابوداؤد میں حضرت عبداللہ ابن عمرؓ کی روایت سے درج کی گئی ہے۔ اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو اس کی قدر کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور اس کے فیوض و برکات سے نوازے۔ آمین!

یارب تو کریمی و رسولِ تو کریم

صلی اللہ علیہ وسلم

صد شکر کہ ہستیم میانِ دو کریم

سعدی علیہ الرحمہ — نفیس

marfat.com

۳۔ خصوصی تحفہ

اَللّٰھُمَّ اَنۡتَ الۡخَلاَّقُ الۡعَظِيۡمُ، اَللّٰھُمَّ اِنَّكَ سَمِيۡعٌ عَلِيۡمٌ، اَللّٰھُمَّ اِنَّكَ غَفُوۡرٌ رَّحِيۡمٌ، اَللّٰھُمَّ اِنَّكَ رَبُّ الۡعَرۡشِ الۡعَظِيۡمِ، اَللّٰھُمَّ اِنَّكَ الۡجَوَّادُ الۡكَرِيۡمُ، فَاغۡفِرۡلِيۡ وَارۡحَمۡنِيۡ وَعَافِنِيۡ وَارۡزُقۡنِيۡ وَاسۡتُرۡنِيۡ وَاجۡبُرۡنِيۡ وَارۡفَعۡنِيۡ وَاهۡدِنِيۡ وَلَا تُضِلَّنِيۡ وَاَدۡخِلۡنِيۡ الۡجَنَّةَ بِرَحۡمَتِكَ يَا اَرۡحَمَ الرَّاحِمِيۡنَ۔

ترجمہ:۔

اے اللہ تو خلاّقِ عظیم ہے۔ اے اللہ تو سب کچھ سننے اور جاننے والا ہے۔ اے اللہ بے شک تو بخشنے والا نہایت مہربان ہے۔ اے اللہ بے شک تو عرشِ عظیم کا مالک ہے۔ اے اللہ اس میں شک نہیں کہ تو نہایت ہی فیاض اور کریم ہے۔ پس تو مجھے بخش دے اور مجھ پر رحم فرما۔ مجھے عافیت عطا فرما۔ مجھے رزق سے نواز۔ میری پردہ داری فرما۔ میری شکستگی کو جوڑ دے اور میرے درجات بلند فرما۔ مجھے ہدایت بخش اور گمراہی سے بچا۔ اے سب سے زیادہ رحم کرنے والے اپنی بے پایاں رحمت سے مجھے جنت میں داخل فرما۔

مشکل الفاظ:۔

الجَوَّادُ	:	بہت زیادہ فیّاض، سخاوت کرنے والا۔ بے حساب عطا کرنے والا۔
اُسۡتُرۡنِيۡ	:	میرے عیوب کی ستر پوشی فرما
اُجۡبُرۡنِيۡ	:	جبراً سے فعل امر حاضر ہے۔ ٹوٹی ہوئی ہڈی کا درست کرنا۔ شکستہ اعضاء کو جوڑنا
لَاتُضِلَّنِيۡ	:	مجھے راستے سے نہ بھٹکا۔ گمراہ نہ کر

marfat.com

خلاصہ:۔

اس دعا میں انسان پہلے اللہ پاک کی مختلف صفات کا ذکر کرتا ہے۔ بار بار اللّٰھم کی تکرار انسانی فطرت میں الحاح وفریاد کی کیفیت پیدا کر دیتی ہے۔ اس کے بعد گناہوں سے بخشش، رحمتِ خداوندی، عافیت، طلبِ رزق، پردہ پوشی، شکستگی سے علاج، بلندی درجات، ہدایت اور جنت کی استدعا کی جاتی ہے۔

یہ دعا امام دیلمیؒ نے اپنی کتاب مسند الفردوس میں حضرت جابرؓ کی روایت سے درج کی ہے۔ حضرت جابرؓ بیان فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے یہ دعا تعلیم فرمانے کے بعد تاکید فرمائی کہ اسے خود بھی اچھی طرح سیکھ لو اور اپنے بعد آنے والوں کو بھی سکھاؤ۔ اس حدیث کی روشنی میں دیکھا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ دعا امت مسلمہ کے لئے نبی پاک صلی الہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف سے ایک خاص تحفہ ہے۔ جو اسرار و معارف سے لبریز ہے۔

۴۔ جامع دعا

اَللّٰهُمَّ اِنَّا نَسْئَلُكَ مِنْ خَيْرِ مَاسَأَلَكَ مِنْهُ نَبِيُّكَ مُحَمَّدٌ صَلَّى اللّٰه عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَنَعُوْذُ بِكَ مِنْ شَرِّ مَااسْتَعَاذَ مِنْهُ نَبِيُّكَ مُحَمَّدٌ صَلَّى اللّٰه عليه وآلهٖ وسَلَّمَ وَاَنْتَ الْمُسْتَعَانُ وَعَلَيْكَ الْبَلَاغُ وَلَاحَوْلَ وَلَاقُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ۔

ترجمہ:۔

اے اللہ ہم تجھ سے وہ سب کچھ مانگتے ہیں جو تیرے نبی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے مانگا۔اور ہم ان تمام چیزوں سے تیری پناہ چاہتے ہیں جن کی شر سے تیرے نبی کریم حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے پناہ چاہی۔تو ہی تو ہے جس سے مدد چاہی جائے اور تیرے ہی کرم سے مرادیں پوری ہوتی ہیں کسی بھی مقصد کے لئے سعی اور اس کو حاصل کرنے کی قوت صرف اللہ ہی سے مل سکتی ہے۔

مشکل الفاظ:۔

اِسْتَعَاذَ	:	پناہ چاہی
اَلْمُسْتَعَانُ	:	جس سے مدد چاہی جائے
اَلْبَلَاغُ	:	پہنچنا مرادوں یا آرزوں کا بر آنا
حَوْلَ	:	کوشش،سعی،احاطہ

خلاصہ:۔

یہ دعا امام ترمذی نے اپنی کتاب جامع الترمذی میں حضرت ابوامامہؓ کی روایت سے درج کی ہے۔ روایت ہے کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اکثر و بیشتر ایسی جامع دعائیں کیا کرتے تھے کہ جن کا ایک ایک لفظ

marfat.com

اسرار و معارف سے لبریز ہوتا تھا۔ صحابہ کرامؓ انہیں سن کر یاد رکھنے کی کوشش کرتے۔ حضرت ابوامامہؓ بیان کرتے ہیں کہ ان میں سے بہت سی دعائیں ہمیں یاد نہ رہتیں۔ چنانچہ ہم نے بارگاہِ اقدس میں عرض کی یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ کی ان بے شمار دعاؤں میں سے کئی چیزیں ہمیں بھول جاتی ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کیا میں تمہیں ایسی دعا نہ بتادوں جو ان سب دعاؤں کی جامع ہو۔ تم کہا کرو (اَللّٰهُمَّ اِنَّا نَسْئَلُكَ) اس سے اس دعا کی جامعیت کا اندازہ کیا جاسکتا ہے۔ یہ بڑی سعادت کی بات ہے کہ بندہ اپنے مالک کے حضور جب یہ دعا کرے تو ایک طرف تو آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حکم کی بجاآوری بھی ہوگی اور دوسری طرف اپنے مالک حقیقی کے حضور اس کے عجز و نیاز کا اظہار بھی ہوگا کہ مولا مجھے تو کچھ مانگنا بھی نہیں آتا۔ مجھے نہیں معلوم میرے لئے کیا بہتر ہے اور کیا بہتر نہیں ہے۔ بس تیرے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تجھ سے جو کچھ مانگا ان کے اٹھے ہوئے ان ہاتھوں کے صدقہ سے وہی کچھ مجھے بھی عطا کردے۔

بَلَغَ الْعُلٰى بِكَمَالِهٖ
كَشَفَ الدُّجٰى بِجَمَالِهٖ
حَسُنَتْ جَمِيْعُ خِصَالِهٖ
صَلُّوْا عَلَيْهِ وَآلِهٖ

۵۔ سَیِّدُ الاستغفار

اَللّٰھُمَّ اَنْتَ رَبِّیْ لَااِلٰـہَ اِلَّا اَنْتَ خَلَقْتَنِیْ وَاَنَا عَبْدُکَ وَاَنَا عَلٰی عَھْدِکَ وَ وَعْدِکَ مَااسْتَطَعْتُ اَعُوْذُبِکَ مِنْ شَرِّ مَاصَنَعْتُ اَبُوْءُ لَکَ بِنِعْمَتِکَ عَلَیَّ وَ اَبُوْءُ بِذَنْبِیْ فَاغْفِرْلِیْ فَاِنَّہٗ لَایَغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اَنْتَ۔

ترجمہ:۔ اے اللہ تو ہی میرا پروردگار ہے۔ تیرے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں۔ تو ہی نے مجھے پیدا فرمایا۔ میں تیرا بندہ ہوں۔ جہاں تک مجھ سے ہو سکے گا میں تیرے عہد و پیمان پر کاربند رہوں گا۔ میں تیری پناہ کا طالب ہوں اپنے کردار کے شر سے میں تیرے سامنے اقرار کرتا ہوں کہ تو نے مجھے (بے شمار) نعمتوں سے نوازا اور مجھے اپنے گناہوں کا بھی اعتراف ہے۔ (مولا) مجھے معاف فرما بلاشبہ گناہوں کو تیرے سوا اور کوئی معاف نہیں کرتا

مشکل الفاظ:۔

خَلَقْتَنِیْ	:	تُو نے مجھے پیدا کیا۔
اَبُوْءُ	:	میں اقرار کرتا ہوں، بَوَاء ُ سے فعل مضارع واحد متکلم
مَااسْتَطَعْتُ	:	جہاں تک مجھ سے ہو سکا۔ جتنی میری طاقت ہے۔

خلاصہ:

یہ دعا حضرت شدادؓ بن اوس کی روایت سے امام بخاری نے بیان کی ہے اسے خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سید الاستغفار قرار دے کر بے شمار فضائل بیان فرمائے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان ہے کہ جس شخص نے دل کے اخلاص اور یقین کے ساتھ اس دعا کو پڑھا اور اسی روز رات شروع ہونے سے پہلے اسے موت آ گئی تو بلاشبہ وہ سیدھا جنت میں جائے گا۔ اور اسی طرح اگر کسی نے رات کے کسی حصہ میں یہ دعا پڑھی اور طلوع فجر سے قبل وہ شخص چل بسا تو اس میں شک نہیں کہ وہ جنت میں جائے گا۔

marfat.com

۶۔مقامِ محبوبیت کی طلب

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ حُبَّكَ وَحُبَّ مَنْ يُّحِبُّكَ وَالْعَمَلَ الَّذِیْ يُبَلِّغُنِیْ حُبَّكَ، اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ حُبَّكَ اَحَبَّ اِلَیَّ مِنْ نَفْسِیْ وَاَهْلِیْ وَمِنَ الْمَاءِ الْبَارِدِ۔

ترجمہ:۔

اے میرے اللہ میں تجھ سے تیری محبت کا سوال کرتا ہوں اور مجھے لوگوں کی محبت عطا فرما جو تجھ سے محبت کرتے ہیں۔ مجھے اس عمل کی توفیق عطا فرما جو مجھے تیری محبت کے مقام تک پہنچا دے۔ اے اللہ پاک میرے لئے اپنی محبت کو سب سے زیادہ محبوب بنا دے، میری اپنی جان سے بھی، میرے اہل خانہ سے بھی اور ٹھنڈے مشروبات (کی محبت) سے بھی زیادہ۔ (جامع ترمذی)

مشکل الفاظ:۔

اِنِّیْ اَسْئَلُكَ	:	میں تجھ سے سوال کرتا ہوں۔ میں تجھ سے مانگتا ہوں۔
يُبَلِّغُ	:	پہنچا دے (فعل مضارع)
اِجْعَلْ	:	بنا دے، کر دے
اَحَبَّ اِلَیَّ	:	میرے لئے سب سے زیادہ محبوب و مرغوب

خلاصہ:۔

حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ یہ دعا حضرت داؤد علیہ السلام کی خصوصی دعاؤں میں سے ہے اس میں انسان اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ سے مقام محبوبیت عطا فرمانے کی التجاء کرتا ہے جو کہ نہایت اعلیٰ وارفع مقام ہے۔

بندہ اپنے مالک حقیقی کے حضور عرض کرتا ہے کہ اے میرے مولے مجھے اپنی محبت عطا فرما اور تیرے جو مقبول بارگاہ

marfat.com

بندے ہیں جنہیں تیری ذاتِ کریم سے بے لوث محبت ہے۔ میرے دل میں ان کی محبت جاگزیں فرمادے تاکہ میں بھی ان کے حلقۂ ارادت میں شامل ہوسکوں۔ مجھے ایسے امور، اعمال اور اشغال کی توفیق دے جو تیری ذات سے گہری محبت اور انسیت پر منتج ہوں۔ میرے مولیٰ میری نظر میں اس محبت کا مقام اس قدر اعلیٰ وارفع بنادے کہ اس کے مقابلے میں دنیا کا ہر تعلق ہیچ نظر آئے۔ یہ محبت مجھے اپنی ذات اپنی اولاد اور دنیا کی ہر نعمت سے زیادہ عزیز ہو۔

یہ دعا راہِ سلوک کے مسافروں اور روحانی تربیت وتزکیہ کے حوالے سے بہت اہم ہے۔

نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

وَأَحْسَنُ مِنْكَ لَمْ تَرَ قَطُّ عَيْنِي

وَأَجْمَلُ مِنْكَ لَمْ تَلِدِ النِّسَاءُ

خُلِقْتَ مُبَرَّأً مِنْ كُلِّ عَيْبٍ

كَأَنَّكَ قَدْ خُلِقْتَ كَمَا تَشَاءُ

marfat.com

۷۔ بے چینی سے نجات کے لئے دعا

اَعُوْذُ بِکَلِمَاتِ اللّٰہِ التَّآمَّاتِ مِنْ غَضَبِہٖ وَعَذَابِہٖ وَمِنْ شَرِّ عِبَادِہٖ وَمِنْ ھَمَزَاتِ الشَّیَاطِیْنِ وَ اَنْ یَّحْضُرُوْنَ۔

ترجمہ: میں پناہ مانگتا ہوں اللہ کے برگزیدہ کلمات کے ذریعے خود اس کے غضب اور عذاب سے، اس کے بندوں کی شر سے، شیطانی وسوسوں اور اثرات سے اور اس بات سے کہ شیاطین میرے پاس آئیں۔

مشکل الفاظ:۔

التَّآمَّاتِ	:	مکمل، عیب سے پاک، برگزیدہ
ھَمَزَاتِ	:	ھَمَزَۃ کی جمع، شیطانی وسوسے، برے خیالات، اندیشے
یَحْضُرُوْنَ	:	حَضَرَ سے (فعل مضارع) وہ حاضر ہوتے ہیں۔

خلاصہ:۔

یہ دعا دفع آسیب و جادو کے لئے بہت مؤثر ہے۔ بے خوابی، بے چینی ذہنی پریشانیوں اور اس طرح کی دوسری نفسیاتی الجھنوں سے نجات کے لئے پڑھی جاتی ہے۔ خود رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم لوگوں کی اس طرح کی الجھنوں کے مداوا کے لئے یہ دعا تجویز فرمایا کرتے تھے۔ حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاصؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا کہ تم میں سے جب کوئی رات کو سوتے میں ڈر جائے یا ڈراؤنا خواب دیکھے تو اسے یہ دعا پڑھنی چاہیے۔ اس سے اس کیفیت کا افاقہ ہو جائے گا۔ اور اس دعا کے پڑھنے کے بعد شیاطین اس بندے کا کچھ بھی نہیں بگاڑ سکیں گے۔ (ابوداؤد، ترمذی)

حضرت عبداللہ بن عمرو ابن العاص اپنے اہل وعیال کو یہ دعا باقاعدگی کے ساتھ پڑھنے کی تلقین فرمایا کرتے تھے۔ اور چھوٹے بچے جو اس دعا کو پڑھنے کی صلاحیت نہیں رکھتے تھے آپ اسے لکھ کر ان کے گلے میں بطور تعویذ لٹکا دیتے۔ اس سے اس دعا کی تاثیر کا اندازہ کیا جا سکتا ہے۔

marfat.com

۸۔ مصائب وآلام سے محفوظ رکھنے والی دعا

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ عَافَانِیْ مِمَّا ابْتَلَاكَ بِهٖ وَفَضَّلَنِیْ عَلٰی كَثِیْرٍ مِّمَّنْ خَلَقَ تَفْضِیْلًا

ترجمہ:۔ تمام تعریفیں اس اللہ کے لئے ہیں جس نے مجھے اس (بلا یا مصیبت) سے محفوظ رکھا جس میں اس نے تجھے مبتلا کر دیا۔اور اپنی بہت سی مخلوقات پر مجھے فضیلت بخشی۔

مشکل الفاظ

عَافَانِیْ	:	اس نے مجھے عافیت دی، مجھے محفوظ رکھا		
اِبْتَلَاكَ	:	تجھے مبتلا کیا	فَضَّلَنِیْ	: مجھے فضیلت بخشی

مختصر وضاحت:۔

مختلف آلام ومصائب سے ہمیشہ کے لئے محفوظ وماموں کر دینے والی یہ دعا بڑی اہم ہے۔آجکل ہمارا معاشرہ بہت سے آلام ومصائب سے دوچار ہے۔کئی ایک ایسی لاعلاج بیماریاں پیدا ہوگئی ہیں جن کا انسان نے اس سے پہلے کبھی نام بھی نہ سنا تھا۔لیکن اب ان کے تصور سے ہی رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ان حالات میں یہ دعا ایک لازوال نعمت سے کم نہیں ہے۔آپ کسی لاعلاج مرض یا مصیبت میں مبتلا کسی شخص کو دیکھیں اور دیکھتے ہی یہ دعا پڑھ لیں۔اس کے بعد اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فرمان پر دل وجان سے یقین کر کے بے فکر ہو جائیں یہ مختصری دعا انسان کو بے شمار پریشانیوں اور تکلیفوں سے بچانے کی ضمانت ہے۔

امیر المومنین حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جس آدمی کی نظر کسی مبتلائے مصیبت پر پڑے تو وہ یہ دعا پڑھ لے تو وہ ہمیشہ کے لئے اس مصیبت سے محفوظ رہے گا خواہ وہ مصیبت کسی بھی نوعیت کی ہو۔ (جامع ترمذی، ابن ماجہ)

اس دعا کو آہستہ سے دل ہی دل میں پڑھ لینا چاہیے۔مصیبت میں گرفتار شخص کو سنا کر اس کی دل شکنی نہیں کرنی چاہیے۔

marfat.com

۹۔ ہر نماز کی دعا

اَللّٰھُمَّ اَعِنِّیْ عَلٰی ذِکْرِکَ وَشُکْرِکَ وَ حُسْنِ عِبَادَتِکَ۔

ترجمہ: اے اللہ میری مدد فرما کہ میں تیرا ذکر کروں (تیری نعمتوں کا) شکر بجالاؤں اور خوب اچھی طرح سے تیری عبادت کرسکوں۔

مشکل الفاظ:۔

اَعِنِّیْ	: میری مدد فرما۔ مجھے توفیق دے	ذِکر	: یاد کرنا
حُسْن	: خوبصورتی، اچھائی		

خلاصہ:۔

یہ دعا نہایت مختصر ہے لیکن اپنے اندر بے شمار معارف و معانی کو سمیٹے ہوئے ہے۔ اس میں انسان اپنی بے بضاعتی کا اظہار کرتا ہے اور اس بات کا اقرار کرتا ہے اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی خصوصی عنایت کے بغیر اس کی کوئی حیثیت نہیں ہے۔ چنانچہ انسان اللہ تعالیٰ سے عرض کرتا ہے کہ وہ اسے کثرت کے ساتھ ذکر کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ اپنے دیے ہوئے انعامات پر شکر ادا کرنے کی توفیق بخشے اور ایسی عبادت کی توفیق دے کہ جو بارگاہِ ایزدی میں قابلِ پذیرائی ہو۔

یہ دعا جناب نبی رحمت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے برگزیدہ صحابی حضرت مُعاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کو بطورِ خاص تعلیم فرمائی تھی۔ چنانچہ حضرت مُعاذ بن جبل خود بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے میرا ہاتھ اپنے دستِ اقدس میں لے کر کمال شفقت و محبت کے ساتھ فرمایا اے مُعاذ اللہ تعالیٰ کی قسم تو مجھے بڑا پیارا اور عزیز ہے، اس لئے میں تجھے نصیحت کرتا ہوں کہ ہر نماز کے ساتھ یہ دعا ضرور پڑھا کرو۔

اس دعا کی بزرگی اور عظمت کا اسی سے اندازہ ہوسکتا ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت مُعاذؓ کو اپنی محبت کا واسطہ دے کر تاکید کے ساتھ اس دعا کو حرزِ جاں بنانے کی تلقین فرمائی۔

اللہ پاک تمام مسلمانوں کو اس دعا کی برکتوں سے مالا مال فرمائے۔

marfat.com

۱۰۔ آئینہ دیکھنے کی دعا

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ سَوّٰی خَلْقِیْ وَأَحْسَنَ صُوْرَتِیْ وَ زَانَ مِنِّیْ مَاشَانَ مِنْ غَیْرِیْ

ترجمہ:۔ حمد وثنا ہے اس اللہ کے لئے جس نے میرے جسم کو برابر کیا اور مجھے اچھی شکل وصورت عطا فرمائی اور مجھے ایسی خوبیاں عطا فرمائیں جو دوسروں کو نہیں دیں۔

مشکل الفاظ:۔

سَوّٰی : برابر کیا۔ متوازن کیا۔

زَانَ : زینت بخشی، خوبیاں عطا کیں

شَانَ : شَیْنًا سے ہے۔ عیب لگانا، یہاں مراد ہے خوبی سے محروم رکھنا۔

خلاصہ:۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا معمول تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب بھی آئینہ میں اپنا روئے انور دیکھتے آپ یہ دعا پڑھا کرتے تھے۔ یہ اللہ پاک کا شکر ادا کرنے کی بہترین دعا ہے۔

عملی کام : اس یونٹ میں دی گئی تمام دعاؤں کو زبانی یاد کیجئے اور انہیں اپنا روزمرہ کا معمول بنائیں۔

marfat.com

مولا ئے صل وسلم دائما ابدا ۔ علی حبیبک خیر الخلق کلھم

یونٹ نمبر 3

الف ۔ سیرت النّبی علیٰ صاحبھا الصلوٰۃ والسّلام

ب ۔ دُرودِ پاک کی اہمیت وفضائل

ج ۔ نعت اور آدابِ نعت

د ۔ منتخب نعتیں مع حلِّ لغات

مُرتّبین:۔

علاّمہ سیّد ریاض حسین شاہ
مرکزی ناظمِ اعلیٰ
جماعتِ اہلِ سنّت پاکستان

پروفیسر ڈاکٹر حافظ محمد طفیل
صدر شعبہ اسلامی امور
بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی اسلام آباد

بشیر حسین ناظم (تمغۂ حسن کارکردگی)
سابق مشیر وزارتِ مذہبی امور
حکومت پاکستان، اسلام آباد

پروفیسر خورشید حسن خاور
صدر شعبہ عربی
گورنمنٹ گورڈن کالج راولپنڈی

marfat.com

مولای صل وسلم دائما ابدا

علی حبیبک خیر الخلق کلهم

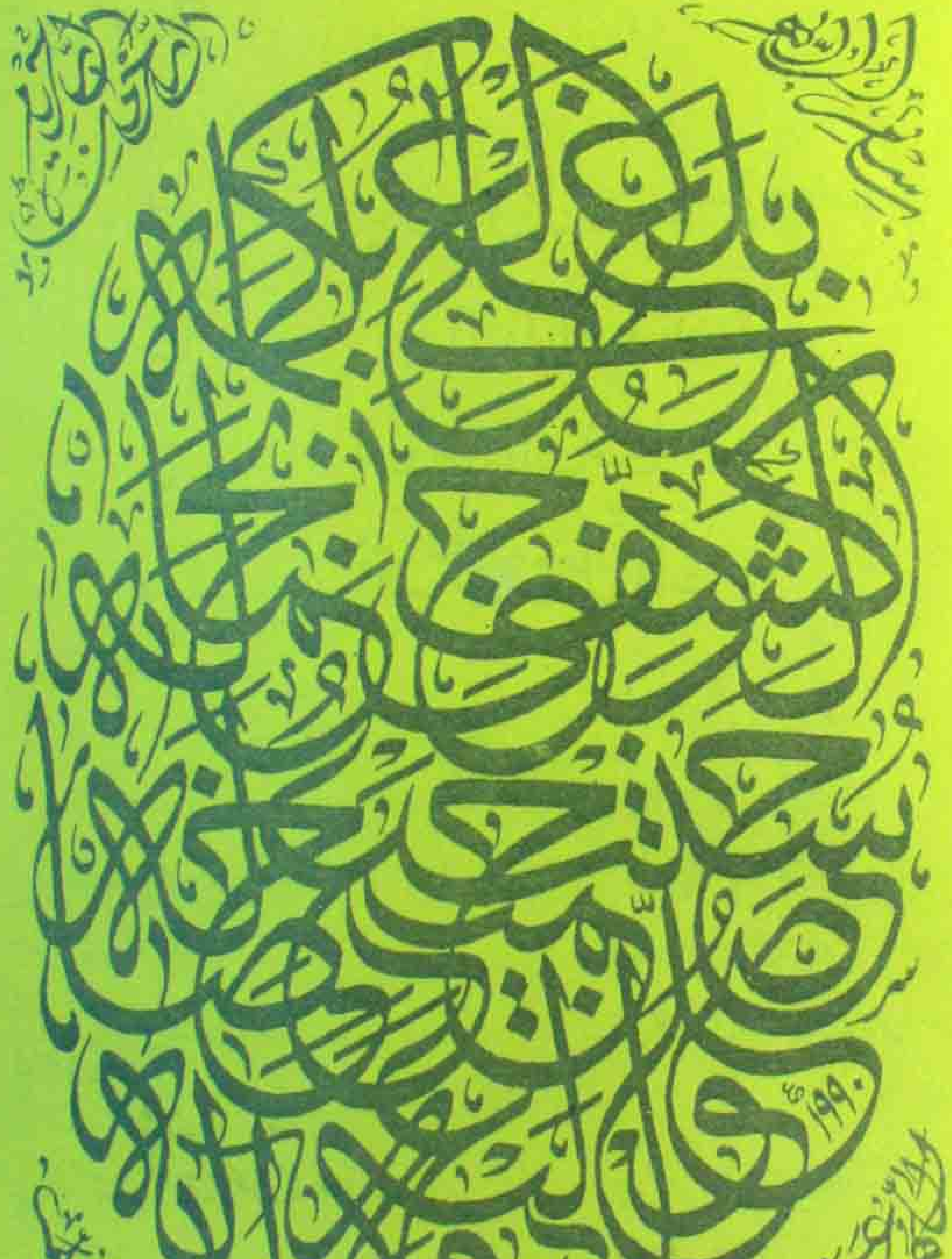

marfat.com

یونٹ نمبر: 3 (الف)

اے روحِ محمد ﷺ مجھے قدموں سے لگا لے

درماندہ مسافر ترے رستے میں پڑا ہے

سیرت النبی علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسّلام

(ولادت تا وصال)

تحریر:۔

پروفیسر خورشید حسن خاور

صدر شعبۂ عربی

گورنمنٹ گورڈن کالج راولپنڈی

marfat.com

مولاي صل وسلم دائما أبدا

على حبيبك خير الخلق كلهم

بسم الله الرحمن الرحيم

وإنك لعلى خلق عظيم

سنة ١٤٠١

صدق الله العلي العظيم

بعثت لأتمم مكارم الأخلاق

marfat.com

محبت رسُول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

اس دن تو بالکل عید کا ساسماں تھا۔ اکثر و بیشتر صحابہ کرام رضوان اللہ عنہم اجمعین کے چہرے کھلے ہوئے تھے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ میں نے اس دن سے زیادہ کسی دن صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کو اتنا خوش و خرم اور مطمئن نہیں دیکھا۔ میں سوچ میں پڑ گیا کہ آخر آج کونسا ایسا غیر معمولی واقعہ پیش آ گیا ہے کہ لوگوں میں خوشی کی ایک لہر دوڑی ہوئی ہے۔ میں نے حضرت عبداللہ بن مسعود حضرت ابو موسیٰ اشعری، حضرت ابو ذر غفاری رضوان اللہ عنہم سے ملاقات کی تب جا کر راز کُھلا کہ آج ایک صحابی نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے دریافت کیا تھا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! قیامت کب آئے گی؟ آپ نے پوچھا ''قیامت کے بارے میں تم پوچھ رہے ہو، یہ تو بتاؤ کہ قیامت کے لئے تم نے تیاری کیا کر رکھی ہے کہ اتنا انتظار کر رہے ہو؟ صحابی نے عرض کیا'' حضور! میں نے بہت سی نمازیں، نفلی روزے اور صدقات تو تیار نہیں کیے ہیں؛ البتہ ایک بات میں کہہ سکتا ہوں کہ میرے دل میں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی محبت ضرور موجود ہے۔ سرکار میرا تو یہی سرمایہ ہے۔ صحابی نے یہ بات کچھ اس سادگی اور خلوص سے کہی کہ حاضرین اور خود نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اس کی بات سے خوش ہوئے۔

ایک لمحے کی خاموشی کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا تو سنو قیامت کے دن تم اسی کے ساتھ ہو گے جس سے محبت رکھتے ہو۔ یہ سُن کر تمام صحابہ کرام رضوان اللہ عنہم اجمعین خوشی سے جھوم جھوم اُٹھے چونکہ ہر ایک نے اپنے دل کی طرف توجہ کی اور محسوس کر لیا کہ اس کا دل اللہ اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت میں سرشار ہے۔ یہ دولت انہیں اس طرح حاصل تھی کہ دنیا کی بڑی سے بڑی دولت وعزت ومرتبہ ان کے سامنے ہیچ تھا۔ دن رات ایک ہی دُھن اور ایک ہی لگن تھی کہ کسی طرح اللہ اور اس کی رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ان سے راضی ہو جائیں۔ لہٰذا سب نے سمجھ لیا اور یقین کر لیا کہ ان شاء اللہ العزیز کل قیامت کے دن حشر کے میدان میں وہ ہوں گے اور دامانِ پاک رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا سایہ۔ پھر نہ کوئی خوف ہوگا نہ حزن۔ رضی اللہ عنہم ورضوا عنہ۔

اُن کی دُھن اُن کی لگن اُن کی تمنا اُن کی یاد
مختصر سا ہے مگر کافی ہے سامانِ حیات

marfat.com

خدمتِ خلق

رات کے وقت جب درویشوں کی آنکھ کھلی اورانہوں نے دیکھا کہ شیخ المشائخ حضرت ابراہیم بن ادہم رحمۃ اللہ علیہ چولہا پھونک رہے تھےاورراکھ اُڑاُڑ کران کی داڑھی پر پڑ رہی تھی۔وہ بہت حیران ہوئے۔دوڑے آئے اور کہنے لگے حضرت! یہ آپ کیا کرر ہے ہیں۔حضرت ابراہیم بن ادہم رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا"بھائیو، مجھے معاف کردو مجھ سے تقصیر ہوگئی"۔اب تو درویشوں کی شرمندگی میں اوراضافہ ہوگیا۔مارے شرم کے پانی پانی ہوگئے۔

یہ کل دس درویش تھے۔سب کے سب حضرت ابراہیم بن ادہم رحمۃ اللہ علیہ کے رفیق سفر۔حضرت نے ان سے طے کررکھا تھا کہ تم لوگ فکر معاش سے بے پرواہوکراللہ کے ذکر میں مشغول رہا کرو۔معاشی ذمے داریاں میرے سر۔معمول یہ تھا کہ یہ تمام حضرات دن بھرروزہ رکھتے۔حضرت ابراہیم بن ادہم رحمۃ اللہ علیہ بھی روزہ رکھتے اوردن بھر جنگل میں لکڑیاں کاٹ کرشام کو بازار میں بیچتے اور جو کچھ ملتااس سے کھانے پینے کا سامان خرید کرلاتے۔اوراذان مغرب سے پہلے پہلے افطاری تیارکر کے درویشوں کے سامنے پیش کردیتے۔اوران کے ساتھ خود بھی شریک ہوتے۔اس دن حضرت ابراہیم بن ادہم رحمۃ اللہ علیہ حسبِ معمول لکڑیاں لے کر بازار میں پہنچے۔لیکن کوئی خریدار نہ ملا یہاں تک کہ مغرب کی اذان ہوگئی۔حضرت نے پانی سے روزہ افطار کرلیااور بازار میں انتظار کرتے رہے۔عشاء کی نماز کے بعد لکڑیاں فروخت ہوئیں تو حضرت نے جلدی جلدی آٹاخریدااورقیام گاہ کی طرف تیز تیز قدموں کے ساتھ روانہ ہوگئے۔ادھراللہ کا کوئی نیک دل بندہ درویشوں کیلئے کھانالایا تھا جس سے درویشوں نے روزہ افطار کرلیااورعشاء کی نماز پڑھ کرسور ہے۔حضرت ابراہیم بن ادہم رحمۃ اللہ علیہ تشریف لائے اور دیکھا کہ درویش سور ہے ہیں تو خیال فرمایا کہ شاید یہ لوگ بھوکے ہی سور ہے ہیں اس لیے انہیں بیدار کرنا مناسب نہ سمجھااورسوچا کہ کھانا تیارکر کے انہیں بیدار کروں گا۔اتنے میں درویشوں کی آنکھ کھل گئی۔اورانہیں بہت جلد اپنے اخلاق اورشیخ کے اخلاق کافرق معلوم ہوگیا کہ انہوں نے توپیٹ بھر کرکھالیااور یہ بھی نہ سوچا کہ شیخ کیا کھائیں گے۔اور شیخ کا عالم یہ ہے کہ اس بات پر معذرت خواہ ہیں کہ دیر ہوجانے کے سبب شاید درویش بھوکے سوگئے ہیں۔راہِ طریقت کا سارا کمال اخلاق کی وسعت،خدمتِ خلق اورغم خواری وہمدردی میں ہے۔نہ کہ اپنے ہی جیسے بندوں کے درمیان میں خدابن بیٹھنے میں۔

marfat.com

توبہ کی فضیلت

توبہ کے لغوی معنی لوٹنے کے ہیں۔ اگر ضمیر زندہ ہو ایمان کی چنگاری دل میں موجود ہو تو ایک نہ ایک دن انسان کے دل میں توبہ کا جذبہ ضرور پیدا ہوتا ہے۔ غلام اپنے آقا سے اور بندہ اپنے مولا سے کتنے دن بھاگتا پھرے گا۔ گناہ سراسر تاریکی ہے کبھی نہ ختم ہونے والی تاریکی۔ ایک دلدل ہے جس میں انسان دھنستا ہی چلا جاتا ہے۔ اس دلدل سے نکلنے کا ایک اور صرف ایک راستہ ہے کہ بندہ توبہ کرے، اپنے خالق و مالک کی طرف لوٹے جو غفار و ستار ہے جو ارحم الراحمین ہے جو نہیں چاہتا کہ اس کا وہ بندہ جسے اس نے اپنے دست قدرت سے بنایا ہے دہکتی ہوئی آگ کا ایندھن بنے۔ اسی لئے قرآن کریم میں بار بار ارشاد ہوا۔ ایمان والو! نافرمانی اور گناہ کی راہ چھوڑ کر سچے دل اور پورے اخلاص کے ساتھ اپنے رب کی طرف رجوع کرو۔ امید ہے کہ تمہارا رب تمہاری برائیاں تم سے دور کردے گا اور تمہیں جنت میں داخل کرے گا۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا! کہ جوانی میں توبہ کرنے والے شخص سے بڑھ کر اللہ کو کوئی شے محبوب نہیں۔ توبہ کی مثال چراغِ راہ ہے۔ اللہ کی راہ میں توبہ سب سے پہلا قدم ہے۔ اس لئے توبہ میں دیر نہیں کرنی چاہیے۔ کون جانتا ہے کہ اس کی زندگی کے کتنے دن باقی ہیں۔ ایسا نہ ہو کہ گناہ کی نجاست اپنی روح پر لپیٹے دنیا سے چلا جائے۔ اس لئے توبہ کی طرف سبقت کرنا ہی سب سے بڑی دانشمندی ہے۔

بزرگوں نے لکھا ہے کہ توبہ کی تین شرطیں ہیں۔ پہلی یہ کہ اپنے گناہوں پر ندامت، پشیمانی اور شرمندگی کا اظہار کرے دوسری یہ کہ گناہ کو فوراً ترک کردے اور تیسری شرط یہ ہے کہ دوبارہ گناہ کی طرف نہ لوٹنے کا پکا ارادہ کر کے خود کو اپنے رب کے حوالے کردے۔ اسی سے توفیق بھی مانگے۔ نفس کی غلط خواہشات طمع اور لالچ سے وہی بچا سکتا ہے۔ توفیق مانگو کہ وہ مانگنے والوں کو محروم نہیں کرتا۔ ہم کیا اور ہمارا ارادہ کیا۔ سب کچھ اسی کی توفیق اور ارادے سے ہوتا ہے۔ البتہ اس کا یہ وعدہ ہے کہ اگر تم میرے راستے میں چلنے کا ارادہ کرو گے تو ہم تمہیں اپنی راہ ضرور دکھائیں گے اور تم جانتے ہو کہ اللہ تعالیٰ وعدہ خلافی نہیں کرتا۔

وأعدوا لهم ما استطعتم من قوة

marfat.com

حقوق العباد

علامہ ابونعیم اصفہانی نے حلیۃ الاولیاء میں حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کے حوالے سے ایک روایت نقل کی ہے حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ایک دن حضرت موسیٰ علیہ السلام ایک سنسان راستے سے گزر رہے تھے۔ کہ آواز آئی ''اے موسیٰ'' جناب موسیٰ علیہ السلام نے ٹھہر کر دائیں بائیں دیکھا مگر کوئی نظر نہ آیا تو آگے بڑھ گئے تھوڑی دور چلنے کے بعد دوبارہ وہی آواز آئی مگر اس مرتبہ بھی کوئی نظر نہ آیا، تیسری مرتبہ آواز آئی۔ ''موسیٰ! میں تمہارا معبود تمہارا رب تمہیں پکار رہا ہوں''۔ اتنا سننا تھا کہ جناب موسیٰ علیہ السلام کے جسم پر لرزہ طاری ہوگیا اور وہ فوراً لبیک لبیک کہتے ہوئے سجدے میں گر پڑے۔ آواز آئی۔ ''موسیٰ! سر اٹھاؤ'' حضرت موسیٰ علیہ السلام بیٹھ گئے۔ اب وحی نازل ہونا شروع ہوگئی آواز آئی۔ ''موسیٰ! اگر تم چاہتے ہو کہ اس دن جس دن اللہ تعالیٰ کے عرش کے سایہ کے سوا کوئی سایہ نہ ہوگا۔ تمہیں عرش کے سایہ میں جگہ ملے تو یتیم کے ساتھ اس طرح پیش آنا جس طرح اس کا حقیقی باپ اگر زندہ ہوتا تو پیش آتا۔ اور بیوہ کی اس طرح خبر گیری کرنا جس طرح اگر زندہ ہوتا تو اس کا فرض شناس اور ذمہ دار شوہر کرتا''۔ آواز آئی۔ ''اے موسیٰ ابن عمران، ''بندگان خدا پر رحم کیا کرو اگر تم اللہ تعالیٰ کے بندوں پر رحم کرو گے تو اللہ تعالیٰ تم پر بھی رحم فرمائے گا''۔

یاد رکھو! جو آدمی جیسا کرتا ہے ویسا ہی اسے بدلہ ملتا ہے۔ مکافاتِ عمل فطرت کا اٹل قانون ہے۔ موسیٰ! اپنی امت قوم بنی اسرائیل سے کہہ دو کہ بنی اسرائیل کا جو فرد اس حالت میں مر کر میرے دربار میں حاضر ہوا کہ وہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا منکر تھا۔ تو میں اسے جہنم میں داخل کروں گا''۔ موسیٰ علیہ السلام نے دریافت کیا ''اے رب، محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کون ہیں''؟ جواب ملا۔ ''موسیٰ میں اپنی عزت و جلال کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ ان سے بڑھ کر عزت والی ذات میں نے پیدا نہیں کی ہے۔ وہ مخلوقات میں مکرم ہیں خالق کے نزدیک بھی عزت و اکرام والے ہیں۔

صلی اللہ علیہ وآلہٖ واصحابہ وبارک وسلم

الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ

الصلوٰۃ والسلام علیک یا حبیب اللہ

marfat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

فہرست

صفحہ

تعارف اور مقاصد

۱۔	ولادت تا بعثت	187
۲۔	بعثت تا ہجرت (سال بہ سال)	192
۳۔	ہجرتِ مدینہ	198
۴۔	مدنی دور (سال بہ سال)	201
۵۔	اولادِ کرام	209
۶۔	خود آزمائی	210

marfat.com

تعارف

اس یونٹ کے پہلے حصہ میں سیرت النبی علیٰ صاحبھا الصلوٰۃ والسّلام کے احوال میں درج ذیل باتوں کا خصوصیت سے خیال رکھا گیا ہے۔

۱۔ ولادتِ نبوی سے لے کر وصال نبوی تک کے احوال کو الگ الگ عنوان کے تحت درج کیا جائے۔

۲۔ تمام عنوانات کے ذیل میں ہر سال کے اہم واقعات کے اشارات بیان کر دیئے جائیں۔

۳۔ آپ ﷺ کی پوری زندگی مبارک کے احوال قارئین اور طلبہ کو سال کے حوالے سے ازبر ہو جائیں۔

گویا سیرتِ طیبہ کا یہ بیان نہ تو اختصار ہے نہ تفصیل بلکہ ایک خوبصورت گلدستہ ہے، جس کے ذریعے آپ صلی اللہ علیہ وسلّم کی زندگی کو یاد رکھنا آسان ہوگا۔ مزید تفصیلات کے لئے کتبِ سیرت سے رجوع کریں۔

یونٹ کے مقاصد

اس یونٹ کے مطالعہ سے آپ اس قابل ہو جائیں گے کہ:۔

☆ سیرتِ طیبہ کے موضوع پر کچھ گفتگو کر سکیں۔

☆ آپ صلی اللہ علیہ وسلّم کی مبارک زندگی کے احوال سے واقفیت حاصل کریں۔

☆ آپ صلی اللہ علیہ وسلّم کے اُسوۂ حسنہ پر عمل پیرا ہونے کی رغبت پائیں۔

☆ آپ صلی اللہ علیہ وسلّم کے احوال اور مبارک زندگی کے متعلق دوسروں کو آگاہ کر سکیں۔

☆ احوالِ سیرت پڑھ کر اپنے دلوں میں محبت رسول اللہ صلی علیہ وسلّم کی شمع فروزاں کریں۔

marfat.com

ا۔ ولادت شریف تا بعثت

تذکارِ ولادت شریف کے مطالعہ سے قبل ذرا چشمِ تصوّر میں وہ منظر لایئے جب حضور تاجدارِ مدینہ سرورِ قلب وسینہ صلی اللہ علیہ وسلّم کی بارگاہ میں عظیم ثنا خوانِ رسول حضرت حسان بن ثابت انصاری رضی اللہ عنہ نے آپ ﷺ کے تولد شریف کے بارے میں اپنا شعری نذرانہ یوں پیش کیا اور آقا کریمؐ نے اُن کے لئے دعائیں فرمائیں۔

وَاَحْسَنُ مِنْكَ لَمْ تَرَقَطُّ عَيْنِىْ   وَاَجْمَلُ مِنْكَ لَمْ تَلِدِ النِّسَآءُ
خُلِقْتَ مُبَرَّاً مِنْ كُلِّ عَيْبٍ   كَاَنَّكَ قَدْ خُلِقْتَ كَمَا تَشَآءُ

اِن اشعار کا اردو ترجمہ بھی کسی عاشقِ رسول نے کیا خوب کیا ہے جو بعینہٖ ان اشعار کی روح ہے۔

کسی بھی آنکھ نے دیکھا نہیں تجھ سا حسیں کوئی   کسی ماں نے جنا ہرگز نہ تجھ سا مہ جبیں کوئی
تجھے ہر عیب سے پاک ومنزّہ پیدا فرمایا   کہ جیسا آپ کا منشا تھا ویسا پیدا فرمایا

☆ آپ ﷺ کی ولادت شریف جمہور سیرت نگاروں کے نزدیک ۱۲ ربیع الاول شریف ۱ھ عام الفیل بمطابق ۲۲ اپریل ۵۷۱ء عیسوی واقعہ فیل کے ۵۵ دن بعد بوقت صبح صادق ہوئی۔ (اللہ تعالیٰ نے رات اور دن، دونوں کو یہ شرف بخشا یعنی بوقت ولادتِ پاک رات جا رہی تھی اور دن آ رہا تھا) جبکہ اُن دنوں والے موسم کو قیامت تک کیلئے "بہار" ہونا نصیب ہوگیا۔

marfat.com

☆ بوقت ولادتِ پاک آپ ﷺ دونوں ہاتھ زمین پر رکھے ہوئے، سر آسمان کی طرف اٹھائے ہوئے بدن بالکل پاکیزہ، کستوری کی طرح تیز خوشبودار، ختنہ کیے ہوئے، ناف بریدہ، چہرہ مبارک چودھویں رات کے چاند کی طرح نورانی، آنکھیں قدرت الٰہی سے سرمگیں اور دونوں شانوں کے درمیان مُہرِ نبوت چمک رہی تھی۔

☆ بوقتِ ولادت دایہ کے فرائض حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کی والدہ حضرت شفاء نے سرانجام دیئے۔

واقعات عجیبہ بوقت تولّد شریف

☆ تعظیم کے لئے ستارے جھک کر آپ ﷺ کے قریب آ گئے۔

☆ بوقت تولد شریف آپ ﷺ کے ساتھ ایسا نور نکلا کہ اہلِ مکّہ کو ملکِ شام کے قیصری محل نظر آ گئے۔

☆ شیطانوں کا آسمانوں پر داخلہ بند ہو گیا اور آسمانوں کی حفاظت شہابِ ثاقب سے کر دی گئی۔

☆ شہر مدائن میں کسریٰ کا محل پھٹ گیا اور اسکے چودہ کنگرے گر پڑے۔

☆ فارس کے صدیوں سے روشن آتش کدے بُجھ گئے۔

☆ ہمدان اور قم کے درمیان دریائے ساوہ بالکل خشک ہو گیا۔
وادی ساوہ کی ندی جو بالکل خشک پڑی تھی لبالب بہنے لگی۔

☆ آپ ﷺ کے دادا عبدالمطلب کا بیان ہے کہ میں اُس وقت حطیم کعبہ میں لیٹا ہوا تھا میں نے اچانک دیکھا کہ تَمَا يَلَتِ الْكَعْبَةُ سَاجِدَةً نَحْوَ الْمَقَامِ کعبہ مشرفہ جھکا اور سیّدہ آمنہ رضی اللہ عنہا کے گھر کی جانب سجدہ کناں ہو گیا۔

marfat.com

بعد از پیدائش حالات (رضاعت)

☆ چونکہ والد گرامی حضرت عبداللہؓ کا وصال پیدائش سے پہلے ہی ہو گیا تھا اس لئے دادا حضرت عبدالمطلب کو بلوایا گیا۔

☆ دادا حضرت عبدالمطلب آپ ﷺ کو اٹھا کر خانہ کعبہ میں لے گئے اور اللہ تعالیٰ کی اس نعمت کا شکر ادا کیا جو اشعار کی شکل میں کتابوں میں مذکور ہے۔

☆ دادا نے آپ کا نام "محمد ﷺ" رکھا، جس کا معنی ہے بہت زیادہ تعریف کیا ہوا، بار بار تعریف کیا ہوا۔

☆ والدہ ماجدہ نے چند دن دودھ پلایا، کچھ دنوں کے لئے یہ خدمت ابولہب کی آزاد کردہ لونڈی ثویبہ کے حصے میں آئی۔

☆ انہی دنوں قریش کے دستور کے مطابق دائیاں بغرض پرورش بچے لینے آئیں۔ ان میں سے ایک دائی حلیمہ سعدیہؓ کی قسمت کا ستارہ چمک اٹھا اور وہ دونوں جہاں کی نعمتیں اپنے دامن میں سمیٹے مکہ سے روانہ ہوئی۔

☆ حضرت حلیمہؓ نے آپ ﷺ کو دو سال تک دودھ پلایا اور مکہ والدہ کے پاس لے آئیں۔

☆ والدہ محترمہ حضرت آمنہؓ نے مکہ میں وبا کے سبب دوبارہ حضرت حلیمہؓ کے ساتھ بھیج دیا۔

☆ چند ماہ بعد سینۂ اقدس کو فرشتوں نے چاک کیا تو اس سے خوفزدہ ہو کر حضرت حلیمہؓ آپ ﷺ کو واپس مکہ مکرمہ لے آئیں۔

☆ فرشتے آپ ﷺ کا جھولا جھلاتے، بادل سایہ کرتا، گہوارے میں آسمانی چاند انگلیوں کے اشارے سے حرکت کرتا، حلیمہ سعدیہؓ کا گھر رات کو بھی روشن ہوتا، چراگاہ ہمیشہ سرسبز رہتی، حلیمہ سعدیہؓ کی بکریاں اور جانور خوب موٹے تازے ہو گئے۔

marfat.com

والدہ ماجدہ کی وفات

جب آپ ﷺ کی عمر چھ سال کی ہوئی تو آپ ﷺ کی والدہ آپ ﷺ کو لے کر شوہر حضرت عبداللہؓ کی قبر کی زیارت کے لئے مدینہ منورہ تشریف لے گئیں اس سفر میں آپ ﷺ کی خادمہ اُم ایمنؓ بھی ساتھ تھیں۔ واپسی پر "ابوا" کے مقام پر والدہ کا انتقال ہو گیا اور وہیں مدفون ہوئیں۔ اُم ایمنؓ آپ ﷺ کو لے کر واپس مکہ آئیں۔

دادا عبدالمطلب اور چچا ابوطالب کی کفالت

☆ والدہ کی وفات کے بعد آپ ﷺ اپنے دادا حضرت عبدالمطلب کی کفالت میں آئے۔

☆ جب عمر مبارک آٹھ سال ہوئی تو دادا بھی وفات پا گئے۔

☆ دادا کی وصیت کے مطابق آپ ﷺ کو حضرت ابوطالب کی کفالت میں دے دیا گیا۔

☆ چچا ابوطالب نے آپ ﷺ کو اپنی ذات اور اپنی اولاد پر ہمیشہ مقدّم رکھا۔

☆ چچا اپنے اس بھتیجے کو خانہ کعبہ کی دیوار کے ساتھ لگا کر اللہ تعالیٰ سے قحط سالی دور کرنے کی دعا مانگتے تو بارش نازل ہو جاتی۔

☆ جب آپ ﷺ کی عمر ۱۲ سال کی ہوئی تو وہ آپ ﷺ کو لے کر بغرض تجارت ملک شام گئے۔

☆ قافلہ بُصریٰ شہر میں پہنچا تو بحیرہ راہب نے آپ ﷺ کو پہچان کر رسالت کی گواہی دی اور آگے جانے سے منع کر دیا کہ کہیں یہودی اُن کو قتل نہ کر دیں۔

☆ حضرت ابوطالبؓ آپ ﷺ کو بُصریٰ سے ہی واپس لے آئے۔

☆ آپ ﷺ کی عمر مبارک ۱۴ سال ہوئی تو آپ ﷺ نے حربِ فجار میں شرکت کی اور اپنے چچاؤں کو تیر اُٹھا اُٹھا کر دیتے تھے۔

☆ حرب فجار سے واپسی کے بعد قریش کے معاہدہ "حِلف الفضول" میں شرکت فرمائی۔

marfat.com

جوانی کے احوال اور حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا سے شادی

☆ آپ ﷺ کو بچپن ہی سے لوگ صادق اور امین کہہ کر پکارتے تھے اور جوانی میں شہرت دور دور تک پھیل گئی۔

☆ جب آپ ﷺ کی عمر ۲۵ سال کی ہوئی تو مکہ کی ایک مالدار معزز خاتون جو بیوہ ہو چکی تھیں نے آپ ﷺ کو بغرض تجارت دوگنا معاوضہ پر شام بھیجنے کی درخواست کی جو آپ ﷺ نے منظور فرمائی

☆ اس سفر تجارت میں حضرت خدیجہؓ کا غلام میسرہ بھی آپ ﷺ کے ہمراہ تھا اس نے آپ ﷺ کی دیانت داری کی جملہ داستانیں حضرت خدیجہؓ کو سنائیں۔

☆ حضرت خدیجہ بیوہ تھیں لیکن اُن کی پاک دامنی کے سبب لوگ انہیں طاہرہ کہا کرتے تھے اس سفر کے تین ماہ بعد انہوں نے آپ ﷺ کو پیغام نکاح بھیجا جو آپ ﷺ نے اپنے چچاؤں کے مشورے سے منظور فرمایا۔

☆ حضرت ابو طالب نے نکاح کا خطبہ پڑھا اور پانچ سو درہم مہر قرار پایا۔

☆ بوقت نکاح حضرت خدیجہؓ کی عمر چالیس سال تھی۔

☆ یہ آپ ﷺ کی پہلی شادی تھی۔ آپ ﷺ کی تمام اولاد حضرت خدیجہؓ کے بطن سے ہی ہوئی۔ صرف ایک صاحبزادے حضرت ابراہیم جو حضرت ماریہ قبطیہؓ کے بطن سے تھے جو ۸ھ ہجری کو پیدا ہوئے اور ۱۰ھ ہجری کو انتقال فرما گئے۔

☆ جب آپ ﷺ کی عمر مبارک ۳۵ سال کی ہوئی تو آپ ﷺ نے تعمیر کعبہ میں حصہ لیا اور حجر اسود کی تنصیب بھی آپ ﷺ کے دستِ مبارک سے ہوئی جس کی وجہ سے قریش ایک بہت بڑے فتنے سے بچ گئے۔

marfat.com

۲۔ بعثت تا ہجرتِ مدینہ

بعثتِ نبوی:۔

☆ ۴۰ سال کی عمر میں آپ ﷺ غار حرا میں کئی کئی دنوں کا ستو اور پانی لے کر جاتے اور اللہ کی یاد میں مگن رہتے تا آنکہ اسی غار میں حضرت جبریلؑ آپ پر پہلی وحی لائے۔

☆ ''سورۃ العلق'' کی ابتدائی ۵ آیات سے وحیٔ ربانی کا آغاز ہوا۔

☆ قرآن مجید اور وحی الٰہی کے نزول کے ساتھ ہی منصبِ نبوت کا آغاز ہوگیا۔

☆ یہ واقعہ ۱۲ فروری ۶۱۰ عیسوی کا ہے۔

☆ گھر آکر آپ ﷺ نے اپنی زوجہ محترمہ حضرت خدیجہؓ کو پورا واقعہ سنایا تو وہ آپ ﷺ کو اپنے چچازاد بھائی ورقہ بن نوفل کے پاس لے گئیں جس نے نبوت کی تصدیق کی۔

☆ عورتوں میں سے سب سے پہلے حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا ایمان لائیں جب کہ مردوں میں سے یہ شرف حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے حصے میں آیا۔

☆ نزولِ قرآن کا یہ سلسلہ جو رمضان المبارک کے دوران میں شروع ہوا تھا کچھ عرصہ تک رکا رہا۔ پھر آپ ﷺ پر سورۃ مدثر کی آیات کا نزول ہوا جو دعوت و تبلیغ کا نقطہ آغاز تھا۔

صلی اللہ علیہ وسلم

marfat.com

مکی زندگی کے دعوتی ۱۳ سال

☆ ۱ سنہ نبوت تا ۳ سنہ نبوت خفیہ طور پر تبلیغ کا سلسلہ جاری رہا۔

☆ اس دوران میں کوہ صفا کے قریب حضرت ارقمؓ کا گھر تبلیغی سرگرمیوں کا مرکز تھا۔

☆ اس عرصہ میں ۴۰ کے قریب مرد و زن مسلمان ہوئے۔

☆ خفیہ دعوت کو جب تین سال ہو چکے تو حکم آیا

"فَاصْدَعْ بِمَا تُؤْمَرُ"

ترجمہ:۔اللہ کے حکم کو کھول کر بیان کرو

۴ سنہ نبوت کے واقعات

☆ اس حکم کے بعد آپ ﷺ نے کوہِ صفا پر چڑھ کر قبائل قریش کو پکارا اور انہیں جمع کر کے دعوتِ اسلام دی۔

☆ اس دعوت سے کفار مکہ آپ ﷺ کے دشمن ہو گئے اور ایذا رسانی کا سلسلہ شروع کر دیا۔

☆ آپ ﷺ کے بچپن کے کفیل اور مددگار چچا ابو طالب سے کفار نے کہا کہ اپنے بھتیجے کو اس نئے دین کی اشاعت سے منع کرو۔

☆ کفار مکہ نے خود حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ہر طرح کے لالچ دیئے کہ تبلیغ دین سے باز آ جائیں۔

☆ آپ ﷺ نے سب سے فرمایا کہ اگر تم لوگ میرے دائیں ہاتھ پر سورج اور بائیں ہاتھ پر چاند بھی رکھ دو تب بھی میں اس دعوتی کام کو نہیں چھوڑوں گا۔

☆ آپ ﷺ کی غمگسار اہلیہ حضرت خدیجۃ الکبریٰؓ نے بھی آپ ﷺ کا پورا ساتھ دیا۔

☆ حضرت ابو طالب نے ہر طرح آپ ﷺ کو اپنی حفاظت میں رکھا اور تائید کی۔

marfat.com

☆ اس دور میں حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی خدمات اور تعاون آپ ﷺ کو حاصل رہا۔

☆ اسی دور میں آپ ﷺ کو طرح طرح کی ایذائیں پہنچائی گئیں۔ کفار کی دشمنی میں اضافہ ہوا آپ ﷺ کی تکذیب کی گئی، آپ ﷺ کا مذاق اڑایا گیا، آپ ﷺ کو شاعر کہا، جادوگر اور کاھن کہا گیا، خانہ کعبہ میں نماز کے دوران میں اونٹ کی اوجھڑی سجدے کی حالت میں آپ ﷺ کے دونوں شانوں کے درمیان رکھ دی گئی جسے حضرت بی بی سیّدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا نے آ کر ہٹایا۔

☆ یہ اذیتیں فقط حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذاتِ اقدس تک ہی محدود نہ تھیں بلکہ آپ کے اصحاب کو بھی تختہ مشق بنایا گیا۔ مثلاً دہکتے انگاروں پر لٹا دینا، تپتی ریت پر لٹا کر بھاری پتھر سینہ پر رکھ دینا، کوڑوں سے مارنا، چٹائی میں لپیٹ کر ناک میں دھواں دینا، جکڑ کر کوٹھڑی میں بند کرنا، پاؤں میں رسی باندھ کر تپتی ریت پر گھسیٹنا، گلا اس قدر گھونٹنا کہ دم نکلنے لگے، زدوکوب سے بے ہوش اور ادھ موا کر دینا، نیزہ مار کر ہلاک کر دینا اور دو اونٹوں سے باندھ کر اونٹوں کو مخالف سمت میں چلا کر بدن کو چیر دینا کفار کے بدترین مظالم تھے۔

لیکن قربان جائیں اُن جان نثارانِ نبوّت کے ایمان وایقان پر کہ یہ ساری تکالیف برداشت کرتے رہے لیکن اسلام سے ایک لمحہ کے لئے بھی منہ نہ موڑا۔ حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ جو حضور نبی کریم ﷺ کے آزاد کردہ غلام تھے جب اُن کے والد اور چچا ڈھونڈتے ہوئے مکہ پہنچے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے انہیں مانگا تو آپ ﷺ نے اپنے غلام کو اپنے اہل خانہ کے ساتھ جانے کی اجازت عطا فرما دی لیکن حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ نے بارگاہِ نبوی کو اپنے اہلِ خانہ کے ساتھ جانے کے مقابلے میں ترجیح دی۔

۵ سنہ نبوت

☆ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اجازت سے مُلکِ حبشہ کی طرف گیارہ مردوں اور چار عورتوں نے ہجرت کی یہ اسلام میں پہلی ہجرت تھی اس میں حضرت عثمان غنیؓ اور ان کی زوجہ حضرت رقیہؓ بنت رسول اللہ ﷺ بھی شریک تھیں۔

marfat.com

☆ یہ مہاجرین تقریباً تین ماہ تک حبشہ میں امن وامان سے رہے، ماہ شوال میں انہیں یہ غلط خبر ملی کہ اہل مکہ ایمان لے آئے ہیں اس لئے ان میں اکثر واپس مکہ چلے آئے۔

۶ ھ نبوت

☆ اس سال نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چچا حضرت امیر حمزہؓ ایمان لائے اور ان کے تین دن بعد حضرت عمر فاروقؓ بھی اسلام لائے۔

☆ جو لوگ حبشہ سے واپس آئے تھے ان کو اور دیگر مسلمانوں کو اہل مکہ نے ستانا شروع کیا مسلمان پھر ہجرت پر مجبور ہوئے چنانچہ حضور نبی کریم ﷺ کی اجازت سے اس دفعہ ۸۳ مرد اور ۱۸ عورتیں حبشہ کی جانب ہجرت کر کے چلے گئے۔ یہ لوگ وہاں پر ہجرت مدینہ تک رہے۔ بلکہ حضرت جعفرؓ بن ابی طالب تو فتح خیبر کے وقت مدینہ آئے۔

☆ قریش مکہ نے اِن مہاجرین کو واپس لانے کی غرض سے حبشہ کے بادشاہ نجاشی کی طرف ایک وفد بھیجا جو ناکام و نامراد واپس آیا اور نجاشی نے انہیں واپس کرنے سے انکار کر دیا بلکہ نجاشی نے اسلام کی حقانیت اور صداقت کو تسلیم کر لیا۔

۷ ھ نبوت تا ۹ ھ نبوت

☆ قریش مکہ نے جب دیکھا کہ اسلام تو پھیل رہا ہے اور نجاشی نے بھی مسلمانوں کو پناہ دے دی ہے تو انہوں نے بالاتفاق طے کیا کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو (معاذ اللہ) قتل کر دیا جائے۔

☆ حضرت ابو طالب کو جب یہ خبر پہنچی تو انہوں نے اپنے قبیلے بنی ہاشم اور بنی مطلب کو جمع کیا اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حفاظت کی خاطر شعب ابی طالب میں لے گئے۔

☆ قریش مکہ نے ہاشم و مطلب کی اولاد سے معاشرتی مقاطعہ کا معاہدہ کیا بلکہ اسے لکھ کر خانہ کعبہ کی دیوار پر لٹکا دیا۔

marfat.com

☆ تین سال تک شعب ابی طالب میں نہ تو غلہ جانے دیا گیا اور نہ ہی کوئی اور چیز۔

☆ تین سال کی ان تکالیف کے بعد اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب مکرم صلی اللہ علیہ وسلّم کو خبر دی کہ قریش کے معاہدہ کو دیمک چاٹ گئی ہے اور سوائے اللہ کے نام کے اس میں کچھ بھی نہیں بچا تو آپ ﷺ نے اپنے چچا حضرت ابو طالب کو یہ خبر دی چنانچہ انہوں نے قریش سے جا کر کہا کہ اگر یہ خبر صحیح ہو تو تم قطع رحمی سے باز آ جاؤ اور اگر غلط ہو تو میں اپنا بھتیجا تمھارے حوالے کر دوں گا۔ جب معاہدہ دیکھا گیا تو ویسا ہی پایا گیا جیسا خبر دی گئی تھی چنانچہ انہوں نے خود ہی اسے پھاڑ دیا اور مقاطعہ ختم کر دیا۔ لیکن ایذائیں پہنچانے سے پھر بھی باز نہ آئے۔

۱۰ سنہ نبوت

☆ اس سال حضرت ابو طالب نے وفات پائی۔

☆ اس کے تین دن بعد آپ ﷺ کی زوجہ محترمہ حضرت خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ عنہا بھی وصال فرما گئیں۔

☆ آپ ﷺ نے اس سال کو "عام الحزن" قرار دیا یعنی "غم کا سال"

☆ ان دونوں ہستیوں کے وصال کے بعد قریش کی ایذا رسانیوں میں مزید اضافہ ہو گیا۔

☆ آپ ﷺ نے دعوتِ دین کے لئے طائف کا سفر کیا لیکن ثقیف قبیلہ کے لوگوں نے ایمان لانے کی بجائے آپ ﷺ پر پتھر برسا کر پاؤں مبارک زخمی کر دیئے' جبریل امین حاضر ہوئے اور عرض کی اگر آپ ﷺ حکم فرمائیں تو طائف والوں پر پہاڑوں کو الٹا کر ہلاک کر دیا جائے۔ آپ ﷺ نے فرمایا نہیں! بلکہ میں اُمید کرتا ہوں کہ ان کی پشتوں سے اللہ تعالیٰ ایسے بندے پیدا فرمائے گا جو اللہ کی عبادت کریں گے۔

marfat.com

۱۱ھ نبوت تا ۱۳ھ نبوت

☆ آپ ﷺ کی عادت شریف تھی کہ حج کے موسم میں ہر سال مکہ آنے والے قبائل کو دعوتِ اسلام دیتے۔ اسی طرح ان کے ادبی اور تجارتی میلوں میں بھی جا کر تبلیغ فرماتے۔

☆ نبوت کے گیارھویں سال ماہ رجب میں آپ ﷺ نے مدینہ سے آئے ہوئے قبیلہ خزرج کے چھ آدمیوں کو دعوتِ اسلام دی تو وہ ایمان لے آئے۔ انہوں نے مدینہ پہنچ کر اپنے دوسرے بھائی بندوں کو اسلام کی دعوت دی تو اگلے سال ۱۲ مرد حج کے دنوں میں مکہ آئے اور عقبہ کے متصل آپ ﷺ کے ہاتھ پر بیعت کی۔ اسے ''بیعتِ عقبہ اولیٰ'' کا نام دیا گیا۔

☆ آپ ﷺ نے ان کے ساتھ حضرت مصعبؓ بن عمیر بن ہاشم کو تبلیغ دین کے لئے بھیجا اور مدینہ منورہ میں تبلیغ کا سلسلہ شروع ہوا۔

☆ نبوت کے بارھویں سال ماہ رجب کی ۲۷ تاریخ کو آقا علیہ الصلوۃ والسلام کو اللہ تعالیٰ نے حالتِ بیداری میں جسد شریف کے ساتھ معراج شریف سے سرفراز فرمایا۔

☆ نبوت کے تیرھویں سال ایام حج میں ۷۳ مرد اور ۲ خواتین دولت ایمان سے مشرف ہوئے۔ اسے '' بیعت عقبہ ثانیہ '' کہتے ہیں۔

☆ اوس و خزرج کے ان لوگوں نے آپ ﷺ کو مدینہ تشریف لانے کی دعوت دی جو آپ ﷺ نے قبول فرمائی۔

☆ اعلانِ نبوت کے بعد کا یہ ۱۳ سالہ دور بڑے کٹھن اور صبر آزما مراحل کا دور تھا۔ اس کٹھن دور میں کئی مشکل اور نازک مراحل بھی آئے لیکن اللہ کے رسول ﷺ نے اللہ کے دین کی سربلندی کی خاطر یہ سب کچھ برداشت کرلیا۔

۳۔ ہجرتِ مدینہ

☆ قریش کی اذیت رسانی کی وجہ سے مکہ میں مسلمانوں کا قیام دشوار ہو گیا تھا اس لئے آپ ﷺ نے صحابہ کو مدینہ کی طرف ہجرت کی اجازت دے دی۔ چنانچہ صحابہ کرام چھوٹے چھوٹے قافلوں کی شکل میں مدینہ پہنچ گئے۔

☆ مکہ میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور حضرت ابوبکرؓ و علیؓ اور چند بیمار صحابہ رہ گئے۔ حضرت ابوبکرؓ نے ہجرت کی اجازت مانگی تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ مجھے امید ہے کہ اللہ تعالیٰ مجھے بھی ہجرت کی اجازت عطا فرمادے گا اس لئے وہ خاموش ہو گئے تاکہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہمرکابی نصیب ہو

"دارالندوۃ کا اجتماع"

☆ تمام قبائل قریش نے مل کہ سوچا کہ مسلمانوں کو اگر اسی طرح پناہ ملتی رہے گی تو یہ اہل مدینہ سے مل کر ہمارا خاتمہ کر دیں گے چنانچہ انہوں نے آپ ﷺ کو مل کر قتل کرنے کا منصوبہ بنایا۔

☆ اللہ تعالیٰ نے جبریل امینؑ کے ذریعے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کفار کے ناپاک ارادہ کی اطلاع فرما دی۔ آپ ﷺ حضرت ابوبکرؓ کے گھر گئے انہیں بتایا کہ مجھے اللہ تعالیٰ نے ہجرت کی اجازت دے دی ہے چنانچہ تم تیار ہو جاؤ۔

☆ قریش نے حسبِ منصوبہ آپ ﷺ کے دولت خانہ کا محاصرہ کر لیا۔ آپ ﷺ نے حضرت علیؓ کو اپنے بستر پر سلایا لوگوں کی امانتیں واپس کرنے کا حکم دیا اور سورہ یٰسین تلاوت کرتے ہوئے ایک خاک کی مٹھی کفار پر پھینک دی اور اس مجمع میں سے صاف نکل گئے۔

☆ حضرت صدیق اکبرؓ کو ساتھ لے کر غار ثور میں تشریف لے گئے اور وہاں تین دن تک قیام فرمایا اس دوران میں حضرت ابوبکر صدیقؓ کا پورا گھرانا کھانا پہنچانے اور دیگر خدمات پر خفیہ طریقے سے مامور

marfat.com

رہا۔ کفار تعاقب کرتے غار کے دہانے تک پہنچے مگر وہاں مکڑی نے جالا تن دیا کبوتری نے انڈے دے دیئے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب ﷺ کے بچاؤ کا خود انتظام فرمادیا۔

واقعاتِ سفر ہجرت

☆ یکم ربیع الاول کو غار ثور سے یہ نورانی قافلہ (جس میں آپ ﷺ کے ساتھ حضرت ابو بکرؓ ان کے غلام عامر بن فہیرہ اور بدرقہ جو اجرت پر راستہ بتانے کے لئے مامور تھا) روانہ ہوا

☆ قریشِ مکہ نے آپ ﷺ کو ڈھونڈنے والے کیلیئے ایک سو اونٹ انعام رکھا چنانچہ سفر کے دوسرے روز سراقہ بن مالک آپ ﷺ کے تعاقب میں کامیاب ہوگیا لیکن وہ جونہی آپ ﷺ کے قریب پہنچا اس کے گھوڑے کے پاؤں زمین میں دھنس گئے اور وہ گر پڑا۔ بار ہا ایسا ہوا آخر کار وہ معافی کا خواستگار ہوا آپ ﷺ نے اسے معاف فرما کر امن نامہ لکھ دیا اور خوش خبری سنائی کہ تیرا کیا حال ہوگا جب تجھے کسریٰ کے دو کنگن پہنائے جائیں گے" چنانچہ غزوہ حنین کے موقع پر سراقہ ایمان لائے اور عہد فاروقی میں جب ایران فتح ہوا اور کسریٰ ہرمز کے کنگن حضرت فاروق اعظمؓ کے ہاتھ آئے تو انہوں نے آقا علیہ الصلوٰۃ السلام کے قول کی تصدیق کے لئے وہ کنگن حضرت سراقہ کو پہنا دیئے۔

☆ ہجرت کے تیسرے روز راستہ میں آپ ﷺ کا گزر اپنے ہمراہیوں سمیت اُم معبد بنت خالد کے خیمہ سے ہوا۔ آپ ﷺ نے اس سے کھانے کیلیئے گوشت اور کھجور خریدنے کا قصد فرمایا لیکن اس کے پاس کچھ نہ تھا البتہ ایک جانب لاغر بکری کھڑی تھی جس کا دودھ خشک ہو چکا تھا آپ ﷺ نے اس کا دودھ دوہنے کی اجازت طلب کی اس نے کہا میرے ماں باپ آپ ﷺ پر قربان ضرور دوہ لیں آپ ﷺ نے بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پڑھ کر اپنے مبارک ہاتھ اس کے تھنوں پر پھیرے اور دوہنا شروع کیا تو اتنا دودھ آیا کہ سب نے سیر ہو کر پیا نیز ام معبد کے بھی سب برتن بھر گئے۔ ام معبد بھی حیران تھی۔ اس دوران میں ام معبد نے آقا علیہ السلام کی جی بھر کر زیارت کی اور آپ ﷺ کے مبارک حلیہ کو ذہن میں محفوظ کرلیا۔ آپ ﷺ کے جانے کے بعد جب اس کا شوہر ابو معبد گھر آیا تو گھر کا نقشہ تبدیل دیکھ کر

marfat.com

پوچھا کہ آج ہمارے غریب خانہ میں یہ بہار کیسی ہے ہر طرف دودھ کے برتن بھرے پڑے ہیں۔ تو اُمّ معبد جو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جمال انور سے پہلے ہی مشرّف ہو چکی تھی اور آپ ﷺ کا حلیہ مبارک دل و دماغ میں بٹھا چکی تھی یوں گویا ہوئی:۔

"یہ برکت ہے ایک شخص کی جو ابھی ادھر سے گزرا تھا جس کی نظافت نمایاں، چہرہ روشن اور جس کی بناوٹ میں حُسن تھا، نہ موٹاپے کا عیب نہ دُبلا پن کا نقص، خوش رُو اور حَسین، آنکھیں کشادہ اور سیاہ، پلکیں لمبی، آواز میں کھنک، گردن صراحی دار، داڑھی گھنی، بھنویں کمان دار اور جُڑی ہوئی، خاموشی میں وقار کا مجسمہ، گفتگو میں صفائی اور دلکشی، حسن کا پیکر اور جمال میں یگانہ روزگار، دور سے دیکھو تو حسین ترین، قریب سے دیکھو تو شیریں ترین بھی جمیل ترین بھی، گفتگو میں مٹھاس، نہ فضول گفتگو کرے اور نہ ضرورت کے وقت خاموش رہے، گفتگو اس انداز کی جیسے پروئے ہوئے موتی، ایسا میانہ قد جس میں نہ قابلِ نفرت درازی نہ حقارت آمیز کوتاہی، اگر دو شاخوں میں ایک اور شاخ ہو تو وہ دیکھنے میں ان تینوں میں زیادہ تر و تازہ دکھائی دے اور قدر و قیمت میں ان سب سے زیادہ بہتر نظر آئے، اس کے کچھ جاں نثار تھے جو اسے گھیرے رہتے، جب وہ بولتا تو سب خاموش ہو جاتے، کوئی حکم دیتا تو اس کی تعمیل کے لئے ٹوٹ پڑتے، سب کا مخدوم سب کا مُطاع، ترش رُوئی سے پاک اور قابلِ گرفت باتوں سے مبرّا۔"

ابو معبد بولے خدا کی قسم یہ وہی قریشی معلوم ہوتا ہے کہ جس کا ذکر میں مکہ میں سن چکا ہوں اور ارادہ بھی کر چکا ہوں کہ اس کی صحبت نصیب ہو اگر اس بات کی سبیل نظر آئی تو میں یہ ضرور کروں گا۔

☆ جب آپ ﷺ مدینے کے قریب پہنچے تو بریدہ اسلمی ستر سواروں کے ہمراہ آپ ﷺ کو گرفتار کرنے آیا لیکن اس محبوب مکرّم ﷺ کی زلفوں کا خود اسیر ہو گیا اور کلمہ پڑھ کر عرض کی۔ یا رسول ﷺ مدینہ میں آپ ﷺ کا داخلہ جھنڈے کے ساتھ ہونا چاہیے چنانچہ اس نے اپنا عمامہ سر سے اتار کر نیزہ پر باندھا اور آپ ﷺ کے آگے آگے روانہ ہوا۔ گویا "آمدِ مصطفیٰ" کا استقبال جھنڈوں سے کرنا سنّت صحابہ ہے۔ جب کہ ہجرت کے موقعہ پر آپ ﷺ کی مدینہ میں آمد غلاموں اور صحابہ کیلئے خوشی کا مقام تھا چنانچہ آپ ﷺ کی دنیا میں تشریف آوری اور میلاد اس سے بھی زیادہ خوشی کا مقام ہے۔

marfat.com

۴۔ مدنی دور (سال بہ سال)

ہجرت کا پہلا سال ۱ھ

☆ آپ ﷺ نے مدینہ سے دو میل کے فاصلہ پر موضع قبا میں قیام فرمایا یہ ۱۲ ربیع الاول اور پیر کا دن تھا اور یہی دن اسلامی تاریخ کی ابتداء بن گیا۔ وہاں پر آپ ﷺ نے ایک مسجد تعمیر فرمائی جس کا ذکر سورۃ توبہ میں موجود ہے۔

☆ قبا میں چند دن قیام کے بعد بروز جمعہ مدینہ کو روانہ ہوئے۔ راستے میں بنو سالم خزرجی کے محلے میں جمعہ کا وقت آ گیا آپ ﷺ نے وادی ذی صلب کی مسجد میں نماز جمعہ مع خطبہ ادا کی یہ آپ ﷺ کا پہلا جمعہ اور پہلا خطبہ تھا۔

☆ آپ ﷺ کی تشریف آوری سے جو خوشی اہل مدینہ کو ہوئی اس کا بیان الفاظ میں نہیں کیا جا سکتا۔ جوشِ مسرت کا یہ عالم تھا کہ پردہ نشین عورتیں چھتوں پر نکل آئیں اور یوں گانے لگیں:۔

طَلَعَ الْبَدْرُ عَلَیْنَا　　مِنْ ثَنِیَّاتِ الْوَدَاع
وَجَبَ الشُّکْرُ عَلَیْنَا　　مَا دَعَا لِلّٰہِ دَاع

بنو نجار کی بچیاں دف بجا کر گا رہی تھیں۔ مرد و زن چھوٹے بڑے گلی کوچوں میں پکار رہے تھے ”جَاءَ رَسُولُ اللّٰہِ، جَاءَ نَبِیُّ اللّٰہِ“ کہ اللہ کے رسول تشریف لائے اللہ کے نبی تشریف لائے۔ ہر ایک کی خواہش تھی کہ رسول اللہ ﷺ اس کے گھر کو رونق بخشیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا میری اونٹنی مامور ہے چنانچہ وہ حضرت ابوایوب انصاریؓ کے دروازے کے سامنے بیٹھ گئی آپ ﷺ نے اُن کے گھر کو رونق بخشی چنانچہ انہوں نے آپ ﷺ کی مہمانی کا حق ادا کیا آپ ﷺ نے سات ماہ تک ان کے گھر کو رونق بخشی۔ جب مسجد نبوی کے ساتھ حجرے تیار ہو گئے تو آپ ﷺ وہاں تشریف لے گئے۔

marfat.com

ہجرت کے پہلے سال کے دیگر اہم واقعات درج ذیل ہیں:۔

۱) مواخات، مہاجرین وانصار کو بھائی بھائی بنادیا (۹۰ مہاجرین وانصار کے درمیان یہ رشتۂ اخوت قائم فرمایا)

۲) اصحابِ صفہ کے لئے انتظام (یہ پہلی اسلامی یونیورسٹی تھی جو آپ نے قائم فرمائی)

۳) یہود سے معاہدہ (میثاق مدینہ) یہ دنیا کا پہلا تحریری دستور تھا۔

۴) ازواجِ مطہرات کے حجروں کی تعمیر

۵) مسجد نبویِ کی تعمیر

۶) اذان کی ابتداء

واقعات ۲ ھ ہجری

(ہجرت کا دوسرا سال)

☆ اس سال کے اہم واقعات درج ذیل ہیں۔

۱) تحویلِ قبلہ کا واقعہ:

ہجرت کے بعد آپ ﷺ نے سولہ یا سترہ ماہ تک بیت المقدس کی طرف منہ کر کے نمازیں ادا فرمائیں آپ ﷺ کے دل میں یہ خواہش جنم لیتی کہ میرے دادا حضرت ابراہیمؑ کے تعمیر کردہ کعبہ کو قبلہ بنا دیا جاتا تو کیا ہی اچھا ہوتا۔ نماز میں نگاہیں اسی شوق میں آسمان کی جانب اٹھا کرتیں۔ چنانچہ کریم مولیٰ نے ایک دن نماز میں وحی نازل فرمائی کہ اے حبیب ہم آپ ﷺ کی خاطر آپ ﷺ کا مطلوبہ قبلہ ہی قبلہ بنائے دیتے ہیں۔ ارشاد ہوا !

"فَلَنُوَلِّيَنَّكَ قِبْلَةً تَرْضٰهَا"

ترجمہ:۔ پس ہم آپ ﷺ کی خاطر ضرور اسے ہی قبلہ بنائیں گے جس پر آپ ﷺ راضی ہوں گے۔

marfat.com

اس حکم ربانی میں تین الفاظ ہیں اور معانی کا سمندر رکھتے ہیں۔ پہلے لفظ میں ''ف'' بھی تاکید کا ''ل'' بھی تاکید کا اور آگے صیغہ بھی نون ثقیلہ تاکید کا۔ یہ فعل مضارع ہے جو حال اور مستقبل دونوں کا معنی دیتا ہے یعنی اب آپ ﷺ کی خاطر قبلہ کو پھیر رہے ہیں اور آئندہ بھی آپ ﷺ اگر تبدیلی قبلہ کی خواہش کریں گے تو ضرور پھیریں گے۔ '' قِبلَۃً '' نکرہ ہے اور مراد ہے'' کوئی سا بھی قبلہ'' مگر شرط یہ ہو کہ ''تَرضٰھَا'' یعنی جس پر اے محبوب تو راضی ہوتا ہے یا ہوگا کیونکہ تَرضٰی فعل مضارع ہے یعنی آج تو آپ ﷺ کعبہ مشرفہ کو قبلہ بنوانے پر راضی ہوئے ہو کل کلاں کوئی اور قبلہ بنوانا چاہو تو بھی آپ ﷺ کو اجازت ہے۔ ہمیں تو فقط آپ ﷺ کی رضا اور خوشی مطلوب ہے۔

خدا کی رضا چاہتے ہیں دو عالم　　　خدا چاہتا ہے رضائے محمد ﷺ

۲۔ اِسی سال مسلمانوں کو مسلح جہاد کی اجازت ملی۔

۳۔ اِسی سال کفر اور اسلام کی پہلی بڑی جنگ ''غزوہ بدر کبریٰ'' پیش آیا۔

اس غزوہ میں مسلمانوں کی تعداد فقط ۳۱۳ تھی اور سامانِ حرب بھی بہت کم تھا۔ جبکہ ان کے مقابلہ میں کافروں کی تعداد ایک ہزار تھی اور ان کے پاس سامانِ حرب بھی زیادہ تھا۔ کفار کی کثرت اور سامانِ حرب کے باوجود اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیبِ مکرّم ﷺ کو فتح و نصرت سے نوازا۔ اس غزوہ میں ۱۴ اصحابہ کرام شہید ہوئے جب کہ ۷۰ کفار واصلِ جہنم ہوئے۔

۴۔ اِسی سال روزے فرض ہوئے۔

۵۔ قربانی کا حکم بھی اِسی سال ماہِ ذی الحجہ میں ہوا۔

۶۔ یہودیوں نے میثاق مدینہ کی خلاف ورزی کی۔ چنانچہ بنو قینقاع قبیلہ کا محاصرہ کیا گیا پھر اُن کو جلاوطن کر دیا گیا۔

۷۔ اِسی سال زکوٰۃ فرض ہوئی۔

marfat.com

واقعات ۳ھ ھجری

☆ اس سال کا اہم ترین واقعہ غزوۂ اُحد ہے جو ۶ شوال کو پیش آیا۔ جس میں مسلمانوں کو یہ تنبیہ کی گئی کہ نبی محتشم ﷺ کے حکم کی سرتابی میں نقصان ہے۔ اس غزوہ میں آپ ﷺ کے دانت مبارک شہید ہوئے نیچے کا ہونٹ زخمی ہوا۔ خُود کے دو حلقے رخسار مبارک میں گھس گئے۔ حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ بن جراح نے اپنے دانتوں سے خود کا ایک حصہ نکالا تو ان کا سامنے کا ایک دانت ٹوٹ گیا۔ دوسرا حصہ نکالا تو دوسرا ٹوٹ گیا۔ ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کے والد مالک رضی اللہ عنہ بن سنان نے حضور صلی اللہ علیہ وسلّم کا خون مبارک چوس کر پی لیا۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ جس نے زمین پر چلتے پھرتے جنّتی شخص کو دیکھنا ہو وہ مالک ابن سنان کو دیکھ لے۔ اس موقعہ پر آپ ﷺ یہی دعا فرما رہے تھے۔

"اے اللہ میری قوم کو بخش دے کیونکہ وہ نہیں جانتے"

☆ اسی سال حضرت امامِ حسن رضی اللہ عنہ کی ولادت ہوئی۔

واقعات ۴ھ ھجری

☆ اس سال کے اہم واقعات درج ذیل ہیں:۔

ا۔ غزوہ بنو نضیر:

یہ یہود کا ایک قبیلہ جو مدینہ کے باہر ایک مضافاتی بستی میں آباد تھا یہ بے شمار باغات اور محلات کا مالک تھا۔ انہوں نے اپنی حفاظت کے لئے ایک مضبوط قلعہ بھی بنا رکھا تھا جس میں کافی سامانِ حرب بھی جمع کر رکھا تھا۔ انہوں نے بدعہدی کی اور آپ ﷺ ایک مرتبہ جب کسی فیصلہ کے لئے ان کے ہاں تشریف لے گئے تو آپ ﷺ کی نشست گاہ پر بھاری پتھر گرا کر (معاذ اللہ) آپ ﷺ کو ختم کرنے کا منصوبہ بنایا لیکن اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب ﷺ کو آگاہ فرما دیا اور آپ وہاں سے اٹھ کر چلے آئے۔ اس کے بعد آپ ﷺ نے ان سے جنگ کا ارادہ فرمایا۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے ان کے دلوں

marfat.com

میں مسلمانوں کا رعب ڈال دیا اور یوں بغیر جنگ کے وہ اپنے باغات اور سامان چھوڑ کر جلا وطنی کے لئے تیار ہو گئے آپ ﷺ نے اُن کو اونٹوں پر سامان لاد کر لے جانے کی اجازت دے دی اور وہ خیبر چلے گئے ۔قرآن مجید کی سورۃ الحشر میں ان کا پورا واقعہ مذکور ہے۔

۲۔ اسی سال شعبان کے مہینے میں حضرت امام حسینؓ کی ولادت ہوئی۔

۳۔ اسی سال شراب اور جوا حرام قرار دیئے گئے۔

واقعات ۵ھ ھجری

☆ اس سال کے اہم واقعات درج ذیل ہیں:۔

☆ اِسی سال ربیع الاول میں غزوہ دومتہ الجندل پیش آیا مگر قتال نہ ہوا۔

☆ شعبان میں غزوہ مریسیع اور غزوہ بنو مصطلق ہوا۔ بنو مصطلق مغلوب ہوئے۔ واپسی پر واقعہ افک یعنی حضرت عائشہؓ پر منافقوں نے جو تہمت لگائی پیش آیا۔

☆ اسی سال ماہ ذی قعدہ میں غزوہ خندق یا غزوہ احزاب پیش آیا۔ اس غزوے میں مسلمانوں کی تعداد تین ہزار تھی۔ جب کہ مقابلہ میں قریش اور یہود اور دیگر قبائل کی تعداد بارہ ہزار تھی۔ اس میں کافروں کو شکست ہوئی۔

☆ اسی سال عورتوں کو پردہ کا حکم دیا گیا۔

غزوہ بنی قریظہ :۔

جب آپ ﷺ غزوہ خندق سے واپس تشریف لائے تو یہود کے اس قبیلہ پر تین ہزار کی جمیعت کے ساتھ چڑھائی کی کیونکہ غزوہ خندق میں انہوں نے بدعہدی کی اور کفار کے ساتھ مل گئے تھے اِن کا پچیس دنوں تک محاصرہ کیا گیا آخر کار انہوں نے سعدؓ بن مُعاذ کو ''حَکَم'' تسلیم کیا۔ حضرت سعدؓ نے یہ فیصلہ کیا کہ ان کے مرد قتل کر دیئے جائیں عورتیں اور بچے گرفتار کر لئے جائیں چنانچہ ایسا ہی کیا گیا ان کے مردوں کی تعداد چھ یا سات سو تھی۔

marfat.com

☆ اسی سال حضور صلی اللہ علی وآلہٖ وسلم کا نکاح حضرت زینبؓ سے ہوا جس کا ذکر قرآن مجید میں مذکور ہے

☆ تیمّم کے متعلق آیات اسی سال نازل ہوئیں۔

☆ زنا اور قذف (جھوٹی تہمت) کی سزا کے احکامات بھی ۵ ھ ہجری میں نازل ہوئے۔

واقعات ۶ ھ ہجری

☆ ماہ ذی قعدہ میں آپ ﷺ چودہ سو صحابہ کے ہمراہ عمرہ کے ارادہ سے نکلے۔ لیکن قریش مکہ نے عمرہ کرنے سے روک دیا۔ آپ ﷺ نے حدیبیہ کے مقام پر قیام فرمایا۔ حضرت عثمان غنیؓ کو کفار سے گفت وشنید کے لئے مکہ بھیجا گیا اسی دوران یہ افواہ اور غلط خبر اڑی کہ حضرت عثمانؓ کو شہید کر دیا گیا ہے آپ ﷺ نے صحابہ کرام سے موت پر بیعت لی۔ اسے ''بیعت الرضوان'' کا نام دیا گیا۔ آخر کار کفار نے ڈر کر معاہدہ کیا جس کی باقاعدہ تحریری طور پر شرائط تھیں جو بعد میں مسلمانوں کے حق میں ثابت ہوئیں۔ اس کو صلح نامہ حدیبیہ کا نام دیا گیا قرآن نے اسے فتح مبین کہا ہے۔ چنانچہ اسی سال آپ ﷺ بغیر عمرہ کے واپس مدینہ تشریف لے گئے۔

واقعات ۷ ھ ہجری

(شاہانِ عالم کو دعوتِ اسلام)

☆ حدیبیہ سے واپس آکر ۷ ھ ہجری کے شروع میں آپ ﷺ نے والیانِ ممالک کو دعوتِ اسلام کے خطوط ارسال فرمائے۔ جن کی تفصیل درج ذیل ہے:۔

۱) قیصر روم کے نام آپ ﷺ کا گرامی نامہ حضرت دحیہؓ بن خلیفہ کلبی لے کر گئے

۲) خسرو پرویز شاہِ ایران کے نام آپ ﷺ کا خط حضرت عبداللہؓ بن حذافہ سہمی لے کر گئے

۳) اصحمہ نجاشی شاہ حبشہ کے نام آپ ﷺ کا نامہ مبارک حضرت عمروؓ بن امیہ ضمری لے کر گئے

۴) مقوقس والی مصر کے نام آپ ﷺ کا دعوتی خط حضرت حاطبؓ بن ابی بلتعہ لے کر گئے

marfat.com

۵) ہوذہ بن علی الحنفی صاحب یمامہ کے نام آپ ﷺ کا گرامی نامہ حضرت سلیطؓ بن عمرو عامری لے کر گئے
۶) قیصر روم کے گورنر حارث بن شمر غسانی کے نام حضرت شجاع ؓ بن وہب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نامہ مبارک لے کر گئے۔

☆ غزوہ خیبر بھی اسی سال پیش آیا۔ اس غزوہ میں فتح کے بعد رئیس خیبر کی بیٹی کو آزاد کر کے آپ ﷺ نے اپنے عقد میں لیا اور یوں حضرت صفیہؓ بنت حیی (Huyayy) بن اخطب امہات المومنین میں شامل ہوئیں

☆ اسی سال حضرت خالدؓ بن ولید (فاتح شام) اور حضرت عمروؓ بن العاص (فاتح مصر) ایمان لائے

واقعات ۸ ھ ہجری

☆ جمادی الاولیٰ میں غزوہ موتہ وقوع پذیر ہوا۔

☆ غزوہ فتح مکہ اسی سال رمضان میں ہوا کیونکہ قریش نے معاہدہ حدیبیہ توڑ دیا تھا۔ آپ ﷺ دس ہزار صحابہ کے ہمراہ تشریف لائے اور بغیر مزاحمت کے مکہ فتح ہو گیا اور آپ ﷺ نے عام معافی کا اعلان فرما دیا۔ اپنے دست مبارک سے آپ ﷺ نے خانہ کعبہ میں رکھے تین سو ساٹھ بتوں کو توڑ دیا اور بیت اللہ بتوں سے پاک ہو گیا۔ کعبہ کی کنجی حضرت عثمانؓ بن طلحہ کو عطا فرمائی اور یہ آج تک انہی کی نسل میں چلی آ رہی ہے۔

☆ ۸ ھ ہجری میں آپ ﷺ نے حضرت علاءؓ بن الحضرمی کے ہاتھ منذر بن ساویٰ حاکم بحرین کے نام تبلیغی خط ارسال فرمایا۔

☆ ۸ ھ ہجری میں ہی والی عمان کے نام حضرت عمروؓ بن العاص کے ہاتھ نامہ مبارک ارسال فرمایا۔

☆ غزوۂ حنین اور محاصرہ طائف بھی ۸ ھ میں پیش آئے۔

marfat.com

واقعات ۹ ھ ھجری

☆ غزوۂ تبوک ماہ رجب میں پیش آیا۔ تبوک میں ۲۰ روز تک آپ ﷺ نے قیام فرمایا۔ اہل تبوک نے جزیہ پر صلح کرلی۔

☆ منافقین کی مسجد ضرار جس کا ذکر اور مذمت قرآن مجید میں ہے اسی سال مسجد قبا کے پاس بنائی گئی غزوہ تبوک سے واپسی پر آپ ﷺ کے حکم سے یہ مسجد گرا کر جلا دی گئی۔

☆ اس سال مختلف قبائل کے وفود اسلام لانے کی غرض سے آپ ﷺ کی خدمت میں آئے اِسی وجہ سے اس کو ''سالِ وفود'' کہا جاتا ہے۔

☆ اسی سال حج فرض ہوا اور حضرت ابوبکر صدیقؓ کو امیر الحج مقرر فرمایا گیا۔

واقعات ۱۰ ھ ھجری

☆ اس سال بھی پے در پے وفود آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوتے رہے۔

☆ اہلِ یمن اور **مُلوکِ حِمیَرُ** ایمان لائے۔

☆ اسی سال آپ ﷺ نے آخری حج جسے '' حجۃ الوداع '' کہتے ہیں ادا فرمایا۔

☆ قرآن کریم کی آیت اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ عرفہ کے دن نازل ہوئی۔

واقعات ۱۱ ھ ھجری

☆ اس سال ماہِ صفر کی ۲۲ تاریخ کو آپ ﷺ بیمار ہوئے اور بروز پیر ۲ ربیع الاوّل کو آپ ﷺ نے وصال فرمایا۔ بوقت وصال آپ ﷺ کی مبارک زبان پر **اَللّٰھُمَّ بَلِ الرَّفِیْقُ الْاَعْلٰی** کے الفاظ جاری تھے۔ حضرت ابوطلحہ انصاریؓ نے لحد کھودی۔ آپ ﷺ کو حضرت عائشہؓ کے حجرے میں دفن کیا گیا۔

☆ نماز جنازہ حجرہ کے اندر ہی بغیر امامت کے الگ الگ پڑھی گئی۔ پہلے مردوں نے پھر عورتوں نے پھر بچوں نے پھر غلاموں نے حاضر ہو کر صلوٰۃ وسلام پڑھا۔

marfat.com

۵۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلّم کی اولادِ کرام

آپ ﷺ کی تمام اولاد (سوائے حضرت ابراہیم ؓ کے جو حضرت ماریہ قبطیہ ؓ کے بطن مبارک سے تھے) حضرت خدیجۃ الکبریٰ ؓ سے ہے۔ صاحبزادیاں بالاتفاق چار تھیں جن کے اسماء درج ذیل ہیں:۔

۱۔ حضرت زینب ؓ : یہ آپ ﷺ کی سب سے بڑی صاحبزادی تھیں ان کا نکاح ابوالعاص سے ہوا، ابوالعاص ؓ بھی بعد میں مسلمان ہوئے۔

۲۔ حضرت رقیہ ؓ : حضرت رقیہ ؓ اور حضرت ام کلثوم ؓ کے نکاح ابولہب کے بیٹوں سے ہوئے رخصتی سے قبل ان سے علیحدگی کے بعد یکے بعد دیگرے حضرت عثمان ؓ کے عقد میں آئیں اسی وجہ سے آپ کو ذوالنورین کہا جاتا ہے۔

۳۔ حضرت ام کلثوم ؓ : اوپر ذکر گزر چکا۔

۴۔ حضرت فاطمہ الزہراء ؓ : ان کا نکاح ۲ھ ہجری میں حضرت علیؓ سے ہوا۔
حضور صلی اللہ علیہ وسلّم کو آپ سے بہت زیادہ انس تھا۔ سیّدۃ النساء، سیّدۃ نساء العالمین، سیّدۃ نساء اھل الجنۃ اور افضل نساء الجنۃ آپ رضی اللہ عنہا ہی کے القاب ہیں۔

صاحبزادے تین ہیں۔ قاسم ؓ اور ابراھیم ؓ پر اتفاق ہے۔
بقول زہیر بن بکار (م۲۵٦) صاحبزادے تین تھے۔

۱۔ حضرت قاسم ؓ یہ بچپن ہی میں وفات پا گئے۔

۲۔ حضرت عبداللہ ؓ (جن کو طیب و طاھر بھی کہتے ہیں) یہ بھی بچپن میں ہی وفات پا گئے۔

۳۔ حضرت ابراھیم ؓ (۸ ہجری میں پیدا ہوئے اور ۱۰ ھجری میں وفات پا گئے۔) اکثر اہل نسب کی یہی رائے ہے۔

marfat.com

خودآزمائی اور مشقی سوالات

۱۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلّم کی ولادت کے وقت جو واقعاتِ عجیبہ رونما ہوئے بیان کیجیے۔

۲۔ بعثتِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلّم کے بعد ابتدائی تین سال کی تبلیغ کا احوال بیان کریں۔

۳۔ سنہ ۷ھ نبوت تا سنہ ۱۰ھ نبوت کے احوال تحریر کیجئے۔

۴۔ واقعات سفر ہجرت قلمبند کیجیے۔

۵۔ سنہ ۲ھ کے اہم واقعات بیان کیجیے۔

۶۔ سنہ ۷ھ میں آپ ﷺ نے جن شاہانِ عالم کو دعوتی خطوط ارسال فرمائے ان کی تفصیل بیان کیجیے۔

۷۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلّم کی اولادِ کرام کے متعلق تفصیل سے لکھیے۔

اس یونٹ کی تیاری کیلئے درج ذیل کتب سے استفادہ کیا گیا۔

۱۔ سیرت ابن ہشام — عبدالملک بن ہشام ؒ

۲۔ سیرت نبویہ — علامہ ابنِ کثیر ؒ

۳۔ انوارِ محمدیہ — علامہ یوسف نبھانی ؒ

۴۔ سیرت رسولِ عربی — علامہ محمد نور بخش توکلی

marfat.com

مولا یا صل وسلم دائماً ابدا

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

علیٰ حبیبک خیر الخلق کلہم

یونٹ 3۔(ب)

دُرودِ پاک کی اہمیت وفضائل

ترتیب وتحریر

علّامہ سیّد ریاض حسین شاہ

مرکزی ناظمِ اعلیٰ جماعتِ اہلِ سنّت پاکستان

اقتباسات از

☆ تحفۂ درود شریف مطبوعہ مرکزی مجلسِ رضا لاہور

☆ ماہنامہ ”دلیلِ راہ“ دُرود و سلام نمبر لاہور

marfat.com

مولای صل وسلم دائما ابدا　　　　علی حبیبک خیر الخلق کلهم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اپنے دامن میں دُرودوں کے سوا کچھ بھی نہیں
لے کے محشر میں یہی حُسنِ عمل جائیں گے
اپنے گھر روز دُرودوں کی سجاؤ محفل
دیکھتے دیکھتے حالات بدل جائیں گے

marfat.com

صلوٰۃ علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے حکمِ ربّانی

نَحۡمَدُہٗ وَ نُصَلِّی عَلٰے رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡم

اِنَّ اللّٰہَ وَ مَلٰٓئِکَتَہٗ یُصَلُّوۡنَ عَلَی النَّبِیِّ ؕ یٰٓاَیُّھَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا صَلُّوۡا عَلَیۡہِ وَسَلِّمُوۡا تَسۡلِیۡمًا ۵۶ (سُورۃ احزاب)

☆ حضرت عبدُاللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ جب یہ آیتِ کریمہ ''اِنَّ اللّٰہَ وَمَلٰٓئِکَتَہٗ یُصَلُّوۡنَ عَلَی النَّبِیِّ'' ؕ نازل ہوئی۔ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم مارے خوشی کے حُجرہ مُبارک سے باہر تشریف لائے اور فرمانے لگے کہ ''ھَنِّئُوۡنِیۡ'' یعنی میرے صحابیو! مُجھے مُبارکباد کہو' کیونکہ میرے بارے میں اِس وقت ایک ایسی آیتِ شریفہ اُتری ہے جو میرے نزدیک دُنیا اور دُنیا میں جو کُچھ ہے سب سے بہتر ہے۔ پھر حضرت سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے یہ آیتِ شریفہ تلاوت فرمائی۔ ''اِنَّ اللّٰہَ وَمَلٰٓئِکَتَہٗ یُصَلُّوۡنَ عَلَی النَّبِیِّ ؕ الآیۃ'' میں نے سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے چہرہ مبارک کو انار کے دانوں کی طرح چمکتا ہو اہشاش وبشاش دیکھا۔ پھر میں نے کہا'' ھَنِیۡئًا لَّکَ یَارَسُوۡلَ اللّٰہِ '' یعنی یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم آپ کو مُبارک ہو! اُس کے بعد صحابہ نے دریافت کیا کہ یَا رسُولَ اللہ ہم چاہتے ہیں کہ براہِ کرم آپ ہمیں اس آیتِ شریفہ کی حقیقت سے واقف فرمائیں۔

حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے جواباً فرمایا کہ تم لوگوں نے مجھ سے ایک علمِ مکنون اور پوشیدہ راز کی بات پُوچھ لی ہے۔ اگر نہیں پوچھتے تو میں تا زندگی اظہار نہیں کرتا۔ ہاں اب سُن لو کہ اللہ تعالیٰ نے ہر ہر شخص کے لئے دو دو فرشتے مُقرر فرما رکھے ہیں کہ جب کوئی مومن بندہ، میرا نام سُنے اور وُہ مجھ پر درود بھیجے تو وہ دونوں فرشتے بول پڑتے ہیں۔ ''غفر اللہ لکَ'' یعنی ''اللہ تمہاری مغفرت فرمائے'' اِن فرشتوں کی درخواست پر اللہ تبارک

marfat.com

وتعالیٰ بذاتِ خود تمام فرشتوں کے ساتھ جواباً فرماتے ہیں ''آمین'' اِسی طرح جب کسی بندہ کے سامنے میرا نام آتا ہے اور وہ مجھ پر درود نہیں پڑھتا تو وہ دونوں فرشتے پکار اُٹھتے ہیں ''لا غَفَر اللّٰہ لَکَ ''یعنی'' اللہ تمہاری مغفرت نہ کرے'' اس وقت فرشتے جواباً کہتے ہیں۔ ''آمین''

اب سوچنے کی بات یہ ہے کہ بندہ کا درود شریف پڑھنا، اپنی مغفرت کی درخواست کی قبولیت پر خود اللہ تعالیٰ کی طرف سے مُہر کا لگ جانا ہے اور محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نام مُبارک سُن کر درود شریف نہ پڑھنا، زبان کو درود کے ساتھ حرکت نہ دینا اپنی مغفرت کی نا قبولیت پر خود خدا کی طرف سے مُہر لگ جانے کے مُترادِف ہے۔

درود شریف کو مختصر طور پر زبان سے ادا کرنا بہت معمولی، آسان اور سہل کام ہے، مگر اس کا نتیجہ بندہ کی زندگی کا سنور جانا ہے اور غفلت کے طور پر یا بے توجہی و بے پرواہی سے، اس سہل فعِل سے باز رہنا اپنے مُقدر کو تباہ کرنا اور محرُومیت کے دروازہ کو کھولنا ہے۔

تیرا ذکر لب پر، خدا دِل کے اندر
یوں ہی زندگانی، گزارا کروں میں

جو ہے قلب سونا، تو یہ ہے سُہاگہ
تیری یاد سے دِل نِکھارا کروں میں

تیرا کفش پا، یوں سنوارا کروں میں
کہ پلکوں سے اس کو بہارا کروں میں

میرا دین و ایماں، فرشتے جو پوچھیں
تمہاری ہی جانب اِشارا کروں میں

إِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا

دُرُود و سَلام کی فضیلت

☆☆ بنی اسرائیل کے زمانہ میں ایک سخت بدکار، ظالم، فاسق وفاجر شخص تھا، جب اُس کی موت آئی تو لوگوں نے بڑی مسرت کا اظہار کیا کہ آج ایک ظالم اور نالائق فرد ہماری جماعت سے دُور ہو گیا ہے، تو لوگ اِنتقاماً اس بدکار کے پاؤں میں رسی ڈال کر کھینچتے ہوئے اُسے غلاظت اور ناپاکی کے ڈھیر پر ڈال آئے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ کی طرف سے جبریل امینؑ نے حضرت مُوسیٰ علیہ السَّلام کے پاس یہ پیغام پہنچایا، کہ اے مُوسیٰؑ! اللہ پاک فرماتے ہیں کہ اُن کے دوستوں میں سے ایک خاص دوست کا انتقال ہوا ہے، لوگوں نے ازراہِ دُشمنی اس کی لاش کو غلاظت کی جگہ پھینک دیا ہے، تم جاؤ اس کو وہاں سے نِکال کر بخوبی تجہیز وتکفین کر کے بنی اسرائیل کو اس کی نماز جنازہ میں شرکت کرنے کی دعوت دو، اور اِعلان کردو کہ جو جو اِس کی نماز جنازہ میں شریک ہوں گے، اللہ تعالیٰ اُن کی مغفرت فرمائیں گے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام فی الفور وہاں پہنچے، تو دیکھا کہ لاش اس فاسق و فاجر کی ہے جس نے زندگی بھر خُدا کی نافرمانی اور لوگوں پر ظلم وستم کرنے میں عمر گزاردی۔ حضرت موسیٰ علیہ السَّلام مُتحیّر ہوئے، چونکہ مامور تھے حکم اِلٰہی بجالائے۔ نمازِ جنازہ سے فارغ ہو کر جنابِ الٰہی میں عرضی پیش کی، کہ بارِ الٰہی یہ معاملہ کیا ہے؟ وحی آئی کہ اے موسیٰؑ، میرے بندوں نے جو کچھ اس کی بیجا حرکتیں اور خطائیں دیکھیں، وہ اُس سے سوگنا زیادہ خطا کار ہے۔ لیکن ایک دن اُس نے توریت کی تلاوت کی۔ اثنائے تلاوت، جب اُس کی نظر میرے محبوب محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے نام اقدس پر پڑی اور صفتِ رسول کو دیکھا، مُحبت محمدی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اُس کے دل میں جاگ اُٹھی۔ اُس نے اُس وَرَق کو جس پر میرے محبوب خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا نام لکھا تھا، خوب چُوما، اور پیار کیا اور اپنے چہرے سے بار بار لگایا، لہٰذا میں نے اُس کو اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے نام کا اِحترام کرنے پر بخش دیا، اور اپنے دوستوں کی فہرست میں اس کا نام درج کروادیا۔

marfat.com

اے گدائے محمدی ﷺ! اپنے آقا کی صِفت سُن لی، اگر ایک یہودی احترامِ نامِ نبی ﷺ کے وسیلہ سے مقامِ عزت اور راہِ نجات حاصل کر لے اور ہم اُمتیانِ مُحمدی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اور جاں نثارانِ احمدی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ہو کر وِردِ درود سے محروم رہ جائیں، اور بروزِ محشر، سَاقی کوثر صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے دستِ مبارک سے آبِ کوثر بطور انعام پانے کی نوبت نہ آئے تو اِس سے زیادہ حسرت وافسوس کی بات اور کیا ہو سکتی ہے؟

☆ آقائے نامدار، دوعالم کے تاجدار حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ارشاد فرماتے ہیں: کہ جس نے مجھ پر ایک بار درود شریف پڑھا، اللہ تعالیٰ اس شخص پر دس بار رحمت کی نظر ڈالتا ہے اور جو دس بار درود شریف بھیجتا ہے اُس پر حق تعالیٰ سو بار، بارانِ رحمت برساتا ہے اور جو مجھ پر سو بار صلوٰت بھیجتا ہے۔ اللہ جل شانہ، اس کو ہزار بار نگاہِ مُحبت سے دیکھتا ہے اور اس کی دونوں آنکھوں کے درمیان قلمِ قدرت سے تحریر فرما دیتا ہے کہ دو سخت بُری چیزوں سے تمہاری حفاظت ہوگئی ایک تو نفاق سے تم مُخلصی پا گئے، دوسری آتش جہنم سے تمہاری نجات ہوگئی اور بروزِ قیامت جنت میں تمہاری سکونت شُہداء کے ساتھ ہوگی۔ اِس حدیث پاک کو امام طبرانی رحمۃ اللہ علیہ نے اوسط اور صغیر میں رقم فرمایا ہے۔

میرے کریم سے گر، قطرہ کِسی نے مانگا
دریا بہا دیئے ہیں، دُر بے بہا دیئے ہیں

☆ شہنشاہِ عرب وعجم محمد مصطفیٰ ﷺ کی حدیثِ پاک ہے جو شخص مجھ پر دُرود بھیجتا ہے، اس کے حق میں ساتوں آسمانوں کے فرشتے دعائے مغفرت کرتے ہیں، اور جس شخص کے لئے جنود اللہ، ملائکہ خدا اور خواست مغفرت کرتے ہیں اللہ جل شانہ بذات خود اس کے لئے خزانہ رحمت کھول دیتے ہیں اور جس پر خود خدا بارانِ رحمت برساتے ہیں، اس ہستی پر سات آسمانوں سات زمینوں اور سات سمندروں کے طبقات میں جو کچھ ہے اور تمام نباتات وجمادات ، پرندے، چرندے اور درندے سب کے سب اس کی مغفرت اور درجات کی بلندی

marfat.com

کے لئے دستِ دعا پھیلاتے ہیں۔ حضرت سید المُرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مزید ارشاد فرماتے ہیں کہ جس نے مجھ پر بلند آواز سے درود پڑھا، بروزِ قیامت اُس کے درود کی شہادت ہر چیز دے گی۔ حتیٰ کہ حجر، شجر، کنکریاں اور ہر خشک وتر شے شہادتِ درود ادا کرنے میں صدا بلند کرے گی۔

فلک پر جا کے لکھ دیتا، میں خود نعتِ شہہ والا
قلم اے کاش مل جاتا مجھے جبریلؑ کے پر کا

☆ ارشادِ رسولِ اکبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے کہ جب کوئی قوم یا جماعت مجھ پر درود شریف پڑھنے کے لئے بیٹھ جاتی ہے تو فرشتوں کی ایک جماعت اُن کے سروں پر آسمان کی بلندی تک چھا جاتی ہے، اُن کے ہاتھوں میں سونے کا قلم اور چاندی کے کاغذات ہوتے ہیں اور درود شریف کے اعداد وشمار لکھتے جاتے ہیں۔ اور فرشتے تحریر کے درمیان بولتے جاتے ہیں" زیدوا زادکم اللہ "یعنی اور زیادہ پڑھو، اللہ تعالیٰ تمہاری اُجرت کو اور زیادہ فرمائے۔

☆ حضرت سرورِ موجودات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان پاک ہے کہ مُجھ پر درود پڑھنا گناہوں کو اس درجہ فنا کر دیتا ہے کہ پانی آگ کو اُس قدر فنا نہیں کر سکتا۔ اور مُجھ پر سلام بھیجنا غلاموں کو آزاد کرنے سے بہتر ہے، اور مُجھ سے محبت کرنا، راہِ خُدا میں تلوار چلانے سے افضل ہے، اور جو مُجھ پر ازروئے محبت وشوق ایک بار درود بھیجے، اللہ جل شانہ کراماً کاتبینؒ (دونوں فرشتوں) کو حُکم فرماتا ہے کہ تین دن تک اس شخص کے نامہ اعمال میں گناہ نہ لکھے جائیں۔

☆ حضرت اَبوذر غفاری سے مروی ہے کہ رسولِ مُعظّم ومُحسنِ اعظم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اے اَبوذر! کیا میں تم لوگوں کو نہ بتا دوں کہ انسانوں میں سب سے زیادہ بخیل ترشخص کون ہے؟ تو مجلس شریف میں حاضر صحابی بیک آواز پکار اُٹھے یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! ضرور ضرور بتا دیجئے۔ مقصودِ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ دُنیا میں سب سے بخیل ترین شخص وہ ہے جو میرا نام آنے پر درود شریف زبان پر نہیں لاتا۔

marfat.com

اگر خیریتِ دُنیا و عقبیٰ آرزو داری

بدرگاہش بیا، وہر چہ می خواہی تمنا کن

اگر دُنیا و آخرت کی خیریت و عافیت کی تم خواہش رکھتے ہو تو دربارِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں، خواہ جسمانی حیثیت سے ہو، یا روحانی طریقہ پر، حاضرِ خدمت ہو جاؤ، پھر جو کچھ چاہتے ہو تمنا ظاہر کرو۔

☆ جناب شفیع المذنبین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں کہ میں نے گزشتہ رات ایک عجیب معاملہ دیکھا کہ میرا ایک اُمتی پُل صراط پر سے بڑی تکلیف کی حالت میں گزر رہا ہے، کبھی لڑکھڑاتا ہے، پھر گھٹنوں کے بل چلتا ہے، پھر اپنی سُرین پر گھسٹ گھسٹ کر راستہ طے کرتا ہے، پھر گر پڑتا ہے، پھر کچھ سہارا تلاش کرتے ہوئے ہاتھ پاؤں مارتا ہے، اتنے میں وہ درود شریف جو اُس نے اپنی زندگی میں مجھ پر بھیجے تھے، آتے ہیں اور اُسکے ہاتھ کو پکڑ کر سیدھا کھڑا کر دیتے ہیں، اور بڑی آسانی سے وہ کٹھن مرحلہ طے ہو جاتا ہے۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں کہ جب کوئی مشکل تمہیں پیش آئے، یا تُمہاری کوئی حاجت بر نہ آئے تو مجھ پر دُرود پڑھنے کی کثرت کر دو۔ کیونکہ صلوٰت مُشکلات تفکرات اور پریشانیوں کی مُدافعات ہیں۔ حاجتیں پوری ہونے کی کُنجی اور رِزق کی کثرت کا وسیلہ ہیں۔

عاصیو! تھام لو دامن اُن کا

وہ نہیں ہاتھ جھٹکنے والے

☆ حضرت مُوسیٰ بن عمران علیہ السلام پر وحی آئی کہ اے موسیٰ کیا تم چاہتے ہو کہ میں تم سے اتنا قریب ہو جاؤں جتنی تیری باتیں تیری زبان سے قریب ہیں؟ اور جتنی تمہاری روح کو تمہارے جسم سے نزدیکی ہے؟ اور جتنی تُمہاری بینائی کو تُمہاری آنکھوں سے قُربت ہے؟ اور کیا تُمہاری تمنا ہے کہ بروزِ محشر تمہیں پیاس نہ ستائے؟ تو حضرت موسیٰ علیہ السَّلام مارے خُوشی کے اُچھل پڑے اور جواب دیا کہ جی ہاں! مجھے ان نعمتوں کی بیحد خواہش ہے۔ باری تعالیٰ نے فرمایا کہ اگر واقعی ایسا ہی ہے تو تم میرے حبیب رسولِ آخر الزماں محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر

marfat.com

درود کی کثرتِ ورد کی عادت پیدا کرو۔ حضرت حافظ شیرازیؒ فرماتے ہیں کہ

حافظ از دستِ مدہ ، صُحبتِ آں کشتی نوحؑ

ورنہ طوفانِ حوادث، بہ بُرد بُنیادَت

''اے حافظ! دُرود کے ساتھ اُس رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صحبت کو ہاتھ سے جانے نہ دے ورنہ طوفانِ حوادِث تیری بنیادوں کو اُکھاڑ دے گا''۔

☆ سیدِ مختار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی اُمت کو اِنتباہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ اے میرے اُمّتیو! مجھ پر درود شریف پڑھنے کی عادت پیدا کرو۔ کیونکہ بروزِ محشر تمہارے اعمال کے ضائع ہونے کا اندیشہ ہے، کیونکہ اعمال کا مدار نیات پر ہے، اور نیتوں میں نقص کا اِحتمال ہے مگر مجھ پر بھیجے ہوئے درود کی حفاظت کا میں بذاتِ خود ضامن ہوں۔ اے میرے اُمتیو! قیامت کے دن خواہ تمہارے پاس اعمال کے کتنے ہی ڈھیر ہوں، اگر اُن اعمال میں مجھ پر بھیجے ہوئے درود موجود و شامل نہ ہوں، تو گویا اللہ پاک تمہیں جنت جانے کی اجازت بھی دے دیگا، مگر تم جنت کا راستہ ضرور بھول جاؤ گے، کیونکہ مجھ پر درود راہِ جنت کی راہ نما ہیں۔

☆ حضرت حُذیفہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسولِ خُدا علیہ الصلوٰۃ والسّلام نے فرمایا کہ ''اے میرے اُمتیو! تم پر رُومیوں کی مخالفت کرنا بروز اتوار لازمی ہے۔ صحابیوں نے عرض کیا کہ ''یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! ہم کِس قسم کی مخالفت کریں؟'' فرمایا کہ وہ لوگ اتوار کو گرجے میں جا کر غیرِ خُدا کی عبادت کرتے ہیں مجھے سبّ و شتم کرتے ہیں۔ میری بدگوئیاں کرتے ہیں۔ اگر تُم لوگ اتوار کی صبح کی نماز کے بعد بیٹھ جاؤ گے اور بعد طلوعِ آفتاب دو رکعت یا جتنی طاقت اللہ تم کو عطا فرمائے نماز پڑھ کر مجھ پر سات بار درود بھیجو گے، پھر اپنے لیے، اپنے والدین کے لیے اور مومنین کے لیے دعائے مغفرت کرو گے تو رَبُّ العالمین تمہاری اور تمہارے والدین کی مغفرت فرمائے گا۔ تمہاری اُس وقت کی دُعا مُستجاب ہے۔ جو بھی کارِ خیر کے لیے مانگو گے پاؤ گے۔

حضورِ مُرشد کھڑا رہوں گا، کھڑے ہی رہنے سے کام ہوگا

نگاہِ لُطف و کرم اُٹھے گی، تو جُھک کے میرا سلام ہوگا

marfat.com

☆ حضرت مولانا جلال الدین رُومیؒ اپنی کتاب مثنوی شریف میں ایک واقعہ نقل فرماتے ہیں کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے جسدِ پاک پر مکھی نہ بیٹھتی تھی، کیونکہ اللہ جل شانہ نے مکھیوں کو جسدِ اطہر پر بیٹھنا اس لیے حرام کر رکھا تھا کہ اُنہیں آمیزگی غلاظت پسند تھی۔ مگر شہد کی مکھی دربارِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم میں حاضر ہو کر، کبھی لباس پر، کبھی جسمِ اقدس پر تصدق ہوتی تھی ایک بار شہد کی مکھی حاضر خدمت تھی، رسول پاک صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے پوچھا کہ اے مکھی یہ تو بتا کہ تو شہد کس طرح تیار کرتی ہے؟ عرض کیا کہ یا حبیب اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ہم بیلا چنبیلی، گلاب، جُوہی وغیرہ ہر پھُول کا رس چوستے ہیں اور جب اپنے چھتے میں آکر اُگل دیتے ہیں تو وہ شہد بن جاتا ہے۔

اس بات پر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ان پھولوں کا رس تو پھیکا اور قدرے تلخ ہوتا ہے لیکن شہد میٹھا و شیریں ہوتا ہے! یہ بتا کہ اِن پھیکے رسوں میں شیرینی کہاں سے آتی ہے؟ تو شہد کی مکھی نے جواب دیا

گفت چُوں خوانیم بر احمد ﷺ درود
می شود شیریں، و تلخی را رُبُود

یا حبیبَ اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ہمارے مُنہ اور پیٹ میں شکر نہیں ہے لیکن جب ہم پھولوں کا رس چوس کر پرواز کرتے ہیں تو آپ پر درود شریف پڑھتے ہوئے اپنے چھتوں تک پہنچتے ہیں۔ شہد کی یہ شیرینی آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی صَلوات کی برکت اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے نام کا صدقہ ہے۔

سُبحان اللہ! جب صلواتُ الرسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی برکت سے پھولوں کے پھیکے رسوں میں مٹھاس پیدا ہوتی ہے تو ہم گنہگاروں کو بھی اس بات کا یقین واجب ہے کہ ہمارے تلخ، پھیکے اور بدمزہ اعمال درود شریف کی برکت سے شیریں اور حتمی طور قابلِ قبول بن جائیں گے۔

marfat.com

کثرتِ دُرود و سلام پر عُقبیٰ کی خوش خبر یاں

☆ امام نسائیؒ عثمانؓ بن حنیف سے روایت فرماتے ہیں کہ خدمتِ رسولِ اقدس صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم میں ایک نابینا نے حاضر ہو کر درخواست کی کہ "یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم! میری بینائی چلی گئی ہے۔ بصارت کے لئے اللہ پاک سے دعا کیجئے" محبوب کاشف الکرب، عزّ العرب علیہ الصلاۃ والسلام نے فرمایا کہ "جاؤ، وضو کر لو اور دو رکعت نماز ادا کرو، اس کے بعد کہو "اَللّٰھُمَّ اِنِّیۡ اَسْئَلُکَ وَاَتَوَجَّہُ اِلَیْکَ بِالنَّبِیِّ مُحَمَّدٍ نَبِیِّ الرَّحْمَۃِ یَامُحَمَّدُ اِنِّیۡ اَتَوَجَّہُ بِکَ اِلٰی رَبِّکَ اَنْ یَکْشِفَ عَنْ بَصَرِیْ اَللّٰھُمَّ شَفِّعْہُ فِیَّ"

وہ نابینا حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے فرمان کے مطابق عمل کر کے واپس اس حالت میں لوٹ آیا کہ وہ نعمتِ بصارت سے فائز ہو چکا تھا۔

قول رسولِ پاک صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا ترجمہ:۔اے اللہ تیری رحمت والے نبی محمد قرشی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی طرف متوجہ ہو کر تجھ سے سوال کرتا ہوں، یا محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم میں آپ کا وسیلہ پکڑتے ہوئے آپ کے رب سے درخواست کرتا ہوں کہ میری آنکھوں کو روشنی مل جائے۔اے اللہ! اپنے محبوب کی سفارش میرے حق میں قبول فرما۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی طرف متوجہ کر جب خدا سے مانگا جاتا ہے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی سفارش کا واسطہ پیشِ خدا پیش کیا جائے تو نابینا کو ظاہری نظر کی بصارت مِل جاتی ہے تو پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے حضور حاضر ہو کر، اگر درود کا وِرد کیا جائے تو کیوں دولتِ بصیرت وخُدا بینی عطا نہ ہو؟

☆ رسول اللہ ﷺ کے آزاد کردہ غلام حضرت ثوبانؓ کو حضرت فخرِ موجودات سید السادات علیہ الصلوات و التسلیمات سے شدید محبت تھی۔ رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو دیکھے بغیر انہیں چین نہ آتا تھا۔ایک دن حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ، خدمتِ رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام میں اس حالت میں نمودار ہوئے کہ اُن کا رنگ و روپ بگڑا ہوا تھا، اور پریشانی کی علامتیں اُن کے چہرے پر نُمایاں تھیں۔ رسولِ امین ﷺ نے انہیں دیکھ کر فرمایا کہ "اے ثوبان! تمہارا رنگ کیوں اُڑا اُڑا سا ہے؟ کیا شکایت ہے؟ تو حضرت ثوبانؓ نے عرض کیا کہ "یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم! مجھے

marfat.com

نہ کوئی مرض ہے نہ تکلیف، سوائے اس کے جب میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو نہیں دیکھ پاتا تو مجھ پر ایک شدید وحشت طاری ہو جاتی ہے اور دیکھے بغیر تسکین نہیں ہوتی۔ پھر میں نے غور کیا کہ اگر دنیا میں میری یہ حالت ہے تو عقبیٰ میں جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مقام تمام نبیوں سے بالا و اعلیٰ ہوگا اور مجھے اگر جنت نصیب بھی ہو تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بہت نیچے کے درجہ میں میرا ٹھکانہ ہوگا اور اگر جنت میں میرا داخلہ نہ ہو پایا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ہمیشہ ہمیشہ کے لئے نہ دیکھ پاؤں گا اس وقت میرا کیا حال ہوگا؟ یہ سوچ سوچ کر میرا جسم گھلتا جارہا ہے۔ چہرہ کا رنگ پیلا پڑتا جارہا ہے''۔ اسی وقت عاشق رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تسکینِ خاطر کے لئے جبرئیلؑ کے ذریعہ اکرم الاکرمین نے یہ آیتِ کریمہ نازل فرمائی ''وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ فَاُولٰٓئِكَ مَعَ الَّذِيْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِّنَ النَّبِيّٖنَ وَالصِّدِّيْقِيْنَ وَالشُّهَدَآءِ وَالصّٰلِحِيْنَ وَحَسُنَ اُولٰٓئِكَ رَفِيْقًا''

یعنی'' جس نے اللہ اور اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اطاعت کی وہ شخص اللہ تعالیٰ کے انعامات سے مستفیض ہونے والے نبیوں، صدیقوں، شہیدوں اور نیک کاروں کے ساتھ ہوگا اور یہ برگزیدہ ہستیاں بہترین رفیق ہیں''۔

اگر عاشق رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تسکینِ خاطر کے لیے، ربِّ ذوالجلال اپنے کلامِ حکیم میں ایسی رحمت و نعمت بھری آیت شریفہ کا نزول فرماتا ہے تو ہر عاقل اندازہ کرسکتا ہے کہ عشقِ رسول سے معمور صلوۃُ الرَّسُول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قدر و منزلت بارگاہِ ایزدی میں کس حد تک ہے۔

جب رسُولِ اعظم علیہ الصَّلوٰۃ والسلام کی اطاعت کو بعینہ خدائے جل شانہٗ وعم نوالہٗ کی اطاعت ہونے کا اعلان خود باری تعالیٰ نے کلام قدیم میں فرما دیا ہے ایک اور جگہ فرمایا آپ (مُسلمانوں سے) کہہ دیجئے اگر تم خدا سے محبت کرتے ہو تو میرا اتباع کرو اللہ تم سے محبت فرمانے لگیں گے اور تمہارے گناہ بخش دیں گے۔ تو پھر محبتِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دل میں پیدا کر کے، صلوات الرسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شہادت ہاتھ میں لیے، بروزِ محشر عرشِ الٰہی کے روبرو حاضر ہونے کی توفیق اگر خدا بخش دے تو وعدہ الٰہی کے مطابق، مقاماتِ انبیاء، شہداء اور صلحاء اُس کا بسیرا ہونے کی خوشخبری کلامِ ربّ العالمین سُناتا ہے۔

بے تو اے آرام جانم زندگانی مشکل است　　　بے تماشائے جمالت کامرانی مشکل است

marfat.com

صلوٰۃ وسلام کے مسنون ومقبول نمونے معہ ترجمہ و فضائل

دُرود شریف نمبرا

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى آلِ اِبْرَاهِيْمَ وَ بَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى آلِ اِبْرَاهِيْمَ فِي الْعٰلَمِيْنَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ ٥

ترجمہ:۔ اے اللہ پاک رحمت نازل فرما، محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر، اور اُن کی آل واولاد پر، جس طرح آپ نے ابراہیم علیہ السّلام اور آلِ ابراہیم علیہ السّلام پر بھیجی ہیں اور برکتیں نازل فرما محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آلِ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر، جس طرح آپ نے ابراہیم علیہ السّلام اور آلِ ابراہیم علیہ السّلام پر برکتیں نازل فرمائی ہیں۔ دونوں عالم میں بے شک تو ہر قسم کی تعریف کا مُستحق اور بزرگ وبالاتر ہے۔

فضائل

یہ صلوٰۃ ابراہیمی ہے امام بخاری رحمتہ اللہ علیہ نے اپنی کتاب میں رقم فرمایا ہے کہ رسول اللہ علیہ الصلوٰۃ والسّلام کا ارشاد پاک ہے کہ جس نے اِس درود کا ورد کیا بروزِ قیامت میں اُس کے ایمان کی گواہی دوں گا اور اُس کی سفارش کروں گا۔ بعض بزرگوں نے کہا ہے کہ اس کا وِرد نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دیدار کا باعث ہے۔

حدیث شریف میں یہ درود بدون لفظ ''سیّادت'' کے آیا ہے۔ یعنی لفظ ''سیّدنا'' موجود نہیں ہے لیکن امام شمس الدین رملی اور امام احمد بن حجر فرماتے ہیں اس درود میں لفظ ''سیّدنا'' بڑھا کر ادا کرنا زیادہ افضل ہے کیونکہ اس سے ادب کی زیادتی ظاہر ہوتی ہے۔ علامہ قسطلانی نے ''مواہب لدنیہ'' میں تحریر فرمایا ہے کہ کیفیات صلوٰۃ میں یہ صلوٰۃ سب سے زیادہ افضل واشرف ہے کیونکہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے صحابہ کرام کو اِسی صلوٰۃ

marfat.com

کی تعلیم فرمائی ہے۔ مزید فرماتے ہیں کہ اگر کسی نے قسم کھالی کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر افضل صلوٰۃ بھیجے گا، تو اس صلوٰۃ کو ادا کرنے سے وہ قسم سے بری ہو جائے گا۔

دُرود شریف نمبر۲

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ عَبْدِكَ وَ رَسُوْلِكَ النَّبِيِّ الْاُمِّيِّ وَعَلٰی آلِ مُحَمَّدٍ وَّ اَزْوَاجِهٖ وَذُرِّيَّتِهٖ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰی اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰی آلِ اِبْرَاهِيْمَ وَ بَارِكْ عَلٰی مُحَمَّدٍ النَّبِيِّ الْاُمِّيِّ وَعَلٰی آلِ مُحَمَّدٍ وَ اَزْوَاجِهٖ وَذُرِّيَّتِهٖ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰی اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰی آلِ اِبْرَاهِيْمَ فِی الْعٰلَمِيْنَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ ٥

ترجمہ:۔ اے پروردگار رحمت نازل فرما، محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر جو تیرے عبد و رسول ہیں اور نبی اُمی ہیں۔ اور اُن کی آل پر، ازواج پر، اُن کی ذُریت پر، جس طرح آپ نے ابراہیمؑ و آلِ ابراہیمؑ پر رحمت نازل فرمائی ہے۔ اور برکت نازل فرما نبی اُمی محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر اور اُن کی آل و ازواج، اور اُن کی ذُریت پر جس طرح آپ نے ابراہیمؑ و آل ابراہیمؑ پر دونوں جہانوں میں برکتیں بھیجی ہیں بیشک تو تعریفوں کا مالک اور زبردست بزرگ و بالا ہے۔

فضائل

امام محی الدین الزوی ؒ نے ''کتاب الاذکار '' میں بیان فرمایا ہے کہ یہ درود تمام درودوں سے افضل ہے، کیونکہ اس صلوٰۃ کا ثبوت صحیح بخاری اور صحیح مُسلم میں موجود ہے۔

دُرود شریف نمبر۳

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ اَنْزِلْهُ الْمَنْزِلَ الْمُقَرَّبَ مِنْكَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ ٥

ترجمہ:۔ اے اللہ پاک اپنی رحمتِ کاملہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر نازل فرما۔ اور اُن کو ایسی منزل میں اُتار جو منزل وٹھکانہ روز قیامت تجھ سے حد درجہ قریب ہو۔

marfat.com

فضائل

امام طبرانیؒ، امام احمدؒ اور امام البزاز رحمہم اللہ نے اِس درود شریف کو رویفع بن ثابت الانصاریؓ سے روایت کیا ہے۔ سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے شفاعت کا وعدہ بھی فرمایا ہے۔

دُرود شریف نمبر۴

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی رُوْحِ مُحَمَّدٍ فِی الْاَرْوَاحِ وَ عَلٰی جَسَدِہٖ فِی الْاَجْسَادِ وَ عَلٰی قَبْرِہٖ فِی الْقُبُوْرِ o

ترجمہ:۔ اے مالکِ رحمت، تمام رُوحوں میں رُوحِ محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر سب سے بڑھ کر رحمتِ کاملہ بھیج، اور تمام جسموں میں سب سے زیادہ جسم محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر اور تمام قبروں میں سب سے اعلیٰ ترین صلوٰۃ قبر محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر بھیج۔

فضائل

امام الشعرانی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ فرمانِ رَسُول عالی مقام صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ہے کہ اِس درود سے میرا دیدار نصیب ہوگا۔ یہ درود میری شفاعت کا باعث، حوض سے سیرابی کی وجہ ہے اور پڑھنے والے کے جسم کو دوزخ پر حرام کرنے والا ہے۔

دُرود شریف نمبر۵

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی آلِ مُحَمَّدٍ فِی الْاَوَّلِیْنَ وَالْآخِرِیْنَ وَ فِی الْمَلَاءِ الْاَعْلٰی اِلٰی یَوْمِ الدِّیْنِ o

ترجمہ:۔ اے پروردگار محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اور آل محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر زمانہ اول وآخر اور عالم ملکوت میں، روزِ محشر تک رحمت نازل فرما۔

marfat.com

فضائل

امام شیخ عبدالوہاب الشعرانیؒ فرماتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس ایک شخص آیا اور اس طرح سلام کیا ''السلام علیکم یا اھل العز الشامخ والکرم الباذخ'' سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کو اپنے اور ابوبکرؓ کے بیچ بٹھالیا۔ حاضرینِ مجلس اس حصولِ قربت پر متعجب ہوئے۔ سید موجودات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جبریلؑ نے مجھے خبر دی ہے کہ وہ ایک ایسا درود پڑھتا ہے جو آج سے قبل کسی نے نہیں پڑھا۔ حضرت ابوبکرؓ نے عرض کیا کہ ''یا رسول اللہ! اس درود کی کیا کیفیت ہے''؟ تو حضرت شاہ کونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مندرجہ بالا درود شریف بیان فرمایا۔

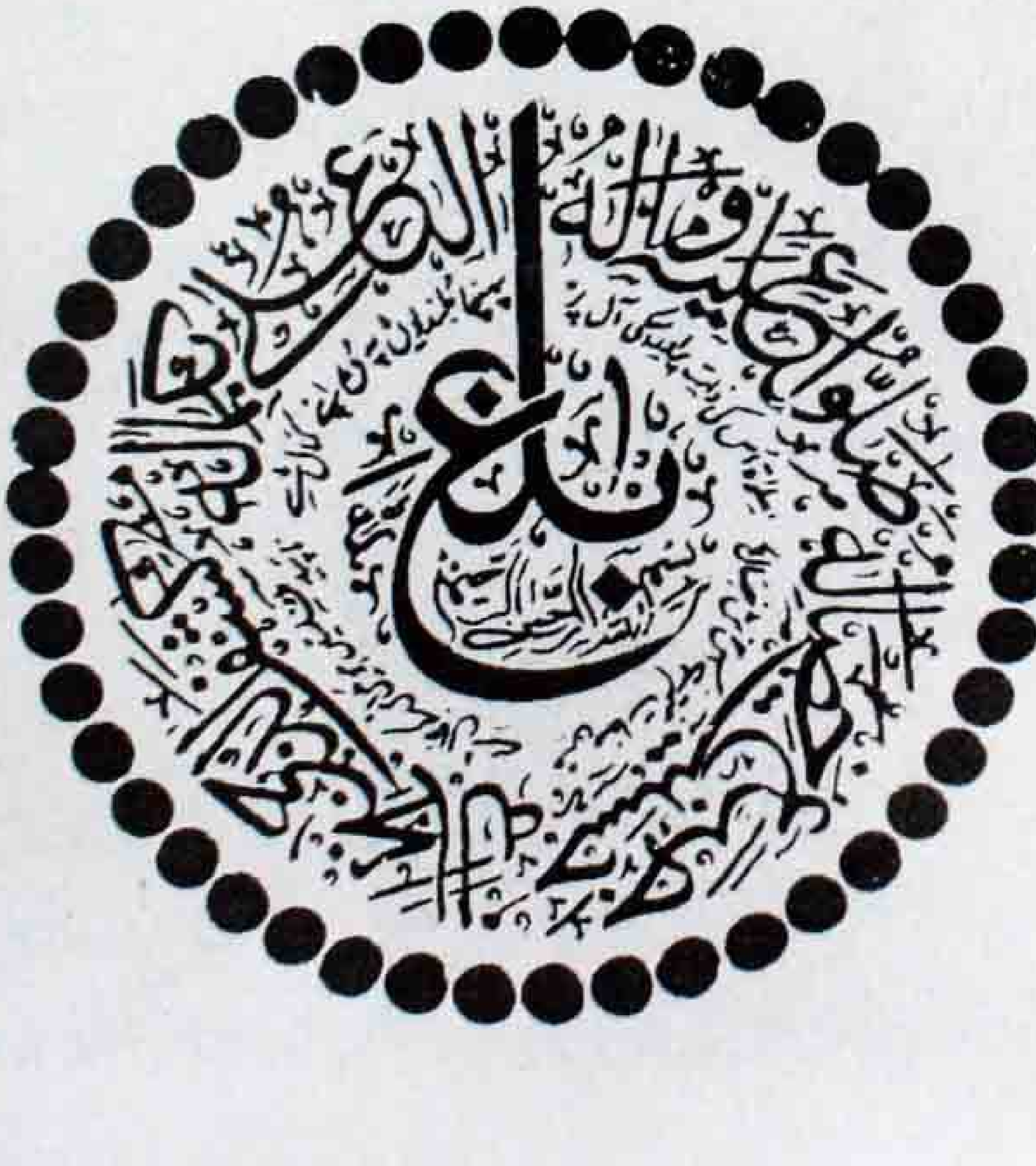

مصطفےٰ جانِ رحمت پہ لاکھوں سلام

زندگی کی کٹھن تلخ اور پر پیچ راہوں پر چلتے ہوئے روشنیوں کی تلاش میں سرگرداں کاروان انسانی جب گناہوں کی تاریکیوں میں ڈوب جائے تو ہر دانش مند انسان اپنے آپ کو ذرّہ ناچیز تصور کرنے لگ جاتا ہے۔ اس میں شک نہیں کہ خطاؤں اور کبائر کی جہانگیر کالک اور ہمہ گیر سیاہی روشنی کی قدر و قیمت میں اضافہ کر دیتی ہے۔ افق تا افق دیکھتے جایئے۔ باہر دیکھئے اندر جھانکئے۔ اوپر نظر کیجئے نیچے نگاہ ڈالئے۔ عبا پوشوں کو اپنی عبائیں تار تار دکھائی دیں گی۔ دستار آرائی کے نشہ مستوں کو اپنی دستار کے ہر پیچ سے بے چینی کاٹے گی۔ دولت مندوں کے سکّے بچھو بن کر انہیں ڈسیں گے۔ ضمیر، روح، بدن، قلب اور قالب بے اطمینانی کی آگ میں جھلسنے لگیں گے۔ ایسے میں ایک آواز ابھرے گی اور ایک صدا کانوں سے ٹکرائے گی۔

" وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْا اَنْفُسَهُمْ جَآءُوْكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰهَ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُوْلُ لَوَجَدُوا اللّٰهَ تَوَّابًا رَّحِيْمًا○

ترجمہ: اور اگر وہ کبھی اپنی جانوں پر ظلم کر بیٹھے تھے تو جاتے آپ کے پاس پھر مغفرت طلب کرتے ان کے لئے رسول ﷺ، تو ضرور پاتے اللہ تعالیٰ کو بہت توبہ قبول کرنے والا، بے حد رحم فرمانے والا۔

وہ کون ہیں جن کی دہلیز نور پر پہنچو تو ہر سیاہی خوشبوؤں کا حلّہ، رحمتوں کا جھونکا اور نور کی کرن بن جاتی ہے۔ یہاں لوگ گناہ گار آتے ہیں اور ولایت کا تاج پہن کر جاتے ہیں۔ ان کی توجہ پاک سے خطاؤں اور لغزشوں کے پہاڑ دھنکی ہوئی روئی بن کر اڑنے لگ جاتے ہیں۔ ان کے کرم پر سلام ۔۔۔ ان کی خو پر دُرود ۔۔۔ ان کی نظر پر صدقے، اور ان کی نوازشوں پر فدا، انکے سوا کون ہمارا؟ ان پر سلام ان پر دُرود۔

مصطفےٰ جانِ رحمت پر لاکھوں سلام

marfat.com

کار گاہِ حیات کا نظم محبت سے ہے۔ محبت نہ ہو تو کچھ بھی نہ ہو۔ یہ رنگ تعمیر بھی ہے اور آہنگ معمار بھی۔ اگر حسن میں ناز اور جمال میں بانکپن ہے تو وہ بھی اس لئے کہ کوئی چاہے اور کوئی محبت کرے، گویا پھولوں کی لطافت، روشنیوں کا نور، چمنستانوں کی آرائش، آسمانوں کی پہنائی، سبزوں کی جاذبیت اور فضاؤں کی وسعت سب کچھ حسن کا جلوہ ہے لیکن اصل میں محبت کا تڑپتا اظہار ہے۔ محبت نہ ہو تو چرند نہ ہوں، پرند نہ ہوں۔ محبت نہ ہو تو زمین نہ ہو سماء نہ ہو۔ محبت نہ ہو تو کہ نہ ہو مہ نہ ہو۔ محبت نہ ہو تو ہستی فضائیں نہ ہوں اور ٹھٹھرتی وادیاں نہ ہوں۔ محبت منزل ہو تو نور ہے۔ محبت راہ ہو تو نار ہے۔ محبت سوچ ہو تو روشنی ہے۔ محبت تڑپ ہو تو حرکت ہے۔ محبت خاموش ہو تو حُسن ہے۔ محبت بولے تو نغمہ ہے۔ کبھی گیت ہے اور کبھی سنگیت۔ یہ کبھی رحمت ہے اور کبھی خُوشبو۔ یہ بولتی بھی ہے اور تولتی بھی ہے۔ بڑھتی بھی ہے اور رکتی بھی ہے۔ یہ دوڑتی بھی ہے اور ٹھہرتی بھی ہے۔ یہ روح کا پھول بھی ہے اور ضمیر کا کانٹا بھی۔

ماں کی ممتا اسی کی ایک کرن ہے۔ استاد کی شفقت اسی کا ایک رخ ہے۔ باپ کی تربیت اسی کا ایک انداز ہے۔ عبادت ریاضت سجدے رکوع اور سعی وطواف سب اسی کی بے تابیاں ہیں۔ چونکہ سب کچھ محبت ہے۔ اسی لئے ہمارے اللہ تعالیٰ کی بھی ایک صفت ہے۔ ہمارے خدا کا بھی ایک حُسن ہے۔ ہمارے معبود مطلوب کی بھی ایک ادا ہے۔ وہ حُسن ہو تو باطن ہے۔ وہ محبت ہو تو ظاہر ہے۔ وہ محبّ بھی ہے اور محبوب بھی ہے۔ وہ انس بھی ہے اور انیس بھی ہے۔ اسی لئے اس اپنی محبت کے لئے اور اپنے اُنس کے لئے انسان بنایا۔ اور انسانوں میں بھی ایک عظیم انسان بنایا ہے۔ پھر اس کے حُسن کو یوں سجایا ہے کہ وہ رحمت بھی ہے اور نور بھی ہے۔ محمد ﷺ بھی ہے اور احمد ﷺ بھی ہے۔ اس کے حُسن و جمال اور خُوبی وکمال کا عالم یہ ہے کہ بنانے والا خُود بھی اس پر دُرود پڑھتا ہے سلام پڑھتا ہے۔

اِنَّ اللّٰہَ وَ مَلٰٓئِکَتَہٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ ؕ یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْہِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْماً

ترجمہ: بے شک اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے دُرود بھیجتے ہیں اس نبی پر! اے ایمان والو تُم بھی ان پر دُرود بھیجو اور خوب سلام بھیجا کرو۔

مصطفٰے جانِ رحمت پہ لاکھوں سلام

زندگی کے سو رنگ ہیں۔ یہ چمکتی ہے کبھی نیّر تاباں بن کر۔ کبھی مہر درخشاں ہو کر۔ اور کبھی مہ منوّر کا رُوپ دھار کے۔ یہ برستی بھی ہے کبھی بارانِ رحمت بن کر۔ کبھی ابر کرم ہو کے اور کبھی برسات کا رُوپ دھار کر۔ یہ بہتی بھی ہے۔ کبھی سیلِ رواں ہو کر۔ کبھی چشمہ صافی بن کر اور کبھی بحر موج کی صورت ہو کر۔ یہ اڑتی بھی ہے کبھی دود ابر بن کر۔۔۔ کبھی نسیمِ سحر ہو کر اور کبھی مُرغِ چمن کا پیکر دھار کر۔۔۔ زندگی جو بھی ہے زندگی جہاں بھی ہے زندگی جیسے بھی ہے زندگی کی اصل ایک ہے وہ جسے اللہ کہتے ہیں وہ جسے خدا کہتے ہیں وہ جس کی صفتیں اس کے حیّ ہونا اور قیّوم ہونا ہے۔ وہ جیتا خدا وہ زندہ الٰہ وہ حیّ اور وہ قیّوم صرف اتنا ہی نہیں کہ زندہ ہے زندگی نواز بھی ہے اور حیات آفریں بھی۔ اس زندہ خدا کا جلوہ لازوال اسکے زندہ ہونے کی برہان با کمال بس ایک ہی ہے۔ وہ جس پر زندہ دُرود پڑھتے ہیں۔ وہ خود دُرود پڑھتا ہے۔۔۔ اس کی ذات دُرود پڑھتی ہے۔۔۔ اس کی صفتیں دُرود پڑھتی ہیں۔۔۔ زندگی دُرود پڑھتی ہے۔۔۔ روشنی دُرود پڑھتی ہے۔۔۔ رحمت دُرود پڑھتی ہے۔۔۔ حُسن دُرود پڑھتا ہے۔۔۔ دن اور راتیں دُرود پڑھتے ہیں۔۔۔ ارض و سماء دُرود پڑھتے ہیں۔۔۔ اِنس و مَلک دُرود پڑھتے ہیں۔۔۔ ارادے دُرود پڑھتے ہیں۔۔۔ نیّتیں دُرود پڑھتی ہیں۔۔۔ جب خالق دُرود پڑھتا ہے تو عرش تا فرش مخلوق دُرود پڑھتی ہے۔۔۔ ضرور بالضرور پڑھتی ہے۔۔۔۔۔

مصطفےٰ جانِ رحمت پہ لاکھوں سلام

☆ یَاَ یُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اسْتَجِیْبُوْا لِلّٰهِ وَ لِلرَّسُوْلِ اِذْ دَعَاکُمْ لِمَا یُحْیِیْکُمْ

ترجمہ: اے ایمان والو! اللہ تعالیٰ اور رسول ﷺ کے بلانے پر (فوراً) حاضر ہو جاؤ جب تمھیں رسول ﷺ اس چیز کی طرف بلائیں جو تمھیں زندہ کر دے گی

اس کارگاہِ حیات میں پائی جانے والی ہر چیز کی ایک شناخت ہے کوئی رنگ سے پہچانا جاتا ہے اور کوئی بُو سے، کوئی روشنی سے جانا جاتا ہے اور کوئی اندھیرے سے۔ آگ کی دلیل دھواں ہے۔۔۔ دھوپ کی شناخت چمک ہے۔۔۔۔ پھول کا تعارف خُوشبو ہے۔۔۔۔ آسمان کا تشخص بلندی ہے۔۔۔۔ دریا کا امتیاز روانی ہے۔۔۔ زندگی کا لمس حرکت ہے۔۔۔۔ صبح کا نشاط بادِ سحری میں ہے اور شام کا حُسن رنگ شفق میں مضمر ہے۔۔۔ ہر چیز کسی چیز سے پہچانی جاتی ہے۔ لیکن اگر کوئی چاہے کہ ذرے تابناک ہوں خالق کی معرفت سے۔ ماحول

marfat.com

ضوفشاں ہو توحید کے عرفان سے اور ذہن میں سوال ابھرے کہ اسے جانا جائے تو کیسے؟ اُسے پہچانا جائے کیونکر۔۔۔۔۔؟ اس تک رسائی ہو تو کس کا دامن تھام کر۔۔۔۔۔؟ شاید کائنات کی ہر چیز اس کے حُسنِ ازل دیکھنے کا آئینہ ہے۔ لیکن یہ سب دلیلیں گونگی ہیں بولتی دلیل، ناطق دلیل اور صفاتِ خداوندی کی تلاوت کناں دلیل بس ایک ہی ہے۔۔ جو دیکھیں تو نظر دلیل، جو بولیں تو لبِ لرزاں دلیل۔۔۔۔ جو جھکے تو سجدۂ بے تاب دلیل ۔۔۔۔ ہاتھ لہرائیں تو رحمتیں برسیں۔۔۔۔ قدم اٹھائیں تو روشنیاں پھوٹیں۔۔۔۔ لحظہ لحظہ دلیل لمحہ لمحہ برھان۔۔۔ نظر نظر فیض، ڈگر ڈگر انقلاب، موڑ موڑ عرفان، انہیں مہتاب نہ کہیئے انہیں خورشیدِ درخشاں سے تعبیر نہ کیجئے انہیں سرور بادہ کا استعارہ بھی قرار نہ دیجئے یہ بوئے عمل بھی نہیں یہ کرنِ ضوفگن بھی نہیں۔۔۔۔ یہ سب تو ان کے پاؤں سے اٹھنے والی دھول بھی نہیں بن سکتے۔۔۔ یہ محمد ﷺ ہیں یہ احمد ﷺ ہیں، یہ رسولِ نور ہیں اور پیغمبرِ رحمت ہیں۔

دُرود اُن پر سلام اُن پر

اُن کے نام پر دُرود اُن کے کام پر دُرود
اُن کے اسم پر دُرود ان کے جسم پر دُرود
اُن کے قال پر دُرود ان کے حال پر دُرود
خفتاں دُرود افتاں دُرود
پیچاں دُرود لرزاں دُرود
اوّل دُرود آخر دُرود
ظاہر دُرود باطن دُرود
دُرود اُن پر سلام اُن پر

مصطفٰے جانِ رحمت پہ لاکھوں سلام

marfat.com

☆ یَآ اَیُّهَا النَّاسُ قَدۡ جَآءَ کُمۡ بُرۡهَانٌ مِّنۡ رَّبِّکُمۡ وَاَنۡزَلۡنَآ اِلَیۡکُمۡ نُوۡرًا مُّبِیۡنًا

ترجمہ: اے لوگو بے شک تمھارے پاس تمھارے ربّ کی طرف سے مستحکم دلیل آ گئی اور ہم نے تمھاری طرف چمکتا ہوا نُور اتارا۔

شے وہ ہے جسے کائنات کے قادر و مالک الله نے چاہا ہو اس نے بنایا ہو اور ڈھالا ہو اور ہر وہ چیز جو بنی ڈھلی ہے وہ عناصر کی ترکیب ہی سے بنی ہے ڈھلی ہے اور تخلیقات کے عناصر ترکیبی لطائف بھی ہو سکتے ہیں اور کثیف بھی ہو سکتے ہیں اور اس میں بھی شک نہیں کہ لطافت اور کثافت کے تخلیقی امتزاج ہی سے ''حُسن'' ترکیب پاتا ہے لیکن بعض تخلیقات ایسی ہوتی ہیں جو جس رنگ میں ہوں۔۔ جس سمت بڑھ رہی ہوں۔۔۔ جس صورت میں دکھائی دے رہی ہوں اور جہاں بھی پائی جائیں وہ نور ہی نور ہوتی ہیں اس لئے کہ وہ نور سے ہوتی ہیں اور ان کی تخلیق میں نور ہی کا ارادہ کامل پایا جاتا ہے وہ چونکہ نور ازلی کا پرتو ہوتی ہیں اس لئے وہ متحرک ہوں تو حرکت نور ہوتی ہیں وہ متلون ہوں تو رنگ نور ہوتا ہے اور وہ متشخص ہوں تو شخصیت نور ہوتی ہے۔ انہیں دیکھنے کے لئے وہ آنکھیں درکار ہوتی ہیں جنہیں کشتہ عشق ہونے کا شرف حاصل ہوا ہو وہ دل درکار ہوتے ہیں جو تجلّی گاہِ معرفت ہوں آنکھیں خود کثیف ہوں تو ان کے وجود اطہر کی لطافت تک رسائی ممکن نہیں ہوتی اس لئے انہیں دیکھنے کے لئے ضروری ہوتا ہے کہ دل دھوئے جائیں، دماغ صاف کئے جائیں، روحیں اجالی جائیں، نورِ حق کا لباس پہنا جائے۔ روشنیوں کے ماحول پیدا کئے جائیں اوّل نور آخر نور، ظاہر نور باطن نور، پھر دیکھو انہیں جہاں دیکھو، جس طرح چاہو، جس رنگ میں چاہو، جدھر چاہو، وہ نور ہوں گے، نور ہی نور ہوں گے، دہن نور، ذقن نور، نام نور، کام نور، رات نور، دن نور، بدن نور، جسد نور، مکاں نور، مکین نور، بات نور، حیات نور، سیرت نور، صورت نور، خلق نور، خُلق نور، وہ پیکر رکھتے ہیں لیکن ایسا کہ اس پر کبھی مچھر اور مکھی بھی نہیں بیٹھی، وہ سنتے بھی ہیں اور دیکھتے بھی ہیں لیکن نور کے کانوں سے اور نور کی آنکھوں سے جو دیکھتی بھی ہیں، نوازتی بھی ہیں، دھوتی بھی ہیں اور تقدیر بدل بھی ثابت ہوتی ہیں۔ وہ لباس بھی پہنتے ہیں لیکن وہ لباس جسے جنّت کی سادہ حوروں نے ملکر فردوسی ریشوں سے بُنا ہو۔ وہ چلتے بھی ہیں لیکن زمین جیسے انہی کے لئے بچھی ہو اور ستارے جیسے انہی کی خاک پا سے پیدا ہوئے ہوں۔

marfat.com

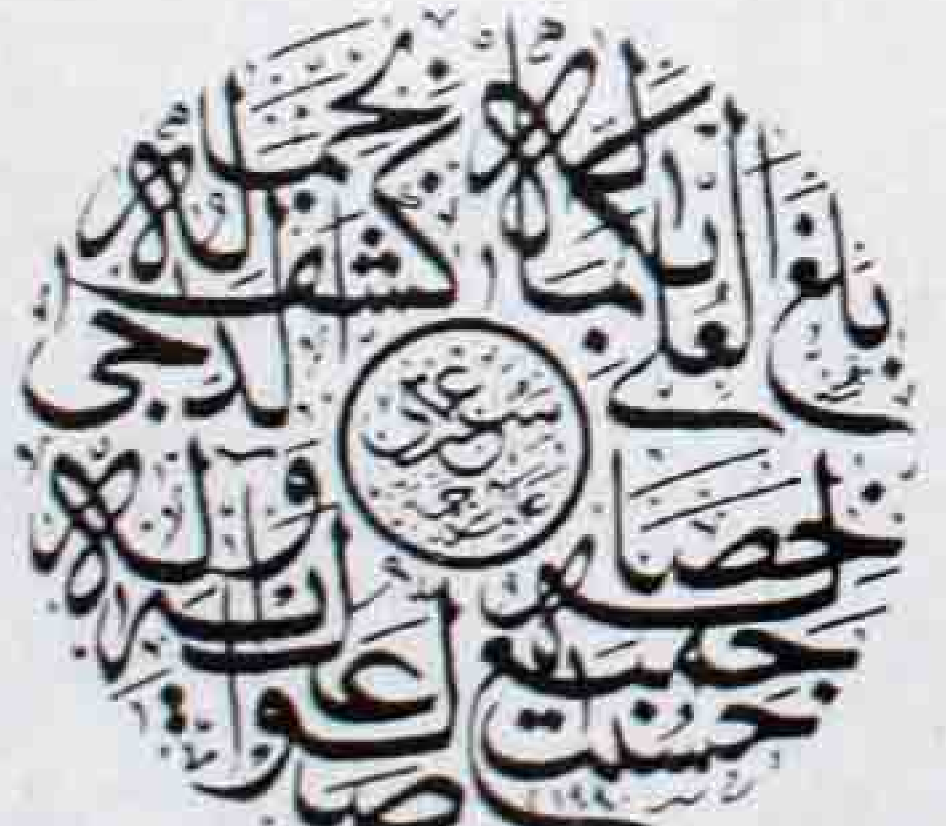

مہدِ نور میں پلنے والے
پیکرِ نور کو
نور سلام کہتا ہے
روشنی سلام کہتی ہے
اجالے سلام کہتے ہیں
مہر و ماہ سلام کہتے ہیں
خوشبو سلام کہتی ہے
رنگِ حُسن سلام کہتے ہیں
ان کے چہرۂ والضحیٰ
ان کے زلفِ اذا سجیٰ
ان کی نظر ما طغیٰ
ہر رنگ اور ہر ادا کو
نغمے سلام کہتے ہیں
گیت سلام کہتے ہیں
نثر سلام کہتی ہے
شعر درود پڑھتا ہے
سسکتی تمنائیں درود پڑھتی ہیں
عشقِ بے چارہ
لب بستہ
پا بستہ

marfat.com

نگہہ بستہ

سلام کہتا ہے

درود پڑھتا ہے

مصطفیٰ جانِ رحمت پہ لاکھوں سلام

☆ قَدۡ جَآءَکُمۡ مِّنَ اللّٰہِ نُوۡرٌ وَّ کِتٰبٌ مُّبِیۡنٌ ط یَّہۡدِیۡ بِہِ اللّٰہُ مَنِ اتَّبَعَ رِضۡوَانَہٗ سُبُلَ السَّلٰمِ وَ یُخۡرِجُہُمۡ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَی النُّوۡرِ بِاِذۡنِہٖ وَ یَہۡدِیۡہِمۡ اِلٰی صِرَاطٍ مُّسۡتَقِیۡمٍ O

ترجمہ: جلوہ گر ہوا تمہارے پاس اللہ کی طرف سے نور اور روشن کتاب، اللہ اس کے ذریعے سلامتی کی راہوں پر لاتا ہے ان لوگوں کو جو اس کی رضا کے طالب ہیں اور اپنے ارادے سے انہیں تاریکیوں سے نکالتا ہے نور کی طرف اور سیدھی راہ کی طرف انہیں ہدایت کرتا ہے۔

وحی روشنی ہے اور الہامی رہنمائی جادۂ حق اور صراطِ مستقیم ہے۔ اس راہ پر چلنے والوں کو تربیت کا پہلا درس علم اور جستجو کا دیا جاتا ہے "علم" کو منزل سمجھنا، تعلیم کو راحتِ جاں تصور کرنا، سیکھنے کو دولتِ دل کا درجہ دینا، جستجو کو نسیمِ راحت فضا کا جھونکا جاننا، متلاشیانِ حق و حقیقت کا منشور حیات ہوتا ہے۔ یہ دیوانگان عشق جہالت کے دشمن ہوتے ہیں۔ ان کی زندگی کا لمحہ لمحہ اور لحظہ لحظہ نور علم کی آتشیں کرنوں سے جگمگا رہا ہوتا ہے لیکن جامد پتھروں، جلتے کوئلوں، بہتی ندیوں ایستادہ پہاڑوں افتادہ کھیتوں، درخشاں ستاروں، متحرک سیاروں، سنسان راتوں ستم کیش رُتوں کو اپنا معلم و مرشد تسلیم نہیں کرتے۔ ان کا عزم و ہمت اس سرچشمہ ہدایت تک رسائی حاصل کرنا چاہتا ہے

marfat.com

جس کا فیض آب حیات سے بڑھ کر زندگی بخش ہو۔ وہ ڈھونڈتے ہیں اور تلاش کرتے ہیں سرگرداں پھرتے ہیں۔ وہ اپنے نشتر طلب سے جمادات، نباتات، حیوانات اور کائنات کا دل چیرتے ہوئے ان زندہ اور عظیم انسانوں کی صف کے سامنے جا کھڑے ہوتے ہیں۔ ایسے عظیم لوگ جو نبوت اور رسالت کا تاج سر پر رکھے ہوتے ہیں۔ ان میں بھی ایک ذات ایسی ہے گویا سب نبی اور رسول ان کا طواف کر رہے ہوتے ہیں۔ ان کے سینۂ ہمہ داں سے " علّمك مالم تكن تعلم " کے جلوے پھوٹ رہے ہوتے ہیں۔ وہ کیا ہے جو وہ نہیں جانتے؟ وہ کیا ہے جو انہوں نے نہیں دیکھا؟ وہ کیا ہے جس تک ان کی رسائی نہیں؟ وہ خدا نہیں، معبود نہیں لیکن مقصود ایسا کہ جو ان تک نہ پہنچے وہ کافر منکر ٹھہرے۔ وہ بولے تو شہر گل کی ہر پتی خوشبوئیں سمیٹے۔ وہ سوچیں تو آسمان علم پر ستارے درخشاں ہوں۔ وہ چلے تو ارض علم پر سورج دوڑیں۔ وہ بیٹھیں تو زاویۂ علم سے بجلیاں لرزیں۔ وہ مانگیں تو ارض وسماء ان کے ہاتھوں کی لکیروں پر فدا ہوں۔

وہ کہ معلّم کائنات ٹھہرے
وہ کہ مرشد کائنات ٹھہرے
وہ کہ رحمتِ حیات ٹھہرے
وہ کہ رشکِ حیات ٹھہرے
ان کے علم پر دُرود
ان کے حلم پر دُرود
ان کی عطا پر دُرود
ان کی سخا پر دُرود

صلی اللہ علیہ وسلم

مصطفیٰ جانِ رحمت پہ لاکھوں سلام

☆ اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِیْ خَلَقَ O خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ O اِقْرَاْ

marfat.com

دُرُود و سَلام کی فضیلت

بنی اسرائیل کے زمانہ میں ایک سخت بدکار، ظالم، فاسق وفاجر شخص تھا، جب اُس کی موت آئی تو لوگوں نے بڑی مسرت کا اظہار کیا کہ آج ایک ظالم اور نالائق فرد ہماری جماعت سے دُور ہو گیا ہے، تو لوگ اِنتقاماً اس بدکار کے پاؤں میں رسی ڈال کر کھینچتے ہوئے اُسے غلاظت اور ناپاکی کے ڈھیر پر ڈال آئے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ کی طرف سے جبریل امینؑ نے حضرت مُوسیٰ علیہ السَّلام کے پاس یہ پیغام پہنچایا، کہ اے مُوسیٰؑ ! اللہ پاک فرماتے ہیں کہ اُن کے دوستوں میں سے ایک خاص دوست کا انتقال ہوا ہے، لوگوں نے ازراہِ دُشمنی اس کی لاش کو غلاظت کی جگہ پھینک دیا ہے، تم جاؤ اس کو وہاں سے نِکال کر بخوبی تجہیز وتکفین کر کے بنی اسرائیل کو اس کی نماز جنازہ میں شرکت کرنے کی دعوت دو، اور اِعلان کر دو کہ جو جو اِس کی نماز جنازہ میں شریک ہوں گے، اللہ تعالیٰ اُن کی مغفرت فرمائیں گے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام فی الفور وہاں پہنچے، تو دیکھا کہ لاش اس فاسق و فاجر کی ہے جس نے زندگی بھر خُدا کی نافرمانی اور لوگوں پر ظلم وستم کرنے میں عمر گزار دی۔ حضرت موسیٰ علیہ السَّلام مُتحیّر ہوئے، چونکہ مامور تھے حکم اِلٰہی بجالائے۔ نمازِ جنازہ سے فارغ ہو کر جنابِ اِلٰہی میں عرضی پیش کی، کہ بارِالٰہی یہ معاملہ کیا ہے؟ وحی آئی کہ اے موسیٰؑ ، میرے بندوں نے جو کُچھ اس کی بیجا حرکتیں اور خطائیں دیکھیں، وہ اُس سے سوگُنا زیادہ خطا کار رہے۔ لیکن ایک دن اُس نے توریت کی تلاوت کی۔ اثنائے تلاوت، جب اُس کی نظر میرے محبوب محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نام اقدس پر پڑی اور صفتِ رسول کو دیکھا، مُحبت محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اُس کے دل میں جاگ اُٹھی۔ اُس نے اُس وَرَق کو جس پر میرے محبوب خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نام لکھا تھا، خوب چُوما، اور پیار کیا اور اپنے چہرے سے بار بار لگایا، لہٰذا میں نے اُس کو اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نام کا اِحترام کرنے پر بخش دیا، اور اپنے دوستوں کی فہرست میں اس کا نام درج کروا دیا۔

marfat.com

اے گدائے محمدی ﷺ! اپنے آقا کی صفت سُن لی، اگر ایک یہودی احترامِ نامِ نبی ﷺ کے وسیلے سے مقامِ عزت اور راہِ نجات حاصل کرلے اور ہم اُمتیانِ مُحمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور جاں نثارانِ احمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہو کر وِردِ درود سے محروم رہ جائیں، اور بروزِ محشر، سَاقی کوثر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دستِ مبارک سے آبِ کوثر بطور انعام پانے کی نوبت نہ آئے تو اِس سے زیادہ حسرت وافسوس کی بات اور کیا ہوسکتی ہے؟

☆ آقائے نامدار، دوعالم کے تاجدار حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ارشادفرماتے ہیں: کہ جس نے مجھ پر ایک بار درود شریف پڑھا، اللہ تعالیٰ اس شخص پر دس بار رحمت کی نظر ڈالتا ہے اور جو دس بار درود شریف بھیجتا ہے اُس پر حق تعالیٰ سو بار، بارانِ رحمت برسَاتا ہے اور جو مجھ پر سو بار صلوٰت بھیجتا ہے۔ اللہ جل شانہ، اس کو ہزار بار نگاہِ مُحبت سے دیکھتا ہے اور اس کی دونوں آنکھوں کے درمیان قلمِ قدرت سے تحریر فرمادیتا ہے کہ دو سخت بُری چیزوں سے تمہاری حفاظت ہوگئی ایک تو نفاق سے تم مخلصی پاگئے، دوسری آتش جہنم سے تمہاری نجات ہوگئی اور بروزِ قیامت جنت میں تمہاری سکونت شُہداء کے ساتھ ہوگی۔ اِس حدیث پاک کو امام طبرانی رحمتہ اللہ علیہ نے اوسط اور صغیر میں رقم فرمایا ہے۔

میرے کریم سے گر، قطرہ کِسی نے مانگا
دریا بہا دیئے ہیں، دُر بے بہا دیئے ہیں

☆ شہنشاہِ عرب وعجم محمد مصطفیٰ ﷺ کی حدیثِ پاک ہے جو شخص مجھ پر دُرود بھیجتا ہے، اس کے حق میں ساتوں آسمانوں کے فرشتے دعائے مغفرت کرتے ہیں، اور جس شخص کے لئے جنود اللہ، ملائکہ خدا درخواست مغفرت کرتے ہیں اللہ جل شانہ بذات خود اس کے لئے خزانۂ رحمت کھول دیتے ہیں اور جس پر خود خدا بارانِ رحمت برساتے ہیں، اس ہستی پر سات آسمانوں سات زمینوں اور سات سمندروں کے طبقات میں جو کچھ ہے اور تمام نباتات وجمادات ، پرندے، چرندے اور درندے سب کے سب اس کی مغفرت اور درجات کی بلندی

marfat.com

کے لئے دستِ دعا پھیلاتے ہیں۔ حضرت سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مزید ارشاد فرماتے ہیں کہ جس نے مجھ پر بلند آواز سے درود پڑھا، بروزِ قیامت اُس کے درود کی شہادت ہر چیز دے گی۔ حتیٰ کہ حجر، شجر، کنکریاں اور ہر خشک وتر شے شہادتِ درود ادا کرنے میں صدا بلند کرے گی۔

فلک پر جا کے لکھ دیتا، میں خود نعتِ شہہ والا
قلم اے کاش مل جاتا مجھے جبریلؑ کے پر کا

☆ ارشاد رسولِ اکبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے کہ جب کوئی قوم یا جماعت مجھ پر درود شریف پڑھنے کے لئے بیٹھ جاتی ہے تو فرشتوں کی ایک جماعت اُن کے سروں پر آسمان کی بلندی تک چھا جاتی ہے، اُن کے ہاتھوں میں سونے کا قلم اور چاندی کے کاغذات ہوتے ہیں اور درود شریف کے اعداد وشمار لکھتے جاتے ہیں۔ اور فرشتے تحریر کے درمیان بولتے جاتے ہیں ''زیدوا زادکُمُ اللّٰہ'' یعنی اور زیادہ پڑھو، اللہ تعالیٰ تمہاری اُجرت کو اور زیادہ فرمائے۔

☆ حضرت سرورِ موجودات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان پاک ہے کہ مُجھ پر درود پڑھنا گناہوں کو اس درجہ فنا کر دیتا ہے کہ پانی آگ کو اُس قدر فنا نہیں کر سکتا۔ اور مُجھ پر سلام بھیجنا غلاموں کو آزاد کرنے سے بہتر ہے، اور مُجھ سے محبت کرنا، راہِ خُدا میں تلوار چلانے سے افضل ہے، اور جو مُجھ پر ازروئے محبت وشوق ایک بار درود بھیجے، اللہ جل شانہ کراماً کاتبینؑ (دونوں فرشتوں) کو حُکم فرماتا ہے کہ تین دن تک اس شخص کے نامہ اعمال میں گناہ نہ لکھے جائیں۔

☆ حضرت اَبوذر غفّاری سے مروی ہے کہ رسولِ مُعظّم ومُحسنِ اعظم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اے اَبوذَر! کیا میں تم لوگوں کو نہ بتادوں کہ انسانوں میں سب سے زیادہ بخیل تر شخص کون ہے؟ تو مجلس شریف میں حاضر صحابی بیک آواز پکار اُٹھے یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! ضرور ضرور بتا دیجئے۔ مقصودِ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ دُنیا میں سب سے بخیل ترین شخص وہ ہے جو میرا نام آنے پر درود شریف زبان پر نہیں لاتا۔

marfat.com

اگر خیریتِ دُنیا و عقبیٰ آرزو داری
بدرگاہش بیَا، وہر چہ می خواہی تمنا کن

اگر دُنیا و آخرت کی خیریت وعافیت کی تم خواہش رکھتے ہو تو دربارِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم میں، خواہ جسمانی حیثیت سے ہو، یا روحانی طریقہ پر، حاضرِ خدمت ہو جاؤ، پھر جو کُچھ چاہتے ہو تمنا ظاہر کرو۔

☆ جناب شفیع المُذنبین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم فرماتے ہیں کہ میں نے گزشتہ رات ایک عجیب معاملہ دیکھا کہ میرا ایک اُمتی پُل صراط پر سے بڑی تکلیف کی حالت میں گزر رہا ہے، کبھی لڑکھڑاتا ہے، پھر گھٹنوں کے بل چلتا ہے، پھر اپنی سُرین پر گھسٹ گھسٹ کر راستہ طے کرتا ہے، پھر گر پڑتا ہے، پھر کچھ سہارا تلاش کرتے ہوئے ہاتھ پاؤں مارتا ہے، اتنے میں وہ درود شریف جو اُس نے اپنی زندگی میں مجھ پر بھیجے تھے، آتے ہیں اور اُسکے ہاتھ کو پکڑ کر سیدھا کھڑا کر دیتے ہیں، اور بڑی آسانی سے وہ کٹھن مرحلہ طے ہو جاتا ہے۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم فرماتے ہیں کہ جب کوئی مشکل تمہیں پیش آئے، یا تُمہاری کوئی حاجت بر نہ آئے تو مجھ پر دُرود پڑھنے کی کثرت کردو۔ کیونکہ صلوٰت مُشکلات تفکرات اور پریشانیوں کی مُدافعات ہیں۔ حاجتیں پوری ہونے کی کُنجی اور رِزق کی کثرت کا وسیلہ ہیں۔

عاصیو! تھام لو دامن اُن کا
وہ نہیں ہاتھ جھٹکنے والے

☆ حضرت مُوسیٰ بن عمران علیہ السلام پر وحی آئی کہ اے موسیٰ کیا تم چاہتے ہو کہ میں تم سے اتنا قریب ہو جاؤں جتنی تیری باتیں تیری زبان سے قریب ہیں؟ اور جتنی تمہاری روح کو تمہارے جسم سے نزدیکی ہے؟ اور جتنی تُمہاری بینائی کو تُمہاری آنکھوں سے قُربت ہے؟ اور کیا تُمہاری تمنا ہے کہ بروزِ محشر تمہیں پیاس نہ ستائے؟ تو حضرت موسیٰ علیہ السّلام مارے خُوشی کے اُچھل پڑے اور جواب دیا کہ جی ہاں! مجھے ان نعمتوں کی بیحد خواہش ہے۔ باری تعالیٰ نے فرمایا کہ اگر واقعی ایسا ہی ہے تو تم میرے حبیب رسولِ آخرالزماں محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر

marfat.com

درود کی کثرتِ ورد کی عادت پیدا کرو۔ حضرت حافظ شیرازیؒ فرماتے ہیں کہ

حافظ از دستِ مدہ ، صُحبتِ آں کشتی نوحؑ

ورنہ طوفانِ حوادث، بہ بُرد بُنیادت

''اے حافظ! دُرود کے ساتھ اُس رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صحبت کو ہاتھ سے جانے نہ دے ورنہ طوفانِ حوادِث تیری بنیادوں کو اُکھاڑ دے گا''۔

☆ سیدِ مختار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی اُمت کو اِنتباہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ اے میرے اُمّتیو! مجھ پر درود شریف پڑھنے کی عادت پیدا کرو۔ کیونکہ بروزِ محشر تمہارے اعمال کے ضائع ہونے کا اندیشہ ہے، کیونکہ اعمال کا مدار نیات پر ہے، اور نیتوں میں نقص کا اِحتمال ہے مگر مجھ پر بھیجے ہوئے درود کی حفاظت کا میں بذاتِ خود ضامن ہوں۔ اے میرے اُمتیو! قیامت کے دن خواہ تمہارے پاس اعمال کے کتنے ہی ڈھیر ہوں، اگر اُن اعمال میں مجھ پر بھیجے ہوئے درود موجود وشامل نہ ہوں، تو گویا اللہ پاک تمہیں جنت جانے کی اجازت بھی دے دیگا، مگر تم جنت کا راستہ ضرور بھول جاؤ گے، کیونکہ مجھ پر درود راہِ جنت کی راہ نما ہیں۔

☆ حضرت حُذیفہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسولِ خُدا علیہ الصلوٰۃ والسّلام نے فرمایا کہ ''اے میرے اُمتیو! تم پر رُومیوں کی مخالفت کرنا بروز اتوار لازمی ہے۔ صحابیوں نے عرض کیا کہ ''یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! ہم کِس قسم کی مخالفت کریں؟'' فرمایا کہ وہ لوگ اتوار کو گرجے میں جا کر غیرِ خُدا کی عبادت کرتے ہیں مجھے سبّ وشتم کرتے ہیں۔ میری بدگوئیاں کرتے ہیں۔ اگر تُم لوگ اتوار کی صبح کی نماز کے بعد بیٹھ جاؤ گے اور بعد طلوعِ آفتاب دو رکعت یا جتنی طاقت اللہ تم کو عطا فرمائے نماز پڑھ کر مجھ پر سات بار درود بھیجو گے، پھر اپنے لیے، اپنے والدین کے لیے اور مومنین کے لیے دعائے مغفرت کرو گے تو رَبُّ العالمین تمہاری اور تمہارے والدین کی مغفرت فرمائے گا۔ تمہاری اُس وقت کی دُعا مُستجاب ہے۔ جو بھی کارِ خیر کے لیے مانگو گے پاؤ گے۔

حضورِ مُرشد کھڑا رہوں گا، کھڑے ہی رہنے سے کام ہوگا

نگاہِ لُطف وکرم اُٹھے گی، تو جھک کے میرا سلام ہوگا

marfat.com

☆ حضرت مولانا جلال الدین رُومیؒ اپنی کتاب مثنوی شریف میں ایک واقعہ نقل فرماتے ہیں کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے جسدِ پاک پر مکھی نہ بیٹھتی تھی، کیونکہ اللہ جل شانہ نے مکھیوں کو جسدِ اطہر پر بیٹھنا اس لیے حرام کر رکھا تھا کہ اُنہیں آمیزگی غلاظت پسند تھی۔ مگر شہد کی مکھی دربارِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم میں حاضر ہو کر، کبھی لباس پر، کبھی جسمِ اقدس پر تصدق ہوتی تھی ایک بار شہد کی مکھی حاضر خدمت تھی، رسول پاک صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے پوچھا کہ اے مکھی یہ تو بتا کہ تو شہد کس طرح تیار کرتی ہے؟ عرض کیا کہ یا حبیب اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ہم بیلا چنبیلی، گلاب، جُوہی وغیرہ ہر پُھول کا رس چوستے ہیں اور جب اپنے چھتے میں آ کر اُگل دیتے ہیں تو وہ شہد بن جاتا ہے۔

اس بات پر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ان پھولوں کا رس تو پھیکا اور قدرے تلخ ہوتا ہے لیکن شہد میٹھا و شیریں ہوتا ہے! یہ بتا کہ اِن پھیکے رسوں میں شیرینی کہاں سے آتی ہے؟ تو شہد کی مکھی نے جواب دیا

گفت چُوں خوانیم بر احمد ﷺ درود
می شود شیریں، و تلخی را رَبُود

یا حبیبَ اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ہمارے مُنہ اور پیٹ میں شکر نہیں ہے لیکن جب ہم پھولوں کا رس چوس کر پرواز کرتے ہیں تو آپ پر درود شریف پڑھتے ہوئے اپنے چھتوں تک پہنچتے ہیں۔ شہد کی یہ شیرینی آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی صَلوات کی برکت اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے نام کا صدقہ ہے۔

سُبحان اللہ! جب صلواتُ الرسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی برکت سے پھولوں کے پھیکے رسوں میں مٹھاس پیدا ہوتی ہے تو ہم گنہگاروں کو بھی اس بات کا یقین واجبی ہے کہ ہمارے تلخ، پھیکے اور بدمزہ اعمال درود شریف کی برکت سے شیریں اور حتمی طور قابلِ قبول بن جائیں گے۔

marfat.com

کثرتِ دُرود و سلام پر عُقبیٰ کی خوش خبریاں

☆ امام نسائیؒ عثمانؓ بن حنیف سے روایت فرماتے ہیں کہ خدمتِ رسولِ اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں ایک نابینا نے حاضر ہو کر درخواست کی کہ "یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! میری بینائی چلی گئی ہے۔ بصارت کے لئے اللہ پاک سے دعا کیجئے" محبوب کاشف الکرب، عزّ العرب علیہ الصلاۃ والسلام نے فرمایا کہ "جاؤ، وضو کرلو اور دو رکعت نماز ادا کرو، اس کے بعد کہو "اَللّٰھُمَّ اِنِّیۡ اَسْئَلُکَ وَاَتَوَجَّہُ اِلَیۡکَ بِالنَّبِیِّ مُحَمَّدٍ نَبِیِّ الرَّحْمَۃِ یَامُحَمَّدُ اِنِّیۡ اَتَوَجَّہُ بِکَ اِلٰی رَبِّکَ اَنۡ یَکْشِفَ عَنۡ بَصَرِیۡ اَللّٰھُمَّ شَفِّعْہُ فِیَّ"

وہ نابینا حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فرمان کے مطابق عمل کر کے واپس اس حالت میں لوٹ آیا کہ وہ نعمتِ بصارت سے فائز ہو چکا تھا۔

قول رسولِ پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ترجمہ:۔اے اللہ تیری رحمت والے نبی محمد قرشی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف متوجہ ہو کر تجھ سے سوال کرتا ہوں، یا محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں آپ کا وسیلہ پکڑتے ہوئے آپ کے رب سے درخواست کرتا ہوں کہ میری آنکھوں کو روشنی مل جائے۔ اے اللہ! اپنے محبوب کی سفارش میرے حق میں قبول فرما۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف متوجہ کر جب خدا سے مانگا جاتا ہے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سفارش کا واسطہ پیشِ خدا پیش کیا جائے تو نابینا کو ظاہری نظر کی بصارت مِل جاتی ہے تو پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حضور حاضر ہو کر، اگر درود کا وِرد کیا جائے تو کیوں دولتِ بصیرت وخُدا بینی عطا نہ ہو؟

☆ رسول اللہ ﷺ کے آزاد کردہ غلام حضرت ثوبانؓ کو حضرت فخرِ موجودات سید السادات علیہ الصلوات و التسلیمات سے شدید محبت تھی۔ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھے بغیر انہیں چین نہ آتا تھا۔ ایک دن حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ، خدمتِ رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام میں اس حالت میں نمودار ہوئے کہ اُن کا رنگ وروپ بگڑا ہوا تھا، اور پریشانی کی علامتیں اُن کے چہرے پر نُمایاں تھیں۔ رسولِ امین ﷺ نے انہیں دیکھ کر فرمایا کہ "اے ثوبان! تمہارا رنگ کیوں اُڑا اُڑا سا ہے؟ کیا شکایت ہے؟ تو حضرت ثوبانؓ نے عرض کیا کہ "یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! مجھے

marfat.com

نہ کوئی مرض ہے نہ تکلیف، سوائے اس کے جب میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو نہیں دیکھ پاتا تو مجھ پر ایک شدید وحشت طاری ہو جاتی ہے اور دیکھے بغیر تسکین نہیں ہوتی۔ پھر میں نے غور کیا کہ اگر دنیا میں میری یہ حالت ہے تو عقبیٰ میں جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مقام تمام نبیوں سے بالا واعلیٰ ہوگا اور مجھے اگر جنت نصیب بھی ہو تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بہت نیچے کے درجہ میں میرا ٹھکانہ ہوگا اور اگر جنت میں میرا داخلہ نہ ہو پایا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ہمیشہ ہمیشہ کے لئے نہ دیکھ پاؤں گا اس وقت میرا کیا حال ہوگا؟ یہ سوچ سوچ کر میرا جسم گھلتا جارہا ہے۔ چہرہ کا رنگ پیلا پڑتا جارہا ہے"۔ اسی وقت عاشق رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تسکینِ خاطر کے لئے جبرئیلؑ کے ذریعہ اکرم الاکرمین نے یہ آیتِ کریمہ نازل فرمائی "وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ فَاُولٰٓئِكَ مَعَ الَّذِيْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِّنَ النَّبِيّٖنَ وَالصِّدِّيْقِيْنَ وَالشُّهَدَآءِ وَالصّٰلِحِيْنَ وَحَسُنَ اُولٰٓئِكَ رَفِيْقًا"

یعنی" جس نے اللہ اور اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اطاعت کی وہ شخص اللہ تعالیٰ کے انعامات سے مستفیض ہونے والے نبیوں، صدیقوں، شہیدوں اور نیک کاروں کے ساتھ ہوگا اور یہ برگزیدہ ہستیاں بہترین رفیق ہیں"۔

اگر عاشق رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تسکینِ خاطر کے لیے، رَبِّ ذوالجلال اپنے کلامِ حکیم میں ایسی رحمت ونعمت بھری آیت شریفہ کا نزول فرماتا ہے تو ہر عاقل اندازہ کرسکتا ہے کہ عشقِ رسول سے معمور صلوٰۃ الرَّسُول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قدر ومنزلت بارگاہِ ایزدی میں کس حد تک ہے۔

جب رسُولِ اعظم علیہ الصَّلوٰۃ والسلام کی اطاعت کو بعینہٖ خدائے جل شانہٗ وعم نوالہٗ کی اطاعت ہونے کا اعلان خود باری تعالیٰ نے کلام قدیم میں فرمادیا ہے ایک اور جگہ فرمایا آپ (مُسلمانوں سے) کہہ دیجئے اگر تم خدا سے محبت کرتے ہو تو میرا اتباع کرو اللہ تم سے محبت فرمانے لگیں گے اور تمہارے گناہ بخش دیں گے۔ تو پھر محبتِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دل میں پیدا کر کے، صلوات الرسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شہادت ہاتھ میں لیے، بروزِ محشر عرشِ الٰہی کے روبرو حاضر ہونے کی توفیق اگر خدا بخش دے تو وعدہ الٰہی کے مطابق، مقاماتِ انبیاء، شہداء اور صلحاء اُس کا بسیرا ہونے کی خوشخبری کلام ربّ العالمین سُناتا ہے۔

بے تو اے آرامِ جانم زندگانی مشکل است　　بے تماشائے جمالت کامرانی مشکل است

marfat.com

صلوٰۃ وسلام کے مسنون ومقبول نمونے معہ ترجمہ و فضائل

دُرود شریف نمبرا

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی آلِ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰی آلِ اِبْرَاھِیْمَ وَ بَارِکْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی آلِ مُحَمَّدٍ کَمَا بَارَکْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰی آلِ اِبْرَاھِیْمَ فِیْ الْعٰلَمِیْنَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ ٥

ترجمہ:۔ اے اللہ پاک رحمت نازل فرما، محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر، اور اُن کی آل واولاد پر، جس طرح آپ نے ابراہیم علیہ السّلام اور آلِ ابراہیم علیہ السّلام پر بھیجی ہیں اور برکتیں نازل فرما محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آلِ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر، جس طرح آپ نے ابراہیم علیہ السّلام اور آلِ ابراہیم علیہ السّلام پر برکتیں نازل فرمائی ہیں۔ دونوں عالم میں بے شک تو ہر قسم کی تعریف کا مُستحق اور بزرگ و بالاتر ہے۔

فضائل

یہ صلوٰۃ ابراہیمی ہے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب میں رقم فرمایا ہے کہ رسول اللہ علیہ الصلوٰۃ والسّلام کا ارشاد پاک ہے کہ جس نے اِس درود کا ورد کیا بروزِ قیامت میں اُس کے ایمان کی گواہی دوں گا اور اُس کی سفارش کروں گا۔ بعض بزرگوں نے کہا ہے کہ اس کا وِرد نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دیدار کا باعث ہے۔

حدیث شریف میں یہ درود بدون لفظ ''سیّادت'' کے آیا ہے۔ یعنی لفظ ''سیّدنا'' موجود نہیں ہے لیکن امام شمس الدین رملی اور امام احمد بن حجر فرماتے ہیں اس درود میں لفظ ''سیّدنا'' بڑھا کر ادا کرنا زیادہ افضل ہے کیونکہ اس سے ادب کی زیادتی ظاہر ہوتی ہے۔ علامہ قسطلانی نے ''مواہب لدنیہ'' میں تحریر فرمایا ہے کہ کیفیاتِ صلوٰۃ میں یہ صلوٰۃ سب سے زیادہ افضل واشرف ہے کیونکہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے صحابہ کرام کو اِسی صلوٰۃ

marfat.com

کی تعلیم فرمائی ہے۔ مزید فرماتے ہیں کہ اگر کسی نے قسم کھالی کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر افضل صلوٰۃ بھیجے گا، تو اس صلوٰۃ کو ادا کرنے سے وہ قسم سے بری ہو جائے گا۔

دُرود شریف نمبر۲

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ عَبْدِکَ وَ رَسُوْلِکَ النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ وَعَلٰی آلِ مُحَمَّدٍوَّ اَزْوَاجِہٖ وَذُرِّیَّتِہٖ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰی آلِ اِبْرَاھِیْمَ وَ بَارِکْ عَلٰی مُحَمَّدٍ النَّبِیِّ الْاُ مِّیِّ وَعَلٰی آلِ مُحَمَّدٍ وَ اَزْوَاجِہٖ وَذُرِّیَّتِہٖ کَمَا بَارَکْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰی آلِ اِبْرَاھِیْمَ فِیْ الْعٰلَمِیْنَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ O

ترجمہ:۔ اے پروردگار رحمت نازل فرما، محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر جو تیرے عبد ورسول ہیں اور نبی اُمی ہیں۔ اور اُن کی آل پر، ازواج پر، اُن کی ذُریت پر، جس طرح آپ نے ابراہیمؑ وآلِ ابراہیمؑ پر رحمت نازل فرمائی ہے۔ اور برکت نازل فرما نبی اُمی محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر اور اُن کی آل وازواج، اور اُن کی ذُریت پر جس طرح آپ نے ابراہیمؑ وآل ابراہیمؑ پر دونوں جہانوں میں برکتیں بھیجی ہیں بیشک تو تعریفوں کا مالک اور زبردست بزرگ وبالا ہے۔

فضائل

امام محی الدین النووی ؒ نے ''کتاب الاذکار'' میں بیان فرمایا ہے کہ یہ درود تمام درودوں سے افضل ہے، کیونکہ اس صلوٰۃ کا ثبوت صحیح بخاری اور صحیح مُسلم میں موجود ہے۔

دُرود شریف نمبر۳

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ اَنْزِلْہُ الْمَنْزِلَ الْمُقَرَّبَ مِنْکَ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ O

ترجمہ:۔ اے اللہ پاک اپنی رحمتِ کاملہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر نازل فرما۔ اور اُن کو ایسی منزل میں اُتار جو منزل وٹھکانہ روز قیامت تجھ سے حد درجہ قریب ہو۔

marfat.com

فضائل

امام طبرانیؒ، امام احمدؒ اور امام البزاز رحمہم اللہ نے اِس درود شریف کو رویفع بن ثابت الانصاریؓ سے روایت کیا ہے۔ سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے شفاعت کا وعدہ بھی فرمایا ہے۔

دُرود شریف نمبر۴

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی رُوْحِ مُحَمَّدٍ فِی الْاَرْوَاحِ وَ عَلٰی جَسَدِہٖ فِی الْاَجْسَادِ وَ عَلٰی قَبْرِہٖ فِی الْقُبُوْرِ ٥

ترجمہ:۔ اے مالکِ رحمت، تمام رُوحوں میں رُوحِ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر سب سے بڑھ کر رحمتِ کاملہ بھیج، اور تمام جسموں میں سب سے زیادہ جسم محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر اور تمام قبروں میں سب سے اعلیٰ ترین صلوٰۃ قبر محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر بھیج۔

فضائل

امام الشعرانی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ فرمانِ رسُول عالی مقام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے کہ اِس درود سے میرا دیدار نصیب ہوگا۔ یہ درود میری شفاعت کا باعث، حوض سے سیرابی کی وجہ ہے اور پڑھنے والے کے جسم کو دوزخ پر حرام کرنے والا ہے۔

دُرود شریف نمبر۵

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ فِی الْاَوَّلِیْنَ وَالْاٰخِرِیْنَ وَ فِی الْمَلَاءِ الْاَعْلٰی اِلٰی یَوْمِ الدِّیْنِ ٥

ترجمہ:۔ اے پروردگار محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آل محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر زمانہ اول وآخر اور عالم ملکوت میں، روزِ محشر تک رحمت نازل فرما۔

marfat.com

فضائل

امام شیخ عبدالوہاب الشعرانیؒ فرماتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس ایک شخص آیا اور اس طرح سلام کیا "السلام علیکم یا اھل العز الشامخ والکرم الباذخ" سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کو اپنے اور ابوبکرؓ کے بیچ بٹھالیا۔ حاضرینِ مجلس اس حصولِ قربت پر متعجب ہوئے۔ سید موجودات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جبریلؑ نے مجھے خبر دی ہے کہ وہ ایک ایسا درود پڑھتا ہے جو آج سے قبل کسی نے نہیں پڑھا۔ حضرت ابوبکرؓ نے عرض کیا کہ "یا رسول اللہ! اس درود کی کیا کیفیت ہے"؟ تو حضرت شاہ کونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مندرجہ بالا درود شریف بیان فرمایا۔

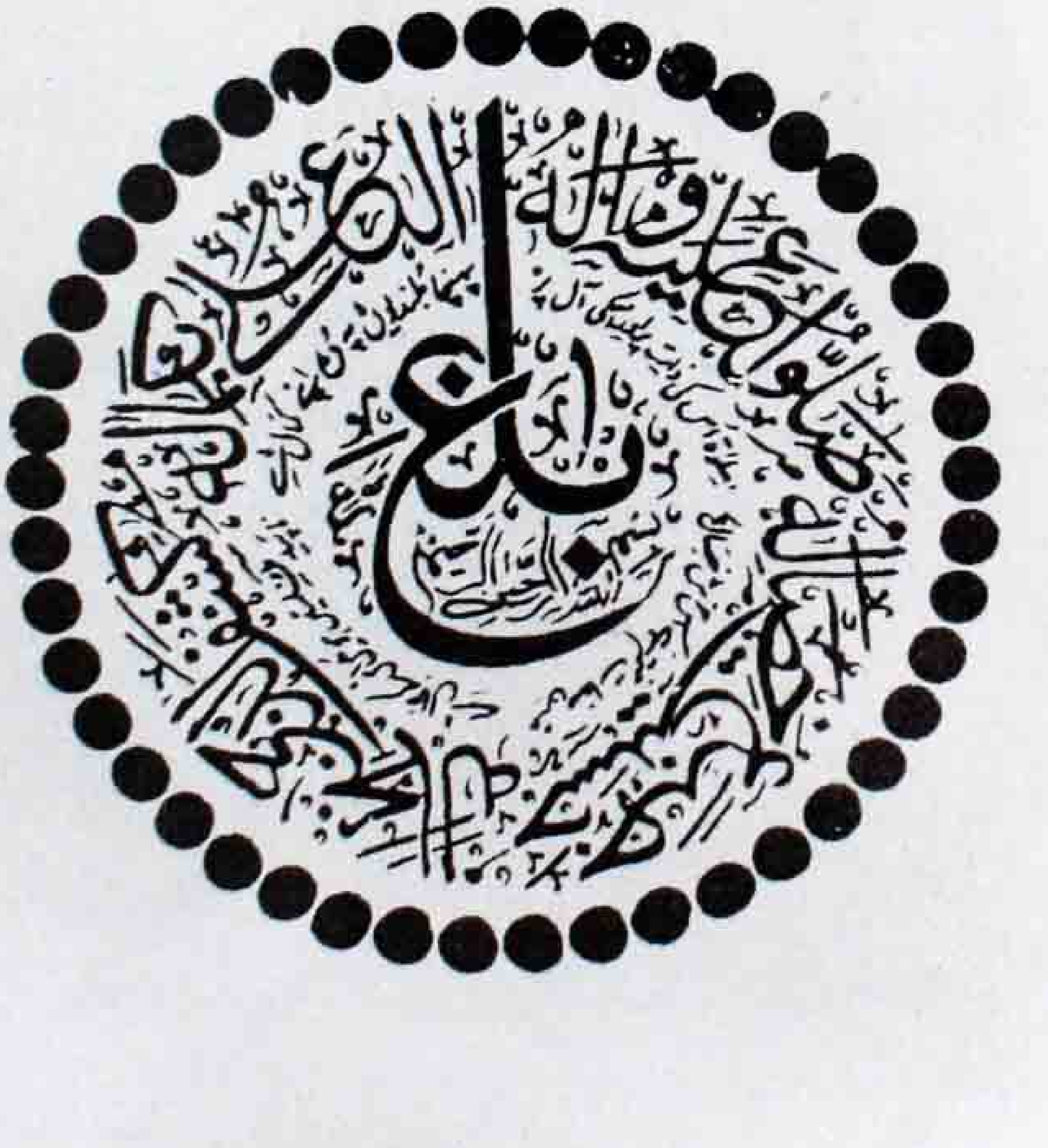

marfat.com

مصطفیٰ جانِ رحمت پہ لاکھوں سلام

زندگی کی کٹھن تلخ اور پر پیچ راہوں پر چلتے ہوئے روشنیوں کی تلاش میں سرگرداں کاروان انسانی جب گناہوں کی تاریکیوں میں ڈوب جائے تو ہر دانش مند انسان اپنے آپ کو ذرّہ ناچیز تصور کرنے لگ جاتا ہے۔اس میں شک نہیں کہ خطاؤں اور کبائر کی جہانگیر کالک اور ہمہ گیر سیاہی روشنی کی قدر و قیمت میں اضافہ کر دیتی ہے۔ افق تا افق دیکھتے جایئے۔باہر دیکھئے اندر جھانکئے۔اوپر نظر کیجئے نیچے نگاہ ڈالئے۔عبا پوشوں کو اپنی عبائیں تار تار دکھائی دیں گی۔دستار آرائی کے نشہ مستوں کو اپنی دستار کے ہر پیچ سے بے چینی کاٹے گی۔دولت مندوں کے سکّے بچھو بن کر انہیں ڈسیں گے۔ضمیر،روح،بدن،قلب اور قالب بے اطمینانی کی آگ میں جھلسنے لگیں گے۔ایسے میں ایک آواز ابھرے گی اور ایک صدا کانوں سے ٹکرائے گی۔

" وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْا اَنْفُسَهُمْ جَآءُوْكَ فَاسْتَغْفَرُوْا اللّٰهَ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُوْلُ لَوَجَدُوْا اللّٰهَ تَوَّاباً رَّحِيْماًO

ترجمہ: اور اگر وہ کبھی اپنی جانوں پر ظلم کر بیٹھے تھے تو جاتے آپ کے پاس پھر مغفرت طلب کرتے ان کے لئے رسول ﷺ ، تو ضرور پاتے اللہ تعالیٰ کو بہت توبہ قبول کرنے والا، بے حد رحم فرمانے والا۔

وہ کون ہیں جن کی دہلیز نور پر پہنچو تو ہر سیاہی خوشبوؤں کا حلّہ، رحمتوں کا جھونکا اور نور کی کرن بن جاتی ہے۔یہاں لوگ گناہ گار آتے ہیں اور ولایت کا تاج پہن کر جاتے ہیں۔ان کی توجہ پاک سے خطاؤں اور لغزشوں کے پہاڑ دھنکی ہوئی روئی بن کر اڑنے لگ جاتے ہیں۔ان کے کرم پر سلام۔۔۔۔ ان کی خو پر دُرود۔۔۔ان کی نظر پر صدقے،اور ان کی نوازشوں پر فدا،انکے سوا کون ہمارا؟ان پر سلام ان پر دُرود۔

مصطفیٰ جانِ رحمت پر لاکھوں سلام

marfat.com

کارگاہِ حیات کا نظم محبت سے ہے۔ محبت نہ ہو تو کچھ بھی نہ ہو۔ یہ رنگ تعمیر بھی ہے اور آہنگ معمار بھی۔ اگر حسن میں ناز اور جمال میں بانکپن ہے تو وہ بھی اس لئے کہ کوئی چاہے اور کوئی محبت کرے، گویا پھولوں کی لطافت، روشنیوں کا نور، چمنستانوں کی آرائش، آسمانوں کی پہنائی، سبزوں کی جاذبیت اور فضاؤں کی وسعت سب کچھ حسن کا جلوہ ہے لیکن اصل میں محبت کا تڑپتا اظہار ہے۔ محبت نہ ہو تو چرند نہ ہوں، پرند نہ ہوں۔ محبت نہ ہو تو زمین نہ ہو سماء نہ ہو۔ محبت نہ ہو تو کہ نہ ہو مہ نہ ہو۔ محبت نہ ہو تو ہمستی فضائیں نہ ہوں اور ٹھٹھرتی وادیاں نہ ہوں۔ محبت منزل ہو تو نور ہے۔ محبت راہ ہو تو نار ہے۔ محبت سوچ ہو تو روشنی ہے۔ محبت تڑپ ہو تو حرکت ہے۔ محبت خاموش ہو تو حُسن ہے۔ محبت بولے تو نغمہ ہے۔ کبھی گیت ہے اور کبھی سنگیت۔ یہ کبھی رحمت ہے اور کبھی خُوشبو۔ یہ بولتی بھی ہے اور تولتی بھی ہے۔ بڑھتی بھی ہے اور رکتی بھی ہے۔ یہ دوڑتی بھی ہے اور ٹھہرتی بھی ہے۔ یہ روح کا پھول بھی ہے اور ضمیر کا کانٹا بھی۔

ماں کی ممتا اسی کی ایک کرن ہے۔ استاد کی شفقت اسی کا ایک رخ ہے۔ باپ کی تربیت اسی کا ایک انداز ہے۔ عبادت ریاضت سجدے رکوع اور سعی وطواف سب اسی کی بے تابیاں ہیں۔ چونکہ سب کچھ محبت ہے۔ اسی لئے ہمارے اللہ تعالیٰ کی بھی ایک صفت ہے۔ ہمارے خدا کا بھی ایک حُسن ہے۔ ہمارے معبود مطلوب کی بھی ایک ادا ہے۔ وہ حُسن ہو تو باطن ہے۔ وہ محبت ہو تو ظاہر ہے۔ وہ محبّ بھی ہے اور محبوب بھی ہے۔ وہ انس بھی ہے اور انیس بھی ہے۔ اسی لئے اس اپنی محبت کے لئے اور اپنے اُنس کے لئے انسان بنایا۔ اور انسانوں میں بھی ایک عظیم انسان بنایا ہے۔ پھر اس کے حُسن کو یوں سجایا ہے کہ وہ رحمت بھی ہے اور نور بھی ہے۔ محمد ﷺ بھی ہے اور احمد ﷺ بھی ہے۔ اس کے حُسن و جمال اور خُوبی وکمال کا عالم یہ ہے کہ بنانے والا خُود بھی اس پر دُرود پڑھتا ہے سلام پڑھتا ہے۔

اِنَّ اللّٰهَ وَ مَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ ؕ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا

ترجمہ: بے شک اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے دُرود بھیجتے ہیں اس نبی پر! اے ایمان والو تُم بھی ان پر دُرود بھیجو اور خوب سلام بھیجا کرو۔

مصطفےٰ جانِ رحمت پہ لاکھوں سلام

marfat.com

زندگی کے سو رنگ ہیں۔ یہ چمکتی ہے کبھی نیّر تاباں بن کر۔ کبھی مہر درخشاں ہو کر۔ اور کبھی مہ منوّر کا رُوپ دھار کے۔ یہ برستی بھی ہے کبھی بارانِ رحمت بن کر۔ کبھی ابر کرم ہو کے اور کبھی برسات کا رُوپ دھار کر۔ یہ بہتی بھی ہے۔ کبھی سیلِ رواں ہو کر۔ کبھی چشمہ صافی بن کر اور کبھی بحر موج کی صورت ہو کر۔ یہ اڑتی بھی ہے کبھی دود ابر بن کر۔۔۔ کبھی نسیمِ سحر ہو کر اور کبھی مُرغِ چمن کا پیکر دھار کر۔۔۔ زندگی جو بھی ہے زندگی جہاں بھی ہے زندگی جیسے بھی ہے زندگی کی اصل ایک ہے وہ جسے اللہ کہتے ہیں وہ جسے خدا کہتے ہیں وہ۔ جس کی صفتیں اس کے حیّ ہونا اور قیّوم ہونا ہے۔ وہ جیتا خدا وہ زندہ الہ وہ حیّ اور وہ قیّوم صرف اتنا ہی نہیں کہ زندہ ہے زندگی نواز بھی ہے اور حیات آفریں بھی۔ اس زندہ خدا کا جلوہ لازوال ﷺ اسکے زندہ ہونے کی برہان باکمال بس ایک ہی ہے۔ وہ جس پر زندہ دُرود پڑھتے ہیں۔ وہ خود دُرود پڑھتا ہے۔۔۔ اس کی ذات دُرود پڑھتی ہے۔۔۔ اس کی صفتیں دُرود پڑھتی ہیں۔۔۔ زندگی دُرود پڑھتی ہے۔۔۔ روشنی دُرود پڑھتی ہے۔۔۔ رحمت دُرود پڑھتی ہے۔۔۔ حُسن دُرود پڑھتا ہے۔۔۔ دن اور راتیں دُرود پڑھتے ہیں۔۔۔ ارض و سماء دُرود پڑھتے ہیں۔۔۔ اِنس و مَلک دُرود پڑھتے ہیں۔۔۔ ارادے دُرود پڑھتے ہیں۔۔۔ نیّتیں دُرود پڑھتی ہیں۔۔۔ جب خالق دُرود پڑھتا ہے تو عرش تا فرش مخلوق دُرود پڑھتی ہے۔۔۔ ضرور بالضرور پڑھتی ہے۔۔۔۔۔

مصطفیٰ جانِ رحمت پہ لاکھوں سلام

☆ یٰاَیُّھَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوا اسۡتَجِیۡبُوۡا لِلّٰہِ وَ لِلرَّسُوۡلِ اِذَا دَعَاکُمۡ لِمَا یُحۡیِیۡکُمۡ

ترجمہ: اے ایمان والو! اللہ تعالیٰ اور رسول ﷺ کے بلانے پر (فوراً) حاضر ہو جاؤ جب تمھیں رسول ﷺ اس چیز کی طرف بلائیں جو تمھیں زندہ کر دے گی

اس کارگاہِ حیات میں پائی جانے والی ہر چیز کی ایک شناخت ہے کوئی رنگ سے پہچانا جاتا ہے اور کوئی بُو سے، کوئی روشنی سے جانا جاتا ہے اور کوئی اندھیرے سے۔ آگ کی دلیل دھواں ہے۔۔۔ دھوپ کی شناخت چمک ہے۔۔۔۔ پھول کا تعارف خُوشبو ہے۔۔۔۔ آسمان کا تشخص بلندی ہے۔۔۔۔ دریا کا امتیاز روانی ہے۔۔۔ زندگی کا لمس حرکت ہے۔۔۔۔ صبح کا نشاط بادِ سحری میں ہے اور شام کا حُسن رنگ شفق میں مضمر ہے۔۔۔ ہر چیز کسی چیز سے پہچانی جاتی ہے۔ لیکن اگر کوئی چاہے کہ ذرے تابناک ہوں خالق کی معرفت سے۔ ماحول

marfat.com

ضوفشاں ہو توحید کے عرفان سے اور ذہن میں سوال ابھرے کہ اسے جانا جائے تو کیسے؟ اُسے پہچانا جائے تو کیونکر۔۔۔۔۔؟ اس تک رسائی ہو تو کس کا دامن تھام کر۔۔۔۔؟ شاید کائنات کی ہر چیز اس کے حُسن ازل کو دیکھنے کا آئینہ ہے۔ لیکن یہ سب دلیلیں گونگی ہیں بولتی دلیل، ناطق دلیل اور صفاتِ خداوندی کی تلاوت کناں دلیل بس ایک ہی ہے۔۔ جو دیکھیں تو نظر دلیل، جو بولیں تو لب لرزاں دلیل۔۔۔۔ جو جھکے تو سجدۂ بے تاب دلیل۔۔۔۔ ہاتھ لہرائیں تو رحمتیں برسیں۔۔۔۔ قدم اٹھائیں تو روشنیاں پھوٹیں۔۔۔۔ لحظہ لحظہ دلیل لمحہ لمحہ برھان۔۔۔ نظر نظر فیض، ڈگر ڈگر انقلاب، موڑ موڑ عرفان، انہیں مہتاب نہ کہیئے انہیں خورشیدِ درخشاں سے تعبیر نہ کیجئے انہیں سرورِ بادہ کا استعارہ بھی قرار نہ دیجئے یہ بوئے عمل بھی نہیں یہ کرنِ ضوفگن بھی نہیں۔۔۔۔ یہ سب تو ان کے پاؤں سے اٹھنے والی دھول بھی نہیں بن سکتے۔۔۔ یہ محمد ﷺ ہیں یہ احمد ﷺ ہیں، یہ رسولِ نور ہیں اور پیغمبرِ رحمت ہیں۔

دُرود اُن پر سلام اُن پر

اُن کے نام پر دُرود اُن کے کام پر دُرود
اُن کے اسم پر دُرود ان کے جسم پر دُرود
اُن کے قال پر دُرود ان کے حال پر دُرود
خفتاں دُرود افتاں دُرود
پیچاں دُرود لرزاں دُرود
اوّل دُرود آخر دُرود
ظاہر دُرود باطن دُرود
دُرود اُن پر سلام اُن پر

مصطفےٰ جانِ رحمت پہ لاکھوں سلام

marfat.com

☆☆ یٰۤاَیُّهَا النَّاسُ قَدْ جَآءَكُمْ بُرْهَانٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَاَنْزَلْنَاۤ اِلَیْكُمْ نُوْرًا مُّبِیْنًا

ترجمہ: اے لوگو بے شک تمھارے پاس تمھارے ربّ کی طرف سے مستحکم دلیل آ گئی اور ہم نے تمھاری طرف چمکتا ہوا نور اتارا۔

شے وہ ہے جسے کائنات کے قادر و مالک اللہ نے چاہا ہو اس نے بنایا ہو اور ڈھالا ہو اور ہر وہ چیز جو بنی ہے ڈھلی ہے وہ عناصر کی ترکیب ہی سے بنی ہے ڈھلی ہے اور تخلیقات کے عناصر ترکیبی لطائف بھی ہو سکتے ہیں اور کثیف بھی ہو سکتے ہیں اور اس میں بھی شک نہیں کہ لطافت اور کثافت کے تخلیقی امتزاج ہی سے ''حُسن'' ترکیب پاتا ہے لیکن بعض تخلیقات ایسی ہوتی ہیں جو جس رنگ میں ہوں۔۔ جس سمت بڑھ رہی ہوں۔۔۔ جس صورت میں دکھائی دے رہی ہوں اور جہاں بھی پائی جائیں وہ نور ہی نور ہوتی ہیں اس لئے کہ وہ نور سے ہوتی ہیں اور ان کی تخلیق میں نور ہی کا ارادہ کامل پایا جاتا ہے وہ چونکہ نور ازلی کا پرتو ہوتی ہیں اس لئے وہ متحرک ہوں تو حرکت نور ہوتی ہیں وہ متلون ہوں تو رنگ نور ہوتا ہے اور وہ متشخص ہوں تو شخصیت نور ہوتی ہے۔ انہیں دیکھنے کے لئے وہ آنکھیں درکار ہوتی ہیں جنہیں کشتۂ عشق ہونے کا شرف حاصل ہوا ہو وہ دل درکار ہوتے ہیں جو تجلّی گاہِ معرفت ہوں آنکھیں خود کثیف ہوں تو ان کے وجود اطہر کی لطافت تک رسائی ممکن نہیں ہوتی اس لئے انہیں دیکھنے کے لئے ضروری ہوتا ہے کہ دل دھوئے جائیں، دماغ صاف کئے جائیں، روحیں اجالی جائیں، نورِ حق کا لباس پہنا جائے۔ روشنیوں کے ماحول پیدا کئے جائیں اوّل نور آخر نور، ظاہر نور باطن نور، پھر دیکھو انہیں جہاں چاہو، جس طرح چاہو، جس رنگ میں چاہو، جدھر چاہو، وہ نور ہوں گے، نور ہی نور ہوں گے، دہن نور، ذقن نور، نام نور، کام نور، رات نور، دن نور، بدن نور، جسد نور، مکاں نور، مکین نور : بات نور، حیات نور، سیرت نور، صورت نور، خلق نور، خُلق نور، وہ پیکر رکھتے ہیں لیکن ایسا کہ اس پر کبھی مچھر اور مکھی بھی نہیں بیٹھی، وہ سنتے بھی ہیں اور دیکھتے بھی ہیں لیکن نور کے کانوں سے اور نور کی آنکھوں سے جو دیکھتی بھی ہیں، نوازتی بھی ہیں، دھوتی بھی ہیں اور تقدیر بدل بھی ثابت ہوتی ہیں۔ وہ لباس بھی پہنتے ہیں لیکن وہ لباس جسے جنّت کی سادہ حوروں نے ملکر فردوسی ریشوں سے بُنا ہو۔ وہ چلتے بھی ہیں لیکن زمین جیسے انہی کے لئے بچھی ہو اور ستارے جیسے انہی کی خاک پا سے پیدا ہوئے ہوں۔

marfat.com

مہدِ نور میں پلنے والے
پیکرِ نور کو
نور سلام کہتا ہے
روشنی سلام کہتی ہے
اجالے سلام کہتے ہیں
مہر و ماہ سلام کہتے ہیں
خوشبو سلام کہتی ہے
رنگِ حُسن سلام کہتے ہیں
ان کے چہرہ والضحیٰ
ان کے زلفِ اذا سجیٰ
ان کی نظر ما طغیٰ
ہر رنگ اور ہر ادا کو
نغمے سلام کہتے ہیں
گیت سلام کہتے ہیں
نثر سلام کہتی ہے
شعر درود پڑھتا ہے
سسکتی تمنائیں درود پڑھتی ہیں
عشق بے چارہ
لب بستہ
پابستہ

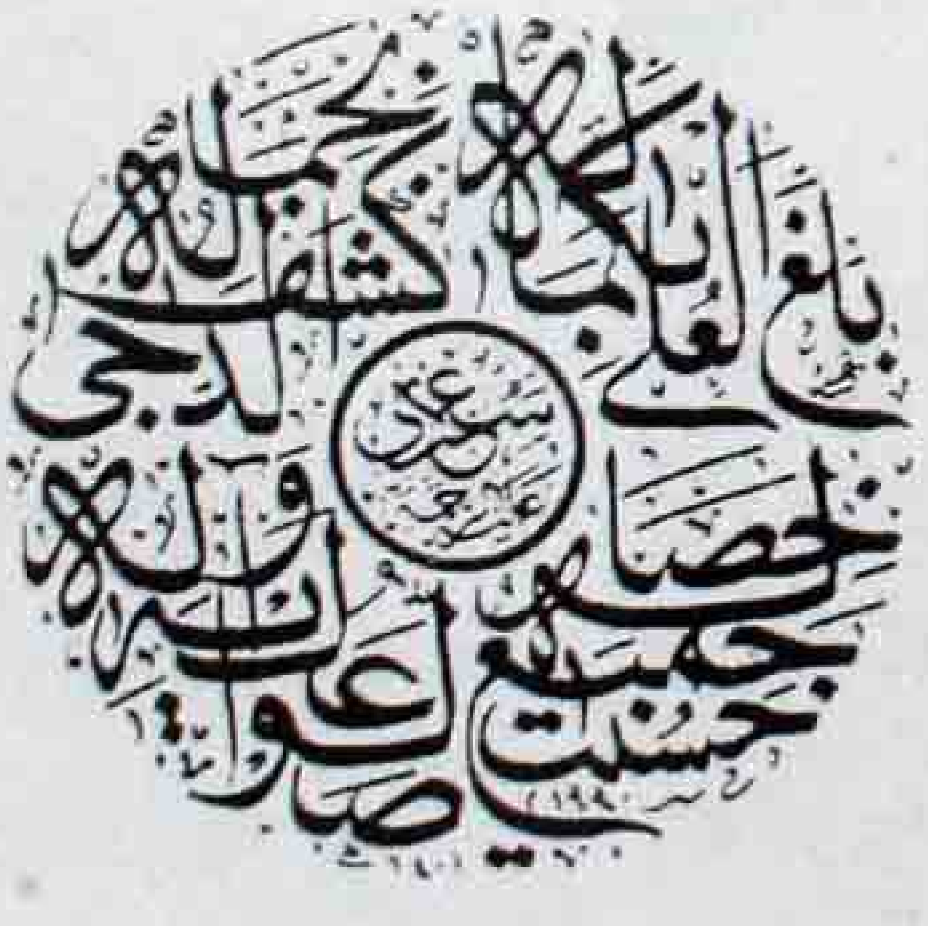

marfat.com

نگہہ بستہ

سلام کہتا ہے

درود پڑھتا ہے

مصطفیٰ جانِ رحمت پہ لاکھوں سلام

☆ قَدۡ جَآءَکُمۡ مِّنَ اللّٰهِ نُوۡرٌ وَّ کِتٰبٌ مُّبِیۡنٌ ط یَهۡدِیۡ بِهِ اللّٰهُ مَنِ اتَّبَعَ رِضۡوَانَهٗ سُبُلَ السَّلٰمِ وَ یُخۡرِجُهُمۡ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَی النُّوۡرِ بِاِذۡنِهٖ وَ یَهۡدِیۡهِمۡ اِلٰی صِرَاطٍ مُّسۡتَقِیۡمٍ O

ترجمہ: جلوہ گر ہوا تمہارے پاس اللہ کی طرف سے نور اور روشن کتاب، اللہ اس کے ذریعے سلامتی کی راہوں پر لاتا ہے ان لوگوں کو جو اس کی رضا کے طالب ہیں اور اپنے ارادے سے انہیں تاریکیوں سے نکالتا ہے نور کی طرف اور سیدھی راہ کی طرف انہیں ہدایت کرتا ہے۔

وحی روشنی ہے اور الہامی رہنمائی جادۂ حق اور صراطِ مستقیم ہے۔ اس راہ پر چلنے والوں کو تربیت کا پہلا درس علم اور جستجو کا دیا جاتا ہے "علم" کو منزل سمجھنا، تعلیم کو راحتِ جاں تصور کرنا، سیکھنے کو دولتِ دل کا درجہ دینا، جستجو کو نسیمِ راحت فضا کا جھونکا جاننا، متلاشیانِ حق و حقیقت کا منشورِ حیات ہوتا ہے۔ یہ دیوانگانِ عشق جہالت کے دشمن ہوتے ہیں۔ ان کی زندگی کا لمحہ لمحہ اور لحظہ لحظہ نورِ علم کی آتشیں کرنوں سے جگمگا رہا ہوتا ہے لیکن جامد پتھروں، جلتے کوئلوں، بہتی ندیوں ایستادہ پہاڑوں افتادہ کھیتوں، درخشاں ستاروں، متحرک سیاروں، سنسان راتوں ستم کیش رُتوں کو اپنا معلم و مرشد تسلیم نہیں کرتے۔ ان کا عزم و ہمت اس سرچشمہ ہدایت تک رسائی حاصل کرنا چاہتا ہے

marfat.com

جس کا فیض آب حیات سے بڑھ کر زندگی بخش ہو۔ وہ ڈھونڈتے ہیں اور تلاش کرتے ہیں سرگرداں پھرتے ہیں۔ وہ اپنے نشتر طلب سے جمادات، نباتات، حیوانات اور کائنات کا دل چیرتے ہوئے ان زندہ اور عظیم انسانوں کی صف کے سامنے جا کھڑے ہوتے ہیں۔ایسے عظیم لوگ جو نبوت اور رسالت کا تاج سر پر رکھے ہوتے ہیں۔ان میں بھی ایک ذات ایسی ہے گویا سب نبی اور رسول ان کا طواف کر رہے ہوتے ہیں۔ان کے سینۂ ہمہ داں سے " علّمك مالم تكن تعلم " کے جلوے پھوٹ رہے ہوتے ہیں۔ وہ کیا ہے جو وہ نہیں جانتے؟ وہ کیا ہے جو انہوں نے نہیں دیکھا؟ وہ کیا ہے جس تک ان کی رسائی نہیں؟ وہ خدا نہیں، معبود نہیں لیکن مقصود ایسا کہ جو ان تک نہ پہنچے وہ کافر منکر ٹھہرے۔ وہ بولے تو شہر گل کی ہر پتی خوشبوئیں سمیٹے۔ وہ سوچیں تو آسمان علم پر ستارے درخشاں ہوں۔ وہ چلے تو ارض علم پر سورج دوڑیں۔ وہ بیٹھیں تو زاویۂ علم سے بجلیاں لرزیں۔ وہ مانگیں تو ارض و سماء ان کے ہاتھوں کی لکیروں پر فدا ہوں۔

وہ کہ معلّم کائنات ٹھہرے
وہ کہ مرشد کائنات ٹھہرے
وہ کہ رحمتِ حیات ٹھہرے
وہ کہ رشکِ حیات ٹھہرے
ان کے علم پر دُرود
ان کے حلم پر دُرود
ان کی عطا پر دُرود
ان کی سخا پر دُرود

صلی اللہ علیہ وسلم

مصطفیٰ جانِ رحمت پہ لاکھوں سلام

☆ اِقْرَا بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِىْ خَلَقَ O خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ O اِقْرَا

marfat.com

وَرَبُّكَ الْأَكْرَمُ ۝ الَّذِىْ عَلَّمَ بِالْقَلَمِ ۝ عَلَّمَ الْاِنْسَانَ مَا لَمْ يَعْلَمْ ۝

ترجمہ! (اے محبوب) پڑھیے اپنے رب کے نام سے جس نے پیدا کیا خونِ بستہ سے انسان کو بنایا۔ آپ پڑھیں آپ کا رب ہی سب سے زیادہ کریم ہے جس نے قلم سے (لکھنا) سکھایا، انسان کو سکھایا جو (وہ) نہ جانتا تھا۔

بزم ہستی میں بہت لوگ آئے۔ ہر آنے والے کی شان چشم انسانیت نے بصد احترام ملاحظہ کی۔ نالہ آدم بھی اٹھا۔۔۔ گریۂ یعقوب نے بھی آنکھوں کو تڑپایا۔۔۔ زبور داؤد نے بھی مستیاں بانٹیں۔۔۔ حُسن یوسف نے سماں باندھے۔۔۔ اعتقادِ ابراہیم نے زندگی کے خاکوں میں رنگ بھرا۔۔۔ اطاعتِ اسمٰعیل نے تزدین ادب کا سہرا باندھا۔۔۔ تبلیغ عیسیٰ نے اخلاق کے قرینے لکھے۔۔۔ لیکن جب تک وہ نہ آئے تھے شرافت تڑپ رہی تھی۔۔۔ انسان انسان کا خدا بنا ہوا تھا۔۔۔ حکمرانوں کو مسجود تصوّر کیا جاتا تھا۔ قتل وغارت کی گھمبیر تاریکیاں چارسُو چھائی ہوئی تھیں۔ بچیوں کو زندہ درگور کرنے کی مکروہ رسمیں جاری تھیں۔ انسان درندوں کی طرح ایک دوسرے کو کاٹتے پھرتے تھے۔ دفعتاً وہ تشریف لائے۔ شبِ تیرہ وتار کی چھاتی پر جیسے کسی نے چراغ ضوفگن کر دیا ہو۔ چارسُو روشنیاں پھیلیں۔ اضطراب، تشویش میں گرفتار انسانیت مسکرائی۔ یاس وقنوطیت کے غبار سے اَٹے ہوئے چہرے امید کے نور سے دھل گئے۔

وہ آئے بصد شان وشوکت

وہ چمکے بصد ناز و ادا

وہ چھائے بصد عجز و نیاز

وہ روئے تو عرش لرزا

وہ مسکرائے تو جہاں چمکا

وہ بولے تو غنچے چٹکے

ہاتھ اٹھا تو مہ کا کلیجہ چر گیا

marfat.com

قدم بڑھا تو لاہوت جھک گیا

رکوع میں گئے تو عشق کی پیشانی پر پسینہ آ گیا

سجدے میں گرے تو جذب وجنون کے ہوش اُڑ گئے

جذبۂ نوح سلام پڑھتا ہے

صبرِ ایوب سلام پڑھتا ہے

دردِ ابراہیم سلام پڑھتا ہے

عشقِ اسمٰعیل سلام پڑھتا ہے

حُسن یوسف سلام پڑھتا ہے

رحمت رنگ سلام پڑھتا ہے

مدام پڑھتا ہے

مصطفیٰ جانِ رحمت پہ لاکھوں سلام

☆ وَاِذْ اَخَذَ اللّٰہُ مِیْثَاقَ النَّبِیّٖنَ لَمَآ اٰتَیْتُکُمْ مِّنْ کِتٰبٍ وَّ حِکْمَۃٍ ثُمَّ جَآءَ کُمْ رَسُوْلٌ مُّصَدِّقٌ لِّمَا مَعَکُمْ لَتُؤْمِنُنَّ بِہٖ وَلَتَنْصُرُنَّہٗ ط قَالَ ءَ اَقْرَرْتُمْ وَ اَخَذْتُمْ عَلٰی ذٰلِکُمْ اِصْرِیْ ط قَالُوْٓا اَقْرَرْنَا ط قَالَ فَاشْھَدُوْا وَ اَنَا مَعَکُمْ مِّنَ الشّٰھِدِیْنَ ۝

ترجمہ: اور (اے محبوب یاد کیجئے) جب اللہ نے پیغمبروں سے ان کا عہد لیا کہ جو میں تم کو کتاب اور حکمت دوں پھر آئے تمہارے پاس (عظمت والا) رسول ﷺ تصدیق کرنے والا اس چیز کی جو تمہارے ساتھ ہو تو ضرور ضرور تم اس پر ایمان لانا اور ضرور ضرور اس کی مدد کرنا۔ فرمایا کیا تم نے اقرار کیا اور اس پر میرا بھاری عہد قبول کیا؟ سب نے کہا ہم نے اقرار کیا فرمایا پس گواہ رہنا اور میں خود تمہارے ساتھ گواہوں میں ہوں۔

marfat.com

یونٹ 3۔ (ج)

نعت اور آدابِ نعت

تحریر:۔

پروفیسر ڈاکٹر حافظ محمد طفیل

صدر شعبہ اسلامی امور،

بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی اسلام آباد

marfat.com

مولای صل وسلم دائما ابدا

علی حبیبک خیر الخلق کلہم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تو آن شہبازِ قصرِ لامکانی

باشکالِ تعیّنہا خرامی

بمن یکجرعہ از دردِ دل بخش

ز سوزِ حافظ و سعدی و جامی

حضرت خواجہ غلام سدید الدین معظمی رحمۃ اللہ علیہ

فہرست

صفحہ

یونٹ کے مقاصد

1۔	نعت اور آدابِ نعت	241
2۔	آدابِ نعت	248
3۔	عشقِ رسول ﷺ	250
4۔	حفظِ مراتب	250
5۔	ادب واحترام	251
6۔	نعت میں انتخابِ الفاظ	251
7۔	نعت پڑھنے کے آداب	252
8۔	نعت سننے کے آداب	253

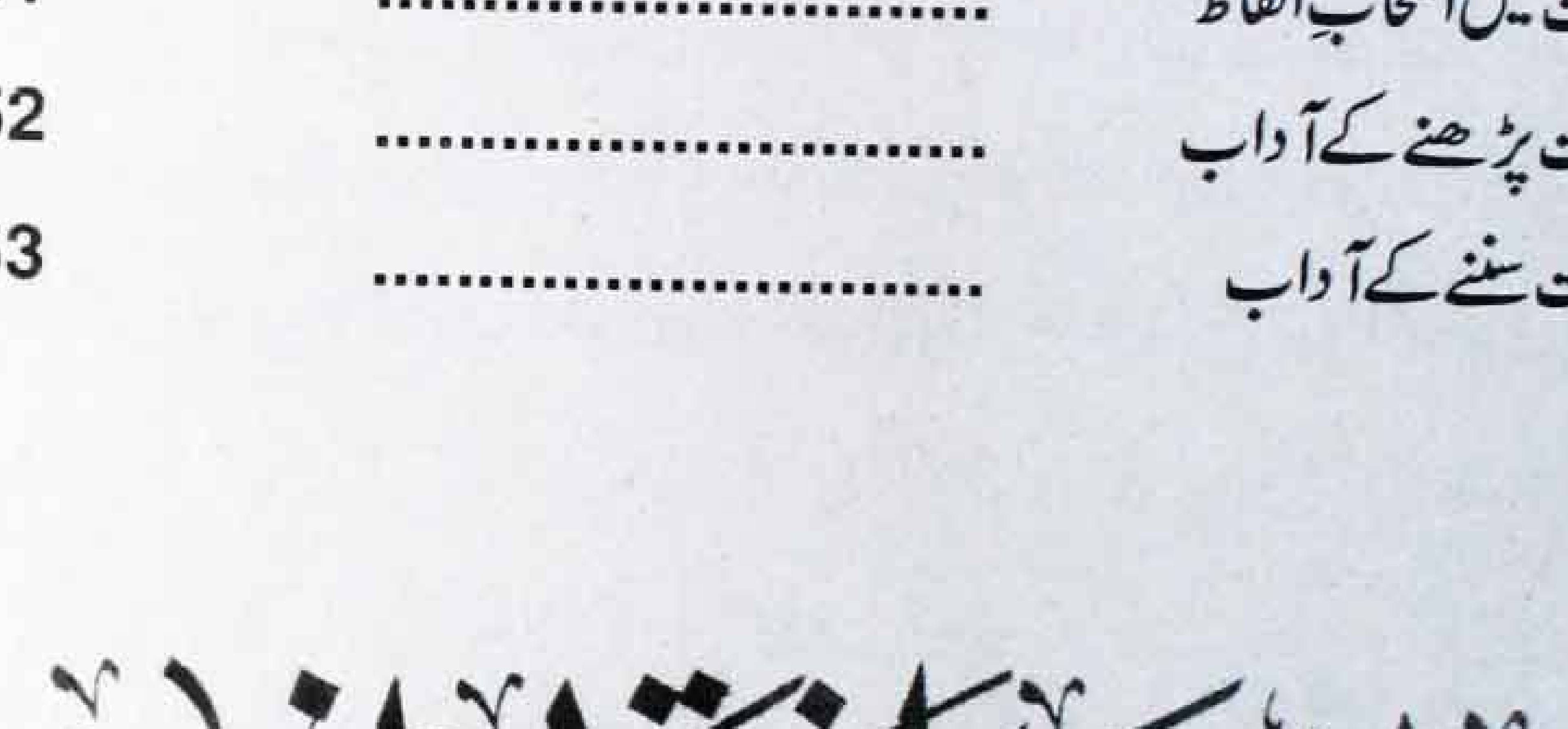

marfat.com

انک لعلی خلق عظیم

یونٹ کے اس حصہ کے مطالعہ کے بعد آپ اس قابل ہو جائیں گے کہ :۔

۱۔ نعت کے لغوی اور اصطلاحی مفہوم سے آگاہ ہوسکیں۔

۲۔ نعت نگاری، نعت خوانی اور نعت سننے کے آداب سے واقف ہوں۔

۳۔ نعت خوانی اور نعت سُن کے اپنے دلوں میں ادب واحترامِ مصطفوی کے جذبات ابھاریں۔

۴۔ اطاعتِ خداوندی اور اطاعتِ رسول ﷺ کی حقیقی دولت سے مالامال ہوں۔

۵۔ نعت کے ذریعے اپنے دلوں میں محبت الٰہیہ اور محبت رسول ﷺ کے چراغ روشن کریں۔

وصف جس کا ہے آئینۂ حق نما

اُس خدا ساز طلعت پہ لاکھوں سلام

احمد رضا بریلوی علیہ الرحمہ

marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نعت اور آدابِ نعت

نعت کیا ہے؟

انسان باہم مل کر زندگی بسر کرتے ہیں۔ ایک دوسرے کے دُکھ درد میں شریک ہوتے ہیں۔ ایک فریق دوسرے کو کچھ سکھاتا ہے جبکہ دوسرا گروہ سیکھنے سکھانے سے بے نیاز ہو کر، نفع ونقصان سے بالاتر سوچ لئے اور اپنے پرائے کا فرق کئے بغیر ہر انسان سے محبت، انسیت، شفقت اور احترام بھرا سلوک کرتا ہے، جو اس امر کا غماز ہے کہ انسان سے خوشگوار تعلقات، محبت اور اس کی چاہت صرف اس لئے ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی مخلوق اور انسان ہونے کے ناتے سے اشرف المخلوقات ہے۔

ایسے انسان سے محبت کرنا، اس کا احترام بجالانا اور اس کی تعلیمات پر عمل کرنا ایک طبعی تقاضا ہے، جو باعث تخلیق کائنات ہے جو سید الانبیاء والمرسلین ہے، جو سرورِ کائنات ہے، جس کا ذکر شش جہات عالم میں ہے، جس کے سر پر ختم نبوت کا درخشندہ تاج ہے جو کل بھی قائدِ انسانیت تھا اور آج بھی ہے۔ اس کی آمد کی نوید سابقہ انبیاء سناتے رہے۔ جو دعائے خلیل بھی ہے اور نوید مسیحا بھی، صلی اللہ علیہ وسلم۔

میری مُراد دو جہاں کے آقا، انسانوں کے ملجاء وماویٰ، مسلمانوں کے مقتدیٰ اور شفیع یوم جزاء حضرت احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ جن کی محبت شرط ایمان، جن کی اطاعت فریضۂ انس وجان جن کی پیروی سعادت ونجات کی ضمانت اور جن کی محبت پر کائنات کی ہر چیز قربان کی جاتی ہے بلکہ جن کی اطاعت اور محبت و الفت ہی شرط ایمان ہے۔

"لَا یُؤْمِنُ اَحَدُکُمْ حَتّٰی اَکُوْنَ اَحَبَّ اِلَیْهِ مِنْ وَّالِدِهٖ وَ وَلَدِهٖ وَالنَّاسِ اَجْمَعِیْنَ" (بخاری شریف)

تم میں سے کوئی شخص اس وقت تک کامل مسلمان ہو ہی نہیں سکتا، جب تک وہ اپنے والدین، اپنی اولاد اور تمام

marfat.com

لوگوں سے زیادہ مجھے محبوب نہ رکھے“

محبت کے اپنے زاویے' اپنے تقاضے اور اپنے ذرائع اظہار ہوتے ہیں۔ جن میں احترام اطاعت' اپنائیت' چاہت اور والہانہ انسیت سبھی کچھ ہوتا ہے۔ اسی طرح محبت میں طرزِ تکلم اور اظہار رائے کیلئے الفاظ و کلمات' جملوں کی بندش اور پیرائیہ بیان بھی جداگانہ ہوتا ہے اسی انداز میں آقائے دو جہان' مالک انس وجاں اور شفیعِ مجرماں صلی اللہ علیہ وسلم سے اظہارِ محبت اور رشتۂ الفت کے بیان کا نام ”نعت“ ہے۔ جس کا خمیر ایمان کی روشنی' محبت کی چاشنی' اطاعت کی دلنشینی اور سرکار دو جہاں کی ذات سے تعلق کی شہ نشینی سے اُٹھایا گیا ہے۔ جو سدا بہار بھی ہے اور تر و تازہ بھی۔ نعت ماضی حال اور مستقبل کے زاویوں سے ماوراء ہے۔

اس کائنات پر غور کیا جائے تو اس میں اظہارِ محبت اور نذرانہ عقیدت پیش کرنے کے بہت سے طریقے ہیں۔ جن میں حمد' نعت' مدح' ثناء' منقبت' وصف' تعریف اور قصیدے جیسی اصناف سخن شامل ہیں۔ ان میں سے کچھ خالق کی توصیف کیلئے خاص ہیں، تو کچھ مخلوق کی تعریف کیلئے۔ ان میں نعت ایک ایسی صنف سخن ہے جو خالق کے محبوب اور خلق کے آقا ﷺ کیلئے مخصوص ہے۔ جو اس ہستی سے تعلق کا اظہار ہے۔ جس کی زبان سے نکلا ہوا ہر لفظ وحی خدا ہے اور جس کا اسوۂ حسنہ قرآنی احکام کی عملی تفسیر ہے۔

نعت عربی زبان کا لفظ ہے، جو ”ن ع ت“ کا مجموعہ ہے۔ یہ لفظ کسی انسان یا چیز کا وصف بیان کرنے کیلئے استعمال کیا جاتا ہے۔ عام ازیں کہ وہ وصف محمود ہو یا مذموم، یہ لفظ اس وقت استعمال ہوتا ہےجب کسی چیز کے وصف میں مبالغہ ظاہر کرنا مقصود ہو۔ اسی طرح حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اوصاف و کمالات اور شمائل و خصائص بیان کرنے کو بھی ”نعت“ کہا جاتا ہے۔ جیسے کہ آپ کی ”نعت“ بیان کرنے والا کہتا ہے۔

لَمْ اَرَ قَبْلَهٗ' وَلَا بَعْدَهٗ' مِثْلَهٗ' ”میں نے آپ سے پہلے اور آپ کے بعد آپ جیسا کوئی انسان نہیں دیکھا“۔

مشہور ماہر لغت ابن سیدہ کا بیان ہے کہ ہر عمدہ اور بہترین چیز کو نعت کہا جاتا ہے جو چیز خود بھی بہت خوب ہو اور اس کے وصف میں مبالغہ کرنا مقصود ہو۔ اور امام لغت ازہری کا قول ہے کہ نعت کا لفظ اس گھوڑے کا

marfat.com

وصف یا خوبی بیان کرنے کیلئے بولا جاتا ہے جو بہت ہی خوبصورت ہو اور دوڑ میں سبقت لے جاتا ہو۔ ابن الاعرابی کی رائے ہے کہ نعت کا لفظ اس انسان کیلئے بھی بولا جائے گا جو نہایت خوبرو اور حسن و جمال سے متصف ہو۔

اہل علم نے نعت اور وصف میں نہایت عمدہ فرق بیان کیا ہے وصف خوبی اور خامی دونوں کا مظہر ہوتا ہے۔ جبکہ نعت میں ہر مدح اور خوبی کا عنصر غالب ہوتا ہے۔ چنانچہ ابن اثیر لکھتے ہیں ''نعت کسی چیز کی خوبیوں سے عبارت ہے۔ نعت جسمانی خوبی یا حلیہ بیان کرنے کیلئے مستعمل ہے'' اور ثعلب لغوی کی رائے بھی یہی ہے کہ نعت جسم انسانی کے اوصاف بیان کرنے سے مختص ہے، جبکہ وصف کا استعمال عام ہے۔

عربی لغت اور عربی شعر و ادب کے گہرے مطالعے سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ لفظ ''نعت'' اصطلاحاً اوصافِ حَسنہ اور صفاتِ محمودہ بیان کرنے کیلئے لایا جاتا ہے۔ یہ لفظ کسی شخص یا چیز کے سرسری اوصاف بیان نہیں کرتا بلکہ یہ لفظ کوشش کر کے موصوف میں پائی جانے والی عمدہ صفات واضح کرنے کا مفہوم اپنے دامن میں سموئے ہوئے ہے۔ نیز یہ لفظ اپنی اصل (Origion) کے لحاظ سے بھی اس شخص کیلئے استعمال ہوتا ہے، جو پیدائشی طور پر خوبصورت ہو، عمدہ خصائل اور اخلاق حمیدہ رکھتا ہو اس طرح لفظ ''نعت'' اوصاف کا انتہائی درجہ واضح کرتا ہے چنانچہ واضح رہے کہ ''نعت'' رسولِ اکرم ﷺ کی صفت کو بھی کہتے ہیں۔ اور یہ لفظ اپنی دلالت وضعی اور معنوی خوبیوں کی بناء پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اوصاف حمیدہ بیان کرنے کیلئے اس قبیل کے دوسرے الفاظ سے وقیع تر اور بلیغ تر ہے۔

لفظ ''نعت'' کا اصطلاحی مفہوم متعین کرتے وقت اس حقیقت سے صرف نظر نہیں کیا جا سکتا کہ عربی اور فارسی زبانوں میں یہ لفظ عام مدح اور وصف بیان کرنے کا مفہوم رکھتا تھا جبکہ اس میں نعت رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کا مفہوم بھی شامل تھا۔ تاہم اردو زبان کو یہ سعادت حاصل ہے کہ اس میں یہ لفظ ایک اصطلاح کے طور پر ہی استعمال ہوتا ہے، جس سے آقا و مولیٰ حبیبِ الٰہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مدح ہی مراد لی جاتی ہے۔ چنانچہ ایسی وہ

marfat.com

تمام نظمیں اور نثر پارے۔ جن میں حبیبِ خدا رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت اور عقیدت کا اظہار کیا جائے۔ یا ان کے محاسن و اوصاف بیان کئے جائیں۔ وہ سب نعت کی تعریف میں آتے ہیں چنانچہ مشہور نقاد جناب فرمان فتح پوری کی رائے ہے کہ ''اصولاً آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مدح کے متعلق نظم اور نثر کے ہر ٹکڑے کو نعت کہا جائے گا لیکن اردو و فارسی میں جب نعت کا لفظ استعمال ہوتا ہے۔ تو اس سے عام طور پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی منظوم مدح مراد لی جاتی ہے''۔

''نعت'' کی بہت سی اصطلاحی تعاریف مختلف زبانوں اور ادبوں میں ملتی ہیں۔ ان سب کا احاطہ کرنا ہمارے لئے ممکن نہیں ہے۔ تاہم یہ تعاریف پیش خدمت ہیں۔

1۔ ہر وہ شعر نعت ہے جس کا تاثر ہمیں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات گرامی سے قریب لائے۔ جس میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی مدح ہو' یا حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے خطاب کیا جائے۔ صحیح معنوں میں نعت وہ ہے جس میں محض پیکرِ نبوّت کے صُوری محاسن سے لگاؤ کی بجائے مقصدِ نبوت سے دل بستگی پائی جائے اور جس میں جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم سے صرف رسمی عقیدت کا اظہار نہ کیا جائے بلکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شخصیت سے ایک قلبی تعلق موجود ہو۔ وہ مدح ہو یا خطاب' بالواسطہ ہو یا بلاواسطہ' وہ شعر نظم ہو' قصیدہ ہو' مثنوی یا رباعی ہو' مثلث' مخمس ہو یا مسدس۔ اس سے نعت کی نوعیت میں کوئی فرق نہیں پڑتا۔ یہ تعریف' نعت کو اخلاقی' مذہبی' اسلامی' جہادی اور تاریخی شاعری سے ممتاز کرتی ہے۔

2۔ نعتیہ شاعری وہ ہوگی جس کے شعری پیکر میں حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا کوئی ایسا خفی یا جلی حوالہ موجود ہو' جس کا تاثر ہمیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف لے جائے گویا نعت کیلئے ضروری نہیں کہ اس میں رحمۃ للعالمین محبوب رب العالمین صلی اللہ علیہ وسلم کا اسم گرامی ظاہری طور پر ذکر کیا گیا ہو' یا حضور ﷺ سے متعلقہ امور کا ذکر کیا جائے۔ نعت کے اشعار کی فضا ایسی ہو کہ اس کا تاثر ہمیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات ستودہ صفات آپ ﷺ کے منصب نبوت، آپ ﷺ کے فرائض رسالت' سیرت و سوانح اور جذبہ عشقِ رسول ﷺ کی

marfat.com

طرف لے جائے۔ آپ ﷺ کی عظمت اور انسان کی عبدیت کا درس دے۔

3۔ ہمارے نعتیہ ادب میں بہت سی منظومات ایسی ہیں۔ جن پر نعت کا عنوان نہیں ہوتا۔ ان میں اسمائے رسول، صفاتِ رسول یا متعلقاتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں سے کسی ایک کو زیب عنوان بنایا جاتا ہے مگر ان کی داخلی فضا اور مجموعی تاثر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ہمارے رشتے استوار کرتا ہے۔ ایسی سب منظومات نعت ہیں ادب نعت کا حصہ ہیں۔ چنانچہ علامہ اقبالؒ کی ذوق وشوق، احسان دانش کی دارین وغیرہ کی مثال دی جاسکتی ہے۔ جن کے عنوان اگرچہ غیر نعتیہ ہیں لیکن ان کا موضوع اور مجموعی فضا نعتیہ ہے۔ یہ تین نکات ایک جانب نعتیہ ادب اور نعتیہ شاعری کے حدود و قیود متعین کرتے ہیں تو دوسری طرف ہمیں ان نکات کے مطالعے سے نعت کی اصطلاحی تعریف بھی معلوم ہوتی ہے۔ جو خاتم الانبیاء سرور دوسرا ﷺ کی تعریف وتوصیف سے عبارت ہے چنانچہ اردو ادب میں خصوصاً اور عالمی ادب میں عموماً نعت وہ نظم یا ادب پارہ ہے جو رحمتِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں مرتب کیا جائے اور اردو شعر و ادب اور لغت و زبان میں نعت کے معانی سرکار دو عالم، رحمۃ للعالمین حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی تعریف وتوصیف کیلئے خاص ہے۔ یہ لفظ نہ کسی اور مفہوم کیلئے بولا یا لکھا جاتا ہے اور نہ ہی نعت میں احمد مختار ﷺ کے علاوہ کسی اور کی مدح سرائی کی جاتی ہے۔ بس نعت کیا ہے؟ شفیع الامم صاحب جود و کرم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تکریم و تعظیم وتوقیر وعزت کا اعتراف و اظہار ہے اور بندے کا اپنے آقا کے حضور تحفۂ عقیدت ہے۔

درحقیقت نعت شان رسالت کے ادب و احترام، آپ ﷺ کے اعلیٰ وارفع مقام کا اظہار آپ ﷺ کے شمائل وفضائل کا اعتراف اور آپ ﷺ کی اعلیٰ ذات سے غیر متزلزل اور غیر مشروط محبت، عشق اور وارفتگی سے عبارت ہے۔ جو روحانی بالیدگی کا عمدہ ترین ذریعہ ہے۔ نعت اس جذبہ کی تسکین، اس کے قرب کی لذت اور نسبت کی حقیقت اور اس وابستگی کی عظمت کا نام ہے جو ہر مسلمان کے قلب و وجدان میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے موجزن ہے۔ اور نعت سے وابستہ عاشق رسول کا رتبہ و مرتبہ انسانی اکتساب کی معراج ہے۔

marfat.com

نعت ایک وسیع تر صنفِ سخن ہے جس میں سکڑنے یعنی محدود ہونے اور پھیلنے یعنی وسعت پذیر ہونے کی مکمل گنجائش موجود ہے۔ اگر آپ نعت کے موضوعات کو وصفِ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کے بیان تک محدود رکھیں تو یہ مکمل نعت ہے' نعت کی تعریف اس پر صادق آتی ہے بلکہ حقیقی نعت یہی ہے۔ کیونکہ نعت گوئی' نعت خوانی' نعت سننا اور نعت کو فروغ دینا ایسے امور ہیں جو ایک جانب رسولِ عظیم صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کے اُمتی کے تعلق کو پروان چڑھاتے زائرِ روضہ اقدس کی تڑپ میں اضافہ کرتے اور صوفی باصفا کو فنا فی الرسول ہونے کے ارفع و اعلیٰ مقام تک پہنچانے میں ممد و معاون ثابت ہوتے ہیں۔

دوسری جانب اگر نعت کے مضامین کی وسعت پر غور کیا جائے تو یہ تنوع موضوعات اور بوقلموں مضامین کی حامل صنف سخن ہے۔ جس میں رسالت مآب علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ذکرِ خیر مرکزی مقام کا حامل ہے۔ لیکن نعت میں زندگی کے تمام مسائل و امور کی گہری جھلک ملتی ہے چنانچہ زمان و مکان کی تغیر پذیر صورت حال میں جب محسنِ انسانیت صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت طیبہ کے جدید گوشے اور نئے امکانات ظاہر ہوئے جو آپ ﷺ کے حوالے سے کبھی استمداد کی شکل میں کبھی استغاثہ اور دعا کی صورت میں اور کبھی عرض حال کے پیرائے میں اور کبھی نئے مضامین کی صورت میں نعت کا لافانی جزء بن گئے۔ چنانچہ سماجی' تمدنی معاشرتی' معاشی' سیاسی' تاریخی' اخلاقی اور واعظانہ لاتعداد موضوعات و مضامین نعت آشنا ہو گئے آج کے دور میں نعتوں میں موضوعات کا یہ تنوع اور بوقلمونی بآسانی ملاحظہ کی جا سکتی ہے۔ جیسا کہ ہر محفل نعت میں پیش کی جانے والی نعتوں سے واضح ہوتا ہے۔

رحمتِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت' عشق اور شیفتگی کی بناء پر نعت میں آپ ﷺ کے نعلین پاک' پسینہ مبارک' نقش پا کو بھی نعت کا موضوع بنایا گیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات گرامی سے نسبت اور تعلق رکھنے والی ہر شئے سے اپنا دلی تعلق ظاہر کیا گیا۔ اس وجہ سے نعت میں مدینہ منورہ کی گلیوں' سگانِ کوچہ' خاک راہِ در اقدس سے محبت و عقیدت کا اظہار' روضہ اقدس کی سنہری جالیاں' انہیں بوسہ دینے کی تڑپ' مواجہہ شریف میں حاضری' گنبد خضراء' روضہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور مسجد نبوی کا ذکر نعتیہ ادب میں پوری آب و تاب سے بکثرت ملتا

marfat.com

ہے، جونعت کوزندگی اور وسعت بخشتا ہے۔

روضہ اقدس پر حاضری کی گہری تمنا' ہوا کے ذریعے دو جہان کے والی صلی اللہ علیہ وسلم تک فریاد رسانی' مسجد نبوی میں حاضری' روضہ اقدس پر صلوۃ و سلام پڑھنے کی تڑپ اور تمنا کا اظہار بھی نعت کے مسلسل موضوعات ہیں۔ نیز اپنے سیاہ اعمال کا احساس' گناہوں کی ندامت' اشک خجالت' شفیع المذنبین سے شفاعت کی التجا و امید' اپنے مسائل اور غموں کے مُداوے کیلئے خاصہ خاصانِ رُسُل سے فریاد' خواب میں آقائے دو جہاں ﷺ کے دیدار کی آرزو' مدینہ منورہ میں مر کر دفن ہونے کی تمنا ایسے موضوعات ہیں۔ جو نعت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم میں جا بجا موجود ہیں۔ اور نعت کا لازمی حصہ بن چکے ہیں۔

نعت کی لغوی اور اصطلاحی تعریف' نعت کی ہیئت ترکیبی' نعت میں مضامین اور موضوعات کا تنوع نیز نعتیہ ادب کی کثرت اس امر کے غماز ہیں کہ نعت عاشقِ رسول کا اپنے آقا و مولیٰ' ملجا و ماوی' شفیع المذنبین اور خاتم المرسلین ﷺ کی بارگاہ اقدس میں بصد ادب و نیاز پیش کیا جانے والا ادنیٰ سا ہدیہ عقیدت اور حقیر سا نذرانہ عبدیت ہے اور اس امر کا اعتراف ہے کہ بندہ گنہگار و خطا کار ہے۔ لیکن محسنِ انسانیت ﷺ کا اُمتی ہونے کے حوالے سے اُن کی اطاعت کا امیدوار اور ان کی شفاعت کا خواستگار ہے تا کہ وہ آپ ﷺ کے طفیل آپ ﷺ سے تعلق کے وسیلہ سے اس کائنات کی سعادتوں اور دوسرے جہاں کی نجات اور بخشش سے بہرہ ور ہو کیونکہ نعت رسول ﷺ سے تعلق، رابطے اور گزارش احوال کا مؤثر ترین ذریعہ اور انسانی تمناؤں اور عرض داشتوں کی قبولیت کا وسیلہ ہے۔

صلی اللہ علیہ وسلم

marfat.com

آدابِ نعت

دینی ادب میں نعت کو ایک خاص مقام حاصل ہے۔ نعت مسلمانوں کی جانب سے ان کے محبوب، رحمت عالم اور سرکارِ دو جہاں کی خدمتِ اقدس میں حقیر سا ہدیہ اور نذرانہ ہے۔ اسی طرح عشق رسول ﷺ، محبت رسول ﷺ اور اطاعت کے جذبوں کیلئے تقویت بخشنے والا اِکسیر ہے۔ نعت کا دائرہ اس قدر وسیع ہے کہ عام طور پر ہر مسلمان اس میں حصہ دار ہے۔ ایک طبقہ نعت لکھتا اور نعت نگار کہلاتا ہے۔ دوسرا گروہ نعت پڑھتا اور نعت خواں کے نام سے جانا جاتا ہے۔ تیسری جماعت فروغِ نعت کیلئے کوشاں ہے اور خدامِ نعت کا لقب پاتی ہے۔ جبکہ عام مسلمان نعت سنتے ہیں اس سے اثر قبول کرتے ہیں۔ اسے اپنی مناجات یا کیفیت احوال تصور کرتے ہیں۔ نعت ان ہی کیلئے ترتیب پاتی اور ان ہی کے جذبوں کو تسکین بخشتی اور مہمیز لگاتی ہے۔

یہ حقیقت بھی کسی سے مخفی نہیں کہ نعت لکھنے، پڑھنے، اُسے فروغ دینے اور نعت سننے کے کچھ تقاضے، کچھ آداب اور کچھ اصول و قواعد ہیں۔ کیونکہ اصناف شعر میں نعت ہر پہلو سے ایک مشکل اور محترم صنف سخن ہے۔ اس کے اپنے تقاضے، اپنا تقدّس اور اپنا احترام ہے۔ نعت میں نبوت و الوہیت کا فرق ملحوظ رکھنا، خیر البشر سید الانبیاء والمرسلین کے ادب و احترام کا خاص اہتمام کرنا، نعت کے الفاظ ہیئت ترکیبی، مضامین اور طرز ادا کو سوقیانہ پن اور عامیانہ انداز میں لکھنے پڑھنے اور سننے سے بچانا ہے۔ نعت کے میدان میں چونکہ انسان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عظیم ہستی کا ذکر کرتا ہے، اس لئے اُن کے مقام و مرتبہ، منصبِ رسالت اور ختم نبوت کے بلند ترین مرتبہ کو ملحوظ رکھنا ایسے چند تقاضے ہیں جو نعت کو بذاتِ خود حسّاس اور نازک بنا دیتے ہیں۔ اس حقیقت کا اعتراف اور نعت کی نزاکت کا احساس اہل علم کو بھی شدت سے رہا ہے۔

امام اہل سنّت مولانا احمد رضا بریلوی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں۔ حقیقتاً نعت شریف لکھنا بہت مشکل کام ہے جس کو لوگ آسان سمجھتے ہیں۔ اس میں تلوار کی دھار پر چلنا ہے۔ اگر شاعر بڑھتا ہے تو الوہیت میں پہنچ جاتا ہے اور کمی کرتا ہے تو تنقیص ہوتی ہے۔ البتہ حمد آسان ہے کہ اس میں راستہ صاف ہے، جتنا چاہے بڑھ سکتا ہے۔ غرض حمد میں اس جانب اصلاً کوئی حد نہیں اور نعت شریف میں دونوں جانب حد بندی ہے"۔

marfat.com

اسی طرح مجید امجد کی رائے ہے کہ ''حقیقت یہ ہے کہ جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کی تعریف میں ذرا سی لغزش نعت کو حدود کفر میں داخل کر سکتی ہے جبکہ ذرا سی کوتاہی مدح کو قدح میں بدل سکتی ہے۔ ذرا سا شاعرانہ غلو ضلالت کے زُمرے میں آ سکتا ہے جبکہ ذرا سا عجز بیاں اہانت کا باعث بن سکتا ہے۔''

یہ دونوں اقتباسات اس حقیقت سے عبارت ہیں کہ نعت غلو سے پاک' حقیقت واقعہ کے عین مطابق' سرکار دو عالم کی شان کے عین مطابق ہو۔ نعت کے جملہ امور اور پہلوؤں میں ادب واحترام کا خصوصی اہتمام کیا گیا ہو۔ چنانچہ کیا خوب کہا جاتا ہے کہ ''باخدا دیوانہ باش با محمد ہوشیار'' انسان اللہ تعالیٰ سے تعلق استوار کرتے وقت اپنی دیوانگی اور جنونیّت کا اظہار کر سکتا ہے کہ وہ ستار العُیُوب اور غفّار الذُّنُوب ہے لیکن ختمی مرتبت صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور حاضر ہوتے وقت عقل وخرد اور علم ودانش کا دامن تھامنا پڑتا ہے کیونکہ

ادب گاہیست زیر آسمان از عرش نازک تر
نفس گم کردہ می آید جنیدؒ و بایزیدؒ ایں جا

''آسمان تلے ایک ایسی ادب گاہ ہے۔ جو عرش سے بھی زیادہ حساس اور نازک ہے۔ جنید بغدادی اور بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہما جیسے بلند پایہ صوفی' بزرگ اور شعراء بھی اس مقام پر دم بخود ہو جاتے ہیں۔'' اس لئے صنف نعت سے وابستہ ہر طبقہ کیلئے ضروری ہے کہ وہ اس کے تقاضے پورے کرے اور اس کے آداب ملحوظ رکھے۔ صنف نعت سے وابستہ تمام طبقوں' نعت نگار' نعت خواں' مبلّغ نعت اور سامع نعت کیلئے الگ الگ آداب ہیں۔ جن کا پوری طرح احاطہ مکمل طور پر ممکن نہیں تاہم اس موضوع پر چند نکات پیش خدمت ہیں جو سب طبقوں کیلئے عمومی رہنمائی فراہم کرتے ہیں۔

(ا) نعت لکھنے کے آداب

اللہ تعالیٰ نے قرآن حکیم میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نعت بیان کی ہے۔ قرآن حکیم کی بہت سی آیات یہ موضوع بیان کرتی ہیں۔ خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نظم ونثر میں اپنے اوصاف حمیدہ بیان کئے ہیں۔ صحابہ کرام' تابعین' اتباع تابعین نیز امت مسلمہ کے ہر دور کے اہل علم ودانش نے میدان نعت میں اپنا اپنا حصہ ڈالا ہے اور یہ عمل تاقیامت جاری رہیگا۔ اس لئے ضروری ہے کہ نعت گو شعراء نعت نگاری کے تقاضے ملحوظ رکھیں۔

marfat.com

(الف) عشقِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم

رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم سے عشق ومحبت، والہانہ لگاؤ اور شیفتگی نعت نگاری میں بنیادی پتھر کا درجہ رکھتے ہیں۔ شاعر میں یہ اوصاف جس قدر مکمل ہوں گے، اسی قدر اس کی شاعری کیف واثر سے بھرپور ہوگی کیونکہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت ہی دین حق کی شرطِ اول ہے۔ اگر کسی شاعر کے قلب ووجدان پر محبت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا غلبہ نہیں تو کیفیت انگیز نعت نہیں لکھی جاسکتی۔ چنانچہ نعت نگاری کے میدان میں اُنہی خوش نصیبوں کو شرف قبولیت حاصل ہوا جنہوں نے اپنے دل محبت محبوب الٰہی سے سرشار کئے۔ اور نعت کو عشق نبی اور محبتِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اظہار کا ذریعہ بنایا۔

کامیاب نعت گوئی کیلئے جس سوز وگداز، تڑپ اور جاذبیت کی ضرورت ہوتی ہے اس کا مصدر ومنبع عشق رسول ہی ہے۔ چنانچہ بہت سی نعتوں میں سے جو چیز کسی نعت کو ممتاز ومنفرد مقام عطا کرتی ہے وہ شاعر کے دل کا سوز وگداز ہی ہے اور عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں سرشاری کا مرتبہ ہے۔ نعت میں جب عشق والفاظ ہم رکاب ہوتے ہیں تو وہ نعت ایسی نعت ہوتی ہے جو قاری اور سامع کے قلب وروح کو معطر کرتی ہے اور مشام جان بن جاتی ہے۔ اور عوام وخواص سے قبولیت کی سند حاصل کرتی ہے۔

(ب) حفظ مراتب

نعت نگار کے لئے ضروری ہے کہ وہ حدود شریعت کی پاسداری کرے۔ الوہیت اور نبوت کے فرق کو ملحوظ رکھے۔ اور حفظ مراتب کرے۔ آپ ﷺ کی شان بیان کرتے وقت اس طرح مبالغہ نہیں کرنا چاہئے کہ خدا اور رسول ﷺ میں فرق ملحوظ نہ رہے اور خالق ومخلوق یکجا دکھائی دیں۔ جیسا کہ نصاریٰ نے کیا۔ اس باب میں خود صاحب لولاک صلی اللہ علیہ وسلم کی تنبیہ ان الفاظ میں موجود ہے۔

"مجھے حد سے نہ بڑھاؤ جیسا کہ نصاریٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ساتھ کیا۔ میں تو خدا کا بندہ اور اس کا رسول ہوں۔ مجھے اللہ کا بندہ اور اس کا رسول ہی کہو"۔

marfat.com

(ج) ادب واحترام

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے عشق ومحبت اور قلبی لگاؤ نعت گوشعراء سے متقاضی ہے کہ وہ رسول اللہ علیہ وسلم کا انتہائی ادب واحترام کریں جس کا حکم انہیں قرآن نے متعدد بار دیا ہے۔ بارگاہِ رسالت صلی اللہ علیہ وسلم مقام ادب ہے، بلکہ سراپا ادب ہے جس کا احترام ہمارے ایمان کا لازمی حصہ ہے۔ اس لئے نعتیہ مضامین میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ادب واحترام نہ صرف ضروری بلکہ لازمہ فن ہے نعت کے موضوع یا طرز ادا میں معمولی سے بے باکی نہ صرف خطا کاری بلکہ ناقابل معافی جرم ہے۔ مضامین نعت میں ادب واحترام کے تقاضے پورے کرنے کیلئے عاشقانہ اور جذباتی شاعری کی کوئی گنجائش نہیں، بلکہ نعتیہ شاعری وہ ہے جو حقیقتِ واقعہ' تاریخی حقائق اور شرعی حدود کے عین مطابق ہو نیز بے جا مبالغہ سے پاک اور ادب ونیاز سے عبارت ہو۔

(د) نعت میں انتخاب الفاظ

قران حکیم مسلمانوں کو حکم دیتا ہے کہ جب وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں گفتگو کریں تو ایسے الفاظ ہرگز استعمال نہ کریں جو ذو معنی ہوں اور ان میں اہانتِ رسول کی گنجائش ہو۔ اسی طرح نعت میں ایسے الفاظ' استعارے تشبیہات' مفردات اور مرکبات استعمال نہ کئے جائیں جو نازنین محبوب کیلئے استعمال کئے جاتے ہیں ایسے کسی بھی لفظ کے لانے سے اجتناب برتا جائے جس سے گستاخی غیر شائستگی یا سوقیانہ پن کا اظہار ہوتا ہو۔ اس حقیقت کو ایک مثال سے زیادہ واضح کیا جاسکتا ہے۔

اطہر ہاپوڑی نے ایک نعت کا مطلع لکھ کر امام اہل سنت امام احمد رضا بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں پیش کیا۔ جس پر آپ نے ناگواری کا اظہار فرمایا اور اس مطلع کی برجستہ اصلاح کی چنانچہ علامہ اطہر ہاپوڑی کا مطلع یہ ہے۔

کُب ہیں درخت حضرت والا کے سامنے
مجنوں کھڑے ہیں خیمۂ لیلیٰ کے سامنے

امام اہل سنت نے یہ مطلع سن کر فرمایا کہ شعر کا دوسرا مصرعہ مقام نبوت سے فروتر ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو لیلیٰ سے اور گنبد خضراء کو خیمۂ لیلیٰ سے تشبیہ دینا عاشقان رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے شایان شان نہیں۔ چنانچہ

marfat.com

آپ نے اس مطلع کی اصلاح یوں فرمائی۔

کُب ہیں درخت حضرت والا کے سامنے
قدسی کھڑے ہیں عرشِ معلیٰ کے سامنے

اس طرح تشبیہ کا عامیانہ پن ختم ہوگیا اور مطلع میں فنِ نعت کی مطلوبہ پاکیزگی بھی پیدا ہوگئی جونعت گوشاعر کو نعت میں ہر حال میں ملحوظ رکھنا چاہئے تاکہ نعت اور دیگر اصناف سخن میں فرق واضح ہو۔

نعت پڑھنے کے آداب

جس طرح شعراءنت نئی نعتیں تخلیق کررہے ہیں اوراُن میں جدید مضامین اورافکار نو شامل کررہے ہیں، اسی طرح نعت خوان بھی نعت پڑھنے اور نعت سنانے کے جدید انداز اپنارہے ہیں۔نعت خوانی بہت مقبول ہورہی ہے کیونکہ اسے عوام سے قبولیت کی سند حاصل ہے۔تحت اللفظ ادائیگی' انفرادی نعت خوانی' دوافراد کی نعت خوانی' کورس میں نعت پڑھنا' قوالی کے انداز میں نعت پیش کرنا نعت خوانی کے چند مظاہر ہیں۔اسی طرح نعت کلاسیکل' نیم کلاسیکل' جدید انداز' فلمی پیرائے اور مختلف مقبول دھنوں اور گیتوں کی طرز پر بھی پڑھی جاتی ہے۔نعت موسیقی کے مختلف سروں تانوں اور اندازوں کے مطابق بھی پیش کی جاتی ہے۔

جس طرح نعت لکھنے اور مرتب کرنے کے تقاضے اور ضرورتیں ہیں۔اسی طرح نعت اپنے پڑھنے والے پر کبھی کچھ پابندیاں عائد کرتی ہے۔ان امور کو نعت خواں ملحوظ رکھیں تو ان کی نعت زیادہ مؤثر اور دل میں زیادہ گھر کر جائے گی۔اور عوام میں زیادہ مقبول ہوگی نیز یہ نذرانہ بارگاہِ رسالت میں بھی قبولیت کا شرف پائے گا۔

i۔ نعت دینی ادب کا حصہ ہے پاکیزہ اور بابرکت صنف سخن ہے اس میں دنیا کے عظیم ترین انسان ﷺ کی خدمت عالیہ میں ہدیہ عقیدت پیش کیا جاتا ہے اور دین کی طرف دعوت دی جاتی ہے اس لئے مناسب ہے کہ نعت خواں دینی جذبہ اور عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے سرشار ہوں، دینی احکام کے پابند ہوں، شعائر دینی پر عمل کرتے رہیں اور اُن کی صورت وسیرت دینی تعلیمات سے ہم آہنگ ہو۔

marfat.com

ii۔ نعت خوانی کا مقصد محض حاضرین وسامعین کو محظوظ یا خوش کرنا نہ ہو اور نہ ہی نعت خوانی مادی وسائل کے حصول کا ذریعہ بنایا جائے کیونکہ یہ تو ایک دینی خدمت ہے جس کا واحد مقصد رضائے الٰہی کا حصول ہو اور نعت خوانی کے پس منظر میں یہ جذبہ کوٹ کوٹ کر بھرا ہو کہ اللہ تعالیٰ اس کے فرشتے' سابقہ انبیاء علیہم السلام' صحابہ کرام امت مسلمہ تمام مقتدر علماء مشائخ اور ادیب وشاعر نعت خواں رسول ہیں۔ میں بھی اسی روایت کو آگے بڑھا رہا ہوں اور یہ ہی دینی وظیفہ ادا کر رہا ہوں۔ جس کا اللہ تعالیٰ سے اجر ملے گا اور جس کی بارگاہِ رسالت میں قبولیت ہی سب سے بڑا اعزاز ہے۔

iii۔ نعت پڑھتے وقت متانت اور سنجیدگی قائم رکھی جائے۔ نعت چونکہ عربی فارسی اردو اور دیگر زبانوں کے الفاظ پر مشتمل ہوتی ہے۔ اس لئے ضروری ہے کہ نعت خواں نعت کے ہر ہر لفظ کو صحیح تلفظ سے ادا کرے ورنہ اس کی نعت خوانی بے کیف اور غیر مؤثر رہے گی۔

iv۔ نعت ہر طرح کی چھوٹی بڑی بحر اور تمام اصناف سخن کی شکل میں بھی میسّر ہے اس لئے نعت پڑھنے کے لئے نعت خواں ایسی نعت منتخب کرے جو سامعین اچھی طرح سمجھ سکیں۔ نعت کا پیغام ان کے قلب وذہن میں سرایت کر جائے اور وہ اس کے مطابق عمل کرنے لگیں۔

v۔ نعت پڑھتے وقت فلمی گیتوں کی طرزوں' فلمی دھنوں' اور جدید مروجہ طریقوں میں نعت پڑھنے سے اجتناب برتا جائے کیونکہ اس طرح نعت کا تقدس مجروح ہوتا ہے۔ اس کا مقصد فوت ہو جاتا ہے اور اس کا پیغام سامعین تک نہیں پہنچتا۔

vi۔ بہتر ہے کہ نعت باوضو سر ڈھانپ کر باوقار اور دیدہ زیب لباس میں پڑھی جائے۔ نعت پیش کرنے سے پہلے اور نعت کے بعد درود شریف پڑھا جائے۔ نعت حسبِ موقعہ اور برمحل پڑھی جائے۔ نعت خوانی اس قدر طویل نہ ہو کہ سامعین میں اکتاہٹ کے آثار ظاہر ہونے لگیں۔

نعت سننے کے آداب

نعت کا سارا خمیر اس لئے اٹھایا جاتا ہے کہ اس سے سامعین محظوظ ہوں، وہ نعت سنتے ہوئے دنیا کے تمام غم و آلام بھول کر تھوڑی دیر کیلئے اپنا تعلق مکینِ گنبد خضراء صلی اللہ علیہ وسلم سے جوڑ لیں، اپنا دامن خوشیوں اور

marfat.com

سعادتوں سے بھرلیں۔ان مقاصد کے حاصل کرنے کے بہت سے آداب ہیں۔جن میں سے چند کی یہاں نشان دہی کی جاتی ہے:۔

i۔ نعت سننا ایک عبادت ہے، جس کے قاری سامع اور اہتمام نعت کرنے والے کو بارگاہِ ایزدی سے اجر وثواب ملتا ہے، اس لئے نعت سننا رضائے الٰہی اور بارگاہِ رسالت میں ہدیۂ عقیدت پیش کرنے کیلئے ہو، اس کام سے کوئی اور غرض وابستہ نہ ہو۔

ii۔ ہر عبادت کے کچھ آداب ہوتے ہیں اس لئے ضروری ہے کہ نعت خشوع وخضوع اور پوری توجہ سے سنی جائے۔نعت خوانی پاک صاف مقام پر ہو۔دوران نعت خوانی حتیٰ الوسع گفتگو کرنے' شور مچانے اور نعت خوانی میں خلل ڈالنے سے اجتناب برتا جائے۔

iii۔ نعت سنتے وقت تالی یا سیٹی ہرگز نہ بجائی جائے۔اگر آپ کسی نعت خوان یا کسی نعت کی تعریف کرنا چاہتے ہیں تو آپ' سبحان اللہ' ماشاء اللہ' جزاک اللہ خیراً' اللہ اکبر' الحمدللہ جیسے الفاظ کہہ کر یہ مقصد پورا کرسکتے ہیں۔نعت کے اختتام پر بارک اللہ جزاک اللہ خیراً کہیں۔

iv۔ نعت خواں جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ذاتی یا کوئی صفاتی نام ذکر کرے تو سامعین کو چاہئے کہ وہ محسن انسانیت اور رحمۃ للعالمین کی بارگاہِ اقدس میں درود و سلام کے گجرے خشوع وانکساری کے ساتھ پیش کریں۔

v۔ نعت کے مضامین اپنے دامن میں پندوموعظت کے بہت سے موتی رکھتے ہیں۔ان جواہر پاروں کو سمجھا جائے۔سامعین انہیں اپنے ذہنوں میں محفوظ کرلیں اوران احکام اور نصیحتوں پر عمل کریں تاکہ نعت سننے کا اصلی مقصد پورا ہو۔

اس یونٹ کی مذکورہ بالا سطور میں نعت لکھنے' نعت پڑھنے اور نعت سننے کے چند اصول اور چند آداب بیان کئے گئے۔اس حقیر کوشش کا مقصد یہ ہے کہ نعت کو فروغ ملے۔نعت کی زیادہ سے زیادہ پذیرائی ہو۔فن نعت کیلئے تمام دینی تقاضے پورے ہوں اور نعت کے فن سے وابستہ تمام افراد نعت دینی احکام اور دینی شعائر کے مطابق پیش کریں۔تاکہ انہیں اللہ تعالیٰ کی رضا اور محبوب خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت نصیب ہو!

marfat.com

علیٰ حبیبک خیر الخلق کلهم

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

مولای صل وسلم دائما ابدا

یونٹ نمبر 3 (د)

"منتخب نعتیں مع حلِّ لُغات"

ترتیب و تحریر:۔

الحاج بشیر حسین ناظم (تمغۂ حسن کارکردگی)

سابق مشیر وزارتِ مذہبی امور حکومت پاکستان

marfat.com

مولای صل وسلم دائما ابدا
علی حبیبک خیر الخلق کلہم

ہے ذات تیریٔ لاکھ وسیلوں کا وسیلہ
ہر چیز ملی تیرے توسّل سے جو چاہی

لب ہائے رُسُل تیری ثناؤں سے مُزیّن
کیسے ہو بیاں ہم سے تری مدح کماہی

بشیر حسین ناظم

بادِ رحمت سَنک سَنک جائے
وادیٔ جاں مہک مہک جائے
جب چھڑے بات نُطقِ حضرت کی
غُنچۂ فَن چَٹک چَٹک جائے

marfat.com

تعارُف

نعت سنّتِ ربّانی ہے۔ اِس سنّتِ انیقہ کو انبیاء علیہم السلام نے اپنایا پھر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے بارگاہِ رسالت میں نعت کے نذرانے پیش کئے۔ چنانچہ صحابہ کرام رضی اللہ عنھم کے اتباع میں اب تک دنیا کے تمام مسلمان بارگاہِ رسالتمآب میں گلہائے عقیدت ومحبت پیش کرتے ہوئے سراپا نیاز نظر آتے ہیں۔ دنیا کی کوئی ہی زبان ہوگی جس میں نعت کی صورت میں حضور ختمی مرتبت علیہ الصلوٰۃ والسلام کو نذرِ عقیدت پیش نہ کی گئی ہو۔ نعت کے گلدستے دنیا کی تمام زبانوں میں مہکتے نظر آتے ہیں۔ سواحلی ، اوگنڈی ، انڈونیشی ، اورے گوئی ، عربی ، فارسی ، ترکی اور اردو کے زبان وادب صنفِ نعت سے معمور ہیں۔

نعت کی صورت میں رسولِ دارین کی بارگاہ میں عقیدت کے پھول نظم ونثر دونوں میں پیش کئے جاتے ہیں۔ خود عہدِ رسالت میں بعض صحابہ کرامؓ کے خطبات میں یہ چیز دکھائی دیتی ہے چنانچہ حضرت جعفر طیّار رضی اللہ عنہ کا دربارِ نجاشی میں خطبہ نثری نعت کا بہترین نمونہ ہے۔ عربی میں طبقات کبریٰ، سیرت ابن ہشام، شمائل رسول، دلائل النبوت، فارسی میں شواہد النبوت، معارج النبوت اور مدارج النبوت، اردو میں خطبات مدراس اور سیرت النبی ﷺ نثری نعتوں کے بہترین نمونے ہیں۔

لیکن شعروشاعری کی دنیا میں نعت ایک خاص صنفِ شاعری ہے جسکی تصدیق آسمانی کتابوں سے ہوتی ہے۔ مثنوی شریف میں حضرت مولانا محمد جلال الدین رومیؒ نے اس بات کی نشاندہی اس طرح کی ہے!

بود در انجیل نامِ مصطفےٰ آں سرِ پیغمبراں بحرِ صفا

جناب عیسیٰ علیہ السلام نے حضور ﷺ کی آمد کی بشارت دی آپ کو فارقلیط یعنی احمد نزدیک ستودہ صفات اور انسانوں کا قریب ترین دوست کہا۔

marfat.com

جناب داؤد علیہ السلام نے سرورِ کونین ﷺ کی آمد کے ترانے گائے اور اللہ تعالیٰ سے دُعا کی کہ وہ حضور ﷺ کو زمانہ فترت کے بعد مقیم سنّت بنا کر مبعوث فرمائے۔

جناب شعیب علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی قوم کو حضور ﷺ کے تشریف لانے کی خوشخبری دی اور کہا اے قوم! میں نے ایک صورتِ انور دیکھی ہے جو اپنی ضوفشانی میں چاند سے مشابہ ہے۔

لبِ داؤد پہ نغمے تیری زیبائی کے دِلِ ایوب و براھیم میں تیری تعظیم

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں اپنے آقا و مولا کی نعت کہنے والوں کی تعداد عہد نبوت میں ایک سو بہتر تھی لیکن ان میں حسّان بن ثابتؓ کو یہ شرف حاصل تھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلّم ان کے لئے اپنی چادر بچھا کر اپنی نعت سنتے۔ حضرت حسانؓ کے دو معروف اشعار کا ترجمہ راقم الحروف نے یوں کیا ہے۔

کسی بھی آنکھ نے دیکھا نہیں تجھ سا حسیں کوئی کسی ماں نے جنا ہر گز نہ تجھ سا مہ جبیں کوئی

تجھے ہر عیب سے پاک و منزّہ پیدا فرمایا کہ جیسا آپ کا منشا تھا ویسا پیدا فرمایا

حضرت حسانؓ کے علاوہ کعبؓ بن زہیر، عبداللہؓ بن رواحہ، کعبؓ الاحبار، حضرت ابوبکرؓ، حضرت عمرؓ، حضرت عثمانؓ، حضرت علیؓ، حضرت عائشہؓ اور سیّدہ فاطمہؓ کی کہی ہوئی نعتیں اوراق میں محفوظ ہیں۔ حضرت سعید بن مسیّبؒ حضرت زین العابدینؒ حضرت امام ابوحنیفہؒ حضرت داؤد الطائیؒ حضرت فضیلؒ بن عیاض اور حضرت ابراھیمؒ بن ادھم کے علاوہ عربی زبان میں بے شمار شعراء نے اشعار و قصائد لکھے ہیں۔

فارسی میں سرکار غوث الاعظمؒ، حکیم سنائی، نظامی گنجوی، حکیم خاقانی خواجہ قطب الدین بختیار کاکیؒ خواجہ معین الدین چشتیؒ خواجہ فرید الدین عطارؒ خواجہ محمد نظام الدین اولیاءؒ امیر خسرو، سعدی شیرازیؒ فخر الدین عراقیؒ شاہ ولی اللہؒ شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ حکیم قاآنیؒ محمد جان قدسیؒ مرزا عبدالقادر بیدلؒ اور علامہ اقبالؒ گلستانِ نعت میں زمزمہ سنج رہے ہیں اردو میں ولی دکنی، مرزا مظہر جان جاناں، خواجہ میر

marfat.com

رد، نظیر اکبر آبادی، حضرت شاہ نیاز، لطف بریلوی، امیر مینائی، محسن کاکوری، مولانا حافظ قاری امام احمد رضا خان بریلوی، مولانا حسن رضا خان بریلوی اور لاکھوں دیگر شعرائے کرام نے بارگاہ رسالتمآب میں نعت کے ہدیے پیش کئے ہیں۔

نعت کا مقصد و منشا قارئین کے دلوں میں محبت و مودّتِ ممدوحِ خالق و مخلوق پیدا کرنا ہے۔ حفیظ جالندھری نے اسی حقیقت کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا ہے!

محمدؐ کی محبت دینِ حق کی شرطِ اوّل ہے   اسی میں ہو اگر خامی تو ایماں نامکمل ہے

محمدؐ ہے متاعِ عالمِ ایجاد سے پیارا   پدر، مادر، برادر، جان و مال اولاد سے پیارا

اس یونٹ میں برصغیر کے دس ایسے عظیم المرتبت شعراء کا نعتیہ کلام پیش کیا جارہا ہے جنہوں نے گلہائے نعت کی صورت میں اہل ایمان کے مشام جان معطّر کئے۔ اللہ تعالیٰ کے محبوب مکرّم صلی اللہ علیہ وسلم کی توصیف و تحمید کیلئے دلنواز حروف تلاش کئے دلکش الفاظ ڈھونڈے، جانفزا جملوں کا انتخاب کیا اور ان کو عشقِ رسول ﷺ کے آب زمزم میں دھوکر عشاقِ پیمبر کی تنویر جاں اور تطہیر قلب کے لئے پیش کیا۔ ان شعرائے کرام میں درج ذیل مقتدر ہستیاں شامل ہیں:۔

۱۔ اعلیٰ حضرت مولانا امام احمد رضا خان بریلوی
۲۔ سیّد فضل حسین اکبرا لہٰ آبادی
۳۔ مولانا الطاف حسین حالی
۴۔ مولانا ظفر علی خان
۵۔ حکیم الامت علاّمہ محمد اقبال
۶۔ مولانا حسن رضا خان بریلوی
۷ حفیظ جالندھری
۸ بیدم شاہ وارثی
۹۔ حافظ مظہر الدین مظہر
۱۰۔ حفیظ تائب

marfat.com

تعارف شعراء اور نعتیں مع حلِّ لُغات

فہرست

		صفحہ نمبر
1۔	اعلیٰ حضرت مولانا امام احمد رضا خان بریلوی	261
2۔	سیّد فضل حسین اکبرالہٰ آبادی	264
3۔	مولانا الطاف حسین حالی	266
4۔	مولانا ظفر علی خان	268
5۔	حکیم الامت علاّمہ محمد اقبال	270
6۔	مولانا حسن رضا خان بریلوی	273
7۔	حفیظ جالندھری	276
8۔	بیدم شاہ وارثی	278
9۔	حافظ مظہر الدین مظہر	280
10۔	حفیظ تائب	283

marfat.com

اعلیٰ حضرت مولانا امام احمد رضا خان بریلوی رح

(۱۸۵۶ - ۱۹۲۱ء)

اعلیٰ حضرت مولانا امام احمد رضا خان بریلوی کا نام سنتے ہی دلوں میں محبتِ سیّد الکونین، مودّتِ سیّد دارین اور عشقِ نبی الحرمین کے چشمے ابلنے لگتے ہیں۔ امام احمد رضا خان بریلوی 'سردار علماء و فقہاء' عالم' محدث' مفسرِ قرآن ' ماہرِ ریاضیات' استادِ صرف ونحو' ماہر علم الافلاک' ماہر طبقات الارض' عظیم عاشق رسول اور جیّد علمائے دین کے امام اور نمائندہ دینی علمی' ثقافتی اور ادبی شخصیت ہیں۔ آپ شریعت حقّہ کے نگہدار اور طریقت کے مرشدِ کامگار تھے۔ علوم دینیہ کا اکتساب اپنے والد مکرّم مولانا نقی علی خان رح سے کیا اور تیرہ برس کی عمر میں مسند افتاء پر متمکن ہوئے۔

اعلیٰ حضرت مولانا امام احمد رضا خان بریلوی نے جہاں فقہ و شرع کے بُستان بسائے وہاں گلشن حمد و نعت کی بھی آبیاری کی۔ آپ کی نعتیں وارداتِ قلبی اور کیفیات روحانی کی آئینہ دار ہیں۔ ایک ایک مصرع عشقِ رسالتِ مآب ؐ کے رنگ میں رنگا ہوا ہے اور جذب و حال کی خوشبو میں بسا ہوا ہے۔ آپکی شاعری کا محور حیات مقدسہ اور سیرت طیبہ کا ابلاغ ہے۔ نعتوں میں ولادتِ مقدسہ' معراج' معجزات اور سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات طیبہ کے مظاہر و تجلیات کے مضامین پائے جاتے ہیں۔ اکثر نعتیں محافل میلاد اور جلسہ ہائے سیرت میں پڑھی جاتی ہے۔ آپ کے مشہور و مقبول سلام " مصطفیٰ جانِ رحمت پہ لاکھوں سلام " کے اشعار کی تعداد تقریباً 171 ہے اور یوں محسوس ہوتا ہے جیسے نعت کا ایک چشمہ بہہ رہا ہے۔ جس کی ہر موج قلب و ذہن کو شاداب و سیراب کرتی چلی جاتی ہے۔ جس کثرت سے آپ کی کہی ہوئی نعتیں اور سلام جلسوں اور محافل میلاد میں پڑھے جاتے ہیں اور پوری دنیا میں متداول ہیں اس شرف میں آپ کا کوئی ثانی نہیں۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ اردو نعت کی ترویج و اشاعت میں ان کا سب سے زیادہ حصّہ ہے۔ کسی ایک شاعر نے اردو نعت پر وہ اثرات نہیں ڈالے جو امام احمد رضا خاں کی نعت گوئی نے۔

marfat.com

انہوں نے نہ صرف اعلیٰ معیاری نعتیں تخلیق کیں بلکہ ان کے زیر اثر نعت کے ایک منفرد دبستاں کی تشکیل ہوئی۔ ان کی نعت گوئی کی مقبولیت اور شہرت نے دوسرے شاعروں کو نعت گوئی کی ترغیب دی۔ عاشقانِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلّم کے لئے آج بھی ان کا کلام ایک مؤثر تحریک وتشویق رکھتا ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ اعلیٰ حضرت مولانا امام احمد رضا خان بریلوی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلّم کے عشق کے سمندر میں مستغرق ہیں وہ اس لئے کہ وہ حضرت حسان بن ثابتؓ کا نعت گوئی میں پورا اتباع کرتے ہیں۔ اس کے علاوہ انہیں زبان وبیان 'الفاظ ومحاورہ اور صنائع وبدائع پر بلا کی قدرت حاصل ہے۔ اعلیٰ حضرت مولانا امام احمد رضا خان بریلوی نے اپنی ایک نعت میں چہار لسانی تجربہ کیا ہے اور اردو' عربی' فارسی اور ہندی زبانوں کی ترکیب سے ایک خوبصورت اور دلکش نعت کہی ہے جس کا ایک شعر یوں ہے!

اَلبَحرُ عَلَا وَالمَوجُ طَغٰی من بیکس وطوفاں ہوشربا
منجدھار میں ہوں بگڑی ہے ہوا موری نیّا پار لگا جانا

ترجمہ: آقا حضور صلی اللہ علیہ وسلّم! سمندر ٹھاٹھیں مار رہا ہے اور موجیں بپھری ہوئی ہیں۔ میں بے کسی کی حالت میں ہوں اور طوفان سے ہوش اُڑے جاتے ہیں۔ مَیں بھنور میں پھنسا ہوں اور حالت یہ ہے کہ ہوا بھی مخالف سمت میں چل رہی ہے اس صورت حال میں آپ کی ذاتِ گرامی ہی میری کشتی کی کھویا ہے۔

ذیل میں قارئین کی روحانی ضیافت کے لئے اعلیٰ حضرت مولانا امام احمد رضا خان بریلوی کی ایک آسان مگر لطائف سے بھرپور نعت پیش ہے:۔

واہ کیا جود و کرم ہے شہِ بطحا تیرا
" نہیں " سُنتا ہی نہیں مانگنے والا تیرا
دہارے چلتے ہیں عطا کے وہ ہے قطرہ تیرا
تارے کھلتے ہیں سخا کے وہ ذرّہ تیرا
فرش والے تری چوکھٹ کا عُلوّ کیا جانیں
خُسروا عرش پہ اڑتا ہے پھریرا تیرا

marfat.com

آسماں خوان ، زمیں خوان زمانہ مہمان
صاحب خانہ لقب کس کا ہے تیرا تیرا

میں تو مالک ہی کہوں گا کہ ہو مالک کے حبیب
یعنی محبوب و مُحِبّ میں نہیں میرا تیرا

چور حاکم سے چھپا کرتے ہیں یاں اس کے خلاف
تیرے دامن میں چھپے چور انوکھا تیرا

ایک میں کیا مرے عصیاں کی حقیقت کتنی
مجھ سے سو لاکھ کو کافی ہے اشارہ تیرا

تیرے ٹکڑوں سے پلے غیر کی ٹھوکر پہ نہ ڈال
جھڑکیاں کھائیں کہاں چھوڑ کے صدقہ تیرا

تیرے صدقے مجھے اک بوند بہت ہے تیری
جس دن اچھوں کو ملے جام چھلکتا تیرا

تیری سرکار میں لاتا ہے رضا اُس کو شفیع
جو مرا غوث ہے اور لاڈلا بیٹا تیرا

حلِ لغات:

دہارے	:	چشمے	عطا	:	بخشش
تارے کھلنا	:	تاروں کا روشن ہونا	سخا	:	بخشش
چوکھٹ	:	دہلیز	عُلوّ	:	بلندی
پھریرا	:	علم۔جھنڈا	محبّ	:	محبت کرنے والا
حبیب	:	جس سے حد درجہ محبت ہو	عصیاں	:	گنہگاری
غوث	:	مددگار۔ مراد حضور سیّد ابو محمد عبدالقادر جیلانی رح ہیں۔			

marfat.com

سیّد فضل حسین اکبرالٰہ آبادی

(۱۸۴۶ - ۱۹۲۱ء)

سیّد فضل حسین اکبرالٰہ آبادی ۱۸۴۶ء میں الٰہ آباد میں پیدا ہوئے وہ اردو کے جدید شعراء میں اعلیٰ ترین مقام کے حامل ہیں۔ اکبرالٰہ آبادی اس عہد مضطرب کے شاعر و مفکر ہیں جب برصغیر میں مسلمانوں کو تاریخ و سیاست کے ایک سنگین دور سے گزرنا پڑا اور ایک آزاد ملّت' عروج کی تمام بلندیوں کو چھو کر پستی اور ادبار میں چلی گئی۔ تہذیبِ مغرب اور افکارِ مغرب کے اثرات ذہن اور دِل پر اثر انداز ہونے لگے۔ دین' تہذیب اسلامی تاریخ اور مسلمانوں کے علوم و فنون سب نئی فضا کی زد میں آ گئے۔ ایسے نازک دور اور حالات میں بنیادی مسئلہ یہ تھا کہ تہذیبِ اغیار کے منفی اثرات کی مدافعت کی جائے۔ اِن خیالات و افکار کا رد کیا جائے جو مسلمانوں کے عقائدِ مسلمہ میں شک و شبہات پیدا کرنے کے درپے ہیں۔ مسلمانوں کی شکستہ دِلی اور زبوں حالی کا مُداوا کیا جائے اُن کی عزیمت اور حوصلہ مندی کو بحال کیا جائے۔ غلط اور منافیٔ اسلام نظریات کی مزاحمت کی جائے' مسلمانوں کو ان کے دین اور تہذیب سے وابستہ رکھا جائے اور اللہ تعالیٰ اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلّم کی محبت و اطاعت کے مرکز سے اُن کا ربط و وابستگی محکم ہو۔ حضرت اکبرالٰہ آبادی نے کہیں سنجیدہ نگاری کے ساتھ اور کہیں طنز و ظرافت سے اپنے افکار کو عام کیا جو اس عہد کی ضرورت تھی۔

اکبرالٰہ آبادی کے یہاں براہ راست حمد تو نہیں البتہ بالواسطہ حمد کے مضامین مختلف شعری اصناف میں خصوصاً غزل' رباعی اور نظم میں بطور اجزاء و عناصر پائے جاتے ہیں۔ نیز اللہ تعالیٰ کی صفات و تجلّیات' اسکی کبریائی اجلال و اکرام اور قوت و عظمت کا بھی اظہار ہوتا ہے۔ ایک حمد کے کچھ اشعار ملاحظہ فرمایئے:

کیا جلوے ہیں اس کے پیشِ نظر سبحان اللہ سبحان اللہ　　یہ ارض و سماء یہ شمس و قمر سبحان اللہ سبحان اللہ

ہر آن کا ہر اک رنگ نیا ہر رنگ کی ہر اک شان جُدا　　وحدت کا شجر کثرت کا ثمر سبحان اللہ سبحان اللہ

marfat.com

اکبرالہ آبادی کے ہاں نعتِ رسولؐ کے ایسے عناصر ملتے ہیں جو بے پایاں عقیدت کے مظہر ہیں اور اُن سے یہ آرزو نمایاں ہے کہ مسلمان حبِ رسول اور تعلیمات نبوّت کو اپنا مرکز و محور بنائے رکھیں کیونکہ اسی میں اُن کی غلامی و محکومی کے مرض کا مداوا ہے اور یہی اُن کے عروج کی ضمانت ہے۔ نعت کے چند اشعار سے لطف اٹھایئے:

ور فشانی نے تیری قطروں کو دریا کر دیا ‏ ‏ دِل کو روشن کر دیا آنکھوں کو بینا کر دیا
خود نہ تھے جو راہ پر اوروں کے ہادی بن گئے ‏ ‏ کیا نظر تھی جس نے مُردوں کو مسیحا کر دیا

ایک اور نعت کے کچھ دلنواز و دل نشین اشعار ملاحظہ ہوں:

دلا لے چل ہمیں سوئے محمدﷺ ‏ ‏ دکھا دے جنتِ کوئے محمدﷺ
چمن قرآں ہے ہر لفظ اس کا ہے گُل ‏ ‏ نہاں ہر گل میں ہے بوئے محمدﷺ
مشام جاں معطّر ہو رہا ہے ‏ ‏ زہے سودائے گیسوئے محمدﷺ
یہ مژدہ اہلِ عالم کو سنا دو ‏ ‏ بھری رحمت سے ہے خوئے محمدﷺ
درود اُس پر ملائک بھیجتے ہیں ‏ ‏ توجّہ جس کی ہو سوئے محمدﷺ
ہوئی زائل جہاں سے ظلمتِ کفر ‏ ‏ پڑا جب پر توِ روئے محمدﷺ
خدا کا پیار ہے اس دل پہ اکبر ‏ ‏ کشش جس دل کی ہو سوئے محمدﷺ

حلِ لغات:

سوئے	:	کی طرف	کُو	:	کوچہ
نہاں	:	پوشیدہ	مشام	:	سونگھنے کا آلہ
سودا	:	عشق	گیسو	:	گھنگریالے بال
مژدہ	:	خوشخبری	خُو	:	عادت
زائل	:	رُو بہ زوال	پرتو	:	عکس

marfat.com

مولانا الطاف حسین حالی

(۱۸۳۷ء - ۱۹۱۴ء)

نعت ایک ایسی دلآویز صنفِ شاعری ہے جس سے محفوظ وہ تمام اہلِ ایمان ہیں جنہیں بارگاہِ ربانی سے توفیق ارزانی ہوئی ہے۔ جدید دور کے ایک جیّد عالم وفاضل شاعر حافظ محمد افضل فقیرؒ نے اسی نسبت سے کہا تھا:

کیا فکر کی جولانی کیا عرض ہنر مندی　　توصیفِ پیمبرﷺ ہے توفیق خداوندی

جدید عصر کے شعراء جنہیں توصیف پیمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام کی توفیق نصیب ہوئی اُن میں مولانا الطاف حسین حالی کا نام شمس وقمر کی طرح روشن ہے۔

مولانا الطاف حسین حالی ۱۸۳۷ء میں پانی پت میں مولانا ایزد بخش کے ہاں پیدا ہوئے۔ نو سال کی عمر میں والد وفات پا گئے اور اُن کی پرورش بڑے بھائی نے کی۔ مولانا کو مسلسل تعلیم کا موقع نہ مِل سکا تاہم انہوں نے فارسی اور عربی کی متداول کتابیں۔ فلسفہ، منطق اور حدیث وتفسیر کا خوب مطالعہ کیا۔ مولانا کو دہلی میں قیام کے دوران میں مرزا غالب مرحوم کا تلمذ نصیب ہوا اور اُن سے شعر وسخن میں اصلاح لینے لگے۔

جنگِ آزادی کے بعد حالی نے نواب مصطفیٰ خان شیفتہ کے ساتھ ۱۸۶۹ء تک وقت گزارا۔ نواب صاحب اُردو اور فارسی کے شاعر تھے۔ ان کا ذوق شعر اعلیٰ درجہ کا تھا جب حالی اینگلو عربک سکول میں مدرس مقرر ہوئے تو اُن کی قادر الکلامی کے پیشِ نظر ۱۸۷۹ء میں سر سیّد مرحوم نے انہیں تشویق دی کہ حالی ایک ایسی نظم لکھیں جس میں مسلمانوں کو اُنکی ماضی کی سیاسی، علمی، ثقافتی، اور معاشرتی عظمت کا آئینہ دکھایا جائے چنانچہ مولانا حالی نے مدّ وجزر اسلام لکھی جو مسدّس حالی کے نام سے مشہور ہوئی۔ اس کے متعلق سر سیّد نے کہا تھا کہ جب روزِ قیامت خدا مجھ سے پوچھے گا تُو کیا لایا ہے تو میں کہوں گا حالی سے مسدّس لکھوا لایا ہوں اور کچھ نہیں۔

حالی نے تہذیبی، تاریخی اور سیاسی اعتبار سے زوال آمادہ ملّت کو ذہنی اور فکری توانائی بخشی اور عصری

marfat.com

تقاضوں کے مطابق مُسدس لکھ کر ملّت میں احساس عمل کی نئی رُوح پھونکی ان کی مجموعی شاعری میں قومی دردمندی کی تڑپ اور اصلاحِ قوم کا سچا جذبہ دھڑکتا ہے۔ اسلامی اقدار کے اس داعی نے جہاں مختلف موضوعات اور مضامین کے ذریعے فکروعمل کو حیات تازہ سے ہمکنار کیا وہاں حمد ونعت کے وسیلے سے اپنے پیغام کا ابلاغ کیا۔ انہوں نے حمد ونعت پر براہِ راست بھی لکھا اور بالواسطہ بھی۔ حالی کی بالواسطہ یا بلاواسطہ نعتیں "از دِل خیزد دَر دِل ریزد" کی مصداق ہیں۔ حالی کے نعتیہ کلام سے چند دلکش نمونے پیش کیے جاتے ہیں تاکہ عاشقان رسولؐ کی روحانی تو اضع ہو جائے۔

عرضِ حال بحضور سرورِ کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام کے عنوان سے حالی کی یہ نعت اردو میں ایک تازہ پیرایۂ سخن کا آغاز ہے وہ دربار رسالتمآبؐ میں یوں عرض گزار ہوتے ہیں:

اے خاصۂ خاصانِ رُسل وقت دُعا ہے　　امّت پہ تری آکے عجب وقت پڑا ہے
جو دین بڑی شان سے نکلا تھا وطن سے　　پردیس میں وہ آج غریب الغرباء ہے
وہ دین ہوئی بزم جہاں جس سے چراغاں　　اب اس کی مجالس میں نہ بتی نہ دیا ہے
فریاد ہے اے کشتی امُت کے نگہباں　　بیڑا یہ تباہی کے قریب آن لگا ہے
کر حق سے دعا امُت مرحوم کے حق میں　　خطروں میں بہت جس کا جہاز آکے گھِرا ہے
ہم نیک ہیں یا بد ہیں پر آخر ہیں تمھارے　　نسبت بہت اچھی ہے اگر حال بُرا ہے

حل لغات:

خاصۂ خاصانِ رُسل : خاص رسولوں پر خصوصیت رکھنے والے

غریب الغرباء : اجنبیوں کا اجنبی۔ وطن سے دور

بزمِ جہاں : دنیا کی محفل

چراغاں : جگ مگ جگ مگ۔ روشن

marfat.com

مولانا ظفر علی خان

(۱۸۷۲ ـ ۱۹۵۶ء)

جدید نعت گو شعراء میں حالی اور اقبال کے بعد مولانا ظفر علی خاں کا نام بہت اہم نام ہے۔ مولانا ظفر علی خان گوجرانوالہ کے ایک معروف گاؤں کرم آباد میں مولانا سراج الدین کے ہاں ۱۸۷۰ء میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم اپنے والد محترم سے حاصل کی۔ عربی و فارسی زبانوں پر زبردست عبور تھا۔ وہ ایک سچے مسلمان، شعلہ بیاں مقرر، نامدار صحافی 'انقلاب پسند ادیب' ہمہ گیر شاعر اور زبردست سیاسی رہنما تھے۔ ان کی تقریر ہو یا تحریر ' نثر ہو یا نظم مذہبی جوش و خروش سے خالی نہ ہوتی۔

جدید روایت میں مولانا ظفر علی خان مرحوم نے حمد و نعت میں حالی اور اقبال کے موضوعات اور نظام فکر کو اختیار کیا اور اسمیں اپنے لہجے کی بے باک صداقت پیدا کر دی۔ مسلمانوں کی پستی اور انحطاط نے مولانا کے دل میں ایک زخمِ احساس پیدا کر دیا تھا اور وہ ملّت کو اس تاریخی عذاب سے نجات دلانا چاہتے تھے۔ اور اس شکوہ و عظمت کی طرف لے جانا چاہتے تھے جو مسلمانوں کی متاع گُم گشتہ تھی۔ چنانچہ مولانا ظفر علی خان کی حمد و نعت میں ثنا و توصیف نگاری کے ساتھ ساتھ ملّی آشوب ایک دلِ زخم خوردہ کی صورت اختیار کر گیا۔ وہ جہاں اپنی زبان اور قلم سے دوسرے محاذوں پر سرگرم جہاد تھے۔ مولانا نے حضور صلی اللہ علیہ وسلّم کے حقیقی اوصاف بیان کئے ہیں اس لئے کلام میں جا بجا قرآن و حدیث کی تلمیحات ہیں۔ انہوں نے ایک جوش اور ولولے سے دلوں کو گرمایا کہ کارِ حیات کے لئے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلّم کے نام لیوا سر فروشی کی تمنا لے کر اُٹھیں اور آپ کا نام لے کر جینے کی بجائے آپ کے نام پر مرنے کی تڑپ اور جذبہ پیدا کریں۔

سچی بات یہ ہے کہ جدید اُردو نعت میں قومی سطح پر اقدارِ عالیہ کی تمنا کا یہ اسلوب ظفر علی خاں کی عطا ہے۔ ان کے شعری مجموعے بہارستان، چمنستان اور نگارستان کے نام سے شائع ہو چکے ہیں جو نعتوں سے مالا مال ہیں۔ چند اشعارِ نعت قارئین کی نذر ہیں۔

marfat.com

مولانا ایک مسلمان کو تکمیل ایمان کا یوں درس دیتے ہیں:

اے کہ تیرا جمال ہے زینتِ محفلِ حیات
دونوں جہاں کی رونقیں ہیں ترے حسن کی زکات

تیری جبیں سے آشکار پرتو ذات کا فروغ
اور ترے کوچے کا غبار سرمۂ چشم کائنات

تیرے سلام کے لئے گُلشنِ قدس کے طُیور
گھوم رہے ہیں ڈال ڈال جھوم رہے ہیں پات پات

سر پہ اندھیری رات ہے گھر گئی ہے بھنور میں ناؤ
موجِ بلا ہے تاک میں دُور ہے ساحلِ نجات

تھام کے پایہ عرش کا کر یہ ادب سے التجا
اے کہ ہے مبدٔ فیوض ایک فقط تری ہی ذات

مَورِدِ لُطفِ خاص پر کس لئے آج یہ عتاب
ہم سے پھرا ہوا ہے کیوں گوشۂ چشمِ التفات

حل لغات:

جمال	:	حسن وخوبصورتی	زینت	:	سجاوٹ
محفل حیات	:	زندگی کی مجلس	رونق	:	چمک دمک۔ آب وتاب
حسن کی زکوٰۃ	:	خوبصورتی کا صدقہ	جبین	:	ماتھا
آشکار	:	ظاہر	پرتو	:	عکس
ذات کا فروغ	:	ذات حق کی روشنی	غبار	:	دھول
کائنات	:	ارض وسماء۔ دنیا	چشم	:	آنکھ
گُلشنِ قدس	:	پاک باغ۔ جنّت	طُیور	:	پرندے
ناؤ	:	کشتی	موجِ بلا	:	آزمائش کی موج
تاک میں ہونا	:	تاڑنا	ساحلِ نجات	:	رہائی کا کنارا
مبدٔ فیوض	:	ہر فیض کی ابتدا کی جگہ	مورِدِ لُطف	:	کرم کے وارد ہونے کی جگہ
عتاب	:	ناراضی	گوشہ	:	زاویہ۔ کونا
چشمِ التفات	:	نظرِ محبت۔ توجہّ خاص	خواجۂ طیبہ	:	مدینہ منورہ کے سردار ومالک

marfat.com

حکیم الامّت علاّمہ محمد اقبالؒ

(۱۸۷۷ء - ۱۹۳۸ء)

علاّمہ اقبال ملّتِ اسلامیہ کی نشأۃِ ثانیہ کے داعی اور مبلّغ ہیں۔ان کے تصورات میں ملّت کے ماضی کا شکوہ ودبدبہ اور خوابوں آرزؤں اور امیدوں میں ملّت کا ایک تابناک مستقبل ہے۔اسی احساس پر انہوں نے فرد کے تزکیہ وتربیت اور اجتماع کی فکری بالیدگی کو اپنی شاعری کا مقصود بنایا۔وہ ملّت اسلامیہ کے عظیم الشان مستقبل کی تعمیر، ماضی کے افکار واقدار پر کرنا چاہتے ہیں۔ ماضی ان کے لئے ایک تہذیبی اور تاریخی آئینہ ہے،جس میں وہ ملّت کو قرون ماضی کے جلال وجمال، فتوحات ومسخرات کے تابناک نقوش اور فکروعمل کی راست روی کے ثمرات و برکات کے مظاہر دکھانا چاہتے ہیں اور لوگوں کے ذہنوں میں یہ حقیقت راسخ کرنا چاہتے ہیں کہ ان کے تمام تردینی ، روحانی ، تہذیبی اور ثقافتی کارناموں کی اساس توحید وسنّت کے مرکز سے وابستہ تھی۔جب تک یہ ربط مستحکم رہا وہ ایک تہذیب آفریں اور تاریخ ساز قوم کے طور پر غالب رہے اور جب یہ ربط کمزور پڑ گیا تو وبال وزوال کی گرفت میں آ گئے۔جب بھی مسلمانوں کو اپنے زیاں کا احساس ہوگا اور وہ اپنے مرکز کی طرف پلٹیں گے تو دوبارہ قیادت و امامت کے منصب پر فائز ہوں گے۔اقبال کے تمام نظام فکر کی اساس توحید وعشقِ رسالتمآبؐ ہے۔اقبال کے ہاں رسمی اور تقلیدی نعت نہیں ملتی۔اسکی شاعری کے ایک ایک مصرعے میں عشق واطاعت کا تلازمہ برقی رو کی طرح جاری وساری ہے۔

اقبال کے ہاں غیر رسمی نعتیہ عناصر کا مطالعہ ہمیں بتاتا ہے کہ اقبال نے مدحت ونعت کے وسیلے سے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ایک پیغمبرِ عمل، پیغمبرِ انقلاب، محسن اعظم اور ہادی ورہبر انسانیت کے طور پر پیش کرتے ہوئے آپؐ کے اسوۂ حسنہ اور سیرت مقدسہ کے اتباع کا پیغام دیا ہے تاکہ اس اتباع کی برکت سے مسلمان تخلیق وتعمیر اور تسخیر کا وہ فریضہ ادا کرے جس کے لئے قدرت نے اُسے زندگی ودیعت کی ہے۔اس طرح اقبال کی نعت اس رویّے اور روایت کے طور پر سامنے آتی ہے جسے سیرت نگاری کہتے ہیں۔اُردو میں اس رویّے کا باقاعدہ آغاز حالی

marfat.com

اور اُن کے معاصرین سے ہوا اور اقبال نے اس روایت میں جمال وکمال پیدا کیا۔ حمد و نعت میں اقبال کا ایک لہجہ عاشقانہ ہے اور ایک اسلوب حکیمانہ ہے۔ عاشقانہ لہجے میں وہ اپنے جذب وکیف کے تمام تر والہانہ پن کے ساتھ نعت کہتا ہے لیکن احتیاط پسندی کا دامن ہاتھ سے نہیں چھوڑتا۔ حکیمانہ اسلوب کے وسیلے سے اقبال قوم کے مسائل کی چارہ جوئی کرتا ہے اور تعلق باللہ اور تمسکِ حبِّ رسولؐ کی دعوت دیتا ہے گویا اساسی طور پر اُس کا سارا کلام توحید و رسالت کے پاکیزہ تصورات اور حکیمانہ نکات کا مظہر ہے۔

ذوق وشوق اقبال کی ایک ایسی نعتیہ نظم ہے جس کا آخری بند عشقِ رسولؐ کے لطیف اور صادق جذبوں کا آئینہ دار ہے۔ فراق ومہجوری اور مشتاقی وحضوری کی تمناؤں کا اس سے خوبصورت اظہار کہیں نہیں ملتا۔ چند اشعار ملاحظہ فرمائیے:

لوح بھی تو قلم بھی تو تیرا وجود الکتاب — گنبد آبگینہ رنگ تیرے محیط میں حباب
عالم آب وخاک میں تیرے ظہور سے فروغ — ذرّۂ ریگ کو دیا تو نے طلوعِ آفتاب
شوکت سنجر و سلیم تیرے جلال کی نمود — فقرِ جنید و بایزید تیرا جمالِ بے نقاب
شوق ترا اگر نہ ہو میری نماز کا امام — میرا قیام بھی حجاب میرا سجود بھی حجاب
تیری نگاہِ ناز سے دونوں مراد پا گئے — عقل، غیاب وجستجو، عشق حضور و اضطراب
تیرہ و تار ہے جہاں گردشِ آفتاب سے — طبعِ زمانہ تازہ کر جلوۂ بے حجاب سے

حل لغات:

لوح	:	لوحِ محفوظ	قلم	:	جس قلم نے لوح پر لکھا
الکتاب	:	قرآن مجید	گنبد آبگینہ رنگ	:	بلّوریں رنگ والا گنبد۔ آسمان
محیط	:	سمندر	حباب	:	بُلبلا
عالم آب وخاک	:	دنیائے خشک وتر	ظہور	:	ظاہر ہونا

marfat.com

فروغ	روشنی	ذرّہ ریگ	ریت کا ذرّہ
طلوعِ آفتاب	سورج کا چڑھنا	شوکت	شان
سنجر و سلیم	دو عظیم المرتبت مسلمان بادشاہ جن کا تعلق ماوراء النہر اور ترکی سے تھا		
جلال	شان و شوکت	نمود	ظہور
جنید	حضرت جنید بغدادیؒ	بایزید	حضرت بایزید بسطامیؒ
جمالِ بے نقاب	ظاہر و باہر خوبصورتی	قیام	نماز میں کھڑا ہونا
سجود	سجدہ کرنا	حجاب	پردہ
نگاہِ ناز	پیاری پیاری نظر	عقل	خرد
غیاب	چھپی ہوئی دنیا	جستجو	تحقیق
عشق	محبت۔ قوت عمل	حضور	حاضر ہونا
اضطراب	گھبراہٹ۔ بے تابی	تیرہ و تار	تاریک
گردشِ آفتاب	سورج کا گھومنا	جلوۂ بے حجاب	دیدارِ عام

marfat.com

مولانا حسن رضا خان بریلویؒ

(۱۸۵۹ء ۱۹۲۸ء)

مولانا حسن رضا خان بریلوی نعت نگاری میں ایک اعلیٰ مقام رکھتے ہیں۔ وہ بریلی میں ۱۲۶۷ھ میں پیدا ہوئے آپ حضرت امام احمد رضا خان بریلوی کے چھوٹے بھائی تھے۔انہوں نے علوم متداولہ کی تحصیل اپنے والدِ محترم مولانا نقی علی خانؒ سے کی۔اردو، فارسی اور عربی میں ید طولیٰ رکھتے تھے۔طبیعت شعر گوئی کیطرف جبلی طور پر مائلِ تھی۔اردو فارسی غزل نہایت کامیابی سے کہتے تھے۔داغ دہلوی اُن کی زبان و بیان کے بہت معترف اور معرِّف تھے۔

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خانؒ کا معیار شعر اِتباع قرآن وسنت تھا۔یہی اصول شعر انہوں نے مولانا حسن رضا خان کو از بر کروائے۔امام احمد رضا خان نے مولانا حسن رضا خان سے متعلق لکھا ہے میں نے ان کو نعت گوئی کے اصول بتادئے تھے۔ان کی طبیعت میں ان کا ایسا رنگ رچا بسا کہ ہمیشہ کلام اس معیار اعتدال پر صادر ہوتا۔جہاں شبہ ہوتا مجھ سے دریافت کر لیتے۔

مولانا حسن رضا خان نے جدید اردو نعت میں نہایت ہی وقیع اضافے کئے ہیں۔ذوق نعت ان کے نعتیہ کلام کا مجموعہ ہے۔مولانا حسن رضا خان نے نعت نگاری میں الوہیت اور نبوّت کے مراتب کا خاص خیال رکھا ہے۔توحید ورسالت میں ایک بندہ خدا کی طرف نہایت ہی عالمانہ انداز میں خط امتیاز کھینچنا اُن کی توفیقات میں سے ہے۔حسن رضا خان کی نعتوں میں قرآن وحدیث کے متعدد حوالے ملتے ہیں جو ان کے علم وفضل کے اعلیٰ ثبوت ہیں۔مضمون آفرینی ان کا کمال ہے۔اُن کے کلام سے معلوم ہوتا ہے کہ انہوں نے رسمی باتیں نظم کرنے سے ہمیشہ گریز کیا ہے۔حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سیرت طیبہ کا بیان ہو یا آپ کے معجزات واوصاف کا حسن رضا، نہ صرف نئے ڈھنگ اور ندرت سے بیان کرتے ہیں بلکہ ہر مقام پر نئی بات کہنے کی کوشش کرتے

marfat.com

ہیں۔ حسن رضا خاں کی ندرت آفرینی اور جدّتِ خیال کی ایک مثال یہ ہے:۔

قل کہہ کے اپنی بات بھی لب سے ترے سُنی ۔۔۔ اللہ کو ہے اتنی تری گفتگو پسند

سادگی وسلاست مولانا حسن رضا خان کا خاصہ ہے لیکن مشکل پسندی بھی اُن کے ہاں کہیں کہیں نقطہ کمال کو پہنچی ہوئی ہے۔ خصوصاً ان نعتوں میں جو سنگلاخ زمینوں میں ہیں۔ مولانا کا دیوان حروف تہجی کے لحاظ سے مرتب ہے۔ انہوں نے الف سے یا تک تمام حروف میں نعتیں کہنے کا اہتمام کیا ہے۔ بعض شعراء کو حروف تہجی میں قافیہ وردیف کا انتخاب مشکل میں ڈال دیتا ہے لیکن حسن رضا خان اس کارِ مشکل سے خوب عہدہ برآ ہوئے ہیں۔

سراپا نگاری اور نعت نگاری ایک نہایت مشکل فن ہے۔ لیکن حسن رضا خان نے اسے دیگر شعراء کیلئے قدرے آسان کر دیا ہے۔ انہوں نے سراپا نگاری میں کئی نعتیں لکھی ہیں جن میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جمال ظاہری کو خوبصورت تشبیہوں اور استعاروں میں بیان کیا ہے۔ ایک مطلع سماعت فرمایئے۔

یہ گردنِ پُرنور کا پھیلا ہے اُجالا ۔۔۔ یا صبح نے سر اُن کے گریباں سے نکالا

خارِ صحرائے عرب پاؤں سے کیا کام تجھے ۔۔۔ آمری جان میرے دل میں ہے رستہ تیرا

الغرض مولانا حسن رضا خان کا کلام عقیدت وشیفتگی سے معمور ہے اور داخلی کیفیات کے اعتبار سے بلند مقام کا حاصل ہے۔ مولانا حسن رضا خان کی ایک روح پرور نعت قارئین کی نذر ہے۔

نگاہِ لطف کے اُمید وار ہم بھی ہیں ۔۔۔ لئے ہوئے تو دلِ بے قرار ہم بھی ہیں

ہمارے دست تمنا کی لاج بھی رکھنا ۔۔۔ گداؤں میں اے شہریار ہم بھی ہیں

کھلا دو غنچہ دل صدقہ بادِ دامن کا ۔۔۔ امیدوارِ نسیمِ بہار ہم بھی ہیں

تمہاری ایک نگاہِ کرم میں سب کچھ ہے ۔۔۔ پڑے ہوئے تو سر رہگزار ہم بھی ہیں

جو سر پہ رکھنے کو مل جائے نعل پاک حضور ﷺ ۔۔۔ تو پھر کہیں گے کہ ہاں تاجدار ہم بھی ہیں

حَسن ہے جن کی سخاوت کی دھوم عالم میں ۔۔۔ انہی کے تم بھی ہو اِک ریزہ خوار ہم بھی ہیں

marfat.com

حل لُغات

نگاہِ لُطف	:	نظر رحمت وکرم	بے قرار	:	تڑپتا ہوا۔ بے چین
دستِ تمنا	:	طلب وخواہش کا ہاتھ	شہریار	:	بادشاہ
غنچۂ دل	:	دل کی کلی	نسیم بہار	:	بہار کی ہوا
سر رہگزار	:	رستے میں	تاجدار	:	بادشاہ
نعل پاک حضورؐ	:	حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا پاپوش مبارک	ریزہ خوار	:	ٹکڑے کھانے والا

marfat.com

حفیظ جالندھری

(۱۹۰۰ء ۱۹۸۲ء)

ابو الاثر حفیظ جالندھری مرحوم کا جدید دور کے نعت گو شعراء میں ایک معتبر نام ہے۔ حفیظ جالندھری پنجاب کے مردم خیز شہر جالندھر میں پیدا ہوئے۔ یہیں عمر کی منزلیں طے کرتے ہوئے جوان ہوئے فارسی سے آشنائی پیدا کی اور شعر وسخن کی طرف مائل ہوئے۔ مولانا غلام قادر گرامی جالندھری کے حلقہ تلمذ میں آنے کے بعد اُن کے کلام میں نکھار آیا اور وہ آسمان شعروسخن پر سُورج کی طرح چمکے۔

حفیظ جالندھری کا عمدہ ترین کارنامہ شاہ نامۂ اِسلام کی تصنیف ہے۔ شاہنامہ کے سبب تالیف کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہتے ہیں:۔

تمنا ہے کہ اس دنیا میں کوئی کام کر جاؤں اگر کچھ ہو سکے تو خدمتِ اسلام کر جاؤں
مسلمانوں میں ہے مردہ دلی چھائی ہوئی ہر سو سکوتِ مرگ نے چادر ہے پھیلائی ہوئی ہر سو
عزیمت ہے نہ جرأت ہے نہ ہے تاب وتواں باقی فقط حسرت سے تکنے کیلئے ہے آسماں باقی

آغاز شاہنامہ میں حمد ونعت کے بعد اور اس سبب تالیف کے آغاز میں ایک اور شعر ہے جو اُنکی وابستگی ذاتِ رسول اور نعت گوئی کے سلسلے میں بڑی اہمیت رکھتا ہے۔

اسی کے اسم اعظم سے بڑھی جرأت مرے دل کی کہ میں نے ڈال دی بنیاد ایسے کارِ مشکل کی

شاہنامہ اِسلام کی تالیف کی بنیاد دراصل حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اسم گرامی پہ رکھی گئی ہے اور تاریخ اسلامی پر مشتمل اس منظوم دستاویز کا محور بھی حضور اکرمؐ کا نامی نامی اور اسم سامی ہے۔

ڈاکٹر ریاض مجید نے اپنی معروف تصنیف اردو میں نعت گوئی میں لکھا ہے۔

یوں ایک لحاظ سے پورے کا پورا شاہنامہ دائرہ نعت میں آجاتا ہے کہ اس میں عہد رسالت مآبؐ کی معاشرتی وتمدنی جھلکیوں کے پس منظر میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت مبارک پرورش، اعلانِ نبوت، ہجرت، غزوات، اور سیرت طیبہ کے اہم واقعات کا بیان ہے مگر اس میں بعض مقامات ایسے بھی ہیں جو

marfat.com

خالص نعت کے ذیل میں آتے ہیں۔ان میں شاہنامہ کے تاریخی پہلو پر اوصاف محمدی کا بیان غالب آجاتا ہے۔ تاریخ وسیرت میں گندھے ہوئے شاہنامہ سے اِن پہلوؤں کو الگ الگ کرنا قریب قریب ناممکن ہے۔

خالص نعت کے حصوں میں حفیظ کے سب سے معروف وہ اشعار ہیں جو حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی ولادت با سعادت کے موقع پر ایک سلام کی شکل میں ہیں۔ حفیظ جالندھری کا یہ سلام اُردو نظم میں ایک نہایت ہی قابلِ قدر اضافہ ہے۔سلام کے چند اشعار قارئین کی روحانی ضیافت کیلئے پیش کئے جاتے ہیں۔

سلام اے آمنہ کے لال اے محبوب سبحانی
سلام اے فخر موجودات فخر نوع انسانی

سلام اے ظل سبحانی سلام اے نور یزدانی
ترا نقش قدم ہے زندگی کی لوحِ پیشانی

سلام اے صاحب خلق عظیم انساں کو سکھلا دے
یہی اعمالِ پاکیزہ یہی اشغالِ روحانی

زمانہ منتظر ہے اب نئی شیرازہ بندی کا
بُہت کچھ ہو چکی اجزائے ہستی کی پریشانی

زمیں کا گوشہ گوشہ نور سے معمور ہو جائے
ترے پرتو سے مل جائے ہر اک ذرّے کو تابانی

ترا در ہو مرا سر ہو مرا دل ہو ترا گھر ہو
تمنا مختصر سی ہے مگر تمہید طولانی

حل لُغات

آمنہ کالال	:	حضرت سیّدہ آمِنہ کے پیارے نورنظر	محبوب سبحانی	:	اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کے حبیب
فخر موجودات	:	ہر موجود چیز کی نازش	نوعِ انسانی	:	انسان کی قسم۔صنف Species
ظل سبحانی	:	ذات پاک کا سایہ	نور یزدانی	:	حق تعالیٰ کا نور
اعمال پاکیزہ	:	پاک اعمال	اشغال روحانی	:	رُوحانی مشاغل۔
شیرازہ بندی	:	تنظیم۔ترتیب	اجزائے ہستی	:	وجود کے جزو
پریشانی	:	بکھرنا	گوشہ گوشہ	:	کونا کونا
معمور	:	آباد	پرتو	:	عکس
تابانی	:	روشنی	تمنا	:	خواہش
تمہید	:	آغاز۔ابتداء	طولانی	:	طویل۔لمبی

marfat.com

بیدم شاہ وارثی

جدید نعت نگاروں میں سے جن کے سینے توصیف پیمبر صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی توفیق سے روشن و تابناک ہیں اُس میں سے ایک معروف نام بیدم شاہ وارثی کا ہے جن کی نعتیں تاثیر وشہرت کے سبب خصوصی ذکر کے قابل ہیں۔

بیدم وارثی بھارتی پنجاب کے علم پرور، عرفان گستر اور مردم خیز شہر جالندھر میں پیدا ہوئے۔ اور حضرت وارث علی شاہ دیوہ شریف کے دست حق پرست پر بیعت کی سعادت حاصل کی۔ حضرت وارث علی شاہ کی نظرِ کیمیا ساز نے بیدم وارثی کو ایک خزف سے دُرِ بے بہا اور لعل درخشاں بنا دیا۔ اِن کا دل آئینۂ انوارِ مصطفےٰ اور گنجینہ اسرارِ حق بن گیا۔ اُنہیں فنا فی الشیخ، فنا فی الرسول اور فنا فی اللہ کے مقامات حاصل ہوئے۔ ان پر انہی مقامات کی سیر کے دوران میں مختلف کیفیت طاری ہوئیں۔ اسی لئے اُن کی نعتوں میں ذاتی واردات اور داخلی جذبات کا موثر اظہار ہے۔ انکی نعتیہ شاعری میں سوز وگداز اور کیف واثر حضور رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے شیفتگی اور تعلق خاطر سے پیدا ہوئے۔ بیدم وارثی کی سلیس زبان، سہل انداز اور مترنم لہجے نے چہرہ نعت کو نکھار دیا ہے پاکستان کے تمام شہروں میں جہاں جہاں مجالس نعت، محافلِ میلاد اور اہتمام سماع ہوتا ہے وہاں اُن کی نعتوں سے اہل محفل کی روحانی ضیافت کی جاتی ہے۔

قبول عام کے لحاظ سے وہ اُردو کے دوسرے نظیر اکبر آبادی ہیں۔ نظیر اکبر آبادی انسان کی زندگی اور اس کے ماحول کی ترجمانی کے سبب شہرت رکھتے ہیں۔ بیدم وارثی کو انسان کی داخلی زندگی کی عکاسی اور اس کے منزہ و پاکیزہ جذبات کی ترجمانی میں کمال حاصل ہے۔ اِن دونوں میں فرق یہ ہے نظیر اکبر آبادی کے ہاں جگ بیتی کا لطف ہے تو بیدم وارثی کے ہاں عرضِ احوال اور آپ بیتی کے نمایاں عناصر ہیں۔ بیدم وارثی کے کلام کی نمایاں ترین خصوصیت ان کا سوز وگداز ہے۔ جو سننے والوں کو متاثر کئے بغیر نہیں رہتا۔ انکی ایک دلکش و دلنواز نعت نذر قارئین ہے

marfat.com

آئی نسیم کوئے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کھنچنے لگا دِل سوئے محمد صلی اللہ علیہ وسلم
کعبہ ہمارا کوئے محمد صلی اللہ علیہ وسلم مصحف ایماں روئے محمد صلی اللہ علیہ وسلم
لے کے مرادِ دل آئیں گے مر جائیں گے مٹ جائیں گے پہنچیں تو ہم تا کوئے محمد صلی اللہ علیہ وسلم
طوبیٰ کی جانب تکنے والو آنکھیں کھولو ہوش سنبھالو دیکھو قد دلجوئے محمد صلی اللہ علیہ وسلم
نام اسی کا باب کرم ہے دیکھ یہی محراب حرم ہے دیکھ خمِ ابروئے محمد صلی اللہ علیہ وسلم
بھینی بھینی خوشبو مہکی بیدم دل کی دنیا لہکی کُھل گئے جب گیسوئے محمد صلی اللہ علیہ وسلم

حل لُغات

نسیم : بادِ صبا۔ صبح کی ہوا
کوئے محمدؐ : حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی گلی
سوئے : کیطرف
مصحف ایماں : ایماں کا قرآن
روئے محمدؐ : حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا چہرہ اقدس
باب کرم : مہربانی کا دروازہ
طُوبیٰ : جنت کا ایک درخت جو اپنے دراز قد کی وجہ سے مشہور ہے
قد دلجوئے محمد : حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا من موہنے والا قد
خم ابروئے محمدؐ : حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بھوؤں کی خمیدگی۔ جُھکاؤ
لہکنا : بہار یا جوبن پر آنا کاکل : زلفیں
گیسوئے محمدؐ : حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے گھنگریالے بال محرابِ حرم : حرم کا محراب

marfat.com

حافظ مظہر الدین مظہر

حافظ مظہر الدین ایسے نعت گو شُعرا میں سے ہیں جن کا جدید نعت نگاری کے مسلمہ اساتذہ میں شمار ہوتا ہے وہ ایک عالم دین، مُرشد روشن ضمیر، صوفی کاملِ، واعظ دلپذیر، مبلغ اقدار اسلام محترم صوفی نواب الدین رحمتہ اللہ علیہ کے عالم و فاضلِ فرزند تھے۔ حافظ مظہر الدین کو اپنے بزرگوں کی کیمیا ساز صحبت اور والدہ محترمہ کی دُعاؤں نے دینی علمی اور روحانی لحاظ سے مالا مال کر دیا تھا۔ حافظ صاحب نے صرف اپنے روحانی سلسلہ سے فیوض و برکات کی دولت نہ سمیٹی بلکہ دیگر سلاسل کے صاحبان دِل اور صاحبان عرفان صوفیہ نے بھی اُنہیں اسلامی اخلاق واقدار کا حاملِ وامین بنا دیا

شعروسخن کی طرف جوانی سے ہی مائل تھے۔ اُردو فارسی میں یدطولیٰ رکھتے تھے۔ اِن کا نعتیہ کلام عصر حاضر کی نعت میں جس انداز و روایت کا نمائندہ ہے اس کا تعلق حضور سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے قلبی وابستگی اور دلی شیفتگی ہے۔ نعت گوئی حافظ صاحب کا کوئی مختلف زاویہ نہیں بلکہ ان کا فن ہی نعت ہے۔ انہوں نے دوسری اصناف سخن سے کنارہ کشی کر کے اپنی تمام تر فکری وفنی صلاحیتیں تخلیقِ نعت کیلئے وقف کر دیں۔ بقول ڈاکٹر ریاض مجید نعت گوئی اُن کے قلم کی عبادت ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ان کی نعت گوئی میں عبادت کی ہی یکسوئی اور انہاک پایا جاتا ہے۔ اُن کے کلام میں حب رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا استغراق نمایاں وصف کی حیثیت رکھتا ہے۔ سوز وگداز اور تاثر وکیف کے تمام عناصر اسی وصف کی دین ہیں۔ ان کے نعتیہ کلام میں ایک عاشقِ رسول کے سفرِ عشق کے جذبات وکیفیات اور قلبی واردات ومشاہدات کی گوناگوں جھلکیاں ملتی ہیں۔ حافظ مظہر الدین نے اپنی عقیدت وارادت مندی کو اشعار میں سمونے کی جو کامیاب سعی کی ہے وہ بہت کم نعت گوشعراء کا مقدر بنی ہے۔ ان کی نعتوں میں فقہی مسائل اور مذہبی مُعتقدات کے مضامین کی جگہ ارادت وعقیدت مندی کے جذبات کا بیان ہے۔ ان کی نعت کے موضوع ان کی اپنی ذات سے پھوٹتے ہیں جو عشق رسول میں سرشار ہے۔ اسی سرشاری کی وجہ سے اُن کے فکر وفن پر گہری داخلیت کی چھاپ ہے۔ ان کا رنگِ نعت والہانہ ہے اور یہ خصوصیت دوسری

marfat.com

خصوصیت سے افضل ہے والہانہ پن کے بعد ان کے نعتیہ کلام کی دوسری نمایاں خوبی اُن کی مضمون آفرینی ہے۔ انہوں نے نعت میں کئی خوبصورت مضمون پیدا کئے ہیں جو ان کی جدت طرازی اور نکتہ آفرینی کے مظہر ہیں مثال کے طور پر یہ شعر دیکھئے

جو حسن تیرے پیش نظر ہے اگر اُسے　　جلوے بھی دیکھ لیں تو طوافِ نظر کریں

حافظ صاحب کی نعت ''ہم جس میں بس رہے ہیں وہ دنیا تمہی تو ہو'' کی کیفیات کا مظہر ہے۔

ان کے ہاں ہجر میں بھی امید زیارت کی سرمستی اور مہجوری میں بھی وصل کی نشاط سامانیاں ہیں' دوری میں بھی حضوری کا تصور اور جب حضوری میسر ہو تو سبحان اللہ خوش طالعی کا کیا ٹھکانہ ہے۔ چنانچہ ان کے نعتیہ مجموعہ ''جلوہ گاہ'' میں اسی حضوری کی کیفیات کا ذکر مسلسل ہے۔

ہے میری محبت کی پرواز مدینے تک　　پہنچے گی مرے دل کی آواز مدینے تک
میں یونہی رہا رقصاں میں یوں ہی رہا سوزاں　　بدلے نہ محبت کے انداز مدینے تک
عشق در خواجہؐ بھی اک سِرّ الٰہی ہے　　عشق در خواجہؐ ہے ممتاز مدینے تک
سرکار کی باتوں نے دل موہ لیا میرا　　محدود نہیں ان کا اعجاز مدینے تک
اے پیکرِ محبوبیِ اے جلوۂ رعنائی　　دُونگا تری رحمت کو آواز مدینے تک
ہوگا تری رحمت سے سامان سفر اک دن　　ہوگی تری رحمت ہی دمساز مدینے تک
تاباں و فروزاں ہیں نغمات مرے دل کے　　خاموش نہ ہو یا رب یہ ساز مدینے تک

حل لغات

پرواز : اڑان
رقصاں : وجد کی حالت میں رقص کرنے والا
سوزاں : عشق کی آگ میں جلنے والا

marfat.com

انداز : طریقے

درخواجہؐ : سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا درِ اقدس

سِرِ الٰہی : خداوند تعالیٰ کا راز

اعجاز : معجزہ دکھانا

پیکرِ محبوبی : محبوبیت کا پُتلا

جلوہ رعنائی : خوبصورتی کا عکس

دمساز : مددگار

تاباں : روشن

فروزاں : روشن

نغمات : نغمہ کی جمع ۔ گیت ۔ نشید

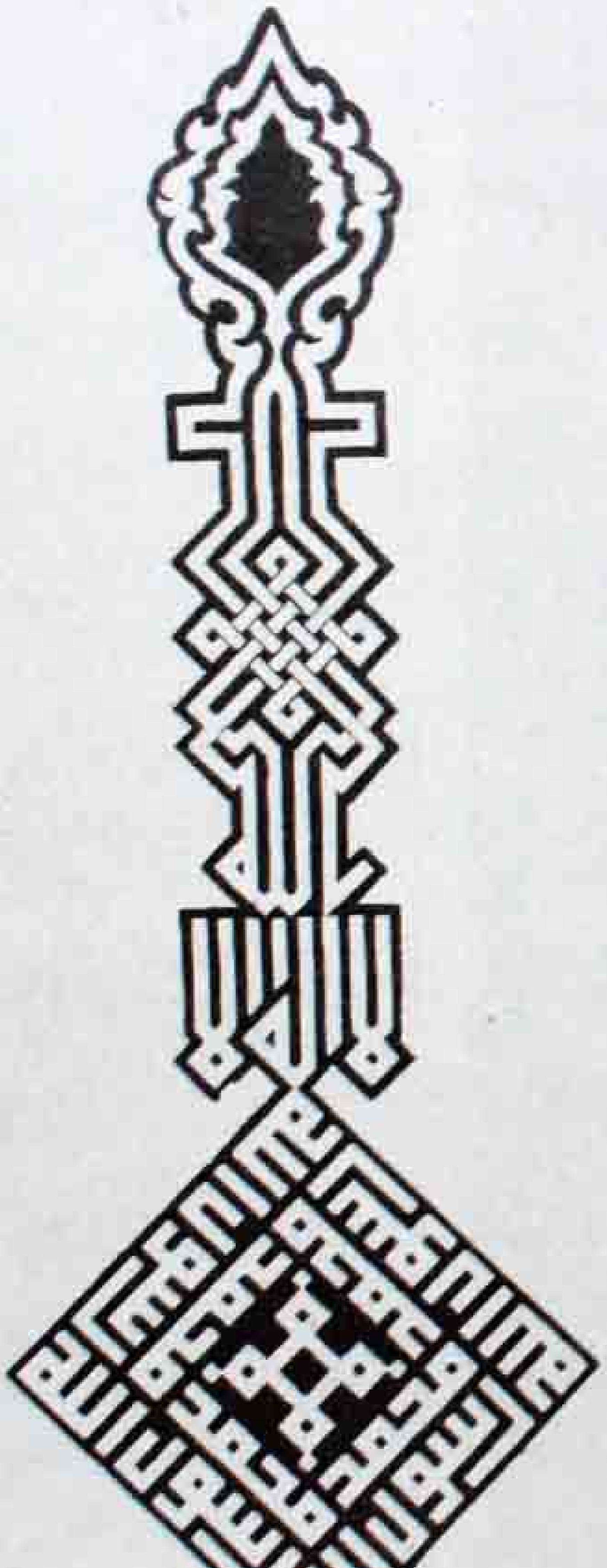

marfat.com

جناب حفیظ تائب

(۱۹۳۱ء --)

جدید شعرائے نعت میں محترم حفیظ تائب صاحب کا نام نہایت ہی روشن نام ہے۔ وہ نعت کے اعتبار سے دور جدید کے نمائندہ شاعر ہیں۔ طرز احساس اور پیرایۂ اظہار کے لحاظ سے بھی وہ نئے شاعروں کے زیادہ قریب ہیں۔ نعت گوئی جن بنیادی خطوط سے عبارت ہے ان میں احترام رسالت مآب اور جذبہ شیفتگی کو خصوصی اہمیت حاصل ہے اور یہ جذبہ شیفتگی حفیظ تائب صاحب کی دنیا و عقبیٰ کی متاعِ عزیز ہے۔

حفیظ تائب کا مجموعہ نعت "وسلّموا تسلیماً" دو لحاظ سے اہمیت رکھتا ہے ایک تو اس اعتبار سے کہ اس میں اردو کی نعتیہ شاعری کی عام روایت سے ہٹ کر رسول مقبول سے عقیدت و محبت کا اظہار ہے۔ انہوں نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات کے احترام کو بھی برقرار رکھنے کی سعی بلیغ کی ہے اور محبت کے ساتھ اسوۂ حسنہ کی تفصیلات بھی بیان کی ہیں۔ وسلموا تسلیما کی دوسری بڑی اہم خوبی یہ ہے کہ یہ اشعار تائب صاحب کے نزدیک محض ثواب کا ذریعہ نہیں بلکہ انہوں نے جو کچھ کہا ہے اسے تخلیقی سطح پر محسوس کیا ہے۔ یہ کلام اُن اعلیٰ لمحات کی روداد ہے جو کسی بھی بڑے شاعر کیلئے سرمایہ افتخار ہو سکتی ہے اس کے ساتھ جذب و کیف اور اخلاص و گداز کے جوہر نے انہیں معاصرین نعت نگاروں میں ممتاز و منفرد حیثیت عطا کی ہے۔

جناب حفیظ تائب کا دوسرا مجموعہ "صلوا علیہ وآلہٖ" ہے۔ ڈاکٹر عبداللہ مرحوم اس کے بارے میں اپنی رائے کا اظہار یوں فرماتے ہیں:۔

زکوٰۃ اچھی، حج اچھا، روزہ اچھا اور نماز اچھی　مگر میں باوجود اس کے مسلماں ہو نہیں سکتا
نہ جب تک کٹ مروں میں خواجۂ طیبہ کی عزت پر　خدا شاہد ہے کامل میرا ایماں ہو نہیں سکتا

"زبان و بیان میں کمال درجے کی شستگی اور شائستگی، سکون و سکونت اور برجستگی کے باوجود متانت

marfat.com

جو لازمہ ادب ہے آرائش کا یہ رنگ اور زیبائش کا یہ ڈھنگ صلوا علیہ وآلہ میں ہر جگہ جلوہ افزا ہے“۔

حفیظ تائب کی نعت کا مرکزی نقطہ حضور رحمتہ للعالمین کی ذاتِ مقدس سے ارادت و عقیدت مندی ہے مگر یہ عقیدت مندی آپ کی شان کی مدح وتوصیف تک محدود نہیں۔ تائب صاحب نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشادات و پیغامات اور مقاصد نبوت و بعثتِ نبوی کو جو جدید نعت کی اصل خوبی ہے مسلسل پیش نظر رکھا ہے۔ ان کی نعت گوئی اصلاحی اور مقصدی پہلو لئے ہوئے ہے۔ پاکستان اور ملت اسلامیہ کو درپیش مسائل کا اظہار جس شائستگی سے اُن کی نعتوں میں ملتا ہے دوسروں کے ہاں کم نظر آتا ہے۔ مسلمانوں کی زبوں حالی، ملکی انتشار اخلاقی و مذہبی قدروں کی پامالی سے لیکر مسجد اقصیٰ کے ماتم کے جو مضامین حفیظ تائب کی نعت گوئی میں ملتے ہیں اُن سب کے سبب نہ صرف تائب کے فن بلکہ صنفِ نعت کو وسعتیں ملتی ہے۔

☆ دے تبسم کی خیرات ماحول کو ہم کو درکار ہے روشنی یا نبی ﷺ

☆ اخلاق کا یہ کساد مولا

☆ جلنے لگے اب سَرو و صنوبر مرے آقا

وہ نعتیں ہیں جو ملکی و ملی احساسات سے لبریز ہیں۔ حفیظ تائب نے معاصر مذہبی سیاسی اور مُعاشرتی مسائل واقدار کو جزوِ نعت بنا کر صنفِ نعت کو وقیع اور وسیع کیا ہے یہی وجہ ہے کہ اُن کا فنِ نعت غیر نعت گو شاعروں کے نزدیک بھی مقبول و پسندیدہ ہے۔

نئی بحروں کا انتخاب و تجربہ، مشکل اور طویل ردیفوں کی جدت، تشبیہات کی ندرت، لہجے کا اِنکسار نیاز مندانہ بیان یہ سب مل کر ان کے کلام کی لفظی اور معنوی خوبیوں کو چار چاند لگا دیتے ہیں۔ حفیظ تائب کی ایک نعت جو بارگاہِ رسالت میں قبولیت پا چکی ہے آپکی روحانی ضیافت کیلئے پیش ہیں۔

marfat.com

خوشبو ہے دو عالم میں تری اے گلِ چیدہ	کس مُنہ سے بیاں ہوں ترے اوصافِ حمیدہ
تجھ سا کوئی آیا ہے نہ آئے گا جہاں میں	دیتا ہے گواہی یہی عالم کا جریدہ
اے رحمتِ عالم تری یادوں کی بدولت	کس درجہ سکوں میں ہے مرا قلب تپیدہ
اے ہادی برحق تری ہر بات ہے سچی	دیدہ سے بھی بڑھ کر ہے ترے لب سے شنیدہ
تو روح زمن، روحِ چمن، روحِ بہاراں	تو جانِ بیاں، جانِ غزل، جانِ قصیدہ
ہے طالب الطاف مرا حال پریشاں	محتاجِ توجّہ ہے مرا رنگ پریدہ
خیرات مجھے اپنی محبت کی عطا کر	آیا ہوں تیرے درپہ بہ دامانِ دریدہ
یوں دُور ہوں تائب میں حریم نبوی سے	صحرا میں ہو جس طرح کوئی شاخِ بریدہ

حل لُغات

دوعالم : دونوں جہاں	گل چیدہ : منتخب پھول
اوصاف حمیدہ : حمدوں بھری صفات	عالم کا جریدہ : اخبار دنیا۔
سکون : راحت وفرحت	قلب تپیدہ : تڑپتا ہوا دل
دیدہ : دیکھی ہوئی چیز	شنیدہ : سُنی ہوئی چیز
روح زمن : جانِ زمانہ	روحِ چمن : گلزار کی جان
روحِ بہاراں : بہار کی جان	جانِ بیان : گفتگو کی روح
جانِ غزل : غزل کی رُوح	طالب الطاف : رحم وکرم کا چاہنے والا
محتاج : ضرورت مند۔حاجت مند	رنگ پریدہ : اڑا ہوا رنگ
دامانِ دریدہ : پھٹا ہوا دامن	حریم نبوی : کاشانہ نبوی
شاخِ بریدہ : کٹی ہوئی ٹہنی	

marfat.com

خود آزمائی اور مشقی سوالات

۱۔ نعت کے لُغوی معنی بیان کیجئے۔

۲۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلّم کی نعت کا ذکر کس آسمانی کتاب میں ہے؟

۳۔ کِن کِن پیغمبرانِ حق نے سنّتِ ربّانی (نعت) کو اپنایا؟

۴۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلّم کے مشہور نعت گو (صحابہ میں سے) کون کون تھے؟

۵۔ عہد نبوی میں نعت گو شعراء کی تعداد کتنی تھی؟

۶۔ کس نعت گو کیلئے حضور صلی اللہ علیہ وسلّم اپنی چادر بچھوا دیا کرتے تھے؟

۷۔ کچھ نعت گو صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے نام لکھیے؟

۸۔ امام احمد رضا خان بریلویؒ پر مختصر نوٹ لکھیے؟

۹۔ حکیم الامت علاّمہ اقبال کی نعت کا جدید نعت میں کیا مقام ہے؟

۱۰۔ مولانا حسن رضا بریلویؒ کی نعت گوئی پر مختصر نوٹ لکھیے۔

۱۱۔ مولانا ظفر علی خان کی نعت گوئی پر نوٹ لکھیے۔

۱۲۔ حفیظ تائب اِس دور کے ممتاز ترین نعت گو ہیں۔ دلائل دیجیے۔

۱۳۔ آدابِ نعت اختصار کے ساتھ بیان کیجیے۔

۱۴۔ نعت کے مقاصد کیا ہیں؟

۱۵۔ نعت کے بارے میں اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خانؒ کی کیا رائے ہے؟

۱۶۔ حافظ مظہر الدین مظہر کس پایہ کے نعت گو شاعر ہیں؟

۱۷۔ حفیظ جالندھری کے شاہنامۂ اسلام کے بارے میں آپ کیا جانتے ہیں؟ ان کے کوئی سے دو شعر لکھیے۔

marfat.com

یونٹ نمبر 4

عقائد اسلام و فقہ

ضروری فقہی مسائل

(سوالاً جواباً)

ترتیب و تحریر۔
پروفیسر خورشید حسن خاور
صدر شعبہ عربی
گورنمنٹ گورڈن کالج راولپنڈی

marfat.com

مولای صل وسلم دائما ابدا — علی حبیبک خیر الخلق کلهم

marfat.com

نصائح نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

ایک دن صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے اجتماع میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف فرما تھے۔ فجر کی نماز ہو چکی تھی۔ وعظ و نصیحت کا سلسلہ جاری تھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ''تم میں سے کون ایسا شخص ہے جو مجھ سے چند باتیں اچھی طرح سیکھ لے پھر ان پر عمل بھی کرے اور دوسروں کو ان کی تعلیم بھی دے؟ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فوراً کھڑے ہو گئے اور عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم میں حاضر ہوں مجھے آپ ان باتوں کی تعلیم دیں میں ان پر عمل کروں گا اور لوگوں کو ان کی تعلیم بھی دوں گا۔ حضرت ابو ہریرہؓ کا بیان ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے میرا ہاتھ پکڑا اور پانچ کلمات ارشاد فرمائے۔ فرمایا۔ حرام سے بچنا تم سب سے بڑے عابد بن جاؤ گے۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے جو بھی تمہیں مل جائے اس پر راضی ہو جانا تم سب سے زیادہ غنی ہو جاؤ گے۔ اپنے پڑوسی سے حسن سلوک کرنا تم حقیقی معنوں میں مومن بن جاؤ گے۔ جو اپنے لیے پسند کرتے ہو وہی دوسروں کے لیے بھی پسند کرنا تم سچے مسلمان بن جاؤ گے۔ زیادہ نہ ہنسنا ورنہ تمہارا دل مردہ ہو جائے گا۔ ترمذی شریف کی حدیث میں ہے کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے ان باتوں کو سُنا پھر لوگوں تک پہنچایا۔

عبادات کے دو پہلو ہیں۔ ایک مثبت اور دوسرا منفی۔ مثبت پہلو تو یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے احکام پر پورے خلوص سے عمل کیا جائے اور اس کی جزا صرف اور صرف اللہ تعالیٰ سے طلب کی جائے اور منفی پہلو یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جن چیزوں سے منع فرمایا ہے ان سے کامل پرہیز کیا جائے۔ عبادت نور ہے اور حرام تاریکی۔ نور اور تاریکی ایک دل میں جمع نہیں ہو سکتے۔ اللہ تعالیٰ کی رضا پر راضی ہونا بھی کمال کی دلیل ہے۔ ساتھ ہی طمانیت قلب کا سامان۔ اس لیے کہ دنیا کی کوئی طاقت اللہ تعالیٰ کے فیصلے اور اس کی قضا کے نفاذ کو روک سکتی ہے نہ ٹال سکتی ہے۔ اس لیے اس کا حل صرف اس میں ہے کہ تقدیر الٰہی سے موافقت اختیار کی جائے اور اس کی تقسیم پر راضی رہا جائے۔ یہ رضا بالقضاء انسان کو توکل اور قناعت کا سبق دیتی ہے اور پھر اسے دنیا و مافیھا سے بے نیاز بنا دیتی ہے۔ پڑوسی کے حقوق کی اہمیت کا اندازہ تو اسی بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ حضرت جبریل علیہ السلام نے پڑوسی سے نیک سلوک کرنے کی مجھے اتنی مرتبہ تاکید کی کہ مجھے تو خیال ہونے لگا تھا کہ شاید پڑوسی کو وراثت میں حصہ مل جائے گا اور یہ جو مسلمانوں کو حکم دیا گیا ہے کہ جو اپنے لیے پسند کرتے ہو وہی اپنے دوسرے مسلمان بھائی کے لیے بھی پسند کیا کرو اس میں بھی وہی اخوت و محبت اور باہمی ہمدردی و مواخات کے پاکیزہ جذبات کو پروان چڑھانے اور اسے مسلم معاشرے میں عام کرنے کی حکمت و مصلحت پوشیدہ ہے۔ جو

marfat.com

اسلام کا مقصود اولیں ہے۔ اللہ تعالیٰ اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی نگاہ میں سب سے بڑی عبادت دلوں کو جوڑنا۔ پیار اور محبت کی تبلیغ کرنا اور امت مسلمہ کے افراد کے درمیان اخوت و محبت پیدا کرنا ہے اور سب سے بڑا گناہ ایک مسلمان کو دوسرے مسلمان سے جدا کرنا۔ دلوں میں تفریق پیدا کرنا۔ فرقہ بندی اور دھڑے بازی کو فروغ دینا ہے۔ اسی لیے تفرقہ بازی کو قرآن کریم میں مشرکوں کا عمل کہا گیا ہے۔ اگر واقعتاً ایک مسلمان اپنے دوسرے مسلمان بھائی کے لیے وہی پسند کرنے لگے جو اپنے لیے پسند کرتا ہے تو مسلم معاشرہ صحیح معنوں میں امن کا گہوارہ بن جائے۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی اس روایت میں آخری بات یہ بتلائی گئی ہے کہ زیادہ ہنسا نہ کرو ورنہ تمہارا دل مردہ ہو جائے گا۔ اس کا مفہوم یہ ہے کہ زندگی کے اہم مسائل پر سنجیدگی سے غور کرنا چاہیے۔ آفاق و انفس اور اقوام و ملل کے حالات و تغیرات پر اگر غور کیا جائے تو انسان کو ہنسنے اور لہو و لعب میں مبتلا ہونے کا موقع ہی کہاں ملتا ہے۔ اس کا مطلب یہ بھی نہیں کہ خوش دلی اور خوش باشی ترک کی جائے البتہ کسی بھی صورت میں وقار کا دامن ہاتھوں سے چھوڑنا نہ چاہیے۔

عطا اسلاف کا جذبِ دروں کر
شریکِ زمرۂ لایحزنوں کر
خرد کی گتھیاں سلجھا چکا میں
مرے مولا مجھے صاحبِ جنوں کر

marfat.com

فضیلت توبہ

ڈاکوؤں کی کل تعداد سات تھی۔ان کے سردار کا نام ابراہیم تھا۔ پروگرام تھا کہ آج رات قریب کے گاؤں میں ڈاکہ ڈالا جائے۔ساتھی ہتھیار تیز کررہے تھے۔سردار نے سوچا کہ درخت کی چھاؤں میں تھوڑی دیر آرام کرلے۔نیند کا غلبہ ہورہا تھا کہ ابراہیم نے ایک ایسا تماشا دیکھا کہ اس کی نیند غائب ہوگئی اور وہ گہری سوچ میں ڈوب گیا۔اس نے دیکھا کہ ایک انگور کا سرسبز درخت ہے اور دوسرا کیکر کا خشک۔اور ایک بلبل انگور کے درخت سے ایک دانہ اپنی چونچ میں دبا کر لاتا ہے اور کیکر کے درخت کے ایک سوراخ میں ڈال کر چلا آتا ہے۔اسے سخت حیرت ہوئی اٹھ کر کیکر کے درخت کے قریب گیا اور سوراخ کے پاس جا کر کیا دیکھتا ہے کہ ایک اندھا سانپ منہ کھولے۔سوراخ میں بیٹھا ہے اور بلبل اس کے منہ میں دانہ ڈال کر آرہا ہے۔اس نے ساتھیوں کو بلا کر یہ ماجرا دکھایا اور کہنے لگا۔''ساتھیو! جس اللہ جل شانہ نے ایک اندھے سانپ کی روزی کا ایسا انتظام فرمایا ہے بھلا وہ ہماری روزی کا بندوبست نہیں کرے گا۔پھر کیا ضروری ہے کہ ہم روزی کے لیے ڈاکہ ماریں، قتل وغارت کریں۔کیوں نہ اس رزاق مطلق کی روزی رسانی پر بھروسہ کرکے ہم لوگ ڈاکہ زنی سے توبہ کرلیں''۔ ابراہیم نے کہا کلمہ پڑھا اور صدقِ دل سے توبہ کرلی۔ندامت کے آنسو اس کی آنکھوں سے رواں تھے۔جنہیں فرشتے شاید موتی سمجھ کر چن رہے تھے۔ساتھی ڈاکوؤں نے کہا''سردار ڈاکہ زنی میں تم ہمارے سردار تھے تو توبہ میں بھی ہم تمہیں اپنا سردار تسلیم کرتے ہیں۔اللہ سے دعا کرو کہ وہ ہماری توبہ بھی قبول کرلے''۔فیصلہ ہوا اور سب نے مل کر لوٹ کا سامان مالکوں کو لوٹا دیا اور مالک نہ ملنے پر خیرات کردیا۔

ابراہیم کے ساتھ تمام ڈاکوؤں نے فیصلہ کیا کہ حج کا زمانہ ہے احرام باندھو اور ایک ساتھ چل کر خانہ کعبہ میں ربِ کعبہ کے حضور اپنی توبہ کا اقرار کریں۔راستے میں ایک عورت ملی وہ اس جماعت کو تلاش کررہی تھی جس میں ابراہیم ہو۔چونکہ سردار کا نام بھی ابراہیم تھا اس نے بڑھیا سے کہہ کہ ابراہیم تو میرا ہی نام ہے۔عورت نے کہا بیٹے میں دو دنوں سے تجھے ہی ڈھونڈ رہی ہوں۔دو دنوں سے تیرے لیے میں کھانا پکا کر تجھے ڈھونڈنے نکلتی ہوں خدا کا شکر ہے تو آج مل گیا۔بات یہ ہے کہ پرسوں رات میرے بیٹے ابراہیم کی وفات ہوگئی میں بہت رورہی تھی اور روتے روتے سوگئی تھی کہ خواب میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت ہوئی۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا بڑھیا تجھے اپنے ابراہیم کی جدائی کا بہت صدمہ ہے انتظار کر میرا ابراہیم آرہا ہے اس کی خاطر تیرا صدمہ دور ہوجائے گا بیٹا میرے گھر میں کھانا کھالے۔میرے ابراہیم کے کپڑے بھی لے لے کہ تو سردار دو جہاں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا لاڈلا ابراہیم ہے۔ابراہیم مالک کے آگے سربسجود تھا کہ نوازنے والے؛ میں نہیں جانتا تھا کہ توبہ کے بعد تو اپنے بندوں کو اس طرح نوازتا ہے۔

marfat.com

خوف ورجا اور ایمان

ایمان، خوف و رجا، اُمید وبیم، یاس اور آس کے درمیان کی ایک کیفیت کا نام ہے۔ یعنی انسان جب اپنی کوتاہیوں، گناہوں اور نافرمانیوں پر نظر ڈالے تو اس پر اس درجہ خوف طاری ہو جائے کہ وہ اپنی مغفرت تک سے نا اُمید ہونے لگے اور جب وہ اللہ تعالیٰ کی شانِ غفاریت وستاریت، اس کی رحمت اور مخلوق پر اس کی بے پایاں شفقت کا تصور کرے تو اس کا دل اچھی امیدوں اور بخشش کے خیال سے مسرور ہو جائے۔ اصل بات یہ ہے کہ جب امید، خوف پر غالب آجاتی ہے تو آدمی بے خوف ہو کر گناہ کے تاریک غار میں چھلانگ لگا دیتا ہے اور اپنے نفس کی حفاظت ترک کر دیتا ہے اور پھر اللہ تعالیٰ کے ساتھ اس کے معاملات خراب ہو جاتے ہیں۔ اس کے برخلاف اگر خوف اس پر غالب آجائے تو توحید میں نقص پیدا ہو جاتا ہے، کیونکہ خوف کے غلبے کی صورت میں انسان اللہ تعالیٰ کی رحمت سے نا اُمید ہو جاتا ہے اور خُدا کی رحمت سے نا اُمیدی تو کُفر ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کی رحمت سے نا اُمیدی تو اسی وقت پیدا ہوتی ہے جب انسان اس کو قادرِ مطلق نہ جانے۔ وہ کہ جو خالقِ کائنات ہے، عزت وذلت، حیات وموت، صحت ومرض، تنگی وفرخی اور خیر وشر کا مالک ہے۔ جس کے فیصلے کو کائنات کی کوئی شے روک نہیں سکتی۔ جسے چاہئے بخش دے اور جسے چاہے عذاب دے۔ پل بھر میں ذرے کو آفتاب اور آفتاب کو نیست ونابود کر دینے پر قادر ہے۔ بھلا اس کی رحمت سے نا اُمیدی کیا معنیٰ رکھتی ہے۔ بندے کا کام تو بندگی ہے، بندگی کرتا رہے اور یقین رکھے کہ وہ سخی داتا جو اپنے در سے کسی سائل کو نامُراد نہیں لوٹاتا، ہرگز ہرگز اپنے بندے کو محروم نہیں کرتا۔ بندے کا کام تو صرف یہ ہے کہ اس کے در پر پڑا رہے، دروازہ کھٹکھٹاتا رہے۔ کبھی تو اس کا دروازہ کھلے گا۔ کبھی تو وہ کہے گا لبیک یا عبدی۔ میرے بندے؛ کہ تو کیا کہنا چاہتا ہے۔ وہی دن بندے کی کامیابی وشادکامی کا دن ہوگا۔ معلوم ہوا کہ اُمید کی درستی اور خوف کی صحت ایمان کے کمال کے لئے دونوں ضروری ہیں۔ اُمید کی درستی سے اللہ تعالیٰ کی رحمت کی معرفت حاصل ہوگی اور خوف کی صحت سے انسان گناہوں سے حتی الوسع بچنے کی کوشش کرے گا اور اگر گناہ سرزد ہو تو فوراً توبہ کی طرف سبقت کرے گا۔ اس لئے کہ اس کا رب تو ربُّ الرحیم ہے۔ شرط یہ ہے کہ بندے میں ندامت وپشیمانی، گریہ وزاری اور عاجزی وخاکساری پیدا ہو کہ مولا کو یہی پسند ہے۔ اس کی بارگاہ میں گر پڑو، وہ اُٹھا لے گا اور اٹھاتے وقت وہ یہ نہیں دیکھتا کہ کون نیکوکار ہے اور کون بدکار اس لئے کہ

نشہ پلا کے گرانا تو سب کو آتا ہے
مزا تو جب ہے کہ گرتوں کو تھام لے ساقی

marfat.com

فہرست یونٹ نمبر۴

		صفحہ نمبر
	یونٹ کے اغراض ومقاصد	290
1	عقائد اسلام	291
2	علم فقہ کی تعریف اور اصطلاحات	304
3	علمِ فقہ کی اہمیت و ضرورت	307
4	فقہ کے مآخذ	309
5	أئمہ اربعہ کا تعارف	313
6	مجوزہ فقہی عنوانات	316
7	وضو اور غسل کے مسائل	322
8	نماز کے مسائل	328
9	نماز جنازہ اور نماز عیدین کے مسائل	333
10	زکوۃ کے مسائل	336
11	روزہ کے مسائل	341
12	حج کے مسائل	345
13	خود آزمائی	354

marfat.com

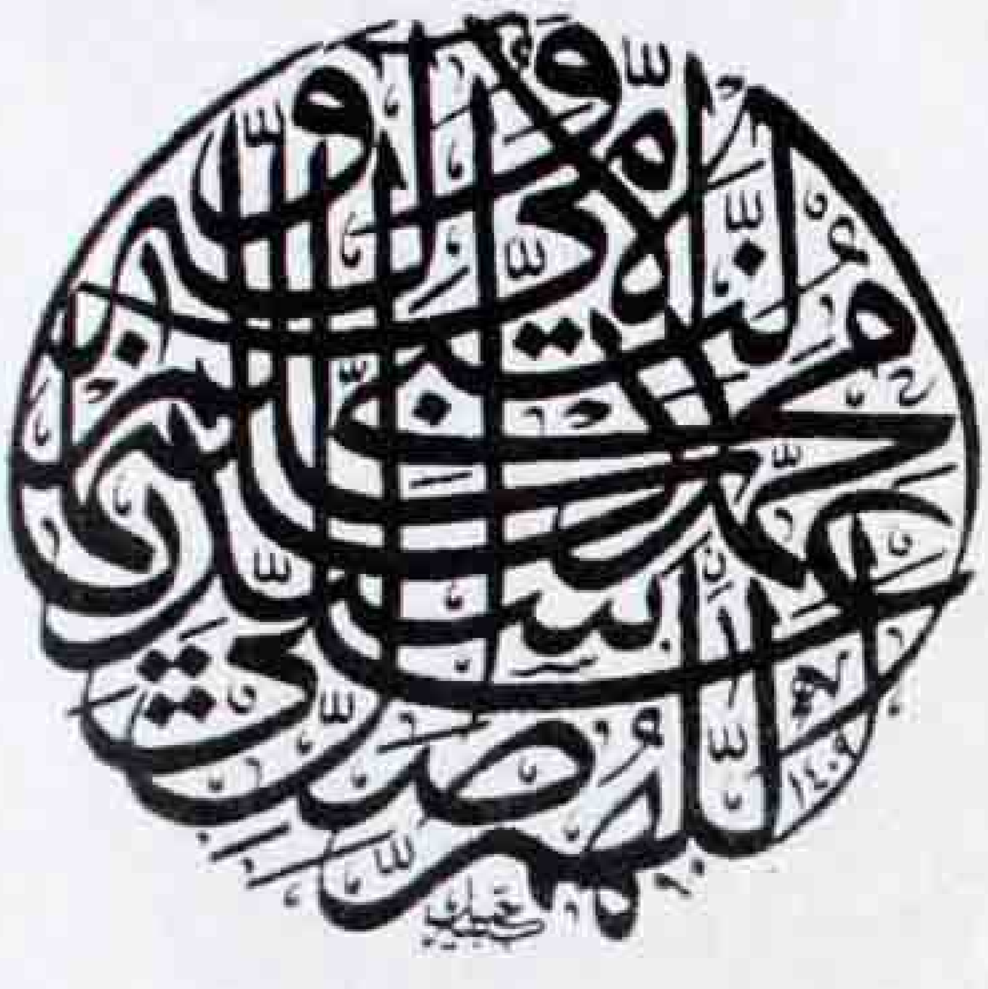

یونٹ نمبر۴ کے مقاصد:۔

اس یونٹ کے مطالعہ سے آپ اس قابل ہو جائیں گے کہ:۔

(۱) عقائد اسلام کے متعلق معلومات حاصل کریں۔

(۲) علم فقہ کے متعلق کچھ گفتگو کر سکیں۔

(۳) علم فقہ کے مآخذ قرآن ' حدیث ' اجماع اور اجتہاد کی اہمیت سے آگاہ ہوں۔

(۴) أئمہ اربعہ کے متعلق آگاہی حاصل کریں۔

(۵) ارکان اسلام کے ضروری فقہی مسائل سے آگاہی حاصل کریں۔

(۶) دینِ اسلام کے مسائل کو سمجھ کر عمل کرنے کی کوشش کریں۔

marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

۱۔ عقائد اسلام

سوال : ایمان مجمل سے کیا مراد ہے نیز یہ کن کلمات پر مشتمل ہے؟

جواب : ایمان مجمل سے مراد وہ کلمات ہیں جو مختصر طور پر اظہار و اقرار ایمان کے لئے ادا کئے جائیں اور یہ درج ذیل کلمات پر مشتمل ہے:۔

اٰمَنْتُ بِاللّٰہِ كَمَا هُوَ بِاَسْمَائِهٖ وَ صِفَاتِهٖ

ترجمہ : میں اللہ پر ایمان لایا جیسا کہ وہ اپنے ناموں اور صفتوں کے ساتھ ہے

وَ قَبِلْتُ جَمِيْعَ اَحْكَامِهٖ اِقْرَارٌ بِاللِّسَانِ وَتَصْدِيْقٌ بِالْقَلْبِ ط

اور میں نے قبول کئے سارے اُس کے احکام مجھے اس کا زبان سے اقرار ہے اور دل سے یقین

سوال : ایمان مفصّل سے کیا مراد ہے نیز یہ کن کلمات پر مشتمل ہے؟

جواب : ایمان مفصّل سے مراد وہ کلمات ہیں جو اظہار و اقرار ایمان کیلئے تفصیلی طور پر ادا کئے جائیں اور یہ درج ذیل ہیں:۔

اٰمَنْتُ بِاللّٰہِ وَ مَلٰئِكَتِهٖ وَ كُتُبِهٖ وَرُسُلِهٖ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَ

ترجمہ : میں ایمان لایا اللہ پر اور اس کے فرشتوں، کتابوں، رسولوں اور قیامت کے دن پر اور

الْقَدْرِ خَيْرِهٖ وَشَرِّهٖ مِنَ اللّٰهِ تَعَالٰى وَ الْبَعْثِ بَعْدَ الْمَوْتِ ط

یہ کہ ہر بھلائی اور برائی اللہ تعالیٰ نے مقدّر فرمادی ہے اور مرنے کے بعد دوبارہ زندہ ہونا ہے

marfat.com

۱ ـ ۱ الایمان باللہ العظیم جلّ جلالہ

سوال : مندرجہ بالا ہردو ایمان کی تعریفات کے شروع میں ''ایمان باللہ'' کا ذکر ہوا اس کی تفصیل کیا ہے؟

جواب : اس ایمان باللہ سے مراد ہے کہ ایک بندہ مومن رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عطا کردہ تعلیمات کے ذریعے اقرار لسانی اور تصدیق قلبی سے اللہ تعالیٰ کے بارے میں درج ذیل امور کا اظہار واقرار کرے اور یہی شرعی ایمان ہے:۔

۱) کائنات کا بنانے والا رب اپنی ذات کے لحاظ سے خود سے ہے اور اَزلی اَبدی ہے اس کی ذات و صفات میں کوئی اس کا مثل نہیں ہے۔ اور تمام کمالات اس کی ذاتی عظمت کی تجلّی اور پَرتَو ہیں۔

۲) جملہ عبادات کا حق دار ہونا اپنے اختیار سے ہر شی پیدا کرنا اور کائنات کا انتظام کلی اور جزوی طور پر اس کی ذاتِ اقدس سے خاص ہے۔

۳) کائنات کو وجود بخشنے سے پہلے بھی وہ ویسا ہی کامل تھا جیسا بعد میں۔ (اَلآنَ کَمَا کَانَ)

۴) حیات، قدرت، علم، کلام، سمع، بَصَر اور ارادہ اللہ تعالیٰ کی ذاتی صفات ہیں اور وہ ازلاً ان سے مُتّصَف ہے۔

۵) مریضوں کو شفا دینا، رزق عطا فرمانا اور مصائب کا دور کرنا مستقل طور پر اس کے قبضۂ قدرت میں ہے۔

۶) طبیب، بادشاہ اور دیگر ظاہری و باطنی اسباب جیسے انبیاء و اولیاء کی دُعائیں عطیۂ خداوندی کے ذریعے سے ظہور پذیر ہوتی ہیں اور یہ اس حکیم مطلق کی صفتِ حکمت کا تقاضا ہے کہ اُس کی صفات اور افعال اسباب کے پردہ میں ظاہر ہوں۔ چنانچہ صرف اسباب کو مدّنظر رکھنا اور مُسَبِّب

marfat.com

جَلَّ شانُہ ' کی قدرت کاملہ کو نہ ماننا یا اس کی قدرت کو فقط بعض اسباب میں ہی محدود کرنا کفر ہے اور اسباب کا مکمل طور پر نفی کرنا دین و دنیا کی سعادت سے محرومی ہے جبکہ ظاہری و باطنی اسباب (اولیائے مقربین) کو جلوہ گاہِ صفات مان کر اُن سے فیض حاصل کرنا ایمانِ کامل کی نشانی ہے۔

۷) اس کے تمام افعال حکمت و مصلحت پر مشتمل ہیں۔

۸) اہلِ سنّت کا اجماع ہے کہ جس اسم کے معنی میں شانِ الوہیّت کی تنقیص ہو اُس کا ذاتِ حق پر بولنا کلمہ کفر ہے۔

۹) بے نیاز ہے کسی کا اُس پر حق نہیں ہے مگر جو اپنے فضل سے وعدہ فرمائے وہ ضرور وفا فرماتا ہے۔

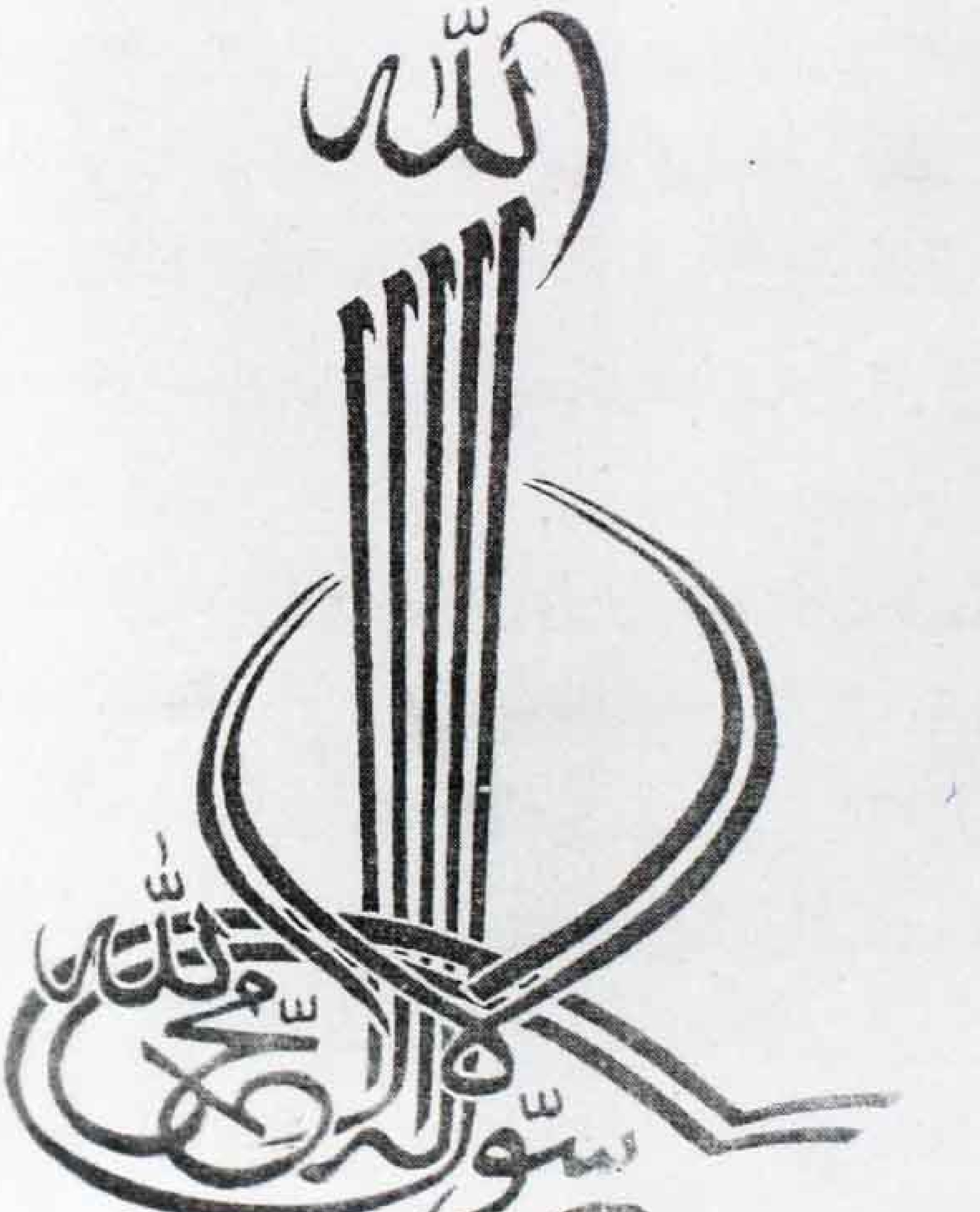

marfat.com

۲ ـ ۱ الایمان بالنبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

سوال : حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ایمان لانے سے کیا مراد ہے اور اس کے کیا تقاضے ہیں؟

جواب : حضور ﷺ پر ایمان لانا توحید کے بعد اسلام کا رکنِ اعظم ہے اس کے بغیر کسی حالت میں بھی کوئی مومن یا مسلم نہیں ہوسکتا۔ اس ایمان بالنبی ﷺ کے تقاضے درج ذیل ہیں۔

۱) قرآن مجید میں مذکور آپ ﷺ کے تمام کمالات کا زبان سے اقرار اور دل سے تصدیق کرنا۔

۲) آپ ﷺ کی ظاہری و باطنی تعظیم وتکریم سے ہر حالت میں متصف رہنا (وتعزّروہ و توقّروہ)

۳) آپ ﷺ کو تمام انبیائے کرام سے افضل اور سب کا سردار ماننا۔

۴) آپ ﷺ کو بایں طور خاتم الانبیاء ماننا کہ نہ تو آپ ﷺ کے زمانہ میں اور نہ آپ ﷺ کے بعد کوئی نبی ہوگا۔

۵) تمام انبیاء بلحاظ باطن آپ ﷺ کے خلفاء ہیں اور باوجود خلعتِ نبوّت کے آپ ﷺ کی باطنی شریعت کے نافذ فرمانے والے تھے۔

۶) آپ ﷺ کی اطاعت واتباع اور محبت فرض ہے اس کا تارک نص قرآنی کی رو سے دردناک عذاب کی وعید کا مستحق ہے۔

سوال : محبت رسول ﷺ کی نشانیاں کون کون سی ہیں تاکہ ان پر کاربند ہوکر دردناک عذاب کی وعیدِ الٰہی سے محفوظ رہا جاسکے؟

جواب : محبت رسول ﷺ کی درج ذیل سترہ علامات ہیں:۔

۱) آپ ﷺ کے اقوال وافعال میں کامل اتباع اور اوامر ونواہی کی تعمیل کرنا۔

۲) زبان ودل سے آپ ﷺ کا محبت کے ساتھ ذکر کرنا۔

۳) آپ ﷺ کے جمال پاک کے دیدار کا مشتاق ہونا۔

marfat.com

۴) دل، زبان اور بدن سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم کرنا۔

۵) آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اہل بیت اور صحابہ کرام سے محبت کرنا اور ان کے ساتھ بُغض رکھنے والوں سے بُغض رکھنا۔

۶) آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنّت کے تارک کو بُرا سمجھنا۔

۷) آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم جیسا کہ ہر ایک مومن پر ظاہری زیارت کے وقت فرض تھی اسی طرح اب بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث، فضائل اور نام مبارک سنتے وقت لازم اور فرض ہے چنانچہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ذکر مبارک کے وقت ہر دور اور ہر ملک میں سَلَف صالحین سے منقول تعظیم اور تکریم کے جو مباح انداز چلے آرہے ہیں اُن کا بجالانا بھی اس نبی محتشم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے محبت کی نشانی ہے۔ اور چونکہ مجلسِ میلاد شریف کا انعقاد اور اس میں قیام اور تقسیمِ طعام سلف صالحین اور عشاقِ درگاہ کا معمول بن گیا ہے پس ان کا انکار روشِ سلف کا انکار اور بے بنیاد تعصّب ہے۔

۸) آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم احاطۂ ربوبیتِ الٰہیہ کی تمام ممکنات ومخلوقات کی طرف مبعوث ہیں۔ پس مخلوقات کا کوئی حصہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت سے خارج نہیں ہے۔

۹) حضور علیہ الصّلوٰۃ والسلام کی تین حیثیتیں، اول ظاہر بہ اعتبار صورتِ بشر دوم مَلَکی اور سوم وہ مرتبہ جس کو خدا ہی جانتا ہے۔

۱۰) آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا علم اوّلین وآخرین کے علوم کی بہ نسبت اعلیٰ واکمل ہے اور آخر عمر شریف تک ملکوتِ سماوی وارضی اور تمام مخلوقات، جملہ اسمائے حسنیٰ، آیاتِ کُبریٰ، اُمورِ آخرت، قیامت کی نشانیاں، خوش بختوں اور بدبختوں کے احوال اور مَاکَانَ وَمَایَکُوْنُ کا علم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے ثابت ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا علم تمام علوم بَشَرِیَہ ومَلَکیہ سے اَشمَل واَکمل ہے۔ علمِ الٰہی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے علم میں فرق یہ ہے کہ:۔

(الف) علم الٰہی غیر متناہی اور محیط جبکہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا علم متناہی اور محاط ہے۔

marfat.com

(ب) علم الٰہی بلا ذرائع و وسائل ازلی و ابدی ہے اور آپ صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم کا علم بذریعہ وحی اور عطائے الٰہی ہے۔

۱۱) آپ صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم کو نبوّت سے پہلے اور نبوّت کے بعد تمام کبائر و صغائر سے معصوم اور تمام بشری کمزوریوں سے مبرّا ماننا۔

۱۲) بعض افعال و احکامِ شرع میں آپ صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم سے بارادہ الٰہیہ جو نسیان اور سہو واقع ہوا وہ احکام شرعیہ کی تشریح اور افادۂ علم برائے امّت تھا۔ سہو و نسیان کا صدور شانِ نبوّت کے منافی نہیں ہے بلکہ ناسُوت کے لاہوت میں استغراق کی وجہ سے سہو و نسیان کا واقع ہونا تو کمال کی اقسام میں سے ہے جیسا کہ صاحبانِ بصیرت اس نقطہ کو خوب جانتے ہیں البتہ آپ ﷺ کے سہو و نسیان کو اپنے سہو و نسیان پر قیاس کرنا اور تحقیر کے ارادے سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب کرنا صریح کفر ہے۔

۱۳) تمام بشری عوارض یعنی مرض اور بدنی تکلیف وغیرہ جو انبیاء علیہم السلام کو لاحق ہوتے ہیں وہ ظاہری طور پر تو عام انسانی افراد کے عوارض کی طرح ہیں لیکن نتائج، باطنی آثار اور مخفی حکمتِ الٰہیہ کے لحاظ سے تمام افرادِ انسانی کے عوارض سے اعلیٰ اور برتر ہیں۔ کیونکہ انبیاء علیہم السلام کے امراض کی تکالیف سے درج ذیل فوائد اور وعظ حاصل ہوتے ہیں:-
صبر، رضا، شکر، تسلیم، توکّل، دُعا اور عاجزی۔ چنانچہ انبیاء کے عوارض کو اپنے عوارض پر قیاس کرنا سخت بے ادبی اور گستاخی ہے اور بعض حالات میں جبکہ تحقیر لازم آئے تو کفر ہے۔

۱۴) حضور صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم کا باعلامِ خداوندی مغیبات پر مطلع ہونا تواتر کے ساتھ آیات و احادیث سے ثابت ہے اِن کا منکر قطعیّات کا منکر ہے۔

۱۵) آپ صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم دیگر انبیاء علیہم السلام کی طرح اپنے روضۂ منورہ میں دنیاوی جسمِ اطہر

marfat.com

سمیت زندہ ہیں نیز باعلامِ خداوندی اپنی امت کے احوال پر مطلع ہیں اور عاشقانِ درگاہ پر ہر لحظہ متوجہ ہوتے ہیں۔

۱۶) حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے روضہ انور کی زیارت سب سے بڑی سعادت ہے اِس کا انکار بدترین بدعات میں سے ہے۔

۱۷) اللہ تعالیٰ نے حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات پاک کو بے شمار معجزات سے مخصوص فرمایا جن میں سے چند درج ذیل ہیں:۔

الف) معراجِ جسمانی بحالتِ بیداری، امامتِ انبیاء، آسمانوں کی سیر، جنت و دوزخ اور اپنی بڑی بڑی نشانیوں کی سیر کروانا۔

ب) اللہ تعالیٰ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو ان کی ظاہری چشمِ مبارک سے اپنا جمالِ پاک دکھایا۔

ج) شق القمر (چاند کا دو ٹکڑے ہونا)

د) مسجد نبوی کے ستون (حنّانہ) کا آپ ﷺ کے فراق میں گریہ وزاری کرنا۔

ہ) اَحجار و اَشجار کا آپ پر سلام پڑھنا اور آپ ﷺ کی نبوّت کی تصدیق کرنا۔

و) آپ ﷺ کی مبارک انگلیوں سے پانی کا جاری ہونا اور ایک پیالہ پانی سے پورے لشکر کا سیراب ہوجانا۔

ز) آپ ﷺ کی برکت سے تھوڑے سے طعام (کھانے) کا ہزارہا آدمیوں کے لئے کافی ہوجانا۔

ح) ذبح شدہ بکری کے گوشت کا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کلام کرنا۔

ط) تمام معجزات سے اعلیٰ، مضبوط ترین اور ہمیشہ ہمیشہ باقی رہنے والا معجزہ قرآنِ مجید ہے جس کے مقابلہ سے تمام مخلوقات عاجز ہے۔

marfat.com

۳ ۔ ۱ شریعتِ محمدی علیٰ صاحبھا الصلوٰۃ والسّلام

سوال : شریعتِ محمدی علیٰ صاحبھا الصلوٰۃ والسّلام کے کن امور کو حق ماننا ضروری ہے؟

جواب : شریعتِ محمدی علیٰ صاحبھا الصلوٰۃ والسّلام کے درج ذیل امور کو حق ماننا ضروری ہے۔

۱) دنیاوی جسموں کا یومِ محشر دوبارہ انہی دنیاوی روحوں سمیت اٹھنا۔

۲) نیک اعمال کی جزاء اور بُرے اعمال کی سزا پر ایمان رکھنا۔

۳) ''صراط'' دوزخ کے اوپر (بال سے زیادہ باریک اور تلوار سے زیادہ تیز) پُل پر سب کو چلنا ہوگا اہلِ نار کٹ کر دوزخ میں گر پڑیں گے اور اہل جنت اس پر سے گزر کر جنت میں پہنچیں گے۔

۴) حساب اعمال' میزان' جنت' دوزخ پر ایمان رکھنا۔ جنت اور دوزخ اس وقت موجود ہیں جن کی جگہ اللہ تعالیٰ جانتا ہے۔

۵) اہلِ کبائر کے حق میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی باذنِ الٰہی شفاعت حق ہے اور آپ کی شفاعت مقبول ہے۔ جن آیاتِ قرآنیہ میں شفاعت کی نفی آئی ہے اس سے مراد اجازت الٰہی کے بغیر شفاعت ہے۔

۶) کافر کو عذابِ قبر اور مومن صالح کو قبر میں نعمت و راحت حق ہے جب کہ نافرمان مومنین کا معاملہ مشیتِ الٰہی پر موقوف ہے جسے چاہے عذاب فرمائے اور جسے چاہے نعمت بخشے۔

۷) جس جس سے خدا چاہے گا منکر و نکیر کے سوالات ہوں گے۔

۸) تمام رُسل و انبیاء من جانب اللہ حق ہیں۔

۹) ملائکہ اجسام نوری ہیں اور عوارض ظلمانی سے پاک ہیں ان کے مقامات آسمان پر مقرر ہیں۔ کوئی ارضی و سماوی کائنات پر مقرر ہیں۔ کچھ بنی آدم کے اعمال لکھنے پر مامور ہیں جبکہ کچھ فرشتے بندوں

marfat.com

کے دلوں میں نیک خیالات لانے پر مصروفِ کار ہیں اور کچھ بنی آدم کی حفاظت کی ڈیوٹی دے رہے ہیں۔ اِن کے مقابلہ میں مخلوقات الٰہی میں سے شیاطین ہیں جو بندوں کے دلوں میں فاسد خیالات لاتے ہیں۔

۱۰) قربِ قیامت میں حضرت مہدیؓ کا نام ظاہر ہونا اور غیب سے ندا آنا "هذا خليفة الله المهدى فاسمعوا له واطيعوا" (یہ اللہ کے خلیفہ مہدی ہیں ان کا حکم سنو اور اطاعت کرو)

۱۱) حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا آسمان سے نازل ہونا۔ آپ شریعتِ محمدی کے ماتحت حاکم اور امامِ عادل اور مجدّدِ مِلت ہوں گے آپ دجّال کو بیت المقدس کے قریب مقام لُد پر قتل کریں گے آپ نزول کے کئی سال بعد دنیا میں رہیں گے نکاح کریں گے اور وفات کے بعد حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پہلو میں مدفون ہوں گے۔

۱۲) قرآن کریم اور احادیث مبارکہ کی رو سے قیامت کے آنے سے قبل جو نشانیاں ظاہر ہوں گی ان کو ماننا بھی شریعتِ محمدی علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسّلام کے عقائد کا حصہ ہے۔

سوال : قربِ قیامت کی نشانیاں کون کون سی ہیں؟

جواب : قربِ قیامت کی نشانیاں درج ذیل ہیں:۔

فتنۂ دجّال، دابّۃ الارض، یاجوج وماجوج اور توبہ کا دروازہ بند ہوجانا اور علم کا اٹھ جانا وغیرہ

سوال : فتنۂ دجّال کیا ہے؟

جواب : دجّال قریب قیامت آنے والے ایک جھوٹے نبوت اور ربوبیّت کے دعویدار کا نام ہے۔ اس کی ایک آنکھ ہوگی۔ اس کی پیشانی پر "ک" "ف" "ر" یعنی کافر لکھا ہوگا۔ ہر مسلمان کو یہ لکھا ہوا نظر آئے گا اور کافر کو نظر نہ آئے گا۔ وہ چالیس دن میں ساری زمین پر پھرے گا لیکن مکہ شریف اور مدینہ شریف میں نہ داخل ہوسکے گا۔ (حضور ﷺ کا ارشادِ پاک ہے کہ جس نے سورۂ الکھف کی

marfat.com

ابتدائی دس آیات زبانی یاد کرلیں وہ فتنۂ دجّال سے محفوظ رہے گا)۔

سوال : دابّۃ الارض کیا ہے؟

جواب : دابّۃ الارض ایک عجیب شکل کا جانور ہے جو کوہ صفا سے ظاہر ہو کر تمام شہروں میں بہت تھوڑے وقت میں پھرے گا۔ بڑی فصاحت کے ساتھ انسانوں کی طرح کلام کرے گا۔ ہر شخص پر ایک نشانی لگائے گا۔ ایمان داروں کی پیشانی پر موسیٰ علیہ السلام کے عصا مبارک سے ایک نورانی خط لگائے گا اور کافر کی پیشانی پر سلیمان علیہ السلام کی انگوٹھی سے کالا نشان لگائے گا۔

سوال : یاجوج ماجوج کے متعلق بھی بتا دیجئے؟

جواب : یاجوج ماجوج' یافث بن نوح علیہ السلام کی اولاد میں سے فسادی گروہ ہیں۔ ان کی تعداد بہت زیادہ ہے۔ وہ خاص دنوں میں نکلتے تھے اور جو نظر آتا سب کھا لیتے۔ یہاں تک کہ انسان' حیوان' درندے' سانپ' بچھو سبزہ الغرض جو ملتا کھا جاتے۔ جناب سکندر ذوالقرنین نے آہنی دیوار کھینچ کران کی آمد بند کر دی۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نزول کے بعد جب دجّال کو قتل کریں گے اور حکم الٰہی سے مسلمانوں کو کوہ طور پر لے جائیں گے' اس وقت (یاجوج ماجوج) دیوار توڑ کر نکلیں گے اور زمین میں فتنہ وفساد اور قتل وغارت کریں گے۔ اللہ تعالیٰ انہیں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی دعا سے ہلاک کریگا۔

سوال : توبہ کا دروازہ کب اور کیسے بند ہوگا؟

جواب : قیامت کے قریب ایک دن سورج حکم الٰہی سے مشرق کی بجائے مغرب سے طلوع ہوگا۔ اور آسمان کے درمیان میں پہنچنے کے بعد واپس مغرب کو ہی لوٹ جائے گا اور مغرب میں غروب ہوگا۔ اس وقت توبہ کا دروازہ بند ہو جائے گا اور پھر کسی کی توبہ قبول نہ ہوگی۔ اور کسی کا ایمان لانا مقبول نہ ہوگا۔

marfat.com

۴۔۱ خلافت و ولایت

سوال : خلفائے راشدین، مقتدر صحابۂ کرام اور اولیاء کرام کے بارے میں کیا عقائد ہونے چاہئیں؟

جواب : ا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلّم کے بعد سیّد الاولیاء والخلفاء حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ افضل الامت ہیں آپ کے بعد حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ، حضرت عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ بترتیب خلافت افضل ہیں۔

۲۔ عشرہ مبشّرہ نیز اُم المؤمنین حضرتِ خدیجہ، حضرت عائشہ اور خاتونِ جنّت سیّدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہن، حضرات امام حسن، امام حسین، اصحابِ بدر اور اصحابِ بیعت الرضوان رضی اللہ عنہم قطعی جنّتی بلکہ امّت کے گناہگاروں کے تکیہ گاہ ہیں۔

۳۔ تمام صحابہ کرام خصوصاً اہلِ بدر اور اہلِ بیعت الرضوان نجومِ ہدایت ہیں۔ ان پر کسی قسم کا طعن کرنا اپنے آپ کو جہنم میں داخلے کا مستحق کرنا ہے۔ ان سب کی تعظیم و توقیر امت پر فرض ہے۔ یہ آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صحبتِ خاص کے سبب ولایتِ خاصہ پر فائز ہیں۔

۴۔ صوفیۂ کرام کے وہ سلاسل جو مسلسل حضور صلی اللہ علیہ وسلّم سے متصل ہیں ان کے معارف و مقامات من وعن انوارِ رسالت سے ماخوذ ہیں۔

۵۔ حقیقتِ ولایت یہ ہے کہ جب عبدِ صالح کو ذکر، تلاوت اور نماز روزہ کی برکت سے ایمان اور اعمالِ صالحہ کے علاوہ بطور وجدان ذاتِ حق کے اسماء و صفات کا یقین و عرفان نصیب ہوتا ہے تو ان کے سینۂ پاک میں درج ذیل بارہ مقامات اور خوبیاں پیدا ہو جاتی ہیں:۔

اخلاص، تواضع، توبہ، زُہد، صبر، شکر، خوف، رجا، توکّل، رضا، فقر اور محبت۔ ان خوبیوں کے طفیل وہ بندۂ خدا ماسواء اللہ سے اعراض کرتا ہے اور ان مقامات کے آثار اس پر یوں ظاہر ہوتے ہیں کہ اسے کشفِ صادق اور گناہوں سے

marfat.com

محفوظیت عطا ہوتی ہے۔ اسی وجہ سے وہ وارثِ انبیاء اور خلیفۂ برحق قرار پاتا ہے اور لفظ ''ولی'' کا مصداق ہوتا ہے۔

۶۔ مشائخ کرام کے خاص معمولات اور اذکار و ریاضات کی کیفیات اصول دین سے ماخوذ ہیں۔

۷۔ جہری اور سرّی ذکر شرعاً ثابت اور محبت الٰہی کے حصول کا باعث ہے۔

۸۔ حمد الٰہی، محبت الٰہی، نعت سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلّم اور مدحِ بزرگان و اولیائے کرام کے اشعار جو منکراتِ شرعیہ سے خالی ہوں کا خوش آوازی سے سُن کر محبت الٰہی بھڑکانا شرعاً مباح و مستحسن ہے۔

۹۔ انبیاء و اولیاء و دیگر اہلِ ایمان کی ارواحِ مقدسہ کو بدنی اور مالی عبادات کا ثواب ہدیہ کرنا ثابت ہے اور اسکا مطلقاً انکار بدعت ہے۔

۱۰۔ اولیائے کرام کے وصال کے دن خصوصی طور پر کلام و طعام کے ثواب کے ذریعے فاتحہ رسانی نزولِ برکات اور تازگیٔ ایمان کا باعث ہے۔

۵ ۔ ا شرک

سوال : شرک کی وضاحت کیجیے نیز بتا دیجیے کہ اس کا مرتکب کتنے بڑے عذاب کا مستحق ہے؟

جواب : شرک کے متعلق درج ذیل عقائد رکھنا ضروری ہیں :۔

ا۔ شرک اور کفر بلحاظ نتیجہ ایک جیسے ہیں دونوں کا مرتکب ابدی عذاب کا مستحق ہے۔

۲۔ حقیقتِ شرک یہ ہے کہ غیرِ خدا کو واجب الوجود یا مستحقِ عبادت مانا جائے۔ اس کی علامت درج ذیل ہے :۔

بندگانِ خدا، محبوبانِ الٰہ کی ان قابل عظمت عطیہ خداوندی صفات جو عام انسانوں میں

marfat.com

مفقود ہیں (مثلاً کشفِ بلاء، قبولیتِ دعا، تاثیر اور تسخیر) کو صفات جنابِ باری تعالیٰ کے برابر خیال کیا جائے (نعوذ باللہ)

۳۔ محبوبیّت اور شفاعت جو تمام ادیان اور شریعتوں میں خواص بشر کے لئے ثابت ہے اُس کو ایسا منصب خیال کرنا کہ جس سے وہ عبدِ خاص خود مختار ہو کر اللہ تعالیٰ کے تصرّفات کو بزورِ طاقت روک دے شرک ہے۔ جبکہ اس شفاعت کو رضائے الٰہی اور اس کی اجازت وعنایت پر موقوف سمجھنا توحیدِ خالص ہے۔

۴۔ صفاتِ عبودیت کو صفاتِ ربوبیت سے شریک کرنے والا مشرک ہے' انکا مطلقاً منکر گمراہ اور بدعتی ہے اور ہر ایک کے حقوق نگاہ رکھنے والا صراطِ مستقیم پر ہے۔

۶۔۱ کفر

سوال : کفر سے کیا مراد ہے نیز شریعتِ اسلامیہ نے اس کے متعلق کیا عقائد بیان فرمائے ہیں؟

جواب : ۱۔ اللہ تعالیٰ اور اس کے حبیب حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلّم پر ایمان اور ان احکام کا جو اللہ تعالیٰ یا اس کے رسول ﷺ سے ثابت ہیں انکار کرنا کفر ہے۔

۲۔ ارکانِ اسلام اور ضروریاتِ دین میں سے کسی کا قولاً یا فعلاً انکار کفر ہے۔

۳۔ سرکارِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے بعد کسی نبی کی بعثت کو جائز ماننا یا اس کو ختمِ نبوّت میں مخل نہ جاننا کفر ہے۔

۴۔ احادیث کا مطلقاً واجب الاطاعت نہ سمجھنا کفر ہے۔

۵۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کی جنابِ پاک میں بے ادبی یا قولاً فعلاً ہتک یا تحقیر کفر ہے (نعوذ باللہ)

marfat.com

۲۔ علمِ فقہ کی تعریف اور اصطلاحات

سوال : ’’ فقہ ‘‘ کا لغوی اور اصطلاحی مفہوم بیان کیجئے؟

جواب : فقہ کا لغوی معنی ہے جاننا ، سمجھنا، سمجھ دار ہو جانا اور فہم میں کسی سے سبقت لے جانا۔ جب کہ اصطلاح میں فقہ سے مراد وہ علم ہے جس میں اُن احکام شرعیہ کو پہچانا جائے جو اجتہاد سے اخذ کئے گئے ہوں۔

سوال : علمِ فقہ کے جاننے والے شخص کو کیا کہتے ہیں؟

جواب : اس علم کے جاننے والے شخص کو ’’ فقیہ ‘‘ کہتے ہیں اور اس کی جمع فقہاء آتی ہے۔

سوال : کیا فقہ کا کوئی مترادف اور ہم معنی لفظ بھی ہے؟

جواب : جی ہاں! درج ذیل الفاظ بھی اسی مفہوم میں آتے ہیں۔
قانون ، شریعت ، شرع اور شرعی حکم۔

سوال : علمِ فقہ کا موضوع کیا ہے؟

جواب : عاقل اور بالغ انسانوں کے وہ اعمال جن کی شرعی حیثیت کے بارے میں فقہ میں بحث کی جائے جیسے ارکانِ اسلام ، تجارت ، نکاح ، طلاق اور چوری وغیرہ۔

سوال : ’’ اصولِ فقہ ‘‘ سے کیا مراد ہے؟

جواب : اصولِ فقہ سے مراد وہ قوانین اور ضابطے ہیں جن کے ذریعے شریعت سے مسائل اور احکام معلوم کیے جائیں۔

سوال : ’’ فقہ اصغر ‘‘ سے کیا مراد ہے؟

جواب : ایسا علم جس میں ظاہری اعضاء کے اعمال سے بحث کی جائے جیسے نماز، رکوع سجود وغیرہ۔ اعمال اس علم کے بغیر درست نہیں ہوتے۔

marfat.com

سوال : ''حکمِ شرعی'' سے کیا مراد ہے؟

جواب : حکمِ شرعی سے مراد انسانی عمل کا واجب، مستحب، مُبَاح، مکروہ یا حرام ہونا ہے۔

سوال : ''واجب'' سے کیا مراد ہے؟

جواب : جو دلیلِ ظنّی سے ثابت ہو اور اس کا حکم فرض ہی کی طرح ہوتا ہے۔ یعنی ثواب و عذاب کے معاملے میں کرنے سے ثواب اور بغیر عذر کے چھوڑنے سے عذاب ہوتا ہے۔ اس کا منکر کافر نہیں ہوتا۔

سوال : ''مستحب'' سے کیا مراد ہے؟

جواب : ایسا فعل جسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے ایک بار کیا اور پھر چھوڑ دیا ہو۔ لیکن اسلاف نے اسے محبت کے ساتھ انجام دیا ہو مستحب کہلاتا ہے۔ اس کے کرنے سے ثواب ہوتا ہے اور چھوڑنے پر عذاب نہیں ہوتا۔

سوال : ''مُبَاح'' سے کیا مراد ہے؟

جواب : وہ کام جسے کرنے یا نہ کرنے کا بندہ کو اختیار دیا گیا ہو مباح کہلاتا ہے اس کے کرنے یا نہ کرنے سے نہ ثواب ہوتا ہے نہ عذاب۔

سوال : ''مکروہ'' کسے کہتے ہیں؟

جواب : ایسا فعل جس کو کسی عارضہ (سبب) کی وجہ سے منع کر دیا گیا ہو، اس کا چھوڑنا باعث ثواب اور کرنے سے عذاب کا خوف ہے۔

سوال : ''مکروہ'' کی کتنی اقسام ہیں؟

جواب : مکروہ کی دو قسمیں ہیں۔ (۱) مکروہِ تحریمی (۲) مکروہِ تنزیہی

marfat.com

سوال : ''مکروہِ تحریمی'' سے کیا مراد ہے؟

جواب : اس سے مراد ایسا مکروہ فعل جس کی کراہت حرام کے قریب ہو اور اس کے کرنے سے عبادت ناقص ہو جاتی ہے۔ کرنے پر عذاب ہے۔

سوال : ''مکروہِ تنزیہی'' سے کیا مراد ہے؟

جواب : ایسا فعل جو حرام کے قریب نہ ہو لیکن اس سے بچ جانا اور نہ کرنا افضل ہو۔

سوال : ''حرام'' سے کیا مراد ہے؟

جواب : یہ حلال کا متضاد ہے۔ خلافِ شرع اور ناجائز کام جس کا حرام ہونا شرعی دلیل سے ثابت ہو۔ اس کا کرنا باعثِ عذاب ہے۔

سوال : ''فرض'' کسے کہتے ہیں؟

جواب : جو قطعی دلیل یعنی قرآن وسنّت سے ثابت ہو اس کا کرنا نہایت ضروری ہوتا ہے۔ جب تک ادا نہ کیا جائے آدمی کے ذمّے رہتا ہے۔ عُذر شرعی کے بغیر چھوڑنے سے عذاب اور اس کا انکار کفر ہے۔

سوال : ''سنّتِ مؤکّدہ'' سے کیا مراد ہے؟

جواب : وہ عمل جس پر حضور صلی اللہ علیہ وسلّم نے ہمیشہ عمل کیا ہو مگر کبھی اس لئے ترک بھی کر دیا ہو کہ امت کے لئے فرض نہ ہو جائے۔ (جیسے ظہر کی چار سنّتیں)

سوال : ''سنّت غیر مؤکّدہ'' سے کیا مراد ہے؟

جواب : سنّت غیر مؤکّدہ وہ عمل جس پر حضور صلی اللہ علیہ وسلّم نے کبھی کبھی عمل کیا ہو۔ اس پر عمل کرنا باعثِ ثواب ہے۔ چھوڑنے پر عذاب نہیں۔ (جیسے نماز عصر یا عشاء کی چار سنّتیں)

marfat.com

۳۔ علمِ فقہ کی اہمیت وضرورت

سوال : علمِ فقہ کیوں ضروری ہے؟

جواب : انسان چونکہ تنہا زندگی نہیں گزار سکتا بلکہ دوسروں کے ساتھ مل جل کر رہنا پڑتا ہے۔اس اجتماعی زندگی میں بسا اوقات اختلافات رونما ہو جاتے ہیں۔ان اختلافات کو دور کرنے کے لئے قوانین کی ضرورت ہوتی ہے اور علمِ فقہ یہ قوانین فراہم کرتا ہے۔

سوال : کیا علم فقہ کی اہمیت کا قرآن میں بھی ذکر ہے؟

جواب : جی ہاں! اللہ تعالیٰ نے سورۃ التوبہ میں فرمایا ہے" کیوں نہ ہر طبقے میں سے جماعت نکلی تاکہ وہ دین میں سمجھ حاصل کرتی اور جب اپنی قوم کے پاس لوٹ کر آتی تو انہیں ڈراتی "

سوال : کیا علم فِقہ کی فضیلت میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا بھی کوئی فرمان ہے؟

جواب : جی ہاں! علم فقہ کی فضیلت کے ضمن میں دو احادیثِ رسول ملتی ہیں۔آپ ﷺ نے فرمایا:۔

(الف) اللہ تعالیٰ جس کے ساتھ بھلائی کا ارادہ فرماتا ہے اسے دین کی سمجھ عطا فرما دیتا ہے۔

(ب) ایک فقیہ ، شیطان پر ہزار عبادت گزاروں سے زیادہ سخت ہے۔

سوال : کیا حضور ﷺ نے کسی صحابی کے لئے دین میں سمجھ حاصل کرنے کی دعا فرمائی تھی؟

جواب : جی ہاں! آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت عبداللہ بن عباس ؓ کے لئے خاص طور پر یہ دعا فرمائی کہ:" اے اللہ اس (عبداللہ بن عباس ؓ) کو دین کی سمجھ عطا فرما"۔

سوال : کیا قرآن میں تمام احکام کی تفصیل ہے؟

جواب : قرآن میں عام طور پر زیادہ تر احکام کی تفصیل نہیں ہے بلکہ مختصر طور پر بنیادی قوانین بیان کیے گئے ہیں۔

سوال : کیا علم فقہ میں فقط دینی معاملات زیر بحث آتے ہیں؟

جواب : فقہ میں دینی اور دنیاوی دونوں معاملات زیر بحث آتے ہیں۔

marfat.com

سوال : فقہی مسائل کی کتنی اقسام ہیں؟

جواب : فقہی مسائل کی سات اقسام ہیں جو درج ذیل ہیں:۔

۱) عبادات ۲) عقوبات ۳) مناکحات ۴) معاملات

۵) مخاصمات ۶) سِیَر ۷) حکومتی امور

سوال : ''عبادات'' سے مراد کون سے فقہی مسائل ہیں؟

جواب : اِن سے مراد نماز، روزہ، حج، زکوۃ وغیرہ کے مسائل ہیں۔

سوال : ''عقوبات'' سے کیا مراد ہے؟

جواب : جن احکام میں جرائم کی سزاؤں کا بیان ہو عقوبات کہلاتی ہیں۔

سوال : ''مناکحات'' سے کیا مراد ہے؟

جواب : جن احکام میں نکاح، طلاق، عدت اور وراثت وغیرہ کے مسائل بیان ہوتے ہیں۔

سوال : ''معاملات'' اور ''مخاصمات'' سے کیا مراد ہے؟

جواب : معاملات سے مراد مالیاتی (تجارتی) قوانین کا بیان ہے اور جن احکام میں عدالتی امور سے بحث ہو، وہ مخاصمات کہلاتے ہیں۔

سوال : ''سِیَر'' سے کیا مراد ہے؟

جواب : یہ سیرت کی جمع ہے اس میں جہاد کے احکام، مالِ غنیمت، اور صلح وجنگ کے احکام بیان ہوتے ہیں۔

سوال : حکومتی امور میں کن احکام سے بحث ہوتی ہے؟

جواب : ان احکام میں فوجی معاملات پر بحث ہوتی ہے۔

سوال : کیا فقہی اختلاف کی گنجائش ہے؟

جواب : جی ہاں ہے! لیکن جو احکام واضح طور پر قرآن وحدیث سے ثابت ہیں ان میں نہ تو اختلاف کی گنجائش ہے اور نہ ہی کسی امام یا فقیہ نے کیا ہے۔ اختلاف اگر شرعی حدود کے اندر ہو اور خود غرضی پر مبنی نہ ہو تو شریعت اسلامیہ میں یہ پسندیدہ امر ہے۔

marfat.com

۴۔ فقہ کے مآخذ

سوال : فقہ کے مآخذ سے کیا مراد ہے؟

جواب : وہ ذرائع جن سے شریعت کے احکام اَخذ کیے جاتے ہیں، مآخذِ فقہ کہلاتے ہیں۔

سوال : اسلامی فقہ کے مآخذ کتنے اور کون کون سے ہیں؟

جواب : اسلامی فقہ کے مآخذ (ذرائع) چار ہیں جو درج ذیل ہیں:۔

۱ قرآن مجید　۲ سنّتِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

۳ اِجماع　۴ قیاس

سوال : قرآن مجید کی کون سی آیات اسلامی فقہ کا ماخذ ہیں؟

جواب : قرآن مجید کی وہ آیات جن میں احکام کا بیان ہے اور یہ اندازاً پانچ سو کے قریب ہیں جو زیادہ تر مدنی دور میں نازل ہوئیں اسلامی فقہ کا ماخذ ہیں۔

سوال : سنّت (حدیث رسول ﷺ) کے فقہ اسلامی کے ماخذ ہونے کی اہمیت واضح کیجیے؟

جواب : سنّت / حدیثِ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بغیر چونکہ قرآنی احکام کو نہ تو پورے طور پر سمجھا جاسکتا ہے اور نہ ہی ان پر عمل کیا جاسکتا ہے۔ اس لئے تمام اہل اسلام کے نزدیک سنّت پر عمل کرنا واجب ہے۔ یہ فقہ اسلامی کا دوسرا بڑا ماخذ ہے۔

سوال : کیا سنّتِ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا واجب العمل ہونا قرآن سے ثابت ہے؟

جواب : جی ہاں! قرآن مجید کی متعدد آیات سے سنّتِ نبوی ﷺ کا واجب العمل ہونا ثابت ہے۔

سوال : اطاعتِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے متعلق دو آیات کا ترجمہ درج کریں؟

جواب : (الف) ”اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اطاعت کرو“۔

(ب) ”جس نے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اطاعت کی گویا اس نے اللہ کی اطاعت کی“۔

سوال : شرعی اصطلاح میں ”حدیث“ سے کیا مراد ہے؟

marfat.com

جواب : شرعی اصطلاح میں حدیث سے مراد حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا قول، فعل اور تقریر ہے۔

سوال : قول اور فعل کا مفہوم تو واضح ہے۔ تقریر سے کیا مراد ہے؟

جواب : تقریر یا تقریری حدیث سے مراد یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے کسی نے کوئی کام کیا یا کوئی بات کہی اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خاموشی اختیار فرمائی اور منع نہیں فرمایا۔ گویا آپ ﷺ کا سکوت اس کام کے جائز ہونے کی دلیل ہے۔

سوال : فقہ اسلامی کے تیسرے ماخذ ''اِجماع'' سے کیا مراد ہے؟

جواب : اِجماع کے لغوی معنی اکٹھا ہونے کے ہیں جبکہ فقہ کی اصطلاح میں ''اجماع'' سے مراد کسی شرعی حکم پر ایک زمانے کے اکثر فقہاء اور مجتہدین کا متفق ہونا ہے۔

سوال : کیا کسی مسئلے پر عام لوگوں کے اجماع اور اتفاق کی کوئی حیثیت ہے؟

جواب : شرعی طور پر کسی مسئلے پر عام لوگوں کے اجماع اور اتفاق کی کوئی حیثیت نہیں ہے۔

سوال : کیا ''اِجماع'' کے صحیح اور قابلِ قبول ہونے کے لئے کسی خاص شہر یا کسی خاص علاقے سے تعلق رکھنے والے فقہاء ضروری ہیں؟

جواب : تمام فقہائے اسلام کے نزدیک اجماع کرنے والے فقہاء کا کسی خاص علاقے یا زمانے سے ہونا ضروری نہیں ہے۔ البتہ امام مالک کے نزدیک صرف اہل مدینہ کا اجماع معتبر ہے۔

سوال : کیا قرآن وسنت کی رو سے بھی اجماع کا شرعی دلیل ہونا ثابت ہے؟

جواب : جی ہاں! سورۃ ''النساء'' کی آیت نمبر 115 میں لوگوں کو مومنین کے راستے کی پیروی کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔ جب کہ سورۃ ''التوبہ'' کی آیت نمبر 119 میں فرمایا ''كُونُوا مَعَ الصَّادِقِينَ'' کہ سچوں کے ساتھ ہو جاؤ۔

جب کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ:۔

☆ میری امت گمراہی پر جمع نہ ہو گی

☆ (مسلمانوں کی) جماعت کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی تائید شامل ہوتی ہے

سوال : فقہ اسلامی کے چوتھے ماخذ ''قیاس'' سے کیا مراد ہے؟

جواب : ''قیاس'' کے لغوی معنی اندازہ کرنے کے ہیں۔ جب کہ اصولِ فقہ کی اصطلاح میں قیاس سے مراد یہ ہے کہ کسی مسئلے میں جو حکم نص (قرآنی آیت) سے ثابت ہے اس کا سبب اور وجوہ جن دوسرے مسائل میں بھی پائے جائیں ان پر بھی وہی حکم لگا دیا جائے مثال کے طور پر نص قرآنی سے شراب حرام ہے اور اس کے حرام ہونے کی وجہ اور سبب اس کا نشہ آور ہونا ہے لہذا اب جن جن اشیاء میں نشہ ثابت ہو جائے گا وہ بھی قیاس کی رو سے حرام ہو جائیں گی۔

سوال : شرعی احکام معلوم کرنے کے لئے قیاس کی کیا اہمیت ہے؟

جواب : چونکہ کتاب وسنت میں بہت سے احکام کا ذکر مختصر طور پر ہے لہذا ایسے امور کے لئے قیاس از حد ضروری ہے۔ اسی لئے اسلامی قوانین میں ''قیاس'' کو اہم ماخذ شمار کیا گیا ہے۔

سوال : کیا قرآن وسنت سے قیاس کا حجّت (دلیل شرعی) ہونا ثابت ہے؟

جواب : جی ہاں! اللہ تعالیٰ نے سورہ الحشر میں ارشاد فرمایا کہ :۔

''ہم یہ مثالیں لوگوں کے لئے بیان کرتے ہیں تاکہ وہ غور وفکر کریں''۔ جب کہ حدیث نبوی میں قیاس کے ثبوت کی اہم ترین دلیل حضرت معاذؓ بن جبل کی حدیث ہے کہ جب حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کو یمن کا حاکم مقرّر فرمایا تو آپ ﷺ نے ان سے پوچھا: معاذ تم لوگوں میں فیصلے کس طرح کرو گے؟ حضرت معاذؓ نے عرض کی۔ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ''قرآن پاک کے احکام کے مطابق'' آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سوال فرمایا' اگر قرآن میں کوئی حکم نہ ملے تو پھر؟ حضرت مُعاذؓ نے عرض کی' تو میں آپ کے طریقے (سنّت) کے مطابق فیصلہ کروں گا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اگر سنّت میں بھی حکم نہ ملے تو پھر؟ حضرت معاذؓ نے جواب دیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پھر میں اپنی رائے استعمال کروں گا اور اجتہاد کروں گا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بہت خوش ہوئے اور فرمایا:

marfat.com

" اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ وَفَّقَ رَسُوْلَ رَسُوْلِ اللّٰهِ لِمَا یَرْضٰی رَسُوْلُ اللّٰهِ "

یعنی "اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ اس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نمائندے کو ایسی بات کی توفیق دی جس سے اللہ کا رسول راضی اور خوش ہے"

سوال : کیا ہر شخص قیاس یا اجتہاد کر سکتا ہے؟

جواب : جی نہیں! قیاس کرنے والے مجتہد کے لئے ضروری ہے کہ وہ درج ذیل خوبیوں سے آراستہ ہو۔

الف) علم قرآن پر بقدر آیاتِ احکام حاوی ہو۔

ب) احکام سے متعلقہ احادیث سے واقف ہو۔

ج) عربی زبان ولغت، صرف ونحو اور علم معانی و بیان پر کامل دسترس رکھتا ہو۔

د) مذاہب سلف سے پوری واقفیت رکھتا ہو۔

ہ) "قیاس" کے اصول اور قواعد میں ماہر ہو نیز تقویٰ (پرہیز گاری) میں اعلیٰ درجہ پر فائز ہو اور مسائل کے حل میں نفسانی خواہش سے محفوظ ہو۔

سوال : کیا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات اقدس سے بھی قیاس واجتہاد کرنا ثابت ہے؟

جواب : جی ہاں! حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سوال کیا کہ میرے والد پر حج فرض ہو گیا ہے لیکن وہ بہت بوڑھا ہے سواری پر ٹھہر نہیں سکتا، کیا میں اس کی جانب سے حج کر سکتا ہوں؟ تو آپ نے فرمایا اگر اُس پر قرض ہوتا اور تو اُس کی طرف سے ادا کرتا تو کیا وہ ادا نہ ہو جاتا؟ اس نے عرض کیا ضرور ادا ہوتا آپ ﷺ نے فرمایا کہ تو اپنے والد کی طرف سے حج کر کیونکہ اللہ کا قرض ادائیگی کے زیادہ لائق ہے۔ چنانچہ اس واقعہ میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حج کو قرض کی ادائیگی پر قیاس کیا۔

marfat.com

۵۔ ائمہ اربعہ کا تعارف

سوال : اہل سنّت کی فقہ سے تعلق رکھنے والے مشہور مسالک کتنے ہیں نیز ان کے کیا نام ہیں؟

جواب : اہل سنّت کی فقہ سے تعلق رکھنے والے مسالک جن کو امّت میں قبول عام حاصل ہوا چار ہیں۔
اِن فقہی مذاہب کے نام بھی اُن کے اَئمہ کی نسبت سے رکھے گئے ہیں اور وہ درج ذیل ہیں:۔

۱) حنفی ۲) مالکی ۳) شافعی ۴) حنبلی

سوال : حنفی مسلک کے امام صاحب کا پورا نام، مختصر حالات اور علمی مقام کے متعلق کچھ بتا دیجیے؟

جواب : ''مذہبِ حنفی'' امام ابوحنیفہؒ نعمان بن ثابت کی طرف منسوب ہے آپ ''امام اعظم'' کے نام سے بھی مشہور ہیں اور جلیل القدر تابعی ہیں۔ آپ ۸۰ ہجری میں کوفہ میں پیدا ہوئے اور ۱۵۰ ہجری میں بغداد میں وفات پائی۔ آپ نے کوفہ کے مفسرین، محدّثین اور فقہاء سے علم حاصل کیا۔ فقہ کی تعلیم حمادؒ بن سلیمان سے حاصل کی جو ابراہیم نخعیؒ کے شاگرد تھے گویا حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کا سارا علم ان کے شاگردوں کے ذریعے آپ تک پہنچا۔

حمادؒ کی وفات کے بعد آپ کو اُن کی مسند افتاء پر بٹھایا گیا اور تمام علوم کے ماہرین اور چوٹی کے علماء کی چالیس رکنی مجلس مشاورت تشکیل دی گئی جس نے آپ کی سربراہی میں باہمی مشورہ سے فقہ کے باقاعدہ اصول بنائے اور فقہی مسائل کی تدوین ہوئی۔ آپؒ کسی پر اپنی رائے مسلط نہیں کرتے تھے بلکہ قرآن وحدیث اور اقوال صحابہ کی موجودگی میں قیاس واجتہاد بھی نہیں کرتے تھے آپ کا قول ہے کہ ''میرے قول کو حدیث نبویؐ اور قول صحابہؓ کی موجودگی میں ترک کر دو''۔
آپ کے متعلق امام شافعیؒ کا قول ہے کہ ''تمام لوگ فقہ میں ابوحنیفہؒ کی آل وعیال ہیں'' حضرت سفیان ثوریؒ فرماتے ہیں کہ ''ہم (علمائے حدیث وفقہ) ابوحنیفہؒ کے سامنے ایسے ہیں جیسے چڑیاں باز کے سامنے'' بلاشبہ آپ تمام علماء کے سردار ہیں'' امام مالکؒ ان کے بارے میں فرماتے ہیں کہ ''کہ وہ ایسا شخص ہے کہ اگر پتھر کے ستون کو سونا قرار دینا چاہے تو دلائل سے ثابت کر دے۔

marfat.com

سوال : فقہ حنفی کی اہم خصوصیات کیا ہیں؟

جواب : ۱) فقہ حنفی کسی ایک شخصیت کی ذاتی رائے نہیں بلکہ امتِ مسلمہ کے چالیس مقتدر علماء و صلحاء کے باہمی مشورے اور اجتماعی رائے کے اصول وضوابط ہیں۔

۲) اس فقہ میں احکام و مسائل کو قرآن و سنّت کے ظاہری الفاظ کی بجائے اُن کی روح اور مغز کو مدنظر رکھ کر نکالا گیا ہے اسی لئے یہ فطرتِ انسانی کے زیادہ قریب ہے۔

۳) اس فقہ میں احکام و مسائل کا بہت بڑا ذخیرہ موجود ہے اور ہر قسم کے مسائل وحالات کا حل بھی ہے نیز دنیا کے تقریباً دوتہائی مسلمان مسلک حنفی کے پیروکار ہیں۔

سوال : مالکی فقہ کے امام صاحب کا پورا نام اور مختصر حالات بھی بتا دیجیے؟

جواب : یہ فقہی مذہب امام مالک بن انس ؒ کی طرف منسوب ہے۔ آپ امام ''دار الھجر ۃ'' کے لقب سے بھی مشہور ہیں۔ آپ ۹۳ ہجری میں مدینہ منورہ میں پیدا ہوئے۔ آپ اتباعِ تابعین میں سے ہیں۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ کے شاگرد نافعؒ اور امام جعفر صادق ؒ جیسے اکابر سے علم حاصل کیا۔ اساتذہ کی تعداد نوسو ہے۔ مدینہ منورہ چونکہ اسلام اور حدیث وفقہ کا بھی مرکز تھا۔ چنانچہ آپ کی فقہ کا مدار بھی اہل مدینہ کے علم وعمل پر ہے امام شافعیؒ اور امام محمد بن حسنؒ آپ کے شاگرد ہیں۔ آپ نے حدیث کی مشہور کتاب ''مؤطا'' تالیف فرمائی اور لوگوں کو اس کی تعلیم بھی دیتے اس کتاب کی ترتیب فقہ کے ابواب کے مطابق ہے۔ تین عباسی خلفاء بھی آپ کے شاگرد ہیں۔

فقہ مالکی کا زیادہ تر مدار کتاب وسنّت، آثار صحابہ اور تابعین نیز اہل مدینہ کے عمل پر ہے۔

سوال : فقہ شافعی کے امام کا پورا نام، مختصر حالات نیز ان کی فقہ کی خصوصیات کیا ہیں؟

جواب : یہ مذہب امام محمد بن ادریس شافعیؒ کی طرف منسوب ہے۔ آپ ۱۵۰ ہجری میں پیدا ہوئے۔ آپ امام مالکؒ کے شاگرد ہیں۔ فقہ میں پہلے امام مالک کے پیرو تھے مگر بعد میں حنفی اور مالکی فقہ کے بین بین ایک الگ مسلک اختیار کیا۔ اصول فقہ میں ''کتاب الامّ'' آپ کی مشہور تصنیف ہے۔ آپ لغت، فقہ اور حدیث کے امام تھے۔ امام احمد بن حنبلؒ اور ابن جریر طبریؒ

marfat.com

آپ کے شاگرد تھے۔آپ نے ۲۰۴ھ میں مصر میں وفات پائی۔

فقۂ شافعی کی خصوصیات:۔ ۱) یہ مسلک حنفی اور مالکی مسلک کے بین بین ہے۔

۲) فقہ حنفی کی طرح فقہ شافعی میں بھی تصانیف بہت ہیں۔

۳) اس فقہ میں استحسان (وہ بات جسے مسلمان اچھا سمجھنے لگیں) اور مَصالح مرسلہ (وہ بات جو مصلحتِ عامہ یعنی عوام الناس کی بھلائی سمجھی جائے) کو بطور دلیل قبول نہیں کیا گیا۔

سوال : مذہب حنبلی کے امام کا نام، حالات اور ان کی فقہ کی خصوصیات کیا کیا ہیں؟

جواب : یہ مذہب امام احمد بن حنبلؒ کی طرف منسوب ہے۔آپکی کنیت ابوعبداللہ ہے۔آپ ۱۶۴ھ میں بغداد میں پیدا ہوئے۔آپکے اساتذہ میں امام ابویوسفؒ امام شافعیؒ اور امام زفرؒ ایسی مقتدر ہستیاں شامل ہیں۔آپ کو کثیر الرّوایت محدّث ہونے کا درجہ حاصل ہے۔آپ کا احادیث کا جمع کردہ مجموعہ جو "مسند احمد بن حنبل" کے نام سے مشہور ہے اس میں ۴۰ ہزار احادیث ہیں آپ کے شاگردوں میں امام بخاریؒ امام مسلمؒ اور امام ابوداؤد جیسی عظیم ہستیاں شامل ہیں۔آپ کی فقہ کا زیادہ تر مدار کتاب وسنّت اور اقوال صحابہ پر ہے۔آپ نے ۲۴۱ھ میں بغداد میں وفات پائی۔

فقہ حنبلی کی خصوصیات:۔ ۱) اس فقہ کا زیادہ تر مدار روایات پر ہے۔اجتہاد اور قیاس کی نوبت بہت کم آئی ہے۔ ۲) اس فقہ میں عام طور پر احادیث کے ظاہری الفاظ پر عمل کیا گیا ہے۔

سوال : اجتہاد سے کیا مراد ہے؟

جواب : اجتہاد کے لغوی معنی امکانی حد تک کوشش کرنے کے ہیں۔شرعی اصطلاح میں اجتہاد سے مراد وہ کوشش ہے جو شرعی دلائل کے ذریعے احکامِ شریعت معلوم کرنے کے لئے کی جائے۔

سوال : تقلید سے کیا مراد ہے؟

جواب : تقلید کے لغوی معنی گردن میں پٹہ ڈالنے کے ہیں (قلادہ، پٹہ اور ہار کو کہتے ہیں) جب کہ شرعی اصطلاح میں تقلید سے مراد یہ ہے کہ کسی دوسرے پر اعتماد کر کے اس کی پیروی کی جائے اور دلیل سے کوئی واسطہ نہ ہو۔

marfat.com

٦۔ مجوّزہ فقہی عنوانات

لِعان، اِیلاء ، طلاق ، خُلع ، عِدّت، مَہر، ظِہار اور یمین

س۔ لعان سے کیا مراد ہے؟ اور اس کے احکام اور طریقہ کے بارے میں تفصیل کیا ہے؟

ج۔ ''لعان'' لعن سے نکلا ہے اور اس کا معنی ہے ایک دوسرے پر لعنت بھیجنا، ایک دوسرے کے لئے اللہ کی رحمت سے دوری اور غضب الٰہی کے نازل ہونے کی بددعا کرنا۔ اگر کوئی شوہر اپنی بیوی پر زنا کا الزام لگائے اور بیوی اس الزام کو ماننے سے انکار کرے تو مرد سے کہا جائے گا کہ وہ اپنے الزام کو ثابت کرنے کے لئے چار گواہ پیش نہ کر سکنے کی صورت میں چار بار قسم کھا کر یہ کہے کہ وہ سچا ہے اور پانچویں دفعہ یہ کہے کہ اگر وہ جھوٹا ہو تو اس پر اللہ کی لعنت ہو۔ جب کہ عورت بھی اپنی ذات سے حدِ زنا ساقط کرانے کے لئے بالکل اسی طرح لعان کر سکتی ہے یعنی وہ بھی چار مرتبہ قسم کھا کر کہے گی کہ اس کا شوہر جھوٹا ہے اور پانچویں بار یہ کہے گی کہ اگر اس کا شوہر سچا ہو تو اس (یعنی بیوی پر) اللہ کا غضب نازل ہو۔ لعان کے حکم کی پوری تفصیل سورہ نور کی آیات ٦ تا ٩ میں آئی ہے۔ دیگر احکام درجِ ذیل ہیں:۔

☆ لعان کے بعد میاں بیوی میں علیحدگی ہو جاتی ہے۔

☆ لعان کے بعد پیدا ہونے والے بچے کو حرامی نہیں کہا جائے گا بلکہ ماں کی طرف منسوب ہوگا۔

☆ لعان فقط عدالت میں ہی ہو سکتا ہے۔ گھر میں یا کسی اور جگہ میں نہیں۔

س۔ ایلاء سے کیا مراد ہے؟ اور شریعت اسلامیہ میں اس کے احکام اور کفارہ کیا ہے؟

ج۔ '' ایلاء '' کا لغوی معنی قَسم کھانا ہے۔ شرعی اصطلاح میں ایلاء سے مراد یہ ہے کہ کوئی عاقل بالغ شخص شرعاً درست قَسم کھا کر یہ کہے کہ ''میں اپنی بیوی سے چار ماہ یا اس سے زیادہ عرصہ تک جماع نہیں کروں گا'' تو اس قسم کھانے کو ایلاء کہتے ہیں۔ زمانہ جاہلیت میں بیوی کو معلق رکھنے کی یہ ایک ظالمانہ شکل تھی اسلام نے اس صورت حال کی اصلاح کیلئے ایلاء کے احکامات نازل فرمائے۔ سورہ بقرہ کی آیات ٢٢٦/ ٢٢٧

marfat.com

میں اس کی پوری تفصیل موجود ہے۔ یعنی اِن چار ماہ کی مدت کے دوران میں اگر بیوی اپنی اصلاح کرلے تو ٹھیک ورنہ چار ماہ بعد از خود طلاق واقع ہو جائے گی۔ اگر چار ماہ سے قبل بیوی سے رجوع کرلیا تو ایلاء جاتا رہا البتہ قسم توڑنے کا کفارہ ادا کرنا پڑے گا۔ ایلاء مکمل ہونے کے بعد از خود طلاق واقع ہو جانے کے بعد اگر میاں بیوی رجوع کرنا چاہیں تو صرف تجدید نکاح کی ضرورت ہوگی۔

کفارۂ ایلاء:۔ ایلاء سے رجوع کا کفّارہ وہی ہے جو قسم توڑنے کا ہے یعنی دس مسکینوں کو صبح و شام کا کھانا کھلانا یا لباس دینا یا ایک غلام آزاد کرنا یا تین روزے رکھنا۔

س۔ طلاق سے کیا مراد ہے؟ اس کے متعلق کچھ تفصیلات بتایئے؟

ج۔ طلاق کا لغوی مفہوم ''آزاد کرنا'' ہے۔ شرعی اصطلاح میں طلاق سے مراد میاں بیوی کا نکاح کی پابندیاں اٹھانا اور زوجیت کا خاتمہ ہے۔ حدیث پاک میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے کہ ''اللہ تعالی کے نزدیک حلال چیزوں میں سے سب سے زیادہ ناپسندیدہ چیز طلاق ہے''۔ زمانہ جاہلیت میں عرب میں طلاق کی نہایت ظالمانہ صورت رائج تھی کہ مرد اپنی بیوی کو کئی بار طلاقیں دیتا اور جب چاہتا واپس لے آتا گویا وہ نہایت مظلوم تھی اور مرد کے ہاتھوں میں کھلونا بنی ہوئی تھی۔ اسلام نے طلاق کے ضمن میں بھی توازن اور اعتدال کا حکم دیا اور یہ حق اس وقت استعمال کرنے کا حکم دیا جب میاں بیوی کے درمیان نباہ کی کوئی صورت باقی نہ رہے۔ نیز بیوی کو بھی بذریعہ خُلع طلاق حاصل کرنے کا حق دیا۔ بیوی کو عدتِ طلاق کے بعد کسی دوسرے مرد سے شادی کرنے کی مکمل آزادی دی۔ اس سے بڑھ کر عادلانہ نظام اور کیا ہو سکتا ہے؟

س۔ ''طلاق'' کے ضمن میں فقہی احکام کیا ہیں؟

ج۔ سنّت طلاق یہ ہے کہ مرد اپنی بیوی کو ایسے طُہر (پاکی کی حالت) میں طلاق دے جس میں اس نے اس کے ساتھ جماع نہ کیا ہو۔ اور عدت ختم ہونے کے بعد رشتۂ نکاح از خود ٹوٹ جائے گا یہی طلاق احسن ہے مرد کو دو مرتبہ طلاق رجعی دینے کا حق حاصل ہے۔ ارشاد ربانی ہے:۔ ترجمہ ''طلاق دو مرتبہ ہے

marfat.com

اس کے بعد یا تو دستور کے مطابق رو کے رکھنا یا پھر احسان کے ساتھ آزاد کر دینا ہے"۔

نوبت تین طلاق تک پہنچ جائے تو اسے "طلاقِ مغلّظ" کہتے ہیں۔اس کے بعد میاں بیوی میں سوائے اس کے کہ وہ عورت اپنی مرضی سے کسی اور مرد سے عدت گزار کر شادی کرے اور اس کا نباہ اس شوہر کے ساتھ نہ ہو سکے اور دوسرا شوہر اسے اپنی مرضی سے طلاق دے دے اب عدت گزارنے کے بعد دوبارہ پہلے خاوند کے عقد میں آ سکتی ہے اسے حلالہ یا تحلیل کہا جاتا ہے۔یاد رہے کہ زندگی کے کسی مرحلے پر دی جانے والی رجعی طلاق آئندہ زندگی میں شمار ہوگی۔ علاوہ ازیں حالت حیض اور حمل میں دی جانے والی طلاق بھی واقع ہو جائے گی۔

س۔ خُلع سے کیا مراد ہے۔نیز اس کے بارے میں اسلام کے احکامات کیا ہیں؟

ج۔ خُلع کا لفظی مطلب "اتار دینا" ہے۔شرعی اصطلاح میں خُلع سے مراد یہ ہے کہ اگر عورت اپنے شوہر کو ناپسند کرتی ہو اور وہ اسے طلاق دینے پر راضی نہ ہو اور دونوں کے درمیان نباہ بھی ناممکن ہو تو ایسی صورت میں عورت بذریعہ عدالت حق مہر واپس کر کے اپنے شوہر سے خُلع لے سکتی ہے۔خُلع کے بعد عورت اپنے امور کی خود ذمہ دار ہے۔عدّتِ خُلع کے دوران میں دونوں باہمی رضامندی سے دوبارہ نکاح کر سکتے ہیں گویا اس کا حکم بھی بائن طلاق کی طرح ہے۔

س۔ عدت سے کیا مراد ہے نیز اس کی مدت اور اقسام بتا دیجئے؟

ج۔ عدت کے لغوی معنی "گننا اور شمار کرنا" ہیں شرعی اصطلاح میں عدت سے مراد وہ انتظار ہے جو عورت کو طلاق یا شوہر کی وفات کے بعد نکاح ثانی سے پہلے کرنا پڑتا ہے اس کی دو اقسام ہیں۔

i) عدتِ وفات (یعنی جس عورت کا شوہر فوت ہو جائے، اس کی عدت)

ii) عدتِ طلاق (طلاق یا خُلع یافتہ عورت کی عدت)

☆ عدتِ وفات سورۃ بقرۃ کی آیت نمبر ۲۳۴ کی رو سے چار ماہ دس دن ہے لیکن اگر بیوہ حاملہ ہو تو پھر عدت وضع حمل ہوگی۔

marfat.com

عدتِ طلاق کے بارے میں سورۃ بقرۃ کی آیت نمبر ۲۲۸ میں فرمایا کہ عدتِ طلاق تین حیض ہے۔ طلاق بائن اور طلاق مغلّظہ دونوں صورتوں میں یہی عدت ہے لیکن حاملہ ہونے کی صورت میں عدت وضع حمل ہی ہے۔ جب کہ ایسی عورت جس کے ساتھ نکاح کے بعد خاوند نے مباشرت نہ کی ہو اور اسے طلاق ہو جائے تو اس کی کوئی عدت نہیں ہے۔ وہ طلاق کے فوراً بعد نکاح ثانی کر سکتی ہے۔ خُلع یافتہ عورت کی عدت بھی وہی ہے جو طلاق یافتہ کی ہے۔

س۔ مَہر سے کیا مراد ہے اس کے کچھ احکام اور اقسام بتایئے؟

ج۔ مَہر سے مراد وہ مال ہے جو عقد نکاح کے بعد بیوی سے مباشرت کے عوض اس کا حق ہو جاتا ہے اور خاوند پر اس کی ادائیگی واجب ہوتی ہے اسلام نے عورت کو حق ملکیت عطا کرتے ہوئے اُسے مہر کا حق دیا ہے۔ اس مال پر اس کا ذاتی تصرف ہوگا نہ کہ والدین یا عزیز و اقارب کا۔ قرآن کریم میں مہر کے لئے اُجُور، صَدُقات اور فَرِیضَۃٌ کے الفاظ آئے ہیں۔ حدیث شریف میں مَہر کا لفظ استعمال ہوا ہے۔ قرآن مجید کی سورہ نساء کی آیت نمبر ۴ میں ارشاد فرمایا:۔ ترجمہ:۔ ''عورتوں کو ان کے مَہر خوشی سے ادا کرو اور اگر وہ اس میں سے کچھ تمہیں دیں تو اسے ہنسی خوشی کھاؤ''۔

شریعت اسلامیہ نے مَہر کی کوئی حد مقرر نہیں کی کیونکہ لوگ غناء، فقر، تنگی اور آسانی میں مختلف ہوتے ہیں اور ہر ایک کی اپنی عادات اور رسوم و رواج ہوتے ہیں اس لئے شریعت نے ہر ایک کو اپنی استطاعت کے مطابق مَہر مقرر کرنے کی اجازت دی ہے۔

اقسامِ مَہر:۔

۱۔ مَہرِ مُعَجَّل: یہ عَجَّل یُعَجِّلُ سے اسم مفعول ہے۔ اور عجل یا عجلت سے نکلا ہے۔ اس سے مراد وہ مَہر ہے جو مباشرت سے قبل فوری طور پر ادا کر دیا جائے۔ اس کی عدم ادائیگی کی صورت میں عورت اپنے نفس کو خاوند سے روک سکتی ہے۔

۲۔ مَہر مؤجَّل: یہ اَجَّلَ یُؤجِّلُ سے اسم مفعول ہے۔ جس کا معنی مدت یا میعاد ہے یعنی وہ مَہر جس

marfat.com

کی ادائیگی کے لئے معین میعاد مقرر کر دی گئی ہو۔ مَہر مؤجّل کی صورت میں عورت عقدِ نکاح کے بعد اپنے نفس کو خاوند سے نہیں روک سکتی۔

۳۔ مَہرِ مثل: مَہرِ مثل سے مراد وہ مَہر ہے جو اس عورت کے خاندان کی دوسری عورتوں کا ہو اور ان عورتوں سے مراد وہ عورتیں ہیں جو اس کے باپ کی طرف سے رشتہ دار ہیں یعنی بالترتیب بہنیں، پھوپھیاں، حقیقی بھانجیاں اور چچازاد بہنیں شامل ہیں۔

س۔ ظِہار سے کیا مراد ہے؟ نیز اس کے احکام اور کفّارہ بھی بیان کیجئے؟

ج۔ ظِہار کا لفظ ظَہر سے مشتق ہے۔ اس سے مراد مرد کا اپنی بیوی کو یہ کہنا کہ تُو میرے لیے میری ماں کی پیٹھ کی طرح ہے۔ زمانہ جاہلیت میں ظِہار سے مراد طلاق ہوتی تھی اسلام نے اس حکم کو باطل کیا اور اسے حرام قرار دیا۔ قرآن پاک کی سورۃ مجادلہ کی آیت نمبر۲ میں اس کا تفصیلی حکم موجود ہے۔

i) ''ظِہار'' اگرچہ بیوی کو ماں کی پیٹھ سے مشابہ قرار دینے سے مختص ہے لیکن اگر کسی نے ماں کے علاوہ کسی ذِی محرم عورت یا اس کے کسی عضو سے (کہ جس کا دیکھنا اس کے لئے جائز نہیں) تشبیہ دی تو یہ بھی ظِہار ہو گا۔

ii) کفّارہ ظِہار: سورۃ مُجادلہ کی آیات نمبر۳ اور ۴ میں ظِہار کے کفّارہ کا بیان ہے:۔ درج ذیل تین اُمور میں سے کسی ایک کی ادائیگی سے کفّارہ ادا ہو جائے گا:۔

الف) ایک غلام کو آزاد کرنا یا

ب) دو ماہ کے مسلسل روزے رکھنا (جن میں رمضان المبارک عیدین اور ایام تشریق نہ ہوں) یا

ج) ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلانا۔ (اس کے بعد وہ اپنی بیوی کے قریب جا سکتا ہے ورنہ نہیں۔)

س۔ یمین سے کیا مراد ہے اور اس کی اقسام اور کفّارہ بھی بتا دیجئے؟

ج۔ عربی لغت میں یمین کا لفظ دائیں ہاتھ، قوت یا قَسم کے معنی میں آتا ہے۔ اصطلاح میں اس سے مراد وہ عقد ہے جس کے ساتھ قَسم کھانے والا کسی کام کے کرنے یا نہ کرنے کا پختہ ارادہ کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی

marfat.com

ذات یا صفات میں سے کسی صفت کے ساتھ قَسم کھانا جائز ہے لیکن بہتر یہ ہے کہ اس کو وطیرہ نہ بنایا جائے۔ البتہ کبھی حلف اٹھانا واجب ہو جاتا ہے (جیسے کسی بے گناہ کو سزا سے بچانے کے لئے قسم اٹھانا) کبھی مستحب (جیسے دو مسلمانوں میں صُلح کرانے کے لئے قَسم اٹھانا) جب کہ حرام کام کے ارتکاب کے لئے قَسم اٹھانا حرام ہے۔ ایسی قَسم اٹھانے والے پر فرض ہے کہ اپنی قَسم توڑ دے اور کفارہ ادا کرے۔

یمین (حلف) کی اقسام: حلف کی درج ذیل تین اقسام ہیں:۔

i) یمینِ لغو: (بلا ارادہ قسم اٹھانا) ایسی قسم جو ہر بات پر زبان سے بلا مقصد جاری ہو جاتی ہے اس پر نہ کوئی گناہ ہے نہ کفّارہ۔ قرآن مجید میں ارشاد فرمایا!

ترجمہ: ''اللہ تمھاری فضول قسموں پر مواخذہ نہیں فرمائے گا''

ii) یمینِ منعقدہ: یہ وہ پختہ قَسم ہے جس کے ٹوٹنے پر کفّارہ واجب ہوتا ہے۔ قرآن مجید میں فرمایا! ترجمہ: اور لیکن تمہاری پختہ قَسموں کا مؤاخذہ ہوگا۔

iii) یمینِ غموس: غموس کے لفظی معنی ڈبو دینے والی کے ہیں یعنی ایسی جھوٹی قسم جو دانستہ خلافِ واقعہ کھائی جائے۔ ایسی قسم گناہ میں غرق کرنے والی ہے اور یہ کبیرہ گناہوں میں سے ہے اس کا کفّارہ نہیں بلکہ اس پر توبہ لازم ہے۔

کفّارۂ قسم: درج ذیل تین باتوں میں سے کسی ایک کی ادائیگی سے قسم کا کفّارہ ادا ہو جائے گا:۔

i) دس غریبوں کو ایک دن کا (صبح شام) متوسط درجے کا کھانا کھلانا جیسے تم اپنے اہل وعیال کو کھلاتے ہو یا ان کو متوسط درجے لباس فراہم کرنا۔ یا

ii) ایک غلام کا آزاد کرنا۔ یا

iii) تین دن کے روزے رکھنا (امام اعظم ابو حنیفہؒ اور بعض دوسرے ائمہ کے نزدیک یہ روزے مسلسل ہوں)

marfat.com

۷۔ وضو اور غسل کے مسائل

سوال : وضو کسے کہتے ہیں؟

جواب : نماز یا اس جیسی کوئی عبادت ادا کرنے کے لئے چہرہ، پیشانی سے ٹھوڑی سمیت طول میں اور ایک کان کی لو سے دوسرے کان کی لو تک دھونے اور دونوں ہاتھ کہنیوں تک اور دونوں پاؤں گٹوں تک دھونے اور سر پر مسح کرنے کو وضو کہتے ہیں بے وضو نماز ہوتی ہی نہیں۔

سوال : وضو کرنے کا طریقہ کیا ہے؟

جواب : وضو کرنے کے لئے پاک صاف اُونچی جگہ قبلہ کی طرف منہ کر کے بیٹھو اور ثواب پانے کے لئے خدا کا حکم بجالانے کی نیت سے بسم اللہ پڑھ کر وضو شروع کرو پہلے دونوں ہاتوں کو گٹوں تک تین تین بار دھوؤ پھر مسواک کرو۔ مسواک نہ ہو تو اُنگلی سے دانت مانجھ لو پھر تین مرتبہ چلو میں پانی لے کر تین بار کلیاں کرو کہ ہر بار منہ کے اندر ہر پرزے پر پانی بہ جائے اور روزہ دار نہ ہو تو غرغرہ کرو پھر تین چلو سے تین بار ناک میں پانی چڑھاؤ کہ جہاں تک نرم حصہ ہوتا ہے ہر بار اس پر پانی بہ جائے۔ دونوں کام داہنے ہاتھ سے کرو اور بائیں ہاتھ سے ناک صاف کرو، پھر تین مرتبہ منہ دھوؤ، منہ دھونے میں ماتھے کے سرے پر ایسے پھیلا کر پانی ڈالو کہ اُوپر کا بھی کچھ حصہ دُھل جائے ۔یاد رکھو کہ ناک یا آنکھ یا بھنوؤں پر پانی کا چلو ڈال کر سارے منہ پر ہاتھ پھیر لینے سے منہ نہیں دھلتا اور وضو نہیں ہوتا۔ پیشانی کے بالوں سے ٹھوڑی کے نیچے تک اور ایک کان کی لو سے دوسرے کان کی لو تک دھونا چاہیے۔ پھر کہنیوں سمیت دونوں ہاتھ اس طرح دھوؤ کہ کہنیوں سے ناخنوں تک کوئی جگہ ذرہ بھر بھی دُھلنے سے نہ رہ جائے۔ ورنہ وضو نہیں ہوگا۔ پہلے دایاں ہاتھ تین بار اور پھر بایاں ہاتھ تین بار دھونا چاہیے پھر ہاتھ پانی سے تر کر کے پہلے سر کا پھر کانوں کا پھر گردن

marfat.com

کا مسح کرو، مسح صرف ایک ایک مرتبہ کرنا چاہیے' پھر دونوں پاؤں پہلے دایاں پھر بایاں' ٹخنوں سمیت تین تین بار دھولو۔

سوال : سر کا مسح کس طرح کرنا چاہیے؟

جواب : انگوٹھے اور کلمہ کی اُنگلی کے سوا دونوں ہاتھوں کی آخری تین تین انگلیاں مِلا لو اور پیشانی کے اُوپر سے بیچ کے حصہ میں گدّی تک اس طرح لے جاؤ کہ ہتھیلیاں سر سے دُور رہیں پھر دونوں ہتھیلیوں کو گدّی سے پیشانی کی طرف ملتے ہوئے واپس لاؤ' یہ سر کا مسح ہوا' پھر کلمہ کی اُنگلی کا پیٹ کان کے اندر پھیر و اور انگوٹھے کے پیٹ کانوں کے نیچے پھیرو' یہ کانوں کا مسح ہوا' پھر دونوں ہاتھوں کی پیٹھ گردن پر پھیرلو' یہ گردن کا مسح ہو گیا'

سوال : وضو کے بعد کیا پڑھا جاتا ہے؟

جواب : وضو سے فارغ ہو کر یہ دُعا پڑھو:۔ اَللّٰھُمَّ اجْعَلْنِیْ مِنَ التَّوَّابِیْنَ وَاجْعَلْنِیْ مِنَ الْمُتَطَھِّرِیْنَ (الٰہی تو مجھے توبہ کرنے والوں اور پاک لوگوں میں کر دے)اور بچا ہوا پانی کھڑے ہو کر تھوڑا پی لو اور آسمان کی طرف نظر اُٹھا کر کلمہ شہادت اور سورۃ القدر پوری پڑھ لو بڑا ثواب پاؤ گے۔

سوال : وضو میں کتنے فرض ہیں؟

جواب : وضو میں چار فرض ہیں (۱) شروع پیشانی سے ٹھوڑی تک طول میں اور ایک کان کی لو سے دوسرے کان کی لو تک عرض میں، چہرے کی جلد کے ہر حصے کو دھونا یعنی پانی بہانا' تیل کی طرح چُپڑ لینے کا نام دھونا نہیں (۲) کہنیوں سمیت دونوں ہاتھوں کا دھونا کہ ذرہ برابر بھی کوئی جگہ پانی بہنے سے رہ نہ جائے (۳) چوتھائی سَر کا مسح کرنا یعنی تَر ہاتھ پھیرنا (۴) ٹخنوں (گٹوں) سمیت دونوں پاؤں کا دھونا۔

marfat.com

سوال : وضو میں سنتیں کتنی ہیں؟

جواب : وضو میں سولہ سُنتیں ہیں:۔ (۱) نیت کرنا (۲) بسم اللہ شریف پڑھ کر شروع کرنا (۳) پہلے دونوں ہاتھوں کو گٹوں تک تین تین بار دھونا (۴) مسواک کرنا (۵) تین چلو سے تین بار کُلی کرنا (۶) تین بار ناک میں پانی چڑھانا (۷) دائیں ہاتھ سے کُلی کرنا اور ناک میں پانی چڑھانا (۸) بائیں ہاتھ سے ناک صاف کرنا (۹) منہ دھوتے وقت داڑھی کا خلال کرنا (۱۰) ہاتھ پاؤں کی انگلیوں کا خلال کرنا (۱۱) جو اعضاء دھونے کے ہیں ان کو تین تین بار دھونا (۱۲) پورے سر کا ایک بار مسح کرنا (۱۳) کانوں کا مسح کرنا (۱۴) ترتیب سے وضو کرنا کہ پہلے منہ اور پھر ہاتھ دھوئے پھر سَر کا مسح کرے پھر پاؤں دھوئے (۱۵) داڑھی کے جو بال منہ کے دائرے سے نیچے ہیں ان کا مسح کرنا (۱۶) اعضاء کو اس طرح دھونا کہ پہلے والا عضو سوکھنے نہ پائے دوسرا دھونے لگ جائیں۔

سوال : وضو میں مستحب کتنے ہیں؟

جواب : وضو میں پندرہ مستحب ہیں۔(۱) قبلہ رُخ اُونچی جگہ بیٹھ کر وضو کرنا (۲) وضو کا پانی پاک جگہ گرانا (۳) پانی بہاتے وقت ہر عضو پر تر ہاتھ پھیر لینا (۴) اپنے ہاتھ سے پانی بھرنا (۵) وضو کرنے میں بغیر ضرورت دوسرے سے مدد نہ لینا (۶) وقت سے پہلے وضو کر لینا (۷) انگوٹھی وغیرہ کو حرکت دینا اور اگر تنگ ہو تو حرکت دینا ضروری ہے (۸) اطمینان سے وضو کرنا یعنی ہر عضو دھوتے وقت یہ خیال رکھے کہ کوئی جگہ باقی نہ رہے (۹) مٹی کے برتن سے وضو کرنا (۱۰) دونوں ہاتھوں سے منہ دھونا (۱۱) ہر عضو کو دھوتے وقت نیت وضو حاضر رہنا اور بسم اللہ اور درود شریف وغیرہ دعائیں پڑھنا (۱۲) گردن کا مسح کرنا (۱۳) وضو سے فارغ ہوتے ہی آسمان کی طرف منہ کر کے کھڑے ہو کر کلمہ شہادت اور سورہ انا انزلناہ پڑھنا (۱۴) وضو کا بچا ہوا پانی کھڑا ہو کر تھوڑا

marfat.com

پی لینا‘ (۱۵) بغیر ضرورت بدن کو بالکل خشک نہ کرنا۔

ان کے علاوہ وضو کے مستحبات اور بھی ہیں جن کا بیان بڑی کتابوں میں ہے۔

سوال : وضو میں کتنی چیزیں مکروہ ہیں؟

جواب : مکروہاتِ وضو سترہ ہیں (۱) وضو کے لئے نجس (ناپاک) جگہ بیٹھنا (۲) مسجد کے اندر وضو کرنا (۳) اعضائے وضو سے لوٹے وغیرہ میں قطرے ٹپکانا (۴) پانی میں تھوکنا‘ ناک صاف کرنا اگرچہ دریا یا حوض ہو۔ (۵) قبلہ کی طرف تھوکنا یا کُلی کرنا‘ (۶) بے ضرورت دُنیا کی بات کرنا (۷) زیادہ پانی خرچ کرنا (۸) اتنا کم پانی خرچ کرنا کہ سنت ادا نہ ہو (۹) چہرہ پر زور سے پانی مارنا (۱۰) ایک ہاتھ سے منہ دھونا کہ یہ ہندوؤں کا طریقہ ہے (۱۱) گلے کا مسح کرنا (۱۲) اپنے لیے کوئی لوٹا وغیرہ خاص کر لینا (۱۳) بائیں ہاتھ سے کُلی کرنا یا ناک میں پانی ڈالنا (۱۴) دائیں ہاتھ سے ناک صاف کرنا (۱۵) تین نئے پانیوں سے تین بار سر کا مسح کرنا (۱۶) دھوپ کے گرم پانی سے وضو کرنا (۱۷) ہونٹ یا آنکھیں زور سے بند کر لینا اور کچھ سُوکھا رہ گیا تو وضو ہی نہ ہوگا۔

سوال : وضو کو توڑنے والی چیزیں کیا ہیں؟

جواب : جن چیزوں سے وضو ٹوٹ جاتا ہے انھیں نواقضِ وضو کہتے ہیں اور وہ یہ ہیں: ۔(۱) پاخانہ پیشاب کرنا یا ان دونوں راستوں سے کسی اور چیز کا نکلنا (۲) ریح یعنی ہوا کا‘ مرد یا عورت کے پیچھے سے نکلنا (۳) بدن کے کسی مقام سے خون یا پیپ کا نکل کر بہہ جانا (۴) منہ بھر کے قے کرنا اور بلغم کی قے وضو نہیں توڑتی جتنی بھی ہو (۵) چت یا پٹ یا کروٹ پر لیٹ کر یا بیٹھ کر ایک کروٹ کو جھکا ہوا اور ایک کہنی پر تکیہ لگا کر یا سہارے سے سو جانا بشرطیکہ سُرین زمین پر نہ جمے ہوں اور اُونگھنے یا بیٹھے بیٹھے جھونکے لینے سے وضو نہیں جاتا (۶) بیماری یا کسی اور وجہ سے بیہوش ہو جانا (۷) مجنون یعنی دیوانہ ہو جانا (۸) رکوع سجدے والی نماز میں قہقہہ مار کر ہنسنا۔

marfat.com

سوال : اپنی یا پرائی شرمگاہ دیکھنے سے وضوٹوٹتا ہے یا نہیں؟

جواب : نہیں اور عوام میں جو مشہور ہے کہ گھٹنا اور سَتر کھلنے یا اپنا یا پرایا ستر دیکھنے سے وضو جاتا رہتا ہے محض بے اصل بات ہے۔ہاں بلا ضرورت ستر کھُلا رکھنا منع ہے اور دوسروں کے سامنے ہو تو حرام۔

سوال : آنکھ دُکھتے وقت آنکھ سے جو پانی بہتا ہے اس کا کیا حکم ہے؟

جواب : آنکھ دُکھتے میں جو آنسو بہتا ہے نجس اور ناقضِ وضو ہے۔اس سے بہت لوگ غافل ہیں۔اکثر دیکھا جاتا ہے کہ ایسی حالت میں کُرتے وغیرہ سے آنسو پونچھ لیا کرتے ہیں حالانکہ ایسا کرنے سے کپڑا ناپاک ہو جاتا ہے۔

غُسل کے مسائل

سوال : غسل میں فرض کتنے ہیں؟

جواب : غسل میں تین فرض ہیں اگر ان میں سے ایک میں بھی کمی ہوئی تو غسل نہ ہوگا۔(۱) منہ بھر کُلی کرنا کہ ہونٹ سے حلق کی جڑ تک داڑھوں کے پیچھے گالوں کی تہ میں اور دانتوں کی جڑ اور کھڑکیوں میں ہر جگہ پانی بہ جائے (۲) ناک میں پانی چڑھنا تاکہ دونوں نتھنوں کا جہاں تک نرم حصہ ہے دُھل جائے بال برابر جگہ بھی دُھلنے سے نہ رہے (۳) تمام ظاہر بدن یعنی سَر کے بالوں سے پاؤں کے تلووں تک جسم کے ہر پُرزے ہر رونگٹے پر پانی بہانا۔

سوال : غسل کا سُنّت طریقہ کیا ہے؟

جواب : غسل کا مسنون طریقہ یہ ہے کہ پہلے دونوں ہاتھ گٹوں تک تین مرتبہ دھوئے پھر استنجے کی جگہ دھوئے خواہ نجاست ہو یا نہ ہو۔ پھر بدن پر جہاں کہیں نجاست ہو اُس کو دُور کرے پھر نماز کا سا وضو کرے مگر پاؤں نہ دھوئے ہاں اگر چوکی وغیرہ پر یا پکے فرش پر نہائے تو پاؤں بھی دھولے۔

marfat.com

پھر بدن پر تیل کی طرح پانی چپڑے خصوصاً جاڑے میں۔ پھر تین مرتبہ دائیں مونڈھے پر پانی بہائے پھر بائیں مونڈھے پر تین مرتبہ' پھر سر اور تمام بدن پر تین بار پھر جائے غسل سے الگ ہو جائے اور وضو کرنے میں پاؤں نہیں دھوئے تھے تو اب دھو لے اور نہانے میں قبلہ رُخ نہ ہو۔ تمام بدن پر ہاتھ پھیر لے اور مَلے اور ایسی جگہ نہائے کہ کوئی نہ دیکھے اور اگر یہ نہ ہو سکے تو ناف سے گھٹنے تک بدن چُھپانا ضروری ہے کسی قسم کا کلام نہ کرے نہ کوئی دُعا پڑھے۔ عورتوں کو بیٹھ کر نہانا بہتر ہے نہانے کے فوراً بعد کپڑے پہن لے۔

سوال : کیا وضو وغسل کے لے پانی کی کوئی مقدار مقرر ہے؟

جواب : سب کے لئے غسل یا وضو میں پانی کی ایک مقدار مقرر نہیں جیسا کہ مشہور ہے بالکل غلط ہے ایک لمبا چوڑا دوسرا دُبلا پتلا' ایک کے بدن یا سر پر بڑے بڑے بال دوسرے کا بدن بالکل صاف اور سر مُنڈا ہوا تو سب کے لیے ایک مقدار کیوں کر ممکن ہے۔

سوال : جس کو نہانے کی ضرورت ہو اُسے کیا کہتے ہیں؟

جواب : جس پر نہانا فرض ہو اُسے جُنبی کہتے ہیں اور جس سبب سے نہانا فرض ہو اُسے جنابت کہا جاتا ہے۔

سوال : دریا یا تالاب میں نہانے کا مسنون طریقہ کیا ہے؟

جواب : اگر بہتے پانی مثلاً دریا یا نہر میں نہاتا ہے تو تھوڑی دیر اس میں رُکنے سے غسل کی سب سُنتیں ادا ہو گئیں اور مینھ میں کھڑا ہو گیا تو یہ بہتے پانی کے حکم میں ہے اور تالاب حوض وغیرہ ٹھہرے ہوئے پانی میں نہاتا ہے تو بدن کو تین بار حرکت دینے یا جگہ بدلنے سے تین بار ہونے کی سُنت ادا ہو جائے گی' یہی حال وضو کا ہے یعنی بہتے پانی میں تھوڑی دیر اس عضو کو رہنے دے اور ٹھہرے ہوئے پانی میں تین بار حرکت دے۔ یا جگہ بدل دے۔

۸۔ نماز کے مسائل

سوال : ارکانِ نماز کسے کہتے ہیں؟

جواب : ارکان جمع ہے رکن کی اور رکن کے معنی ہیں فرض۔ تو ارکان نماز، فرائضِ نماز کا دوسرا نام ہے۔ یعنی نماز کے وہ اعمال جو نماز کے اندر داخل ہیں اور اُن میں سے اگر ایک بھی رہ جائے تو نماز نہ ہوگی۔

سوال : فرائض نماز کتنے ہیں؟

جواب : نماز میں سات چیزیں فرض ہیں:۔
۱) تکبیر تحریمہ (۲) قیام (۳) قرأت (۴) رکوع (۵) سجود (۶) قعدہ اخیرہ (۷) خُروج بِصُنعِہ (یعنی نمازی کا اپنے کسی فعل کے ساتھ نماز سے خارج ہونا)

سوال : تکبیر تحریمہ سے کیا مُراد ہے؟

جواب : نماز ادا کرنے کے لئے نیت باندھتے وقت جو اللہ اکبر کہتے ہیں اس تکبیر تحریمہ سے نماز شروع ہو جاتی ہے اور جو باتیں نماز کے منافی (یعنی خلاف) ہیں، وہ حرام ہو جاتی ہیں، اس لئے اسے تکبیر تحریمہ کہتے ہیں۔

سوال : تکبیر تحریمہ کھڑے ہو کر کہنا فرض ہے یا بیٹھ کر بھی کہہ سکتا ہے؟

جواب : فرض، وتر، عیدین، اور سنتِ فجر جن میں قیام فرض ہے، ان میں تکبیر تحریمہ کھڑے ہو کر کہنا فرض ہے تو اگر بیٹھ کر اللہ اکبر کہا پھر کھڑا ہو گیا تو نماز شروع ہی نہ ہوئی اور نفل نماز کے لئے بیٹھ کر کہہ سکتا ہے۔

سوال : تکبیر تحریمہ کہتے ہوئے امام کے ساتھ رکوع میں مل جانے سے نماز ہوگی یا نہیں؟

جواب : امام کو رکوع میں پایا اور تکبیر تحریمہ کہتا ہُوا رکوع میں گیا۔ یعنی تکبیر اس وقت ختم کی کہ ہاتھ بڑھائے تو گھٹنے تک پہنچ جائے تو نماز نہ ہوگی، ہاں اللہ اکبر کھڑے ہو کر کہا پھر رکوع میں چلا گیا تو

marfat.com

نماز ہو جائے گی، اگرچہ ہاتھ نہ باندھے ہوں۔

سوال : قیام سے کیا مراد ہے؟

جواب : قیام کھڑے ہونے کو کہتے ہیں۔ کمی کی جانب اس کی حد یہ ہے کہ ہاتھ پھیلائے تو گھٹنوں تک پہنچیں اور پورا قیام یہ ہے کہ سیدھا کھڑا ہو۔

سوال : قیام کس قدر اور کس نماز میں فرض ہے؟

جواب : فرض اور واجب نمازوں اور سنت فجر میں قیام فرض ہے اور جتنی دیر تک قرأت فرض ہے، اتنی ہی دیر تک قیام فرض ہے، اور جتنی دیر تک قرأت واجب ہے اتنی ہی دیر تک قیام واجب ہے اور جب تک قرأت سنّت ہے قیام بھی سنّت ہے۔

سوال : اگر کھڑے ہونے کی طاقت نہ ہو تو کیا کرے؟

جواب : لاٹھی یا دیوار یا خادم پر ٹیک لگا کر کھڑا ہو سکتا ہے تو یہی کرے اور اگر کچھ دیر کھڑا ہو سکتا ہے۔ اگرچہ اتنا ہی کہ کھڑے ہو کر اللہ اکبر کہہ لے تو یہی کرے اور پھر بیٹھ جائے اور اگر کھڑے ہونے کی بالکل طاقت نہیں مثلاً بیمار یا زخمی ہے یا کھڑے ہونے سے مرض بڑھتا ہے یا نا قابلِ برداشت تکلیف ہوتی ہے تو بیٹھ کر پڑھے ہاں نفل نماز میں قیام فرض نہیں ہے۔

سوال : کشتی یا ریل میں بیٹھ کر نماز فرض پڑھ سکتا ہے یا نہیں؟

جواب : کشتی میں چکر آنے کا گمان غالب ہو اور کنارے پر اُتر نہ سکتا ہو تو بیٹھ کر اس پر نماز پڑھ سکتا ہے۔ لیکن گاڑی جب اسٹیشن پر ٹھہرے اس وقت کھڑے ہو کر یہ نمازیں ادا کرے اور اگر دیکھے کہ وقت جاتا ہے تو جس طرح بھی ممکن ہو پڑھ لے۔ پھر جب موقع ملے اس نماز کو دُہرا لے۔

سوال : قرأت کا کیا مطلب ہے؟

جواب : قرأت، قرآن مجید پڑھنے کو کہتے ہیں۔ قرأت میں یہ لحاظ رکھنا بہت ضروری ہے کہ تمام حروف مخارج سے ادا کئے جائیں تاکہ ہر حرف دوسرے سے ممتاز ہو جائے اور آہستہ آہستہ پڑھنے میں بھی اتنا ہونا ضرور ہے کہ خود اپنی آواز سُن سکے ورنہ نماز نہ ہوگی۔

marfat.com

سوال : نماز میں قرأت کا کیا حکم ہے؟

جواب : ایک آیت پڑھنا فرض کی دو رکعتوں میں اور وتر و سنت اور نفل کی ہر رکعت میں امام و منفرد (تنہا) پر فرض ہے اور مقتدی کو کسی نماز میں قرأت جائز نہیں اس کے لیے امام کی قرأت ہی کافی ہے اور سورۃ فاتحہ پڑھنا اور فرض کی دو پہلی رکعتوں میں اور نفل و وتر کی ہر رکعت میں ایک چھوٹی سورت یا تین چھوٹی آئتیں یا ایک یا دو آئیں تین چھوٹی کے برابر پڑھنا واجب ہے۔

سوال : سورہ فاتحہ پڑھنا کیا ہر نماز کی ہر رکعت میں واجب ہے؟

جواب : فرض نماز کی تیسری اور چوتھی رکعت کے علاوہ ہر نماز کی ہر رکعت میں سورہ فاتحہ واجب ہے خواہ نماز فرض و واجب ہو یا سنت و نفل اور فرض کی تیسری چوتھی رکعت میں اختیار ہے مگر افضل یہ ہے کہ سورہ فاتحہ پڑھ لے اور سبحان اللہ کہنا بھی جائز ہے اور چپ رہا تو بھی نماز ہو جائے گی مگر ایسا کرے نہیں۔

سوال : ہر مسلمان کو کم از کم کتنا قرآن حفظ ہونا چاہیے؟

جواب : ایک آیت کا حفظ کرنا ہر مسلمان پر فرض ہے اور سورہ فاتحہ اور ایک دوسری چھوٹی سورت یا تین چھوٹی آیتیں یا ایک بڑی آیت کا حفظ کرنا ہر مسلمان پر واجب ہے اور بقدرِ ضرورت دینی مسائل کا جاننا بھی ہر مسلمان مرد و عورت پر فرض ہے۔

سوال : قرأت کس کس نماز میں زور سے واجب ہے؟

جواب : فجر کی نماز فرض میں اور مغرب و عشاء کے فرضوں کی دو پہلی رکعتوں میں اور جمعہ و عیدین اور تراویح اور رمضان کے وتر کہ جماعت سے پڑھے جاتے ہیں' ان سب میں امام پر جہر یعنی زور سے پڑھنا واجب ہے' جہر میں کم از کم اتنی آواز درکار ہے کہ دوسرے لوگ یعنی وہ جو صفِ اوّل میں ہیں سُن سکیں۔

سوال : قرأت کن نمازوں میں آہستہ ہونی چاہیے؟

جواب : مغرب کی تیسری اور عشاء کی تیسری چوتھی اور ظہر و عصر کی تمام رکعتوں میں آہستہ پڑھنا واجب

marfat.com

ہے۔ یونہی دن کے نوافل میں آہستہ پڑھنا واجب ہے اور رات کو نفل اگر تنہا پڑھے تو اختیار ہے اور آہستہ پڑھنے کا اونیٰ درجہ یہ ہے کہ خود سُن سکے۔ اگر اتنی آواز بھی نہ ہو تو نماز نہ ہوگی۔

سوال : جن نمازوں میں زور سے قرأت کی جاتی ہے اُنھیں کیا کہتے ہیں؟

جواب : انھیں جہری نمازیں کہتے ہیں اور جن میں آہستہ قرأت کی جاتی ہے۔ انھیں سِرّی نمازیں کہتے ہیں

سوال : منفرد یعنی تنہا نماز پڑھنے والا جہری نمازوں میں قرأت زور سے کریگا یا نہیں؟

جواب : جہری نمازوں میں منفرد کو اختیار ہے لیکن بہتر یہ ہے کہ جہر کرے۔ ہاں اگر قضا پڑھے تو آہستہ پڑھنا واجب ہے۔

سوال : نماز پڑھنے کا صحیح طریقہ کیا ہے؟

جواب : وضو کر کے پاک صاف کپڑے پہن کر پاک جگہ قبلہ کی طرف منہ کر کے دونوں پاؤں کے پنجوں میں چار انگل کا فاصلہ کر کے کھڑے ہو جاؤ اور نماز کی نیت کر کے دونوں ہاتھ کانوں کی لو تک اُٹھاؤ' اُنگلیاں اپنی حالت پر رکھو اور ہتھیلیاں قبلہ رُخ کر لو اب ''اللہ اکبر'' کہتے ہوئے ہاتھ نیچے لاؤ اور ناف کے نیچے دونوں ہاتھ اس طرح باندھو کہ داہنی ہتھیلی کی گدی بائیں کلائی کے سرے پر ہو اور بیچ کی تین اُنگلیاں بائیں کلائی کی پشت (پیٹھ) پر اور انگوٹھا اور چھنگلی کلائی کے اغل بغل' اب ثناء یعنی سُبْحٰنَكَ اللّٰھُمَّ الخ پڑھو پھر تعوّذ یعنی اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ اور تسمیہ یعنی بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ٥ پڑھ کر سورہ فاتحہ یعنی الحمد شریف پڑھو اور الحمد کے ختم پر آہستہ سے آمین کہو' پھر کوئی سورت یا تین چھوٹی آئتیں پڑھو پھر اللہ اکبر کہتے ہوئے رکوع میں جاؤ اور ہتھیلیاں گھٹنے پر رکھ کر انگلیاں پھیلا کر گھٹنوں کو ہاتھوں سے پکڑ لو' پیٹھ بچھی ہوئی اور سر کو پیٹھ کے برابر رکھو' اونچا نیچا نہ ہو اپنی نظر اپنے قدموں پر جما لو اور کم سے کم تین بار سُبْحَانَ رَبِّیَ الْعَظِیْمُ کہو پھر تسمیع یعنی سَمِعَ اللّٰہُ لِمَنْ حَمِدَہ کہتے ہوئے سیدھے کھڑے ہو جاؤ اور تحمید یعنی اَللّٰھُمَّ رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ یا رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ بھی کہہ لو' پھر اللہ اکبر کہتے ہوئے سجدے میں اس طرح جاؤ کہ پہلے گھٹنے زمین پر رکھو پھر ہاتھوں پر دونوں ہاتھوں کے بیچ میں

marfat.com

پہلے ناک پھر پیشانی زمین پر جماؤ' پیشانی کی ہڈی اور ناک کی نوک کا زمین سے چھو جانا ہرگز کافی نہیں۔

بازوؤں کو کروٹوں اور پیٹ کے رانوں اور رانوں کو پنڈلیوں سے جدا رکھو اور دونوں پاؤں کی سب اُنگلیوں کے پیٹ زمین پر قبلہ رُخ جمائے رکھو' ہتھلیاں بچھی ہوئی اور انگلیاں قبلہ کو ہوں اور تین یا پانچ بار سُبْحَانَ رَبِّيَ الْاَعْلٰى کہو پھر تکبیر کہتے ہوئے پہلے سر اُٹھاؤ پھر ہاتھ اور داہنا قدم کھڑا کر کے اُس کی انگلیاں قبلہ رُخ رو اور بایاں قدم بچھا کر اس پر خوب سیدھے بیٹھ جاؤ اور ہتھیلیاں بچھا کر رانوں پر گھٹنوں کے پاس رکھو کہ دونوں ہاتھ کی اُنگلیاں قبلہ کو ہوں پھر اللہ اکبر کہتے ہوئے دوسرا سجدہ اسی طرح کرو پھر سر اُٹھاؤ اور تکبیر کہتے ہوئے دوسرا سجدہ اسی طرح کرو پھر سر اُٹھاؤ اور تکبیر کہتے ہوئے ہاتھ کو گھٹنے پر رکھ کر پنجوں کے بَل کھڑے ہو جاؤ' اُٹھتے وقت زمین پر ہاتھ نہ ٹیکو۔

یہ دوسری رکعت شروع ہوئی اب صرف بسم اللہ الرحمنِ الرحیم پڑھ کر الحمد شریف پڑھو اور کوئی اور سورت ملاؤ اسی طرح رکوع کرو اور رکوع سے سیدھے کھڑے ہو کر اسی طرح سجدے میں جاؤ اور دونوں سجدے اسی طرح کر کے داہنا قدم کھڑا کرو اور بایاں قدم بچھا کر بیٹھ جاؤ اور اب تشہد یعنی التحیات پڑھو اور جب کلمہ ''لا'' کے قریب پہنچو تو داہنے ہاتھ کی درمیانی اُنگلی اور انگوٹھے کا حلقہ بناؤ اور چھنگلی اور اس کے پاس والی کو ہتھیلی سے ملا دو اور کلمہ ''لا'' پر کلمہ کی اُنگلی اُٹھاؤ مگر اس کو حرکت نہ دو اور کلمہ ''اِلَّا'' پر گرا کر سب اُنگلیاں فوراً سیدھی کر لو پھر درود شریف پھر دُعا پڑھو پھر داہنی طرف منہ پھیر کر ایک بار اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ پھر بائیں طرف منہ پھیر کر اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ کہو۔ یہ دو رکعت نماز پوری ہوگئی۔

marfat.com

۹۔ نماز جنازہ اور نماز عیدین کے مسائل

س۔ نماز عیدین کی اہمیت بیان کریں؟

ج۔ ارشادِ ربّانی ہے! وَلِتُكْمِلُوا الْعِدَّةَ وَلِتُكَبِّرُوا اللّٰهَ ط

ترجمہ: روزوں کی گنتی پوری کرو اور اللہ کی بڑائی بولو یعنی تکبیریں کہو۔ نیز فرمایا۔

فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَانْحَرْ O

ترجمہ: اپنے رب کے لئے نماز پڑھو اور قربانی کرو۔

عیدین کی نماز واجب ہے سب پر نہیں بلکہ انہی پر جن پر جمعہ فرض ہے اور اسکی ادا کی وہی شرطیں ہیں جو جمعہ کے لئے ہیں صرف اتنا فرق ہے کہ جمعہ میں خطبہ شرط ہے اور عیدین میں سنت۔ ان دونوں نمازوں کا وقت سورج کے بقدر ایک نیزہ بلند ہونے سے لے کر زوال تک ہے مگر عید الفطر میں کچھ دیر کرنا اور عید الاضحیٰ میں جلدی کرنا مستحب ہے ان نمازوں سے پہلے اذان و اقامت نہیں ہے ان دونوں نمازوں کے ادا کرنے کا طریقہ ایک ہی ہے۔

س۔ عیدین کی نماز کا طریقہ کیا ہے؟

ج۔ پہلے نیت کریں دو رکعت نماز عید الفطر یا عید الاضحیٰ واجب مع زائد چھ تکبیروں کے پھر تکبیر تحریمہ کہہ کر ہاتھ باندھ لیں اور ثناء پڑھیں اس کے بعد امام بآواز بلند اور مقتدی آہستہ سے تین تکبیریں کہیں دو تکبیروں کے بعد ہاتھ چھوڑ دیں اور تیسری کے بعد باندھ لیں پھر امام بلند آواز سے سورۂ فاتحہ اور کوئی سورۃ پڑھ کر رکوع وسجود کرے گا۔ دوسری رکعت میں فاتحہ اور قرأت کے بعد رکوع میں جانے سے پہلے امام ومقتدی ہاتھ اٹھا کر تین تکبیریں کہہ کر ہاتھ چھوڑ دیں اور چوتھی تکبیر کہتے وقت ہاتھ کانوں تک نہ اٹھائیں بلکہ رکوع میں جائیں اور قاعدے کے مطابق نماز پوری کریں۔

marfat.com

س۔ عیدالفطر کے مستحبات کون کون سے ہیں؟

ج۔ حجامت بنوانا، ناخن ترشوانا، مسواک وغسل کرنا، اچھے کپڑے پہننا، خوشبو لگانا، عیدگاہ کو پیدل جانا، راستہ میں تکبیر کہتے ہوئے جانا، دوسرے راستہ سے واپس آنا۔ عیدالفطر میں نماز سے پہلے صدقہ فطرادا کرنا اور کوئی میٹھی چیز کھانا، کھجوریں ہوں اور طاق ہوں۔ تین پانچ، سات تو بہتر۔ آپس میں ملنا مُصافحہ ومعانقہ کرنا، مبارک باد دینا۔

س۔ عیدالاضحیٰ کے مستحبات کون کون سے ہیں؟

ج۔ عیدالاضحیٰ کی نماز سے قبل کچھ نہ کھانا اور قربانی کے گوشت سے کھانے کی ابتداء کرنا، باقی مستحبات وہی ہیں جو عیدالفطر کے ہیں۔ یکم ذوالحجہ سے دس ذوالحجہ تک حجامت نہ کروانا بھی مستحب ہے۔

س۔ 9 ذوالحجہ سے لے کر 13 ذوالحجہ تک جو تکبیرات پڑھی جاتی ہیں ان کے کلمات کیا ہیں؟

ج۔ اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ وَلِلّٰہِ الْحَمْدُ

نو ذوالحجہ کی فجر سے تیرہ ذوالحجہ کی عصر تک ہر نماز کے فوراً بعد یہی تکبیر ایک بار کہنا واجب اور تین بار کہنا افضل ہے اسے تکبیر تشریق کہتے ہیں۔

س۔ نماز جنازہ کی اہمیت اور طریقہ ادائیگی بیان کریں؟

ج۔ جنازہ کی نماز فرض کفایہ ہے۔ فرض کفایہ کا مطلب یہ ہے کہ اگر چند آدمی بھی پڑھ لیں تو سب بری الذمہ ہوگئے ورنہ سب گنہگار ہوں گے (جن کو خبر پہنچی تھی اور وہ نہیں آئے)۔

اس کے لئے جماعت شرط نہیں ایک آدمی بھی پڑھ لے تو فرض ادا ہوگیا۔ اس کے دو رُکن ہیں۔ چار بار تکبیر کہنا، کھڑے ہو کر پڑھنا اور اس کی تین سنتیں ہیں۔ اللہ کی حمد وثناء کرنا۔ نبی صلے اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھنا۔ میت کے لئے دعا کرنا۔ میت سے مراد وہ ہے جو زندہ پیدا ہوا پھر مر گیا۔ جو مرا ہوا پیدا ہوا اس کی نماز نہیں۔ نیز میت کا سامنے ہونا ضروری ہے۔ غائب کی نماز نہیں۔ اگر کئی میتیں جمع ہو جائیں تو سب

marfat.com

کے لئے ایک ہی نماز کافی ہے۔سب کی نیت کرے اور علیحدہ علیحدہ پڑھے تو افضل ہے۔

طریقہ نماز:

پہلے نیت کر کے امام ومقتدی کانوں تک ہاتھ اٹھائیں اور اللہ اکبر کہتے ہوئے ناف کے نیچے باندھ لیں اور ثناء پڑھیں۔ وَتَعَالٰی جَدُّكَ کے بعد وَجَلَّ ثَنَآؤُكَ وَلَآ اِلٰهَ غَيْرُكَ پڑھیں پھر بغیر ہاتھ اٹھائے تکبیر کہیں اور وہی نماز والا درود شریف پڑھیں۔ پھر بغیر ہاتھ اٹھائے تکبیر کہیں اور دُعا پڑھیں۔ مقتدی تکبیریں آہستہ کہے اور امام بلند آواز سے کہے۔

س۔ نماز جنازہ کی دعائیں بھی بیان کریں؟

ج۔ **بالغ مرد وعورت کی دعا:**

اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِحَيِّنَا وَ مَيِّتِنَا وَ شَاهِدِنَا وَ غَآئِبِنَا وَ صَغِيْرِنَا وَ كَبِيْرِنَا وَ ذَكَرِنَا وَ اُنْثَانَا ط اَللّٰهُمَّ مَنْ اَحْيَيْتَهٗ مِنَّا فَاَحْيِهٖ عَلَى الْاِسْلَامِ وَمَنْ تَوَفَّيْتَهٗ مِنَّا فَتَوَفَّهٗ عَلَى الْاِيْمَانِ ط

نابالغ لڑکے کی دعا:

اَللّٰهُمَّ اجْعَلْهُ لَنَا فَرَطًا وَ اجْعَلْهُ لَنَا اَجْرًا وَّ ذُخْرًا وَّ اجْعَلْهُ لَنَا شَافِعًا وَّ مُشَفَّعًا ط

نابالغ لڑکی کی دعا:

اَللّٰهُمَّ اجْعَلْهَا لَنَا فَرَطًا وَ اجْعَلْهَا لَنَا اَجْرًا وَّ ذُخْرًا وَّ اجْعَلْهَا لَنَا شَافِعَةً وَّ مُشَفَّعَةً ط

دُعا کے بعد چوتھی تکبیر کہہ کر دونوں طرف سلام پھیر دیں اور صفیں توڑ کر دُعا مانگیں۔

س۔ کیا جنازہ کو کاندھا دینا باعث اجر وثواب ہے؟

ج۔ جی ہاں! جنازہ کو کاندھا دینا عبادت اور باعث اجر وثواب ہے۔

marfat.com

۱۰۔ زکوٰۃ کے مسائل

سوال : زکوٰۃ کسے کہتے ہیں؟

جواب : زکوٰۃ دراصل اس صفتِ ہمدردی و رحم کے باقاعدہ استعمال کا نام ہے جو ایک مالدار مسلمان کے دل میں دوسرے حاجتمند مسلمان کے ساتھ فطرتاً موجود ہے یا یوں کہہ لو کہ آپس میں مسلمانوں کے درمیان ہمدردی اور باہم ایک دوسرے کی مخصوص مالی امداد اور اعانت کا نام زکوٰۃ ہے، لیکن اصطلاحِ شریعت میں زکوٰۃ مال کے ایک حصہ کا جو شریعت نے مقرر کیا ہے، مخصوص مسلمان فقیر کو مالک کر دینا ہے۔

سوال : اسلام میں زکوٰۃ کی کیا اہمیت ہے؟

جواب : زکوٰۃ کی اہمیت کا اندازہ اس سے ہوتا ہے کہ :۔

۱ زکوٰۃ دین کا فرضِ اعظم اور رارکانِ اسلام کا تیسرا اہم رکن ہے۔

۲ قرآنِ عظیم میں بیسیوں جگہ نماز کے ساتھ اس کا ذکر فرمایا گیا۔

۳ اللہ تعالیٰ نے طرح طرح سے بندوں کو اس فرض کی طرف بلایا۔

۴ زکوٰۃ ادا نہ کرنے والوں کو سخت عذاب سے ڈرایا۔

۵ صاف صاف بتایا کہ زنہار (ہرگز ہرگز) یہ نہ سمجھنا کہ زکوٰۃ دی تو مال میں سے اتنا کم ہو گیا بلکہ اس سے مال بڑھتا ہے۔

۶ زکوٰۃ ادا کرنے والے اللہ تعالیٰ کے محبوب بندوں میں شمار ہوتے ہیں اور یہ کمالِ ایمان کی نشانی ہے۔

۷ زکوٰۃ سے جی چُرانے والوں کا حشر خراب ہوتا ہے اور مال بھی برباد ہو جاتا ہے۔

marfat.com

۸ زکوٰۃ کی فرضیت کا انکار کفر ہے اور منکر کافر' اسلامی برادری سے خارج ہے۔

۹ زکوٰۃ ادا نہ کرنے والا سخت ناشکر اور گنہگار ہے اور آخرت میں ملعون۔

۱۰ ادا میں تاخیر کرنے والا گنہگار اور مردود الشہادۃ ہے' اس کی گواہی نامقبول۔

سوال : زکوٰۃ کیسے اور کیونکر فرض ہوئی؟

جواب : اسلام میں شروع ہی سے مسلمانوں کو خصوصیت سے توجہ دلائی جاتی تھی کہ وہ حتی الامکان ایک دوسرے کے کام آئیں اور ضرورت سے زیادہ جو بھی پائیں وہ مسکینوں' یتیموں' بیواؤں اور حاجت مندوں پر صرف کریں اور اپنی ہمدردی و غمگساری کو دوسرے مسلمانوں کا رفیق بنائیں' انسان اسلام کی اس پاکیزہ تعلیم کی بدولت مسلمان غرباء و مساکین کی امداد و اعانت میں جو کچھ بن پڑتا اس میں کمی نہ کرتے' تاہم ایسا کوئی قاعدہ مقرر نہ تھا جس پر بطور آئین وضابطہ کے عمل کیا جاتا ہو۔

مکہ معظّمہ سے ہجرت کے بعد مدینہ منورہ میں آکر جب مسلمانوں کو کسی قدر اطمینان و سکون نصیب ہوا' انہیں فتوحات نصیب ہوئیں' زمینیں اور جاگیریں ہاتھ آئیں' انہوں نے اپنا کاروبار شروع کیا اور تجارت کی آمدنی بڑھی تو رفتہ رفتہ مناسب حالات کے تحت زکوٰۃ کا پورا نظام فتحِ مکہ کے بعد مکمل ہوا اور اس کے احکام و قوانین مرتب ہوئے اور نظامِ زکوٰۃ نے آئین وضابطہ کی شکل اختیار کی۔

سوال : قرآن وحدیث سے زکوٰۃ کے کچھ فضائل بیان کریں؟

جواب : قرآن وحدیث' زکوٰۃ و خیرات کے فضائل سے مالا مال ہیں' قرآنِ عظیم کی ایک آیتِ کریمہ میں فرمایا کہ "جولوگ اللہ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں' ان کی کہاوت اس دانہ کی ہے جس سے سات خوشے نکلیں' ہر خوشہ میں سَو دانے اور اللہ جسے چاہتا ہے زیادہ دیتا ہے"۔ صاف بتا دیا کہ

marfat.com

زکوٰۃ دینے سے مال بڑھتا اور دولت میں بے حساب برکتیں لاتا ہے' اس کا صریح مطلب یہ ہے کہ زکوٰۃ نہ دینے سے مال میں تباہی و بربادی آتی ہے اسی لئے حدیث میں آیا ہے کہ زکوٰۃ دے کر اپنے مالوں کو مضبوط قلعوں میں کرلو۔ (ابوداؤد)

بعض درختوں میں کچھ فاسد اجزاء اس قسم کے پیدا ہو جاتے ہیں کہ پیڑ کی اٹھان کو روک دیتے ہیں' احمق نادان انہیں نہ تراشے گا کہ میرے پیڑ سے اتنا کم ہو جائے گا مگر عاقل ہوشمند تو جانتا ہے کہ ان کے چھانٹنے سے یہ نونہال لہلہا کہ درخت بنے گا ورنہ یونہی مُرجھا کر رہ جائے گا' یہی حساب مالِ زکوٰۃ کا ہے۔ قرآنِ کریم ہی کا یہ ارشاد ہے "اور جو کچھ تم خرچ کرو گے' اللہ تعالےٰ اس کی جگہ اور دے گا اور وہ بہتر روزی دینے والا ہے"۔

حدیث شریف میں ہے کہ جو شخص کھجور برابر' حلال کمائی سے صدقہ کرے اور اللہ تعالےٰ قبول نہیں فرماتا مگر حلال کو' تو اسے اللہ تعالےٰ دستِ راست سے قبول فرماتا ہے پھر اسے اس کے مالک ے لئے پرورش فرماتا ہے جیسے تم میں کوئی اپنے بچھیرے کی تربیت کرتا ہے یہاں تک کہ وہ صدقہ پہاڑ برابر ہو جاتا ہے۔ ایک اور حدیث شریف میں ہے کہ جو شخص اللہ کی راہ میں جوڑا (دو چیزیں) خرچ کرے وہ جنت کے سب دروازوں سے بلایا جائے گا۔

سوال : زکوٰۃ کی رقم سے محتاجوں کو کھانا کھلا دیا جائے تو زکوٰۃ ادا ہوگی یا نہیں؟

جواب : اگر فقیروں مسکینوں کو مثلاً اپنے گھر بُلا کر' کھانا پکا کر' بطورِ دعوت کھلا دیا تو ہرگز زکوٰۃ ادا نہ ہوگی' ہاں اگر صاحبِ زکوٰۃ نے کھانا' بغیر پکائے یا پکا کر مستحق لوگوں کے گھر پہنچا دیا یا اپنے ہی گھر کھلایا مگر صراحت سے انہیں پہلے مالک کر دیا کہ یہاں کھائیں خواہ لے جائیں تو زکوٰۃ ادا ہو جائے گی کہ تملیکِ فقیر پائی گئی اور زکوٰۃ میں یہی لازم ہے (فتاویٰ رضویہ)

marfat.com

سوال : زکوٰۃ فرض ہونے کی شرطیں کیا ہیں؟

جواب : زکوٰۃ فرض ہونے کے لئے چند شرطیں ہیں:۔

۱ مسلمان ہونا، کافر پر زکوٰۃ واجب نہیں۔

۲ بالغ ہونا، نابالغ پر زکوٰۃ فرض نہیں۔

۳ عاقل ہونا، بوہرے پر زکوٰۃ فرض نہیں جبکہ اسی حالت میں سال گزر جائے اور اگر کبھی کبھی اسے افاقہ ہو جاتا ہے تو فرض ہے۔

۴ آزاد ہونا، غلام پر زکوٰۃ نہیں اگرچہ اس کے مالک نے تجارت کی اجازت دیدی ہو۔

۵ مال بقدرِ نصاب اس کی ملک میں ہونا، اگر نصاب سے کم ہے تو زکوٰۃ نہیں۔

۶ پورے طور پر اس کا مالک ہونا، یعنی اس پر قبضہ بھی ہو۔

۷ نصاب کا دَین (قرض) سے فارغ (بچا ہوا) ہونا۔

۸ نصاب کا حاجتِ اصلیہ سے فارغ ہونا۔

۹ مال کا نامی ہونا (بڑھنے والا) خواہ حقیقتہً ہو یا حکماً۔

۱۰ نصاب پر ایک سال کامل کا گزر جانا۔

سوال : سونے چاندی میں زکوٰۃ کب فرض ہوتی ہے؟

جواب : سونا اور چاندی جب بقدرِ نصاب ہوں ان میں زکوٰۃ فرض ہو جاتی ہے سونے کی نصاب بیس مثقال ہے یعنی ساڑھے سات تولہ اور چاندی کی نصاب دو سو درہم ہے یعنی ساڑھے باون تولہ۔

سوال : آج کل جو اعشاری نظام رائج ہوا ہے اس میں سونے چاندی کا نصاب کتنا ہو گا؟

جواب : اعشاری نظام کی جو تفصیل سرکاری طور پر حکومت کی جانب سے جاری کی گئی ہے، اس کے مطابق سونے کا نصاب ۹ء۴۷ ۸۷ گرام ہے اور چاندی کا نصاب ۳۵۰ء ۶۰۷ گرام ہے۔

marfat.com

سوال : سونے چاندی کی زکوٰۃ کس حساب سے نکالی جاتی ہے؟

جواب : سونا چاندی جبکہ بقدرِ نصاب ہوں تو ان کی زکوٰۃ چالیسواں حصہ ہے یعنی ان کی قیمت لگالیں اور پھر اڑھائی فیصد کے حساب سے زکوٰۃ میں دے دیں خواہ وہ ویسے ہی ہوں یا ان کے سکے جیسے روپے اشرفیاں (اگرچہ پاک وہند بلکہ بیشتر ممالک میں یہ سکّے اب نہیں پائے جاتے) یا ان کی بنی ہوئی کوئی چیز ہو' خواہ اس کا استعمال جائز ہو جیسے عورت کے لئے زیور' مرد کے لئے چاندی کی ایک نگ کی ایک انگوٹھی ساڑھے چار ماشے سے کم کی' یا ناجائز ہو جیسے سونے چاندی کے برتن' گھڑی' سرمہ دانی' سلائی کہ ان کا استعمال مرد وعورت سب کے لئے حرام ہے۔ غرض جو کچھ ہو' زکوٰۃ سب کی واجب ہے۔ (درمختار وغیرہ)

سوال : بینک یا ڈاک خانہ میں یا انعامی بانڈ کی شکل میں جو روپیہ جمع کیا جاتا ہے اس کا حکم کیا ہے؟

جواب : روپیہ کہیں جمع ہو کسی کے پاس امانت ہو' مطلقاً اس پر زکوٰۃ واجب ہے (فتاویٰ رضویہ) ہاں بقدر نصاب ہونا زکوٰۃ کے لئے شرط ہے اور انعامی بانڈ جو خرید کر بحفاظت رکھ لئے جاتے ہیں وہ بھی نوٹوں کی مانند ہیں اور زکوٰۃ ان پر واجب ہے بشرطیکہ وہ کار آمد رہیں۔

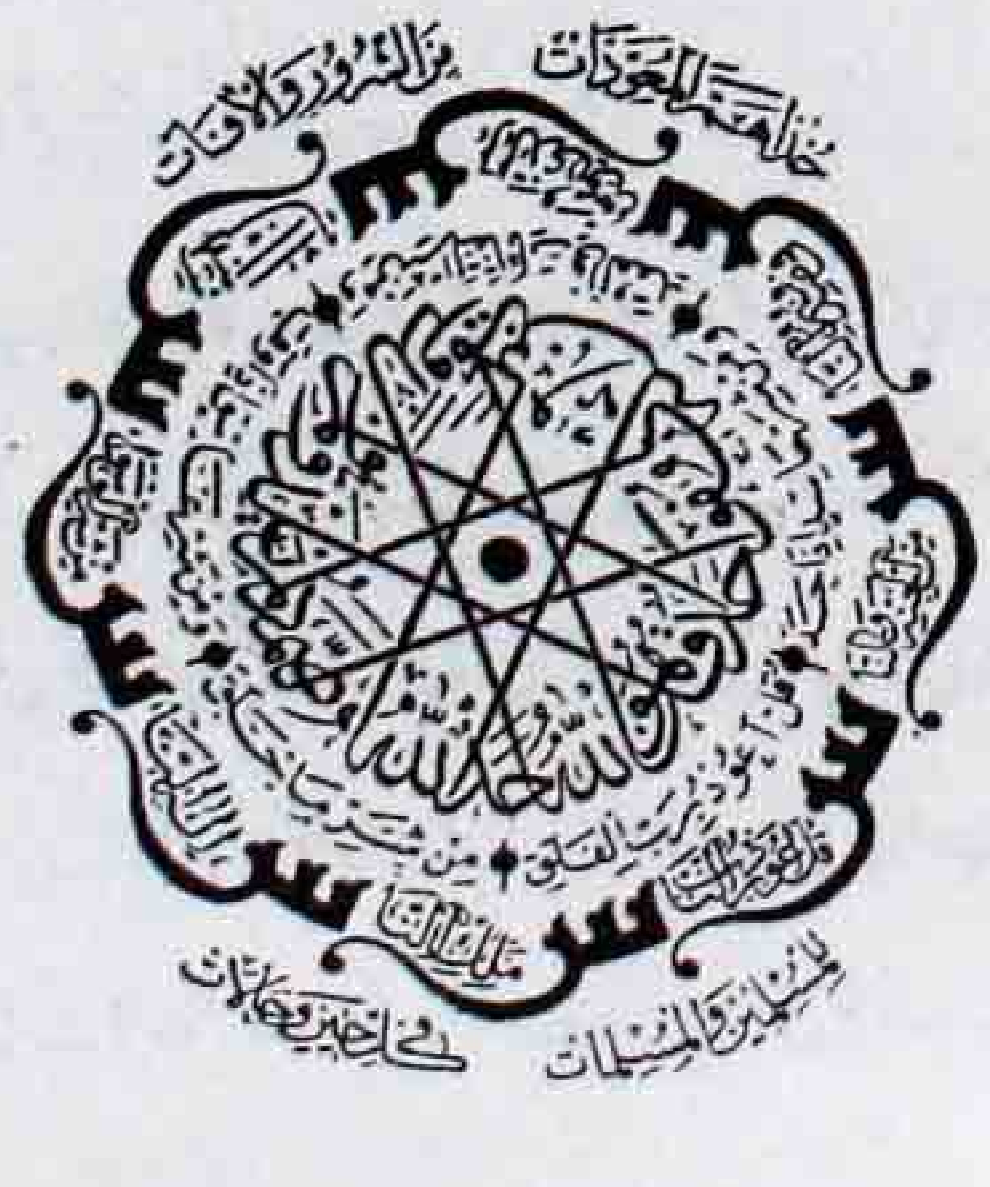

marfat.com

۱۱۔ روزہ کے مسائل

سوال : روزہ کسے کہتے ہیں؟

جواب : روزہ جسے عربی میں صوم کہتے ہیں اس کے معنی ہیں ''رکنا اور چپ رہنا''۔ قرآن کریم میں ''صوم'' کو صبر سے بھی تعبیر کیا گیا ہے۔ جس کا خلاصہ ضبطِ نفس، ثابت قدمی اور استقلال ہے۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ اسلام کے نزدیک روزہ کا مفہوم یہ ہے کہ آدمی نفسانی ہوا وہوس اور جنسی خواہشوں میں بہک کر غلط راہ پر نہ پڑے اور اپنے اندر موجود ضبط اور ثابت قدمی کے جوہر کو ضائع ہونے سے بچائے۔

روزمرّہ کے معمولات میں تین چیزیں ایسی ہیں جو انسانی جوہر کو برباد کر کے اُسے ہوا وہوس کا بندہ بنا دیتی ہیں یعنی کھانے پینا اور عورت مرد کے درمیان جنسی تعلقات۔ انہی چیزوں کو اعتدال میں رکھنا اور ایک مقررمدت میں ان سے دور رہنے کا نام روزہ ہے۔

لیکن اصطلاحِ شریعت میں ''مسلمان کا بہ نیت عبادت، صبح صادق سے غروب آفتاب تک اپنے آپ کو قصداً کھانے پینے اور جماع سے باز رکھنے'' کا نام روزہ ہے۔ عورت کا حیض و نفاس سے خالی ہونا شرط ہے۔

سوال : اسلام میں روزہ کی کیا اہمیت ہے؟

جواب : اسلام میں روزہ کی اہمیت کا اندازہ اس سے ہوتا ہے کہ

۱ یہ اسلامی ارکان میں سے چوتھا رکن ہے۔

۲ روزے جسمانی صحت کو برقرار رکھتے بلکہ اُسے بڑھاتے ہیں۔

۳ روزوں سے دل کی پاکی، روح کی صفائی اور نفس کی طہارت حاصل ہوتی ہے۔

marfat.com

۴ روزے، دولت مندوں کو، غریبوں کی حالت سے عملی طور پر باخبر رکھتے ہیں۔

۵ روزے، شکم سیروں اور فاقہ مستوں کو ایک سطح پر کھڑا کر دینے سے قوم میں مساوات کے اصول کو تقویت دیتے ہیں۔

۶ روزے، ملکوتی قوتوں کو قوی اور حیوانی قوتوں کو کمزور کرتے ہیں۔

۷ روزے، جسم کو مشکلات کا عادی اور سختیوں کا خوگر بناتے ہیں۔

۸ روزوں سے بھوک اور پیاس کے تحمل اور صبر وضبط کی دولت ملتی ہے۔

۹ روزوں سے انسان کو دماغی اور روحانی یکسوئی حاصل ہوتی ہے۔

۱۰ روزے بہت سے گناہوں سے انسان کو محفوظ رکھتے ہیں۔

۱۱ روزے، نیک کاموں کے ئے اسلامی ذوق وشوق کو اُبھارتے ہیں۔

۱۲ روزہ ایک مخفی اور خاموش عبادت ہے جو ریا و نمائش سے بری ہے۔

۱۳ قدرتی مشکلات کو حل کرنے اور آفات کو ٹالنے کے لئے روزہ بہترین ذریعہ ہے۔ اِن فوائد کے علاوہ اور بہت فائدے ہیں جن کا ذکر قرآن وحدیث میں ہے۔

سوال : قرآنِ کریم میں روزہ کا کیا مقصد بیان کیا گیا ہے؟

جواب : قرآن کریم نے روزہ کے مقاصد اور اُس کے اغراض تین مختصر جملوں میں بیان فرمائے ہیں:۔

۱ یہ کہ مسلمان اللہ تعالیٰ کی کبریائی اور اُس کی عظمت کا اظہار کریں۔

۲ ہدایتِ الٰہی ملنے پر خدائے کریم کا شکر بجالائیں کہ اُس نے پستی وذلت کے عمیق غار سے نکال کر، رفعت وعزت کے اوجِ کمال تک پہنچایا۔

۳ یہ کہ مسلمان پرہیز گار بنیں اور اُن میں تقویٰ پیدا ہو۔

marfat.com

سوال : روزہ کی کتنی قسمیں ہیں؟

جواب : روزے کی پانچ قسمیں ہیں:۔

۱) فرض ۲) واجب ۳) نفل ۴) مکروہ تنزیہی اور ۵) مکروہ تحریمی۔

سوال : فرض وواجب کی کتنی قسمیں ہیں؟

جواب : فرض وواجب، ہر ایک کی دو قسمیں ہیں:۔

۱) معیّن ۲) غیر معیّن۔

سوال : فرض معیّن کون سے روزے ہیں؟

جواب : فرض معیّن جیسے رمضان المبارک کے روزے جو اسی ماہ میں ادا کیے جائیں اور فرض غیر معیّن جیسے رمضان کے روزوں کی قضا اور کفارے کے روزے۔ کفارہ خواہ روزہ توڑنے کا ہو یا کسی اور فعل کا۔

سوال : واجب معیّن اور غیر معیّن کون سے روزے ہیں؟

جواب : واجب معیّن جیسے نذر ومنت کا وہ روزہ جس کے لئے وقت معیّن کرلیا ہو اور واجب غیر معیّن جس کے لئے وقت معیّن نہ ہو۔

سوال : نفلی روزے کون کون سے ہیں؟

جواب : نفلی روزے جیسے ۱) عاشورا یعنی دسویں محرم کا روزہ اور اس کے ساتھ نویں کا بھی۔ ۲) ایامِ بیض یعنی ہر مہینے میں تیرہویں چودہویں اور پندرہویں تاریخ کا روزہ۔ ۳) عرفہ یعنی نویں ذی الحجہ کا روزہ۔ ۴) شش عید کے روزے۔ ۵) صوم داؤد علیہ السلام یعنی ایک دن روزہ، ایک دن افطار۔ ۶) پیر اور ۷) جمعرات کا روزہ۔ ۸) پندرہویں شعبان کا روزہ۔ ان کے علاوہ اور بھی روزے ہیں جن کا ثواب احادیث میں وارد ہوا ہے۔ اور ان نفلی روزوں میں کچھ مسنون ہیں اور کچھ مستحب۔

marfat.com

سوال : مکروہ تنزیہی کون سے روزے ہیں؟

جواب : جیسے صرف ہفتہ کے دن روزہ رکھنا کہ یہ یہودیوں کا سا روزہ ہے۔ نیروز اور مہرگان کے روزے آتش پرستوں میں رکھے جاتے تھے۔ صومِ دہر یعنی ہمیشہ روزہ رکھنا صومِ سکوت یعنی ایسا روزہ جس میں کچھ بات نہ کرے۔ صومِ وصال کہ روزہ رکھ کر افطار نہ کرے اور دوسرے دن پھر روزہ رکھ لے۔ یہ سب مکروہ تنزیہی ہیں۔

سوال : مکروہ تحریمی کون سے روزے کہلاتے ہیں؟

جواب : جیسے عید بقر عید اور ایامِ تشریق (یعنی ذی الحجہ کی ۱۱۔۱۲۔۱۳ تاریخ) کے روزے۔

سوال : روزہ کے شرائط کیا ہیں؟

جواب : روزہ دار کا مکلّف یعنی عاقل بالغ ہونا اور خاص عورت کے لیے حیض ونفاس سے خالی ہونا روزہ کے لیے شرط ہے۔

سوال : رمضان المبارک کے روزے کب فرض ہوئے؟

جواب : رمضان المبارک کے روزے بھی ہجرت کے دوسرے ہی سال فرض ہوئے (خازن) جب کہ لوگ توحید نماز اور دیگر احکامِ قرآنی کے خوگر ہو چکے تھے اور چونکہ اصولِ اسلام کی رو سے فاقہ مستوں کو روزہ کی جتنی ضرورت ہے۔ شکم سیروں کے لیے وہ اس سے زیادہ ضروری ہے۔ تو یہ کہنا درست نہیں کہ چونکہ آغازِ اسلام میں مسلمانوں کو اکثر فاقوں سے دوچار ہونا پڑتا تھا۔ اس لیے اُن کو روزوں کا خوگر بنا دیا گیا۔ اگر ایسا ہوتا تو ظہورِ اسلام کے بعد ہی، مکی زندگی کا اس کے لیے انتخاب کیا جاتا کہ مسلمانوں کی مالی حالت کے اعتبار سے موزوں ہو سکتا تھا مگر ایسا نہ ہوا بلکہ روزہ وسطِ اسلام میں ہجرت کے بعد فرض کیا گیا۔

marfat.com

۱۲۔ حج کے مسائل

سوال : حج میں ارکان یعنی فرض کتنی چیزیں ہیں؟

جواب : حج میں یہ دس چیزیں فرض ہیں:۔

۱) احرام کہ یہ شرط ہے۔ ۲) وقوفِ عرفہ ۳) طوافِ زیارت کا اکثر حصہ یعنی چار پھیرے (یہ دونوں چیزیں رکن مانی جاتی ہیں)۔ ۴) ان چاروں پھیروں میں طواف کی نیت۔ ۵) ترتیب یعنی پہلے احرام ہو پھر وقوف عرفہ پھر طوافِ زیارت۔ ۶) ہر فرض کا اپنے وقت پر ہونا یعنی وقوفِ عرفات کا نویں ذی الحجہ کے آفتاب ڈھلنے سے دسویں کے صبحِ صادق سے پیشتر تک کسی وقت میں ہو جانا' اس کے بعد طواف کرنا اس کا وقت وقوف کے بعد سے آخر عمر تک ہے۔ ۷) وقوف کا عرفات میں ہونا۔ ۸) طواف کا مسجد الحرام میں ہونا۔ ۹) طواف کا اپنے وقت میں ہونا۔ ۱۰) وقوف سے پہلے جماع سے بچنا۔

ان دس میں سے ایک بھی رہ جائے تو حج نہ ہوگا۔

سوال : حج کے واجبات کتنے ہیں؟

جواب : حج کے واجبات یہ ہیں:۔

۱) میقات سے احرام باندھنا۔ ۲) صفا و مروہ کے درمیان دوڑنا اسکو سعی کہتے ہیں۔ ۳) سعی کو صفا سے شروع کرنا۔ ۴) اگر عذر نہ ہو تو پیدل سعی کرنا۔ ۵) دن میں وقوفِ عرفہ کرنے والے کو آفتاب کے بعد تک انتظار کرنا۔ ۶) سعی کا کم از کم طواف کے چار پھیروں کے بعد ہونا۔ ۷) وقوف میں رات کا کچھ جزو آ جانا۔ ۸) عرفات سے واپسی پر امام کے ساتھ کوچ کرنا۔ ۹) مزدلفہ میں ٹھہرنا۔ ۱۰) مغرب و عشاء کی نماز کا وقتِ عشاء میں مزدلفہ میں آ کر پڑھنا۔ ۱۱)

marfat.com

دسویں ذی الحجہ کوصرف جمرۃ العقبہ پراور گیارہویں بارہویں کو تینوں جمروں پر رمی کرنا۔ ۱۲) جمرۃ العقبہ کی رمی پہلے دن حلق (سرمنڈانے) سے پہلے ہونا۔ ۱۳) ہر روز کی رمی کا اسی دن ہونا۔ ۱۴) حلق (سرمنڈانا) تقصیر (بال کترانا)۔ ۱۵) حلق یا تقصیر کا ایامِ نحر میں اور۔ ۱۶) خاص زمینِ حرم میں ہونا۔ ۱۷) قِران اور تمتع والے کو قربانی کرنا اور۔ ۱۸) اس قربانی کا حرم اور۔ ۱۹) ایامِ نحر میں ہونا، حلق سے پہلے اور رمی کے بعد۔ ۲۰) طوافِ اِفاضہ یعنی طوافِ زیارت کا اکثر حصہ ایامِ نحر میں ہونا۔ ۲۱) طواف کا حطیم کے باہر ہونا۔ ۲۲) داہنی طرف سے طواف کرنا۔ ۲۳) عذر نہ ہوتو پاپیادہ (پاؤں سے چل کر) طواف کرنا۔ ۲۴) طواف کرنے میں نجاستِ حکمیہ سے پاک ہونا یعنی جنب اور بے وضو نہ ہونا۔ ۲۵) طواف کرتے وقت سترِ عورت ہونا۔ ۲۶) طواف کے بعد دو رکعت نماز پڑھنا۔ ۲۷) رمی جمار، ذبح اور حلق اور طواف میں ترتیب ہونا۔ ۲۸) طوافِ صدر یعنی میقات سے باہر رہنے والوں کے لئے رخصت کا طواف کرنا۔ ۲۹) وقوفِ عرفہ کے بعد سرمنڈانے تک جماع نہ ہونا۔ ۳۰) احرام کے ممنوعات مثلاً سلا ہوا کپڑا پہننے یا منہ اور سر چھپانے سے بچنا۔

سوال : حج کی سنتیں کیا کیا ہیں؟

جواب : ۱) طوافِ قدوم۔ ۲) طواف کا حجرِ اسود سے شروع کرنا۔ ۳) طوافِ قدوم یا طوافِ فرض میں رمل کرنا۔ ۴) صفا و مروہ کے درمیان جو دو میل اخضر ہیں ان کے درمیان دوڑنا۔ ۵) امام کا مکہ میں ساتویں کو۔ ۶) عرفات میں نویں کو اور۔ ۷) منیٰ میں گیارہویں کو خطبہ پڑھنا۔ ۸) آٹھویں کی فجر کے بعد مکہ سے روانہ ہونا کہ منیٰ میں پانچ نمازیں پڑھ لی جائیں۔ ۹) نویں رات منیٰ میں گزارنا۔ ۱۰) آفتاب نکلنے کے بعد منیٰ سے عرفات روانہ ہونا۔ ۱۱) وقوفِ عرفہ کے لئے غسل کرنا۔ ۱۲) عرفات سے واپسی میں مزدلفہ میں رات کو رہنا۔ ۱۳) آفتاب نکلنے سے پہلے

marfat.com

یہاں سے منیٰ کو چلے جانا۔ ۱۴) دس اور گیارہ کے بعد جو دونوں راتیں ہیں ان کو منیٰ میں گزارنا۔
۱۵) ابطح یعنی وادی محصب میں اترنا یعنی منیٰ سے مکہ معظمہ کو جاتے ہوئے اگرچہ تھوڑی دیر کے لئے ہو یہاں رکنا وغیرہ۔

مقامات واصطلاحاتِ حج

۱۔ احرام: وہ بغیر سلا لباس جس کے بغیر آدمی میقات سے نہیں گزر سکتا یعنی ایک چادر نئی یا دھلی اوڑھنے کے لئے اور ایسا ہی ایک تہ بند کمر پر لپیٹنے کے لئے" یہ کپڑے سفید اور نئے بہتر ہیں یہ گویا رب العالمین جل جلالہ کی بارگاہ میں حاضری کی ایک وردی ہے" صاف ستھری" سادہ" تکلف اور زیبائش سے خالی۔

۲۔ میقات: وہ جگہ کہ مکہ معظمہ کو جانے والے کو احرام کے بغیر وہاں سے آگے بڑھنا جائز نہیں اگرچہ تجارت وغیرہ کسی اور غرض سے جاتا ہو۔

۳۔ تلبیہ: یعنی لبیک کہنا لبیک یہ ہے:۔

لَبَّیْكَ اَللّٰهُمَّ لَبَّیْكَ لَبَّیْكَ لَا شَرِیْكَ لَكَ لَبَّیْكَ

اِنَّ الْحَمْدَ وَالنِّعْمَةَ لَكَ وَالْمُلْكَ لَا شَرِیْكَ لَكَ

احرام کے لئے ایک مرتبہ زبان سے لبیک کہنا ضروری ہے اور نیت شرط۔

۴۔ حرم کعبہ: مکہ معظمہ کے گردا گرد ہر طرف حدیں بنی ہوئی ہیں ان حدود کے اندر یہاں کے وحشی جانوروں حتیٰ کہ جنگلی کبوتروں کو تکلیف دینا ایذا دینا بلکہ تر گھاس اکھیڑنا تک حرام ہے تمام مکہ مکرمہ حتیٰ کہ حرم تک یہ سب حدود حرم میں ہیں البتہ عرفات داخل حرم نہیں۔

۵۔ حل: حدودِ حرم کے بعد جو زمین میقات تک ہے اسے حل کہتے ہیں۔

marfat.com

۶۔ طواف: مسجد الحرام میں خانہ کعبہ کے اردگرد بطریقِ خاص چکر لگانے کا نام طواف ہے۔

۷۔ مطاف: مسجد الحرام ایک گول وسیع احاطہ ہے جس کے کنارے کنارے بکثرت دالان اور آنے جانے کے راستے ہیں بیچ میں خانہ کعبہ کے اردگرد ایک دائرہ ہے یہی مطاف ہے یعنی طواف کرنے کی جگہ۔

۸۔ رکن: خانہ کعبہ کا گوشہ جہاں اس کی دو دیواریں ملتی ہیں کعبہ معظمہ کے چار رکن ہیں۔

۱) رکنِ اسود: جنوب و مشرق کے گوشہ میں، اسی میں زمین سے اونچا سنگ اسود نصب ہے۔

۲) رکنِ عراقی: شمال و مشرق کے گوشہ میں، دروازۂ کعبہ انہیں دو رکنوں کے بیچ کی شرقی دیوار میں زمین سے بہت بلند ہے۔

۳) رکنِ شامی: شمال و مغرب کے گوشہ میں، سنگِ اسود کی طرف منہ کر کے کھڑے ہوں تو بیت المقدس سامنے پڑے گا۔

۴) رکنِ یمانی: مغرب اور جنوب کے گوشہ میں۔

۹۔ ملتزم: شرقی دیوار کا وہ ٹکڑا جو رکنِ اسود سے دروازۂ کعبہ تک ہے۔ طواف کے بعد مقامِ ابراہیم پر نماز و دعا سے فارغ ہو کر حاجی یہاں آتے اور اس سے لپٹتے اور اپنا سینہ و پیٹ اور رخسار اس پر رکھتے اور ہاتھ اونچے کر کے دیوار پر پھیلاتے ہیں۔

۱۰۔ میزابِ رحمت: سونے کا پرنالہ کہ رکنِ عراقی و شامی کی بیچ کی شمالی دیوار پر چھت پر نصب ہے۔

۱۱۔ حطیم: اسی شمالی دیوار کی طرف زمین کا ایک حصہ جس کے گرداگرد ایک قوسی (کمان کے انداز کی) چھوٹی سی دیوار کھنچی ہے اور دونوں طرف آمد و رفت کا دروازہ ہے)

۱۲۔ اضطباع: شروعِ طواف سے پہلے چادر کو داہنی بغل کے نیچے سے نکال کر دونوں کنارے

بائیں مونڈھے پر اس طرح ڈال دینا کہ داہنا مونڈھا کھلا رہے۔

۱۳) رمل: طواف کے پہلے تین پھیروں میں جلد جلد چھوٹے قدم رکھنا اور شانے ہلانا جیسے کہ قوی و بہادر لوگ چلتے ہیں نہ کودنا نہ دوڑنا۔

۱۴) استِلام: دونوں ہتھیلیاں اور ان کے بیچ میں منہ رکھ کر حجر اسود کو بوسہ دینا یا ہاتھ یا لکڑی سے چھو کر چوم لینے کا اشارہ کر کے ہاتھوں کو بوسہ دینا۔

۱۵) حجر اسود: یہ کالے رنگ کا ایک پتھر ہے حدیث میں ہے کہ حجر اسود جب جنت سے نازل ہوا دودھ سے زیادہ سفید تھا بنیِ آدم کی خطاؤں نے اسے سیاہ کر دیا (ترمذی) خانہ کعبہ کے طواف کے شروع اور ختم کرنے کے لئے وہ ایک نشان کا کام دیتا ہے۔

۱۶) مقامِ ابراہیم: دروازۂ کعبہ کے سامنے ایک قبہ میں وہ پتھر ہے جس پر کھڑے ہو کر سیّدنا ابراہیم خلیل اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کعبہ بنایا تھا ان کے مبارک قدموں کا اس پر نشان ہو گیا جو اب تک موجود ہے جسے اللہ تعالیٰ نے آیاتِ بیّنات میں شمار فرمایا۔

۱۷) مَسعیٰ: وہ جگہ ہے جہاں سعی کی جاتی ہے۔

۱۸) سعی: صفا سے مروہ اور پھر مروہ سے صفا کی طرف جانا آنا اور میلینِ اخضرین کے درمیان دوڑنا سعی ہے۔

۱۹) حَلق: سارا سر منڈانا اور یہ افضل ہے۔

۲۰) تقصیر: بال کتروانا کہ اس کی اجازت ہے۔

۲۱) وقوفِ عرفہ: نویں ذی الحجہ کو عرفات میں ٹھہرنا اور اللہ کے حضور زاری اور خالص نیت سے ذکر و لبیک و دعا و درود و استغفار اور کلمۂ توحید میں مشغول رہنا اور نماز ظہر و عصر ادا کرنا اور نماز سے

marfat.com

فراغت کے بعد بالخصوص غروبِ آفتاب تک دعا میں اپنا وقت گزارنا۔

۲۲) مِنٰی: ایک وسیع اور کشادہ میدان جو پہاڑوں کے دامن میں واقع ہے مزدلفہ سے یہاں آ کر رمی جمار، قربانی وغیرہ افعال ادا کئے جاتے ہیں۔

۲۳) رمی: منیٰ میں واقع تین جمروں پر کنکریاں مارنے کو کہتے ہیں۔

۲۴) جِمار: منیٰ کے میدان میں پتھر کے تین ستون کھڑے ہیں ان ہی کا نام جمار ہے ان میں سے پہلے کا نام جمرۃ اولیٰ، دوسرے کا نام جمرۂ وسطیٰ اور تیسرے کا نام جمرۂ عقبیٰ ہے یہ مکۂ معظمہ سے منیٰ آتے ہوئے پہلا منارہ ہے۔

سوال : مسجد نبوی اور روضۂ انور کی زیارت کے آداب کیا ہیں؟

جواب : مواجہہ شریف اور بارگاہِ نبوی وہ مقدس مقامات ہیں جن کے تقدّس کے پیشِ نظر کہا گیا ہے۔

ادب گاہیست زیرِ آسماں ازعرش نازک تر
نفس گم کردہ می آید جنید و بایزید اینجا

اس لئے ''باادب بانصیب'' کا سراپا بن کر حاضریٔ دروالا کو مقصود بناؤ۔

۱ حاضری میں خاص زیارتِ اقدس کی نیت کرو اور راستہ بھر درود وذکر شریف میں ڈوب جاؤ۔

۲ جب حرم مدینہ نظر آئے، روتے سر جھکاتے آنکھیں نیچی کئے ہوئے اور ہو سکے تو پیادہ ننگے پاؤں چلو اور جب شہر اقدس تک پہنچو تو جلال و جمالِ محبوب کے تصوّر میں غرق ہو جاؤ۔

۳ جب گنبد خضراء پر نظر پڑے، درود وسلام کی کثرت کرو۔

۴ حاضری مسجد سے پہلے تمام ضروریات سے جن کا لگاؤ دل بٹنے کا باعث ہو نہایت جلد فارغ ہو کر وضو اور مسواک کرو اور غسل بہتر، سفید و پاکیزہ کپڑے پہنو اور نئے بہتر، سرمہ اور خوشبو لگاؤ اور مشک افضل۔

marfat.com

۵ اب فوراً آستانہ اقدس کی طرف نہایت خشوع وخضوع سے متوجہ ہو اور درِ مسجد پر حاضر ہوکر صلوٰۃ وسلام عرض کر کے تھوڑا ٹھہرو جیسے سرکار سے اجازت مانگتے ہو'

۶ بسم اللہ پڑھ کر سیدھا پاؤں پہلے رکھ کر ہمہ تن ادب ہو کر داخل ہو' آنکھوں' کانوں' زبان' ہاتھ' پاؤں' دل سب خیالِ غیر سے پاک کرو اور سرکار ہی کی طرف لو لگائے بڑھو۔

۷ ہرگز' ہرگز مسجدِ اقدس میں کوئی حرف چلاّ کر نہ نکلے۔

۸ یقین جانو کہ حضور اقدس صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سچی حقیقی دنیاوی جسمانی حیات سے ویسے ہی زندہ ہیں جیسے وفات شریف سے پہلے تھے' ان کی اور تمام انبیاء علیہم الصّلوٰۃ والسلام کی موت وعدۂ خدا کی تصدیق کو ایک آن کے لئے تھی ان کا انتقال صرف نظرِ عوام سے چھپ جانا ہے۔

۹ اب اگر جماعت قائم ہو شریک ہو جاؤ کہ اس میں تحیّۃ المسجد بھی ادا ہو جائے گی ورنہ اگر غلبۂ شوق مہلت دے اور وقتِ کراہت نہ ہو تو دو رکعت تحیۃ المسجد اور شکرانۂ حاضری دربارِ محرابِ نبی میں ورنہ جہاں تک ہو سکے اس کے نزدیک ادا کرو۔

۱۰ ادبِ کمال میں ڈوبے ہوئے لرزتے کانپتے گناہوں کی ندامت سے پسینہ پسینہ ہوئے عفو وکرم کی امید رکھتے ہوئے مواجہۂ عالیہ میں حاضر ہو' حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نگاہ بیکس پناہ تمہاری طرف ہوگئی اور یہ بات دونوں جہاں میں تمہارے لئے کافی ہے والحمد للہ

۱۱ اب بکمال ادب جالی مبارک سے کم از کم چار ہاتھ کے فاصلے سے قبلہ کو پیٹھ اور مزارِ انور کو منہ کر کے نماز کی طرح ہاتھ باندھے کھڑے ہو' اب کہ دل کی طرح تمہارا منہ بھی اس پاک جالی کی طرف ہے نہایت ادب اور وقار کے ساتھ معتدل آواز سے صلوٰۃ وسلام عرض کرو۔ اور جہاں تک زبان یاری دے صلوٰۃ وسلام کی کثرت کرو اور عرض کرو'

اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهُ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَارَسُوْلَ

marfat.com

اللّٰہِ اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَاخَیْرَخَلْقِ اللّٰہِ' اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یا شَفِیْعَ الْمُذْنِبِیْنَ اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ وَعَلٰی اٰلِکَ وَاَصْحٰبِکَ وَاُمَّتِکَ اَجْمَعِیْنَ ط

۱۲ حضور سے اپنے لئے' اپنے ماں باپ' پیر استاذ' اولاد' عزیزوں' دوستوں اور سب مسلمانوں کے لئے شفاعت مانگو اور بار بار عرض کرو اَسْئَلُکَ الشَّفَاعَۃَ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ۔

۱۳ پھر اگر کسی نے عرضِ سلام کی وصیت کی ہو' بجالاؤ' شرعاً اس کا حکم ہے۔

۱۴ پھر اپنے داہنے ہاتھ یعنی مشرق کی طرف ہاتھ بھر ہٹ کر حضرتِ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے چہرۂ نورانی کے سامنے کھڑے ہو کر عرض کرو اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَاخَلِیْفَۃَ رَسُوْلِ اللّٰہِ اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَاصَاحِبَ رَسُوْلِ اللّٰہِ فِی الْغَارِ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ۔

۱۵ پھر اتنا ہی اور ہٹ کر حضرت فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ کے روبرو کھڑے ہو کر عرض کرو اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَااَمِیْرَالْمُؤْمِنِیْنَ اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَامُتَمِّمَ الْاَرْبَعِیْنَ اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَاعِزَّ الْاِسْلَامِ وَالْمُسْلِمِیْنَ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ

۱۶ پھر بالشت بھر مغرب کی طرف پلٹو اور دونوں کے درمیان کھڑے ہو کر عرض کرو'

اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمَا یَاخَلِیْفَتَیْ رَسُوْلِ اللّٰہِ ط اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمَا یَاوَزِیْرَیْ رَسُوْلِ اللّٰہِ ط اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمَا یَاصَاحِبَیْ رَسُوْلِ اللّٰہِ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ اَسْئَلُکُمَا الشَّفَاعَۃَ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَعَلَیْکُمَا وَبَارَکَ وَسَلَّمَ۔

۱۷ یہ سب حاضریاں محلِ اجابت ہیں' دعا میں کوشش کرو' دعائے جامع کرو' درود پر قناعت بہتر۔

۱۸ پھر منبر اطہر کے قریب پھر روضۂ جنت میں آ کر دو رکعت نفل جب کہ وقت مکروہ نہ ہو پڑھ کر دعا کرو' یونہی مسجد قدیم کے ہر ستون کے پاس نماز پڑھو اور دعا مانگو۔

۱۹ جب تک مدینہ طیبہ کی حاضری نصیب ہو' ایک سانس بیکار نہ جانے دو' ضروریات کے سوا اکثر

marfat.com

اوقات مسجد شریف میں باطہارت حاضر رہو' نماز و تلاوت' درود میں وقت گزارو' دنیا کی بات کسی مسجد میں نہ کرنی چاہیے نہ ہی یہاں' ہمیشہ ہر مسجد میں جاتے نیتِ اعتکاف کرلو۔

۲۰ یہاں ہر نیکی ایک کی پچاس ہزار لکھی جاتی ہے لہذا عبادت میں زیادہ کوشش کرو کھانے پینے میں کمی ضرور کرو اور مدینہ طیبہ میں روزہ نصیب ہو جائے خصوصاً گرمی میں تو کیا کہنا کہ اس پر وعدۂ شفاعت ہے۔

۲۱ روضۂ انور پر نظر بھی عبادت ہے تو ادب کے اس کی کثرت کرو اور اس شہر میں یا شہر سے یا جہاں کہیں گنبد مبارک پر نظر پڑے فوراً دست بستہ ادھر منہ کر کے صلوٰۃ وسلام عرض کرو' بغیر اس کے ہرگز نہ گزرو کہ خلاف ادب ہے۔

۲۲ قرآن مجید کا کم سے کم ایک ختم یہاں اور ایک حطیمِ کعبۂ معظّمہ میں کرلو۔

۲۳ پنجگانہ یا کم از کم صبح شام مواجہہ شریف میں عرض سلام کے لئے حاضری دو۔

۲۴ ترک جماعت بلا عذر ہر جگہ گناہ ہے اور کئی بار ہو تو سخت حرام و گناہ کبیرہ اور یہاں تو گناہ کے علاوہ کیسی سخت محرومی ہے والعیاذ باللہ تعالیٰ' صحیح حدیث میں ہے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں ''جس کی میری مسجد میں چالیس نمازیں فوت نہ ہوں اس کے لئے دوزخ ونفاق سے آزادی لکھی جائے گی لیکن یہ بات پیش نظر رہے کہ امام صحیح العقیدہ سنی اور دل میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ادب واحترام رکھنے والا ہونا چاہیے۔

۲۵ قبر شریف کو ہرگز پیٹھ نہ کرو اور حتی الامکان نماز میں بھی ایسی جگہ کھڑے ہو کہ پیٹھ کرنی نہ پڑے۔

۲۶ روضہ انور کا نہ طواف کرو' نہ سجدہ' نہ اتنا جھکنا کہ رکوع کے برابر ہو' رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعظیم ان کی اطاعت میں ہے۔

۲۷ وقت رخصت مزارِ پرانوار پر حاضری دو اور مواجہہ شریف میں حضور سے بار بار اس نعمت کی عطا کا سوال کرو اور تمام آدابِ رخصت بجالاؤ اور سچے دل سے دعا کرو کہ ایمان وسنت پر مدینہ طیبہ میں مرنا اور بقیعِ پاک میں دفن ہونا نصیب ہو۔ آمین!

marfat.com

۱۳۔ خود آزمائی اور مشقی سوالات

۱ ایمان مفصل سے کیا مراد ہے نیز کن کلمات پر مشتمل ہے ان کا ترجمہ اور مختصر تشریح کیجیے؟

۲ ایمان باللہ کے پانچ تقاضے بیان کیجیے۔

۳ ایمان بالنبی ﷺ کے تقاضے کیا ہیں۔ نیز علامات محبتِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کیا ہیں؟

۴ شرک کیا ہے اور اسلامی عقائد میں اس کی کیا تفاصیل ہیں؟

۵ فقہ کا لغوی اور اصطلاحی مفہوم بیان کریں نیز علم فقہ کی اہمیت پر نوٹ لکھیں۔

۶ حضرت امام اعظم کے حالات زندگی اور حنفی فقہ پر نوٹ لکھیے۔

۷ وضو کا مسنون طریقہ بیان کریں۔

۸ نماز کے ارکان کون کون سے ہیں ان کی مختصر تشریح کریں؟

۹ نصابِ زکوۃ نیز اس کے فضائل پر بحث کریں۔

۱۰ حج کے فضائل پر نوٹ لکھیں۔

۱۱ مسجد نبوی اور روضۂ نبی ﷺ کی حاضری کے آداب بیان کریں۔

مآخذ و مصادر

اس یونٹ کی تیاری کے لئے درج ذیل کتب سے استفادہ کیا گیا۔

۱ عقائد نامہ مسلمانان اہل سنت و جماعت مطبوعہ انجمن نعمانیہ ھند' لاہور

۲ الوجیز فی اصول الفقہ مصنفہ احمد بن مصطفیٰ المراغی

۳ جب کہ وضو اور غسل کے مسائل، نماز' زکوۃ' روزہ اور حج کا پورا مواد مفتی علامہ محمد خلیل خان برکاتی'' کی کتاب ''ہمارا اسلام'' سے لیا گیا ہے۔

marfat.com

علی حبیبک خیر الخلق کلہم

مولای صل وسلم دائما ابدا

یونٹ نمبر 5

ابتدائی

عربی گرامر

تحریر:۔

ڈاکٹر خالق داد ملک

ایسوسی ایٹ پروفیسر

شعبہ عربی پنجاب یونیورسٹی لاہور

marfat.com

مولای صل وسلم دائما ابدا

علی حبیبک خیر الخلق کلہم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ

نہیں کوئی معبود سوائے اللہ تعالیٰ کے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ کے رسول ہیں

ان اللہ لا یغیر ما بقوم حتیٰ یغیروا ما بانفسہم

marfat.com

خوفِ خدا

اللہ کا خوف ہی حکمت کی بنیاد ہے۔ انسانیت کے تمام فسادات بلکہ تمام گناہوں کی جڑ صرف خوفِ خدا کا نہ ہونا ہے۔ انسان اللہ تعالیٰ کے انعامات اس کی رضا اور قرب کے لالچ میں عبادت کرتا ہے اور اس کے خوف اور ناراضی کے ڈر کے سبب گناہوں سے بچتا ہے۔ جس دل میں خدا کا خوف نہیں، خیر وشر اور نیکی و بدی کا اس کے نزدیک کوئی معیار ہی نہیں۔

ایک رات حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ کی اہلیہ کی جو آنکھ کھلی تو کیا دیکھا کہ ان کی آنکھوں سے سیلابِ اشک رواں ہے اور سر جھکائے مصلے پر بیٹھے ہیں۔ بیوی نے پوچھا عبداللہ؛ کیوں رو رہے ہو۔ حضرت عبداللہؓ فرمانے لگے بیوی؛ سوچتا ہوں کہ جہنم کے اوپر پل صراط ہوگا۔ اور اس پر سے گزرنا ہی پڑے گا نہ معلوم اسے پار بھی کر سکوں گا کہ نہیں۔ اسی خیال نے مجھے بے چین و مضطرب کر رکھا ہے۔ یہ سن کر بیوی بھی شوہر کے ساتھ رونے میں شریک ہو گئیں۔ یہ وہ حضرات ہیں جنہیں شرفِ صحابیت حاصل تھا، جنہوں نے سینکڑوں اور ہزاروں نمازیں سردارِ انبیا صلی اللہ علیہ وسلم کی اقتدا میں ادا کی تھیں۔

ایمان کی حالت میں اس ایمانِ مجسم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کی۔ سرد و گرم حالات میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رہے۔ آپ کی اطاعت و فرماں برداری ہی کو اپنی معراجِ حیات اور جینے کا مقصد قرار دیا۔ اور پھر حالت ایمان میں اس دنیا سے رخصت ہوئے۔ مگر خوف کا عالم یہ ہے کہ ہر وقت لرزاں و ترساں ہیں۔ یہ سب کچھ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبتِ بابرکت کا فیض تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو شخص اللہ تعالیٰ سے ڈرتا ہے، اس سے ہر چیز ڈرتی ہے۔ اور جو غیر اللہ سے ڈرتا ہے، اِسے ہر چیز ڈراتی ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس آنکھ سے اللہ کے خوف سے آنسو کا قطرہ بہے اور اس کے چہرے پر ٹپکے، اللہ تعالیٰ اس کے چہرے پر جہنم کی آگ کو حرام کر دیتا ہے۔ ایک دن حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا:

سرکار! آپ کی اُمت میں کوئی ایسا بھی ہے جو بلا حساب و کتاب جنت میں جائے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "ہاں؛ وہ شخص بلا حساب و کتاب جنت میں جائیگا جو تنہائی میں اپنے گناہوں کو یاد کر کے روتا رہا ہو۔

marfat.com

اخلاص

اگر بدن سے روح نکل جائے تو انسان کا بدن مٹی کا ڈھیر ہے۔ پھول سے خوشبو الگ ہو جائے تو وہ بے وقعت ہے۔ ساز کی زینت آواز سے ہے۔ آواز نہیں تو کچھ بھی نہیں۔ بالکل اسی طرح عبادت کی روح۔ اس کی خوشبو اور اس کی زینت اخلاص سے ہے۔ کہ صرف اللہ تعالیٰ کو راضی کرنے اور اس کا حکم بجالانے کے لیے عبادت کی جائے۔ اگر عبادت میں ریاکاری، بناوٹ اور دکھاوا ہو تو از روئے حدیث وہ شرک ہے کہ عبادت تو کرتا ہے اللہ کی اور اس کے ذریعہ رضامندی مخلوق خدا کی تلاش کرتا ہے۔ حالانکہ اگر خالق راضی ہو جائے تو سب راضی ہو جاتے ہیں۔ اللہ والوں میں یہی اخلاص ہوتا ہے جو ان کی عبادتوں کو قبولیت سے اور سجدوں کو لذت سے آشنا کرتا ہے۔ جنید بغدادی رحمتہ اللہ علیہ نے ایک مرتبہ وعظ کے دوران فرمایا کہ لوگو؛ میں نے اخلاص کی تعلیم ایک حجام سے حاصل کی ہے اس زمانے میں جبکہ میں مکہ معظمہ میں مقیم تھا۔ میں نے ایک حجام کو دیکھا کہ وہ ایک امیر آدمی کی حجامت بنا رہا ہے۔ میں نے اس سے کہا کہ خدا کے لیے میری بھی حجامت بنا دے۔ اللہ کا واسطہ سُن کر حجام کے حال میں ایک تغیر پیدا ہوا۔ اور اس نے اسی وقت امیر کی حجامت چھوڑ کر میرے بال کاٹنے شروع کر دیئے۔ امیر بیچارہ بیٹھا یہ ماجرا دیکھتا رہا۔ میرے بال کاٹنے کے بعد حجام نے ایک کاغذ کی پڑیا میرے ہاتھ میں تھما دی۔ اور امیر کی طرف متوجہ ہو گیا۔ میں نے پڑیا دیکھی تو اس میں ریزگاری تھی۔ میں نے دریافت کیا۔ بندہ خدا؛ یہ کیا ہے۔ حجام نے کہا۔ یہ پڑیا رکھ لو۔ اپنی ضرورت میں خرچ کر دینا۔ مسافرت میں میرے مالی حالات ٹھیک نہیں تھے۔ اور میں بے حد ضرورت مند تھا۔ میں سے پڑیا تو رکھ لی لیکن دل میں نیت کر لی۔ کہ اللہ تعالیٰ جوں ہی کوئی سبیل لگائے گا میں اس کو اس احسان کا بدلہ ضرور دوں گا۔ کیونکہ قرآن میں ہے کہ احسان کا بدلہ احسان ہی ہوتا ہے۔ اللہ کا کرنا ایسا ہوا کہ چند ہی دنوں بعد بصرہ سے میرا ایک دوست آیا اور اس نے اشرفیوں سے بھری ہوئی ایک تھیلی مجھ کو پیش کی۔ اشرفی کی تھیلی ہاتھ میں آتے ہی مجھے اپنا وہ وعدہ یاد آ گیا۔ اور وہ تھیلی لے کر اس حجام کی تلاش میں نکلا۔ تھوڑی بہت تلاش کے بعد وہ حجام مل گیا۔ میں نے وہ تھیلی اسے پیش کر دی۔ تھیلی دیکھ کر حجام سخت برہم ہوا۔ اس نے کہا۔ اے شخص؛ میں نے تیری خدمت صرف اس نام کی عظمت کا احساس کرتے ہوئی کی تھی۔ جس کا تو نے واسطہ دیا تھا۔ تو نے میرے مولا و خالق اللہ رب العزت کا نام لیا۔ میں نے امیر کی ناراضی کی پرواہ نہ کی اور اس کی حجامت چھوڑ کر تیری خدمت میں لگ گیا۔ اب تو مجھے اس خدمت کا معاوضہ دینے آیا ہے۔ کیا تجھے یہ بات معلوم نہیں کہ خدا کے واسطے کام کرنے والا کسی سے کوئی معاوضہ نہیں لیتا۔ میں معاوضہ لے کر اپنی نیکی اور خدمت کو ضائع نہیں کرنا چاہتا۔ اشرفیوں کی یہ تھیلی اٹھا اور اپنی راہ لے۔ حضرت جنید بغدادی رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ میں اس حجام کا اخلاص دیکھ کر حیران رہ گیا۔ کہ ایک معمولی حجام عبادت کی اُس روح سے آشنا ہے جس سے بڑے بڑے بھی بے خبر ہیں

marfat.com

انسانی زندگی کی حقیقت

حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ ایک دن میں دربارِ رسالت میں حاضر تھا کہ ایک شخص آیا اور اس نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے درخواست کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم مجھے کچھ نصیحت فرمائیے مگر ایسی نصیحت جو جامع اور مختصر ہو آپ نے ارشاد فرمایا ایک تو یہ کہ جب تم نماز پڑھنے کے لیے کھڑے ہوا کرو تو اس شخص کی طرح نماز پڑھا کرو جو جلد ہی دنیا کو چھوڑ کر جانے والا ہو۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد کا مطلب یہ ہے کہ جو شخص ہمیشہ کے لیے دنیا کو چھوڑ رہا ہو یا اسے یقین ہو چکا ہو کہ اس کی یہ نماز اس کی زندگی کی آخری نماز ہے اور اب اسے نماز پڑھنے کا موقع نہیں ملے گا تو ایسے شخص کی نماز میں خشوع وخضوع ہوگا اور نماز کے دوران میں ہی اس کے خیالات دنیاوی وادیوں میں بھٹکتے نہیں پھریں گے بلکہ وہ پوری توجہ کے ساتھ اپنے رب کے حضور میں کھڑا ہوگا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا دوسری بات یہ ہے کہ اپنی زبان سے کوئی ایسی بات نہ نکالو کہ اگر قیامت کے دن اس کا حساب وکتاب ہو تو اس کے سلسلے میں کچھ کہنے کے لیے تمہارے پاس کچھ نہ ہو یعنی زبان کے معاملے میں احتیاط سے کام لو۔ بے جانے بوجھے کوئی بات منہ سے نہ نکالو کیونکہ انسان جو بات اپنے منہ سے نکالتا ہے اگر وہ حق کے خلاف ہے یعنی اس نے کسی پر تہمت لگادی، بہتان باندھ دیا، یا غیبت کی یا اپنی زبان سے کسی کا دل دکھایا تو یاد رکھو کہ یہ باتیں ریکارڈ کرلی جاتی ہیں اور قیامت کے دن ان کے بارے میں تم سے سوال کیا جائے گا اور اس کا تعلق حقوق العباد سے ہے جو اس وقت تک توبہ سے بھی معاف نہیں ہوسکتا جب تک کہ وہ بندہ معاف نہ کردے جس کی تم نے غیبت کی ہے یا جس پر تم نے بہتان باندھا ہے۔

سرکار دوجہاں صلی اللہ علیہ وسلم نے آخری بات یہ ارشاد فرمائی کہ لوگوں کے پاس جو مال واسباب ہے اس سے تم بالکل بے نیاز ہو جاؤ۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ لوگوں کے مال واسباب اور دولت پر رشک نہ کرو کیونکہ ان چیزوں کی کوئی وقعت نہیں۔ یہ فانی جہان کی فانی نعمتیں ہیں۔ دنیا سے بے نیاز ہو جاؤ دنیا خود تمہارے قدموں پر گر پڑے گی۔ آخرت کی طرف راغب رہو کیونکہ اصل کامیابی تو آخرت کی کامیابی ہے۔

نصیحت طلب کرنے والے کو ایسا محسوس ہوا کہ چند جملوں میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ساری زندگی کی حقیقت کھول کر رکھ دی سچ ہے بادشاہ کا کلام تمام کلاموں کا بادشاہ ہوتا ہے۔

marfat.com

مومنِ کامل

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ مجلس میں بہت سے لوگ موجود تھے لیکن حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صرف مجھ ہی کو مخاطب فرمایا شاید آپ کا مقصد یہ تھا کہ میرے ذریعہ آپ کا فرمان سب تک پہنچ جائے۔ فرمایا۔ اے عبداللہ ابن مسعود؛ اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کے درمیان رزق کی تقسیم فرمادی ہے۔ اُسی طرح اخلاق بھی بانٹ دیئے ہیں۔ لیکن اللہ تعالیٰ رزق سب کو دیتا ہے انہیں بھی جو اسے محبوب ہیں اور انہیں بھی جو اسے ناپسند ہیں۔ البتہ دین پر چلنے کی توفیق صرف ان کو عطا ہوتی ہے جنہیں اللہ محبوب رکھتا ہے۔ یقین رکھو کہ سارے دیندار اور متقی لوگ اللہ کے محبوب بندے ہیں قسم ہے اس ذات پاک کی جس کے قبضہ قدرت میں محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جان ہے کوئی شخص اس وقت تک مسلمان نہیں ہوسکتا جب تک اس کا دل اور اس کی زبان دونوں مسلمان نہ ہوں۔ اور کوئی بندہ اس وقت تک مومن کہلانے کا مستحق نہیں جب تک اس کا ہمسایہ اس کے ظلم وزیادتی اور غضب سے محفوظ نہ ہو۔

ابن مسعود؛ کان کھول کر سن لو حرام کمائی کھانے والا اللہ تعالیٰ کی برکت سے محروم رہتا ہے۔ اگر وہ اپنی حرام کمائی سے خیرات بھی کرے تو اس کی خیرات رائگاں جاتی ہے۔ اور جو مال وہ چھوڑ کر مرجاتا ہے اور اس کے لیے جہنم کا توشہ ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ برائی کو برائی سے نہیں بلکہ بھلائی سے مٹاتا ہے۔

ایک مرتبہ ابورزین نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم مجھے اس بات کا علم کیسے ہوگا کہ میرا ایمان کامل ہوگیا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا میری امت میں کوئی اللہ کا صحیح بندہ ایسا نہیں کہ جب نیکی کرے تو اسے غرور ہو کہ میں نے نیکی کی ہے البتہ اسے اس بات کی اُمید ہوتی ہے کہ اللہ تعالیٰ اسے اس کا اجر عطا فرمائیں گے لیکن جب کوئی برائی کرے تو اسے محسوس ہو کہ اس نے برائی کی ہے اور اس کے لیے اللہ تعالیٰ کے حضور میں توبہ کرے اور اسے یقین ہو کہ سوائے اس ذات پاک کے کوئی بخشنے والا نہیں جب کسی بندے میں نیکی اور برائی کے بارے میں یہ صفات پیدا ہوجائیں تو سمجھ لو کہ ایسا شخص یقیناً مومن کامل ہے۔

marfat.com

فہرست یونٹ نمبر ۵

صفحہ نمبر

یونٹ کے اغراض ومقاصد 358
1 حروف الھجاء 359
2 اقسام کلمہ (اسم فعل حرف) 368
3 تذکیروتانیث 372
4 واحد تثنیہ جمع 374
5 اسم موصول 381
6 اسم ضمیر 383
7 حروف الجرّ 387
8 جملہ اوراس کے اجزائے ترکیبی 390
9 متعلقات جملہ (مرکبات) 392
10 جملہ فعلیہ (ماضی، مضارع، امر، نہی) 399
11 ابواب ثلاثی مجرد 403
12 اسم الفاعل والمفعول 409
13 ابواب ثلاثی مزید فیہ 410

marfat.com

یونٹ نمبر ۵ کے مقاصد:۔

اس یونٹ کے مطالعہ سے آپ اس قابل ہو جائیں گے کہ

(۱) قرآن کریم کی تلاوت اور مطالعے کے دوران میں الفاظِ قرآن کی گرامر کے لحاظ سے کچھ پہچان کرسکیں۔

(۲) قرآن کریم کے اعراب اور حرکات کے اسباب معلوم کرسکیں۔

(۳) قرآن کریم اور احادیث کے معانی تک رسائی حاصل کرسکیں۔

(۴) عربی عبارات میں درج کلمات کو گرامر کے لحاظ سے واضح کرسکیں۔

(۵) عربی زبان میں اپنا مافی الضمیر بیان کرسکیں۔

marfat.com

ا۔ حروف الھجاء

(Alphabets)

ان کا دوسرا نام حروف تہجی بھی ہے۔ زبان اور منہ کے اختلافِ جنبش سے آوازوں میں جو فرق ہوتا ہے اس کا نام حرف ہے۔ وہ تمام حروف جو منہ ' زبان اور گلے میں ذرا ذرا فرق سے نئے نئے پیدا ہوتے ہیں انہیں حروفِ تہجی یا حروف الھجاء کہتے ہیں۔ ان حروف کی ترتیب درج ذیل ہے:۔

الف	(=ہمزہ)	باء	تاء	ثاء	جیم	حاء	خاء
ا	(=ء)	ب	ت	ث	ج	ح	خ
دال		ذال	راء	زاي	سین	شین	صاد
د		ذ	ر	ز	س	ش	ص
ضاد		طاء	ظاء	عین	غین	فاء	قاف
ض		ط	ظ	ع	غ	ف	ق
کاف		لام	میم	نون	واو	هاء	یاء
ك		ل	م	ن	و	ه	ي

marfat.com

ان حروف میں سے ہر حرف کی آواز ہونٹوں سے سینے تک کسی مخصوص جگہ سے زبان ' دانتوں ' مسوڑھوں ' ہونٹوں اور حلق وغیرہ کی ایک مخصوص ہیئت کے ساتھ نکلتی ہے۔ اسے اسی حرف کا مخرج کہتے ہیں۔

یہ حروف اپنی ساخت اور مخرج کے اعتبار سے چند مجموعوں میں منقسم ہیں جو درج ذیل ہیں:

۱۔ شفوی حروف : (The Labials) یعنی ہونٹوں والے حروف : ب ' م ' و

۲۔ شفوی اُسنانی حروف : یعنی ہونٹوں اور دانتوں والے حروف : ف

۳۔ اُسنانی لسانی حروف : دانتوں اور زبان والے حروف : ذ ' ث ' ظ

۴۔ لثوی لسانی حروف : مسوڑھوں اور زبان والے حروف : د ' ت ' ط ' ل ' ر
ن ' س ' ز ' ص

۵۔ اضراسی لسانی حروف : داڑھوں اور زبان والے حروف : ض

۶۔ وسطی طبقی حروف : درمیانی تالو والے حروف : ش ' ي ' ج

۷۔ اعلیٰ طبقی حروف : تالو کے نرم حصہ والے حروف : ك ' ق

۸۔ حلقی حروف : حلق سے خارج ہونے والے حروف : ع ' ح ' غ ' خ ' ہ ' ء

حروف کی ادائیگی:

(ب) اس کی ادائیگی میں دونوں ہونٹ پوری طرح ملتے ہیں اور سانس روک لی جاتی ہے پھر دونوں ہونٹ یک لخت ایک دوسرے سے علیحدہ ہوتے ہیں تو (ب) کی آواز نکلتی ہے۔

(م) اس کی آواز بھی ہونٹوں سے نکالی جاتی ہے مگر اس کی ادائیگی پوری نہیں ہوتی جب تک آواز منہ اور ناک کے خلا میں سے نہ گزرے۔

marfat.com

(و) اس کی آواز ہونٹوں کے درمیان سے اس طرح نکالی جاتی ہے کہ دونوں ہونٹ آپس میں ملنے نہیں پاتے۔

(ف) اس کی ادائیگی اوپر کے دانتوں کو نچلے ہونٹ کے ساتھ ملا کر ہوتی ہے اور آواز اس تنگ راستے سے باہر نکلتی ہے جو اس طرح اوپر والے دانتوں اور نچلے ہونٹ کے درمیان بنتا ہے۔

(ذ) اس کی آواز زبان کو اوپر والے اور نچلے دانتوں کے درمیان اس طرح رکھنے سے پیدا ہوتی ہے کہ دونوں ہونٹوں کے درمیان تنگ سی جگہ رہ جائے پھر ذال کی آواز گردن کے صوتی تاروں (vocal cords) کو چھیڑتی ہوئی آہستہ آہستہ تھرکتے ہوئے تاروں کی طرح نکلتی ہے۔

(ث) اس کی ادائیگی ذال کی طرح ہے سوائے اس کے کہ اس کی ادائیگی میں صوتی تاروں میں تھرتھراہٹ نہیں ہوتی۔

(ظ) اس کا مخرج بھی ذال کی طرح ہے البتہ اس کی ادائیگی میں زبان کے کنارے اُٹھ جاتے ہیں اور بیچ میں گہرائی سی پیدا ہو جاتی ہے اور یہ کنارے تالو کی چھت (Palate) سے مل جاتے ہیں۔

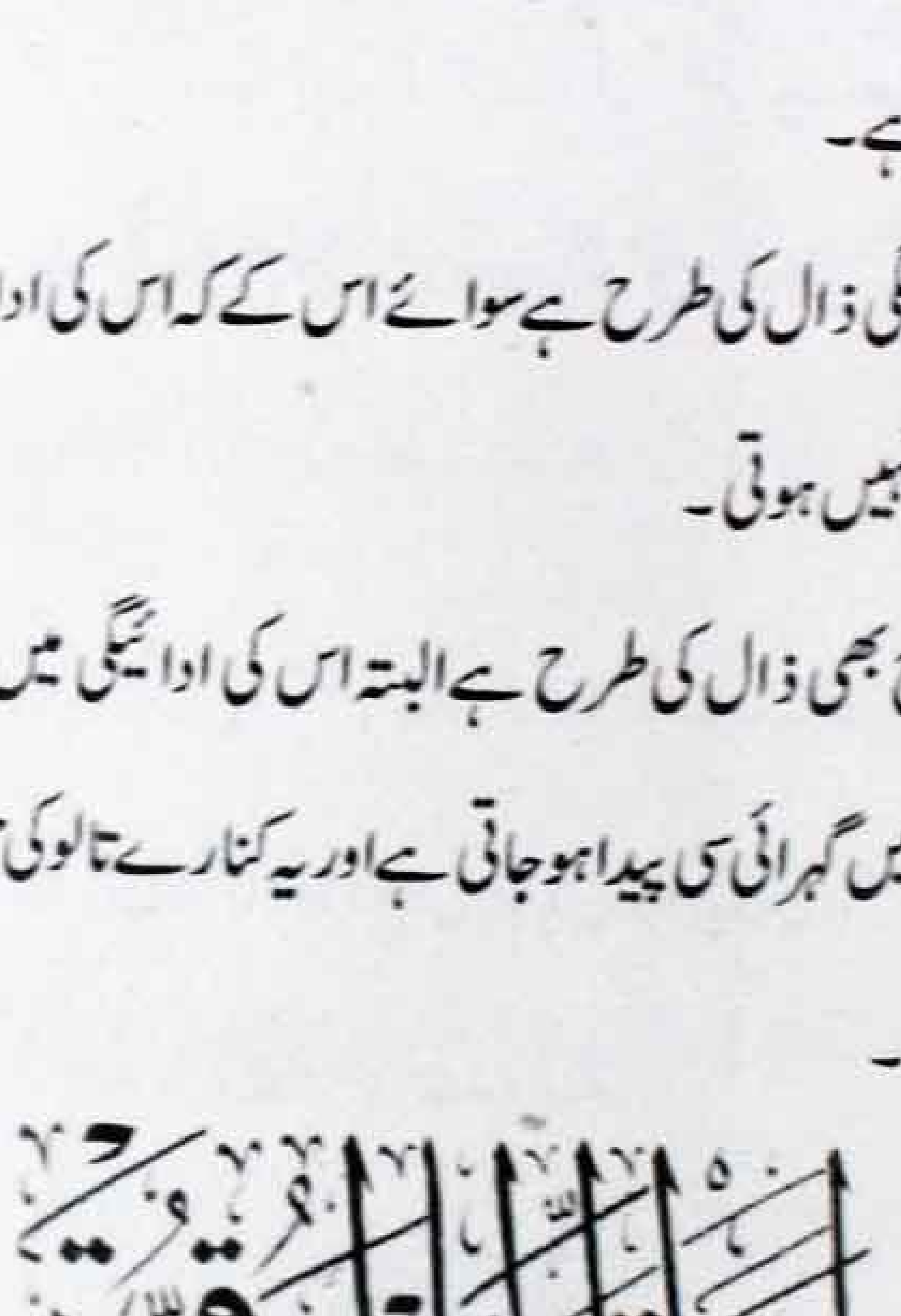

marfat.com

''ت'' اور ''ط'' کا فرق:۔

پاکستانی طلبہ (ت) اور (ط) میں فرق نہیں کرتے۔ (ت) کی ادائیگی صحیح کرتے ہیں مگر (ط) کو بھی (ت) کی طرح ادا کرتے ہیں۔ (ت) کی ادائیگی زبان کی نوک سے ذرا اوپر والے حصہ کو بالائی اندرونی مسوڑھوں سے ملانے کے بعد ایک دم الگ کر دینے سے ہوتی ہے مگر (ط) کی ادائیگی میں زبان پچکی ہوئی (Concave) شکل اختیار کرتی ہے اور اس کا رخ منہ کی چھت کی طرف ہوتا ہے۔

''س'' اور ''ص'' کا فرق:۔

(س) کی ادائیگی ہم اکثر صحیح کرتے ہیں۔ (ص) کی آواز ایک حد تک (س) سے ملتی ہے مگر اس کی ادائیگی میں پوری زبان اوپر والے اندرونی مسوڑھے کے ساتھ ملتی ہے اور زبان کا پچھلا حصہ پیچھے کی طرف لوٹتا ہے۔

(ض) یہ حرف عربی زبان کی ایک مخصوص آواز کو ظاہر کرتا ہے جو شاید کسی اور زبان میں نہیں پائی جاتی اس کی صحیح ادائیگی اس طرح ہے کہ زبان کا کنارہ (دایاں یا بایاں) اوپر والی داڑھوں (دائیں یا بائیں) کے ساتھ لگے اور ساتھ ہی پوری زبان اوپر کی طرف اٹھے مگر سانس نہ رکے۔

marfat.com

”ک“ اور ”ق“ کا فرق:۔

اردو بولنے والے (ک) کی ادائیگی صحیح کرتے ہیں مگر (ق) کی آواز کو (ک) کی آواز سے ملا دیتے ہیں۔ (ک) کی ادائیگی زبان کے پچھلے حصہ کو منہ کی چھت یعنی تالو (Palate) کے اس حصے سے مکمل طور پر ملانے سے ہوتی ہے جہاں تالو کا سخت حصہ ختم ہوتا ہے اور نرم حصہ شروع ہوتا ہے۔ لحظہ بھر سانس روک لی جاتی ہے پھر (ک) کی آواز زبان کو تالو سے ایک دم الگ کرنے سے پیدا ہوتی ہے۔ (ق) کی ادائیگی میں زبان کا انتہائی حصہ تالو کے نرم حصہ سے ملتا ہے چنانچہ اس وقت سانس کا راستہ بند ہو جاتا ہے پھر زبان اور تالو ایک دم الگ ہوتے ہیں تو سانس شدت کے ساتھ نکلتی ہے اور ساتھ ہی (ق) کی آواز پیدا ہوتی ہے۔

(ع) اس کی ادائیگی ہم بالعموم (الف) کی طرح کرتے ہیں صحیح طریقہ یہ ہے کہ حلق کے نچلے حصے کو حلق کے کوّے کے قریب کر کے باہر نکلنے والی سانس کو محدود کر کے (ع) کی آواز نکالتے ہیں۔

”ح“ اور ”ہ“ :۔

(ہ) کی ادائیگی ہم اکثر صحیح کرتے ہیں مگر (ح) کی آواز کو اس سے ملا دیتے ہیں۔ (ہ) کا مخرج حلق کے آخر میں یعنی سینے کی طرف ہوتا ہے اور (ح) کا مخرج حلق سے زیادہ اندر کی طرف (ع) کے قریب ہوتا ہے۔ (ہ) کی ادائیگی میں سانس کا راستہ زیادہ کشادہ ہوتا ہے۔

marfat.com

(غ) اس کا مخرج بھی (ع) سے مشابہ ہے البتہ (غ) کی ادائیگی کا راستہ (ع) سے زیادہ کشادہ ہوتا ہے اور منہ کی جانب سے (ع) کی ادائیگی کی جگہ کے ذرا بعد ہوتا ہے۔

(خ) بعض لوگ اس حرف کو (کھ) یا (ک) کی طرح بولتے ہیں۔ دراصل اس کا مخرج (غ) سے ملتا جلتا ہے مگر منہ کی جانب سے (ع) کی ادائیگی کی جگہ سے ذرا بعد ہوتا ہے۔

(ء) اس کی آواز حلق کے آخری حصہ میں سینے کی جانب سے نکلتی ہے مگر یہ جگہ (ہ) کے مخرج سے پہلے ہوتی ہے۔

حروف علّت اور حروف صحیحہ : (Vowels and consonants)

علّت کے معنی بیماری کے ہیں۔ حروف علّت کی تعداد تین ہے اور وہ (ا' و' ي) ہیں جن کا مجموعہ (واي) کہلاتا ہے۔ ان حروف کو یہ نام اس لئے دیا گیا ہے کہ عرب جب بیمار ہوتے ہیں تو ہماری طرح ہائے کرنے کے بجائے وای کہتے ہیں اور ان حروف میں سے کوئی حرف جب عربی کلام میں آتا ہے تو وہ یا تو کسی دوسرے حرف سے تبدیل ہو جاتا ہے یا اثر پذیر ہو کر حذف ہو جاتا ہے۔

ان تین حروف علّت کے علاوہ باقی تمام حروف کو "حروف صحیحہ" کہتے ہیں کیونکہ یہ حروف جب عربی کلام میں آتے ہیں تو نہ تبدیل ہوتے ہیں اور نہ ہی حذف ہوتے ہیں بلکہ اپنی صحیح اور درست حالت میں قائم رہتے ہیں۔

marfat.com

حروف المَدِّ :۔

حروف مدّ، مذکورہ تین حروف علّت ہی ہیں لیکن انہیں حروف مدّ اس لئے کہا جاتا ہے کہ ان کا تلفظ دو حرف کے برابر لمبا کر کے ادا کیا جاتا ہے دوسرے لفظوں میں ان کی ادائیگی میں سانس کو کہیں روکا نہیں جاتا اور بغیر کسی تکلف کے سینے سے لے کر منہ تک انہیں لایا جاتا ہے جبکہ تشدید اور جزم کی ادائیگی کے وقت رکاوٹ پیدا ہوتی ہے اور سانس کا تسلسل ٹوٹ جاتا ہے۔

حروف مدّ کے لئے شرط یہ ہے کہ :۔

۱۔ الف سے پہلے حرف مفتوح (زبر والا) ہو جیسے :۔ دَاخِل ۔ ذَاھِب ۔ قَابَل۔ وَافِق۔ مَا وغیرہ

۲۔ واوٗ سے پہلے حرف مضموم (پیش والا) ہو جیسے :۔ سُوق۔ نُوح۔ رُوح۔ یَصُوم وغیرہ

۳۔ یاء سے پہلے حرف مکسور (زیر والا) ہو جیسے :۔رِیح۔ حلِیب۔ یصِیرُ وغیرہ

حروف شمسی اور حروف قمری :۔

عربی میں حروف تہجی دو طرح کے ہیں پہلی قسم یہ ہے کہ ان حروف سے پہلے (ال) لگایا جاتا ہے تو تلفظ میں (لام) کو مدغم کر دیا جاتا ہے اور اس کی آواز ظاہر نہیں ہوتی ۔ ان حروف کو حروفِ شمسی کہتے ہیں ۔ یہ نام اس لئے رکھا گیا ہے کیونکہ لفظ " اَلشَّمْسُ " کے پڑھنے میں (لام) اگرچہ لکھا تو جاتا ہے لیکن تلفظ میں نہیں آتا۔

ان حروف کی تعداد چودہ ہے جو درج ذیل ہیں :۔

ت	=	التّلمیذ	ث	=	الثّواب
د	=	الدّکّان			

marfat.com

ذ = الذّکاء ر = الرّبّ ز = الزّھرة

س = السّلام ش = الشُّکر ص = الصّادق

ض = الضّعیف ط = الطّالب ظ = الظّل

ل = اللّحم ن = النّصیحة

حروف تہجی کی دوسری قسم وہ ہے کہ ان حروف سے پہلے (ال) لگایا جاتا ہے تو تلفّظ میں (لام) پڑھا جاتا ہے اور جب (اَلْ) جملے کے شروع میں آئے تو لام ساکن کے ساتھ الف پر زبر آتا ہے۔ ایسے حروف کو حروف قمری کہتے ہیں کیونکہ (اَلْقمر) کے پڑھنے میں (لام) تلفّظ میں آتا ہے۔ ان کی تعداد بھی چودہ ہے جیسے:

ا = اَلْأسد ب = اَلْبحر ج = اَلْجنّة

ح = اَلْحقّ خ = اَلْخادم ع = اَلْعرب

غ = اَلْغریب ف = اَلْفجر ق = اَلْقمر

ک = اَلْکتاب م = اَلْمؤمن و = اَلْوالد

ہ = اَلْھدیّة ی = اَلْید

تدریبات

(۱) عربی میں حروف ہجا کتنے ہیں؟

(۲) حروف علت اور حروف صحیحہ میں کیا فرق ہے؟

(۳) مدّ کے لئے کون سی شرائط لازمی ہیں؟ مثالوں سے واضح کریں۔

(۴) حروف قمری اور حروف شمسی سے کیا مراد ہے؟ ہر ایک کی تین تین مثالیں دیں۔

(۵) مندرجہ ذیل کلمات کو بار بار دہرایئے اور الصاد والسین کے درمیان فرق ملاحظہ کیجیے۔

صدّ = سدّ　　صار = سار　　صُوَر = سُوَر

صُورة = سُورة　　يَصِير = يَسِير　　يَصُوم = يَسُوم

صِين = سِين　　صعيد = سعيد　　صَابر = سَابِر

(۶) مخارج الحروف کو ملاحظہ کرتے ہوئے الثاء والسین اور الذال والزای کی آوازوں میں فرق کیجیے۔

نَثْر = نَسْر　　ثلاثة = سَلاسَة　　ذَلَّ = زَلَّ

أَثْمَرَ = أَسْمَرَ　　عَابِثٌ = عَابِسٌ　　ذَكّى = زَكّى

ثمينٌ = سمينٌ　　ثَابِرٌ = سَابِرٌ　　نذر = نزر

(۷) ذیل میں دیے گئے کلمات میں الظاء و الضاد کی آوازوں کے درمیان موازنہ کیجیے۔

ظَنَّ = ضَنَّ　　حظر = حضر　　ظلّ = ضلّ

الحظّ = الحضّ　　نظير = نضير　　أظلّ = أضلّ

marfat.com

۲۔اقسام کلمہ

انسان کی زبان سے جو مختلف آوازیں نکلتی ہیں انہیں لفظ کہتے ہیں۔لفظ کے لغوی معنی کسی چیز کے پھینک دینے یا منہ سے نکال دینے کے ہیں۔اصطلاحی معنوں میں لفظ بمعنی ملفوظ کے ہیں جس طرح خلق بمعنی مخلوق کے ہیں۔پھر انسان جو الفاظ منہ سے نکالتا ہے وہ یا معنی دار ہوں گے یا بے معنی ہوں گے۔چنانچہ گرامر کی اصطلاح میں معنی دار لفظ کو ''موضوع'' اور بے معنی کو ''مہمل'' کہا جاتا ہے۔موضوع لفظ یعنی معنی دار لفظ کو عربی گرامر میں کلمہ بھی کہا جاتا ہے۔اہل نحو کلمہ کی تعریف یوں کرتے ہیں: لَفْظٌ وُضِعَ لِمَعْنًى مُفْرَدٍ یعنی کلمہ ایک ایسا لفظ ہے جو مفرد معنی کے لئے وضع کیا گیا ہو۔کلمہ کی تین قسمیں ہوتی ہیں:۔

اسم۔فعل۔حرف (Noun, Verb, Preposition)

اسم:۔

وہ کلمہ ہے جو کسی دوسرے کلمہ کی مدد کے بغیر تنہا اپنا معنی بتائے اور اس سے کسی آدمی، جانور، جگہ یا چیز کا نام سمجھ میں آئے اور اس میں تین زمانوں میں سے کوئی زمانہ نہ پایا جائے جیسے: احمد (ایک شخص کا نام) لاھور (ایک شہر کا نام) حَجَر (پتھر) فرس (گھوڑا) حدیقة (باغیچہ) حلیبٌ (دودھ)

فعل:۔

وہ کلمہ ہے جو بغیر کسی دوسرے کلمہ کی مدد کے تنہا معنی بتائے اور تین زمانوں میں سے کوئی زمانہ اس میں پایا جائے اور اس سے کسی کام کو کرنا یا ہونا ظاہر ہو جیسے: ضَرَبَ (اس نے مارا) یَفْتَحُ (وہ کھولتا ہے) اِذْهَبْ (تو جا) لَا تَنْصُرْ (تو مدد نہ کر)

marfat.com

حرف :۔

وہ کلمہ ہے جس کے معنی اسم یا فعل کے ساتھ ملے بغیر سمجھ میں نہ آئیں جیسے :

فِی (میں)　اِلٰی (طرف)　مِنْ (سے)　حتّٰی (تک)

علاماتِ اسم :۔

اسم کی درج ذیل علامات وخصوصیات ہیں :۔

۱) الف لام　:　ہمیشہ اسم کے شروع میں لگایا جاتا ہے جیسے: الرّجُلُ ، الطالبُ

۲) حرف جار　:　ہمیشہ اسم کے پہلے آتا ہے جیسے: مِنَ الرجُلِ ، بِزیدٍ ، اِلَی الجامعۃِ

۳) تنوین　:　صرف اس کے آخر میں آتی ہے جیسے: رَجُلٌ ، طالبٌ ، خالدٌ

۴) منسوب　:　اسم کے آخر میں یائے نسبت لگا کر اسے منسوب کیا جاتا ہے جیسے: باکستانی ، لاہوری

۵) مُصغَّر　:　اسم کی تصغیر بنائی جاتی ہے جیسے: طِفل " سے طُفَیل " ۔ رَجُل " سے رُجَیل "

۶) مضاف　:　اسم مضاف ہوتا ہے جیسے: غُلامُ زیدٍ (زید کا غلام)

۷) تاء تانیث (مربوطہ)　:　یہ تاء صرف اسم کے آخر میں آتی ہے جیسے: فاطمۃ ، عائشۃ

علاماتِ فعل :۔

فعل کی درج ذیل علامات وخصوصیات ہیں :۔

۱) قَدْ　:　یہ لفظ ہمیشہ فعل کے شروع میں آتا ہے جیسے: قَدْ ذَھَبَ (وہ چلا گیا ہے)

۲) س　:　یہ حرف فعل مضارع کے شروع میں آتا ہے جیسے: سَیَذْھَبُ (وہ عنقریب جائے گا)

۳) سوف　:　یہ بھی فعل مضارع کے شروع میں آتا ہے جیسے: سَوْفَ یَذْھَبُ (وہ جائے گا)

marfat.com

۴) حرفِ جزم لَمْ　:　جیسے: لَمْ یَذْهَبْ (وہ نہیں گیا)

۵) تاءتانیث (ممدودہ)　:　جیسے: قَتَلَتْ

علاماتِ حرف:۔

اسم اور فعل کی مذکورہ علامات میں سے کوئی علامت اس میں نہیں ہوتی اور وہ اسم اور فعل میں ربط کا کام دیتا ہے جیسے: ذَهَبْتُ مِنْ لَاهُوْرَ اِلیٰ راولبندی (میں لاہور سے راولپنڈی کی طرف گیا)

اسم کی اقسام

(Kinds of Noun)

اسم کی دوقسمیں ہیں (۱)　اسمِ نکرہ　(Common Noun)

(۲)　اسمِ معرفہ　(Proper Noun)

نکرہ :

وہ اسم ہے جو عام چیزوں کے لئے استعمال ہو جیسے: وَلَد" (کوئی لڑکا) بَلَد" (کوئی شہر) رَجُل" (کوئی آدمی) مَاء" (کچھ پانی) قَلَم" (ایک قلم)

معرفہ:

وہ اسم ہے جو کسی خاص چیز پر بولا جائے جیسے: اَلْكِتَاب ، خالد ، اسلام آباد

marfat.com

اسمِ معرفہ کی سات اقسام ہیں:۔

(۱) اسم علم : جو کسی شخص، جگہ یا چیز کا نام ہو جیسے: أحمد ، مکّة ، لاھور

(۲) اسم ضمیر : جو کسی نام کی جگہ بولا جائے جیسے: ھُو (وہ) أَنتَ (تم) نَحنُ (ہم)

(۳) اسم اشارہ : جیسے ھذا (یہ) ذٰلكَ (وہ) ھؤلاء (وہ سب)

(۴) اسم موصول : جیسے الذي (جو ایک مرد) اَلّتي (جو ایک عورت)

(۵) اسم مُعرَّف با للاّم : وہ اسم جس پر (ال) داخل ہو جیسے: اَلرجل ، الغرفة

(۶) اسم منادیٰ : یعنی ایسا اسم نکرہ جس پر حرف ندا داخل ہو جیسے: یَا اَبَتِ ، یَا بُنَیَّ ، یَا رَجُلُ

(۷) مضاف الی المعرفۃ : یعنی وہ اسم جو اسم معرفہ کی مذکورہ بالا اقسام میں سے کسی ایک کی طرف مضاف

ہو جیسے : کتابُ زیدٍ ، قلمُ الوَلَدِ

marfat.com

۳۔تذکیروتانیث

(Gender)

جنس کے لحاظ سے اسم دو قسم کا ہوتا ہے

(۱) مذکر جیسے أخ (بھائی) (۲) مؤنث جیسے أُخت (بہن)

مذکر : وہ اسم ہے جس میں علامت تانیث نہ ہو جیسے: طفل" (بچہ) طالب" (طالب علم)

مؤنث : وہ اسم ہے جس میں علامت تانیث پائی جائے جیسے: طفلة" (بچی) صغری (چھوٹی بچی)

علامات تانیث : تانیث کی درج ذیل تین علامات ہیں:۔

(۱) ة : یہ علامت مذکر سے مؤنث بناتے وقت اسم کے آخر میں لگائی جاتی ہے جیسے:

عَالِم" سے عَالِمَة" ، اِبْن" سے اِبْنَة" ، مُعَلِّم" سے مُعَلِّمَة"

(۲) الف مقصورہ: أَفْعَلُ سے مؤنث کا صیغہ فُعْلیٰ کے وزن پر الف مقصورہ(یٰ) لگانے سے بنتا ہے جیسے اکبر سے کبریٰ اصغر سے صُغْریٰ احسن سے حُسنیٰ

(۳) الف ممدودہ : أَفْعَلُ کا صیغہ جو رنگ اور عیب کے اظہار کے لئے ہوتا ہے اس سے مؤنث کا صیغہ فَعْلَاءُ کے وزن پر الف ممدودہ بڑھانے سے بنتا ہے جیسے: أَسْوَدُ (سیاہ) سے سَوْدَاءُ ، أَعْرَجُ (لنگڑا) سے عَرْجَاءُ ، أَبْيَضُ (سفید) سے بَيْضَاءُ

ظاہری علامات والی مؤنث کے علاوہ کچھ ایسے الفاظ بھی ہوتے ہیں جنہیں اہل زبان مؤنث

marfat.com

استعمال کرتے ہیں اس قسم کے مؤنث الفاظ کو سماعی یا معنوی مؤنث کہا جاتا ہے مثلاً:

۱۔ ایسے اسماء جو عورتوں کے لئے استعمال ہوتے ہیں جیسے : عروس (دلہن) مریم (عورت کا نام)

۲۔ ملکوں اور شہروں کے نام جیسے: لاہور ' باکستان ' مصر ' الشام

۳۔ ان اعضاء کے نام جو جفت ہیں جیسے : یَدُ (ہاتھ) رِجُل (پاؤں) اُذن (کان) عَیُنُ' (آنکھ)

۴۔ قبیلوں کے نام جیسے: قریش ' ھُذیل

۵۔ ہوا کے تمام نام جیسے: رِیُحٌ (ہوا) صَرُ صَر (آندھی)

۶۔ شراب کے تمام نام جیسے : خمر (شراب) رحیق ' مُدام

۷۔ دوزخ کے تمام نام مؤنث بولے جاتے ہیں جیسے : جحیم - سقر - جھنم

۸۔ بہت سے الفاظ ایسے ہیں جو بظاہر مذکر نظر آتے ہیں لیکن اہل زبان انہیں مؤنث استعمال کرتے ہیں جیسے:

شَمسٌ (سورج) سُوقٌ (بازار) نَارٌ (آگ) نَفسٌ (جان)
اَرضٌ (زمین) قَوسٌ (کمان) بِئرٌ (کنواں) رَحیٰ (چکی)
حَربٌ (جنگ)

marfat.com

۴۔ واحد۔تثنیہ۔جمع

(Singular-Dual-Plural)

عربی زبان میں تعداد کے اظہار کے لئے اسم تین قسم کا آتا ہے:

(۱) واحد یا مفرد:

وہ ہے جس کا اطلاق صرف ایک چیز پر ہو جیسے: رَجل ؐ (ایک آدمی) امرأة (ایک عورت)

(۲) تثنیہ :

وہ ہے جو دو چیزوں کو ظاہر کرے جیسے: رَجُلاَنِ (دو آدمی) قَلَمَانِ (دو قلم) تثنیہ بنانے کے لئے واحد کے صیغہ کے آخر میں الف ماقبل مفتوح اور نون مکسورہ (اَنِ) بڑھاتے ہیں جیسے: مُسْلِمٌ سے مُسْلِمَانِ (دو مسلمان)۔حالتِ نصبی یا جری میں تثنیہ بناتے وقت یاء ساکن ماقبل مفتوح اور نون مکسورہ (َیْنِ) بڑھاتے ہیں جیسے کِتَاباً سے کِتَابَیْنِ (دو کتابیں)

(۳) جمع :

وہ اسم ہے جو دو سے زیادہ اشیاء پر دلالت کرے جیسے : مُسْلِمٌ سے مُسْلِمُوْنَ (بہت سے مسلمان) رَجُل ؐ سے رِجَال ؐ (بہت سے مرد) عَالِمَة ؐ سے عَالِمَات ؐ (بہت سی عالم عورتیں)۔

marfat.com

اقسام جمع (Kinds of Plural)

جمع کی دو قسمیں ہیں:

(۱) جمع سالم (Sound Plural):۔

وہ ہے کہ واحد کی شکل جمع کی صورت میں سالم رہے یعنی واحد کے الفاظ میں کوئی تبدیلی نہ ہو اور واحد کے صیغہ کے آخر میں حالت رفعی میں واوء ساکن ماقبل مضموم اور نون مفتوح (ُ وْنَ) اور حالت نصبی وجّری میں یاء ساکن ماقبل مکسور اور نون مفتوح (ِ يْـنَ) لگادیں جیسے: مُسْلِم" سے مُسْلِمُوْنَ (حالت رفعی)، اور مُسْلِمِيْنَ (حالت نصبی وجّری) ، جمع مؤنث سالم میں واحد کے آخر میں (ات) بڑھاتے ہیں جیسے مسلمة" سے مُسْلِمَات" (حالت رفعی) اور مُسْلِمَاتٍ (حالت نصبی وجّری)

(۲) جمع مکسّر (Broken Plural):۔

وہ جمع ہے جس میں واحد کا صیغہ اپنی اسی شکل میں نہیں رہتا بلکہ اس کا وزن یا شکل ٹوٹ جاتی ہے جیسے: رَجُل" سے رِجَال"۔ کِتَاب" سے کُتُب"۔ حَدِيْقَة" سے حَدَائِق جمع مکسّر بنانے کا کوئی خاص قاعدہ نہیں اس کے چند مشہور اوزان درج ذیل ہیں:

(۱) اَفْعَال" جیسے اَعْمَال" (عمل) اَوْقَات (وقت) أَبْوَاب" (باب)

(۲) فُعُوْل" جیسے قُلُوْب" (قلب) ذُنُوْب" (ذَنْب") مُلُوْك" (مَلِك")

(۳) فِعَال" جیسے كِلَاب" (كلب") جِبَال" (جَبَل") عِظَام" (عظيم)

marfat.com

(۴) فُعُلٌ جیسے مُدُنٌ (مدینه) سُفُنٌ (سفینةٌ) سُبُلٌ (سبیل)

(۵) اَفْعُلُ جیسے اَنْهُرٌ (نَهْرٌ) اَعْيُنٌ (عَيْنٌ) اَحْرُفٌ (حَرْفٌ)

(۶) فُعَلَاءُ جیسے شُعَرَاءُ (شاعر) اُدَبَاءُ (ادیب) اُمَنَاءُ (امین)

(۷) اَفْعِلَاء جیسے اَذْكِيَاءُ (ذَكِيٌّ) اَنْبِيَاءُ (نَبِيٌّ) اَوْصِيَاءُ (وَصِيٌّ)

(۸) اَفْعِلَةٌ جیسے اَلْسِنَةٌ (لِسَانٌ) اَمْزِجَةٌ (مِزَاجٌ) اَجْنِحَةٌ (جَنَاحٌ)

(۹) مَفَاعِل جیسے مَسَاجِد (مسجد) مَرَاكِب (مَرْكَبٌ) مَبَاحِث (مَبْحَثٌ)

(۱۰) مَفَاعیل جیسے مَكَاتِيب (مَكْتُوبٌ) مَفَاتِيح (مِفْتَاحٌ) مَصَابِيح (مِصْبَاحٌ)

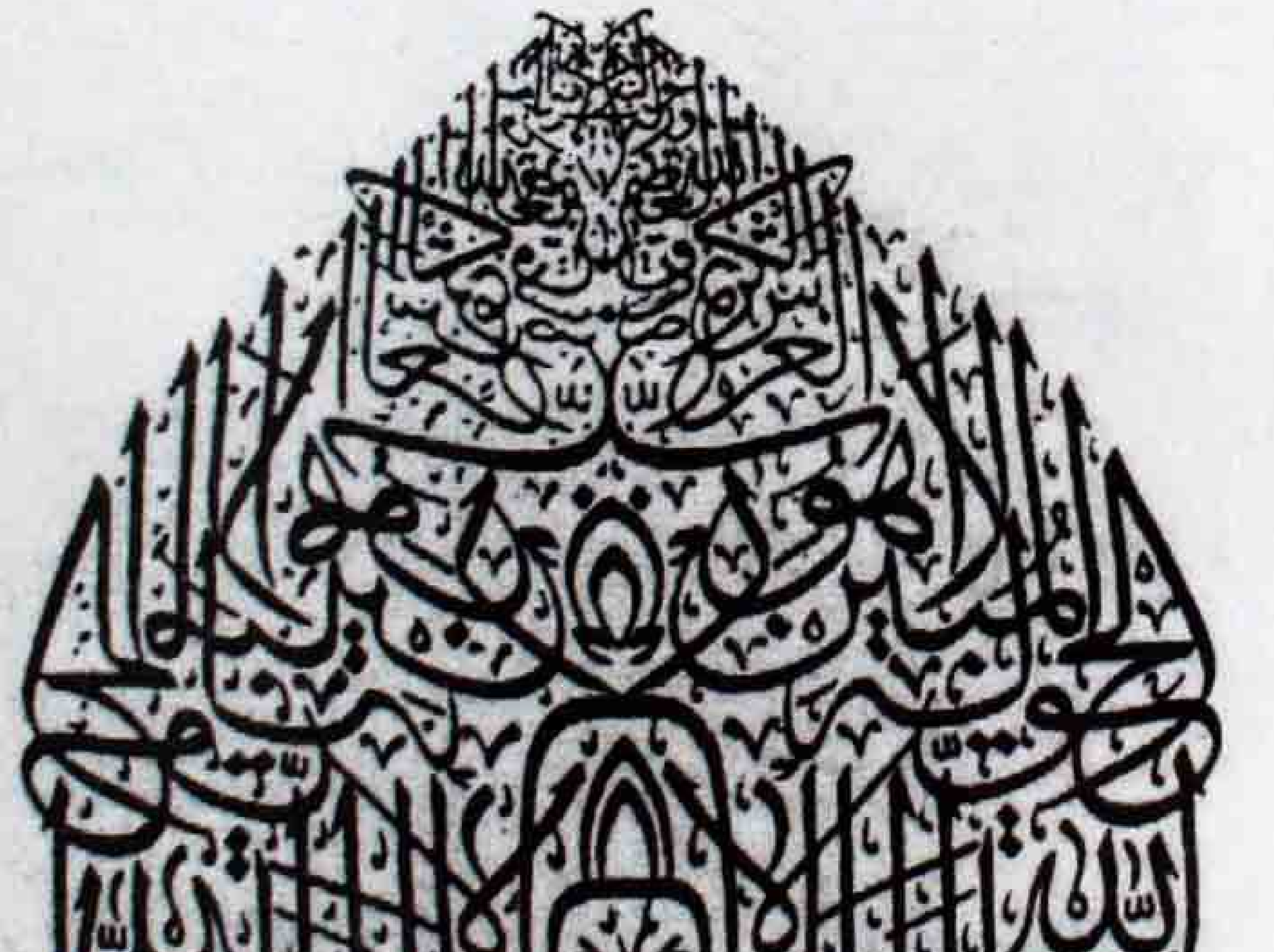

marfat.com

تدریبات

(۱) مندرجہ ذیل جملوں میں اسم، فعل اور حرف کی نشاندہی کریں؟

۱۔ قَدْ اَفْلَحَ مَنْ تَزَکّٰی
۲۔ وَ اَتِمُّوا الصِّیَامَ اِلَی اللَّیْلِ
۳۔ لَا تَعَاوَنُوْا عَلَی الْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ
۴۔ ذَهَبَتْ عَائِشَةُ اِلٰی اِسْلَام آباد
۵۔ اِشْتَرَیْتُ کِتَابًا مِنَ السُّوْقِ
۶۔ سَوْفَ اَعُوْدُ مِنْ لاهور

(۲) مندرجہ ذیل جملوں میں نکرہ اور معرفہ بیان کریں؟

۱۔ خَادِمُ التَّاجِرِ اَمِیْنٌ
۲۔ ذٰلِكَ الطِّفْلُ سَعِیْدٌ
۳۔ وَصَلَ الطَّالِبُ اِلَی الْکُلِّیَةِ
۴۔ جَاءَ تِ الطَّالِبَةُ الْمُجْتَهِدَةُ
۵۔ عَلَمُ باکستان اَخْضَرُ
۶۔ تَمْرُ الْمَدِیْنَةِ لَذِیْذٌ

۳) تانیث کی علامات بتائیں، ہر علامت سے بنے ہوئے مونث کی تین تین مثالیں دیں؟

۴) مونث سماعی/معنوی کی پانچ مثالیں بیان کریں؟

۵) مندرجہ ذیل الفاظ میں مذکر و مؤنث کو الگ الگ کریں؟

مَرْیَم۔ کُبْرٰی۔ شَمْسٌ۔ قَمَرٌ۔ مِصْبَاحٌ۔ زَهْرَةٌ۔ غُرْفَةٌ۔ رِیْحٌ۔ غَزَالَةٌ۔ اُخْتٌ۔ بَقَرَةٌ۔ نَاقَةٌ۔ اِبْنٌ۔ عَمٌّ۔ سَیِّدَةٌ۔ مُعَلِّمٌ۔ عَرُوْسٌ۔ عُظْمٰی

۶) مندرجہ ذیل الفاظ کی مونث بنائیں؟

وَاسِعٌ۔ طَالِبٌ۔ عَامِلٌ۔ حَاضِرٌ۔ وَلَدٌ۔ رَجُلٌ۔ جَدِیْدٌ۔ اَخٌ۔ اَبٌ۔ عَمٌّ

۷) تثنیہ اور جمع میں کیا فرق ہے؟

۸) جمع سالم اور جمع مکسر سے کیا مراد ہے؟

marfat.com

۹) مندرجہ ذیل مفرد کلمات کی جمع مذکر سالم بنائیں؟

مُتَعَلِّم" - نَاعِم" - مُسَافِر" - قَاعِد" - مُحْتَرِم" - مُؤَدِّب" - ذَاهِب" - جَالِس"

۱۰) مندرجہ ذیل مفرد کلمات کو جمع مونث سالم میں بدلیں؟

طَالِبَة" - مُعَلِّمَة" - كَاتِبَة" - طَائِرَة" - دَرَّاجَة" - سَيَّارَة" - مَكْتَبَه" - مُؤْمِنَة"

۱۱) مندرجہ ذیل کلمات کا تثنیہ بنائیں؟

غُرْفَة" - كُرْسِيّ" - أُسْتَاذ" - صُوْرَة" - عَالِم" - قَلَمٌ" - بَيْت" - يَوْم"

۱۲) مندرجہ ذیل الفاظ کی جمع مکسّر بنائیں؟

دَرْس" - أُسْتَاذ" - نَافِذَة" - صُوْرَة" - مَسْجِد" - قُفْل" - بَاب" - كِتَاب" - تِلْمِيْذ"

وَأَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ

marfat.com

کلماتِ استفہام

(Interrogative words)

استفہام کا معنی وضاحت پوچھنا یا سوال کرنا ہے۔ عربی زبان میں جن کلمات کے ذریعہ کوئی بات پوچھی جائے وہ کلمات استفہام کہلاتے ہیں۔ زیادہ استعمال ہونے والے کلماتِ استفہام یہ ہیں

(۱) ہمزہ (أ) اور هَلْ (کیا): اِن دونوں کے ذریعے جملہ کے نفسِ مضمون کے بارے میں سوال کیا جاتا ہے جیسے:

أأَكَلْتَ الطَّعَامَ ؟ (کیا تو نے کھانا کھایا؟) یا هَلْ اَكَلْتَ الطَّعَامَ ؟ ایسے جملوں کا جواب نَعَمْ (ہاں) یا لاَ (نہیں) کے ساتھ دیا جاتا ہے۔ همزة بعض دفعہ دو چیزوں میں سے ایک چیز کے تعین کے لئے آتا ہے جیسے: أَزَيْدٌ جَاءَ أَمْ خَالِدٌ ؟ (کیا زید آیا یا خالد؟)

(۲) مَنْ (کون) : عاقل کے لئے آتا ہے جیسے: مَنْ هٰذَا ؟ (یہ کون ہے؟) مَنْ اَنْتَ ؟ (تم کون ہو؟)

مَنْ فِی الْغُرْفَةِ ؟ (کمرے میں کون ہے؟)

(۳) مَا (کیا چیز) : غیر عاقل کے لئے آتا ہے جیسے: مَافِی يَدِكَ ؟ (تمھارے ہاتھ میں کیا ہے؟)

مَاهٰذَا ؟ (یہ کیا ہے؟)

(۴) مَتٰی (کب) : یہ وقت دریافت کرنے کے لئے آتا ہے جیسے: مَتٰی ذَهَبْتَ ؟ (تم کب گئے؟)

مَتٰی تُسَافِرُ ؟ (تم کب سفر کرو گے؟) مَتَی الامتحانُ ؟ (امتحان کب ہے؟)

مَتٰی تَنَامُ ؟ (تم کب سوتے ہو؟)

(۵) أَيْنَ (کہاں) : یہ جگہ دریافت کرنے کے لئے آتا ہے جیسے: اَيْنَ الكتابُ ؟ (کتاب کہاں ہے؟)

اَيْنَ الجامعةُ ؟ (یونیورسٹی کہاں ہے؟) اَيْنَ ذَهَبْتَ بِالْاَمْسِ ؟ (تم کل کہاں گئے تھے؟)

marfat.com

٦) كَيْفَ (کیسا، کس طرح): حالت وکیفیت معلوم کرنے کے لئے آتا ہے جیسے: كَيْفَ حَالُكَ ؟
(تمہارا کیا حال ہے؟) كَيْفَ وَ صَلْتَ هُنا ؟ (تم یہاں کیسے پہنچے؟)
كَيْفَ تَذْهَبُ هُنَاكَ ؟ (تم وہاں کس طرح جاؤ گے؟)

٧) كَمْ (کتنا) : مقدار اور حد دریافت کرنے کے لئے آتا ہے جیسے: كَمْ أَخًالَكَ؟ (تمہارے کتنے بھائی
ہیں؟) كَمْ يَوْمًا فِي الأُسْبُوعِ؟ (ہفتے میں کتنے دن ہوتے ہیں؟)
كَمْ طَالِباً فِي الصَّفِّ؟ (جماعت میں کتنے طالب علم ہیں؟)

٨) أَيُّ (کون سا۔ کیا چیز): جیسے فِيْ أَيِّ يَوْمٍ نَحْنُ؟ (ہم کون سے دن میں ہیں یعنی آج کون سا دن ہے؟)
أَيُّ يَوْمٍ غَداً؟ (کل کون سا دن ہوگا؟) أَيُّ يَوْمٍ كَانَ أَمْسِ؟ (کل کون سا دن تھا؟)

marfat.com

۵۔ اسم موصول

(Relative Pronoun)

اسم موصول کا معنی ہے جوڑا ہوا اسم یعنی بغیر جوڑ یہ اسم اپنے معنی نہیں بتلا سکتا۔ یہ ایک ایسا مبہم اسم ہے جس سے یہ واضح نہیں ہوتا کہ اس سے کون مراد ہے۔ اس لئے اس کے ابہام کو دور کرنے کے لئے اس کے بعد ایک جملہ یا مرکب لایا جاتا ہے۔ اس جملہ کو صلہ کہتے ہیں۔ صلہ میں ایک ضمیر ہونی چاہیے جو موصول کے مطابق ہو۔ یہ ضمیر جسے عَـائِدْ (لوٹنے والی) کہتے ہیں اپنے اسم موصول کی مطابقت میں مذکر مونث اور واحد تثنیہ و جمع کے صیغے میں ہوتی ہے جیسے:

- جَاءَ الطَّالِبُ الَّذِیْ نَجَحَ فِی الْاِمْتِحانِ (وہ طالب علم آیا جو امتحان میں کامیاب ہوا)
- جَاءَ تِ الطَّالِبَةُ الَّتِیْ نَجَحَتْ فِی الْاِمْتِحَانِ (وہ طالبہ آئی جو امتحان میں کامیاب ہوئی)
- اُحِبُّ الَّذِیْنَ عَلَّمُوْنِیْ (میں انہیں پسند کرتا ہوں جنہوں نے مجھے علم سکھایا)

اسماء موصولہ مندرجہ ذیل ہیں:

	مذکر		مونث	
واحد	اَلَّذِیْ	(جو ایک مرد)	اَلَّتِیْ	(جو ایک عورت)
تثنیہ	اَللَّذَانِ		اَللَّتَانِ	
	اَللَّذَیْنِ	(جو دو مرد)	اَللَّتَیْنِ	(جو دو عورتیں)
جمع	اَلَّذِیْنَ	(جو بہت مرد)	اَللَّاتِیْ یا اَللَّوَاتِیْ یا اَللَّائِیْ	(جو بہت عورتیں)

marfat.com

کیفیتِ استعمال:۔

☆ یہ اسماءِ موصولہ زیادہ تر صفت کے طور پر استعمال ہوتے ہیں۔

☆ اسماءِ موصولہ چونکہ معرفہ ہوتے ہیں لہذا ان کا موصوف بھی لازماً اسم معرفہ ہوگا کیونکہ اسم معرفہ کی صفت اسم معرفہ ہی آئے گی لہذا یہ کہنا غلط ہے: جَاءَ طَالِب" اَلَّذِی نَجَحَ فِی الۡاِمۡتِحانِ۔ بلکہ طَالِب" کی بجائے اَلطَّالِبُ صحیح ہوگا۔

☆ اسماءِ موصولہ کے معنی اردو میں = جو، جس، جن، جنہوں، جنہیں، جس کا، جس کی، جس کے، جن کا، جن کی۔ وغیرہ محاورے کے مطابق کئے جاتے ہیں اس کے علاوہ = وہ، اس، اُن یا انہیں پہلے بڑھانا پڑتا ہے مثلاً: رَبُّكَ الَّذِیۡ خَلَقَ (تیرا رب وہ ہے جس نے تجھے پیدا کیا) اُحِبُّ الَّذِیۡنَ عَلَّمُوۡنِیۡ (میں انہیں پسند کرتا ہوں جنہوں نے مجھے علم سکھایا)

اسماءِ موصولہ کی مثالیں ذیل میں ملاحظہ کریں:۔

۱) جَاءَ الطَّالِبُ الَّذِیۡ نَجَحَ	(۲) جَاءَ تِ الطَّالِبَةُ الَّتِیۡ نَجَحَتۡ
۳) جَاءَ الطَّالِبَانِ اللَّذَانِ نَجَحَا	(۴) جَاءَ تِ الطَّالِبَتَانِ اللَّتَانِ نَجَحَتَا
۵) جَاءَ الطُّلَّابُ الَّذِیۡنَ نَجَحُوۡا	(۶) جَاءَ تِ الطَّالِبَاتُ اللَّاتِیۡ نَجَحۡنَ

ترجمہ:۔

۱) وہ طالب علم آیا جو کامیاب ہوا	(۲) وہ طالبہ آئی جو کامیاب ہوئی
۳) وہ دو طالب علم آئے جو کامیاب ہوئے	(۴) وہ دو طالبات آئیں جو کامیاب ہوئیں
۵) وہ سب طالب علم آئے جو کامیاب ہوئے	(۶) وہ سب طالبات آئیں جو کامیاب ہوئیں۔

marfat.com

٦۔ اسمِ ضمیر
(Pronoun)

ضمیر وہ مختصر سا لفظ ہے جو کسی نام کی جگہ بولا جائے۔اور وہ یا تو :

☆ متکلم (بات کرنیوالا) کے لئے ہو : أَنَا (میں) نَحْنُ (ہم)۔ یا

☆ مخاطَب (جس سے بات کی جائے) کے لئے : أَنْتَ (تو) أَنْتُمْ (تم) یا

☆ غائب (وہ شخص یا چیز جس کا ذکر کیا جائے) کے لئے ہو : هُوَ (وہ) هُمَا (وہ دو) هُمْ (وہ سب)

لفظی صورت کے لحاظ سے ضمیر کی دو قسمیں ہیں:

ا۔ ضمیر منفصل:

وہ ہے جو مستقل ہوتی ہے اور علیحدہ وجود رکھتی ہے جیسے: هُوَ (وہ) أَنْتَ (تو) أَنَا (میں)

۲۔ ضمیر متصل:

وہ ہے جو نہ مستقل ہوتی ہے اور نہ ہی علیحدہ وجود رکھتی ہے بلکہ فعل یا اسم کے ساتھ مل کر معنی دیتی ہے جیسے: ضَرَبْتَ (تو نے مارا) اس میں تَ مفتوح ضمیر ہے۔ یہ سب ضمائر مبنی ہوتی ہیں یعنی ان کا اعراب تبدیل نہیں ہوتا مگر استعمال کے اعتبار سے ان کی تین قسمیں ہو جاتی ہیں:

ا۔ مرفوع : جو فاعل یا مبتدا واقع ہوں جیسے: هُوَ (وہ) كَتَبَ (اس نے لکھا)

۲۔ منصوب : جو مفعول ہوں یا کسی وجہ سے حالتِ نصبی میں واقع ہوں

جیسے : عَلَّمَهُ (اُس نے اسے سکھایا)

marfat.com

۳۔ مجرور　:　جو حرفِ جر کے بعد یا مضاف کے بعد واقع ہوں

ان میں سے مرفوع اور منصوب ضمیریں متصل بھی ہوتی ہیں اور منفصل بھی مگر مجرور صرف متصل ہوا کرتی ہیں اس طرح ضمائر کی پانچ قسمیں ہو جاتی ہیں۔

۱۔ ضمیر مرفوع مُتَّصِل: وہ ضمیریں جن سے افعال کے مختلف صیغے بنتے ہیں جیسے:

كَتَبَ (اس نے لکھا)	كَتَبَا (اُن دو نے لکھا)	كَتَبُوْا (ان سب نے لکھا)
كَتَبَتْ (اس عورت نے لکھا)	كَتَبَتَا (ان دو عورتوں نے لکھا)	كَتَبْنَ (ان سب عورتوں نے لکھا)
كَتَبْتَ (تو نے لکھا)	كَتَبْتُمَا (تم دو نے لکھا)	كَتَبْتُمْ (تم سب نے لکھا)
كَتَبْتِ (تو عورت نے لکھا)	كَتَبْتُمَا (تم دو عورتوں نے لکھا)	كَتَبْتُنَّ (تم سب عورتوں نے لکھا)
كَتَبْتُ (میں نے لکھا)	————	كَتَبْنَا (ہم نے لکھا)

(ان صیغوں میں تَ، تُ، تُما، تُمْ، نا وغیرہ ضمائر ہیں)

۲) ضمیر مرفوع مُنْفَصِل:۔

هُوَ	هُمَا	هُمْ
هِيَ	هُمَا	هُنَّ
اَنْتَ	اَنْتُمَا	اَنْتُمْ
اَنْتِ	اَنْتُمَا	اَنْتُنَّ
اَنَا	————	نَحْنُ

marfat.com

٣) ضمیر منصوب مُتَّصِل:

ضَرَبَهُ (ہ)	ضَرَبَهُمَا (هُمَا)	ضَرَبَهُمْ (هُمْ)
ضَرَبَهَا (هَا)	ضَرَبَهُمَا (هما)	ضَرَبَهُنَّ (هُنَّ)
ضَرَبَكَ (كَ)	ضَرَبَكُمَا (كُمَا)	ضَرَبَكُمْ (كُمْ)
ضَرَبَكِ (كِ)	ضَرَبَكُمَا (كُمَا)	ضَرَبَكُنَّ (كُنَّ)
ضَرَبَنِی (ی)	———	ضَرَبَنَا (نا)

۴) ضمیر منصوب مُنفَصِل:

اِیَّاهُ	اِیَّاهُمَا	اِیَّاهُمْ
اِیَّاهَا	اِیَّاهُمَا	اِیَّاهُنَّ
اِیَّاكَ	اِیَّاكُمَا	اِیَّاكُمْ
اِیَّاكِ	اِیَّاكُمَا	اِیَّاكُنَّ
اِیَّایَ	———	اِیَّانَا

۵) ضمیر مجرور مُتَّصِل:۔

لَهُ	لَهُمَا	لَهُمْ
لَهَا	لَهُمَا	لَهُنَّ
لَكَ	لَكُمَا	لَكُمْ
لَكِ	لَكُمَا	لَكُنَّ
لِیْ	———	لَنَا

marfat.com

جہاں تک ممکن ہو ضمائر متصلہ کا ہی استعمال کرنا چاہیے۔ جب متصلہ کا استعمال مشکل ہو یا منفصلہ کے بغیر خاص مقصد حاصل نہ ہوتا ہو تو منفصلہ کا استعمال کرنا پڑتا ہے مثلاً ضمیر مرفوع منفصل کا استعمال اکثر جملے کے شروع میں ہوتا ہے جہاں ضمیر متصل آ ہی نہیں سکتی جیسے: ھُوَ رَجُل" (وہ ایک مرد ہے) یا تاکید کے لئے جیسے: ذَھَبْتَ اَنْتَ (تو ہی گیا)' جبکہ ضمیر منصوب منفصل کا استعمال اکثر تاکید یا تخصیص کے لئے ہوا کرتا ہے جیسے: اِیَّاکَ نَعْبُدُ (ہم خاص تجھی کی عبادت کرتے ہیں) اور ضمیر مجرور تو منفصل ہوتی ہی نہیں۔

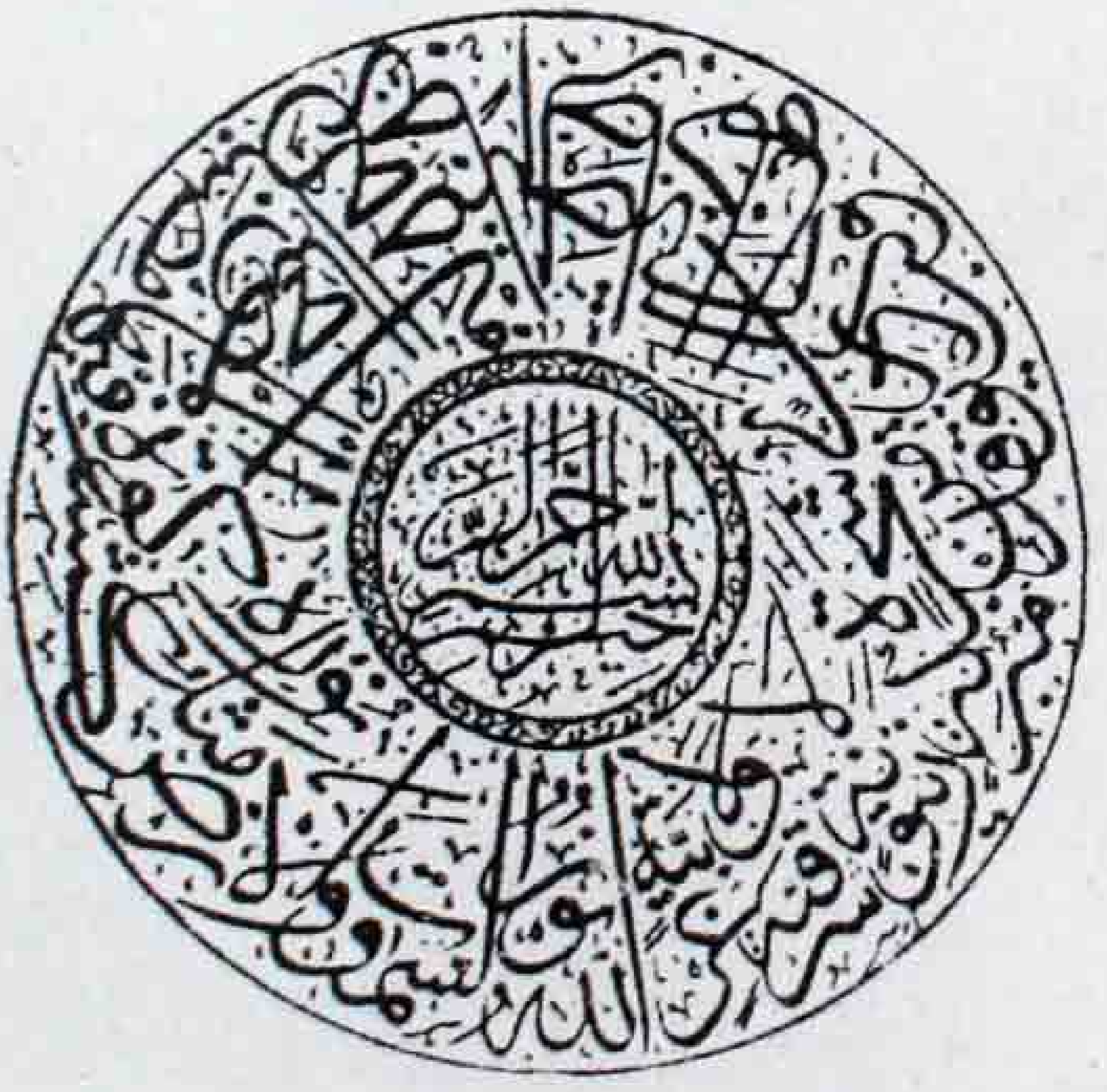

marfat.com

۷۔ حروف الجرّ (Prepositions)

اردو میں اجزائے کلام تین ہوتے ہیں: اسم، فعل اور حرف۔ اردو میں حرف کی مثالیں یہ ہیں: تک۔ میں۔ سے۔ پر۔ کو

عربی میں ان حروف کو حروف الجرّ کہا جاتا ہے۔ اردو کے برعکس عربی میں یہ اسم کے شروع میں آتے ہیں جیسے: مِنَ الْبَیْتِ اِلَی الْمَسْجِدِ (گھر سے مسجد تک)۔ عربی میں ان حروف کو حروف الجرّ کہنے کی وجہ یہ ہے کہ یہ جس اسم پر داخل ہوتے ہیں اس پر جرّ (ِ ٍ) آجاتی ہے گویا وہ اسم مجرور ہو جاتا ہے۔ حروف الجرّ کی تعداد سترہ ہے جو مندرجہ ذیل ہیں:

۱) بِ (ساتھ اور قسم کے لئے) جیسے : کَتَبْتُ بِالْقَلَمِ (میں نے قلم کے ساتھ لکھا)
بِاللّٰهِ اَنَا صَادِقٌ" (بخدا میں سچا ہوں)

۲) تَ (قسم کے لئے) جیسے : تَاللّٰهِ لَاَضْرِبَنَّ زَیْدًا (اللہ کی قسم میں ضرور زید کو ماروں گا)

۳) كَ (مانند، مثل) جیسے : خَالِدٌ" كَالْاَسَدِ (خالد شیر کی طرح ہے)

۴) لِ (لئے، برائے) جیسے : هٰذَا الْكِتَابُ لِزَیْدٍ (یہ کتاب زید کے لئے ہے)

۵) وَ (قسم کے لئے) جیسے : وَاللّٰهِ لَاَذْهَبَنَّ هُنَاكَ (بخدا میں وہاں ضرور جاؤں گا)

۶۔۷) مُنْذُ / مُذْ (اس وقت سے) : جیسے هُوَ غَائِبٌ" مُنْذُ / مُذْیَوْمِ الْجُمُعَةِ
(وہ جمعہ کے دن سے غائب ہے)

۸۔۹۔۱۰) خَلَا / عَدَا / حَاشَا (سوائے): جَاءَ الطُّلَّابُ خَلَا زَیْدٍ / عَدَا زَیْدٍ / حَاشَا زَیْدٍ
(زید کے سوا سب طالب علم آئے)

marfat.com

۱۱) رُبَّ (بہت سے) جیسے : رُبَّ رَجُلٍ لَقِيتُهُ (میں بہت سے لوگوں سے ملا)

۱۲) مِنْ (سے) جیسے : اَلْبَابُ قَرِيبٌ مِنَ السَّبُّورَةِ
(دروازہ تختہ سیاہ سے قریب ہے)

۱۳) فِیْ (میں) جیسے : اَلْاِمَامُ فِی الْمَسْجِدِ (امام، مسجد میں ہے)

۱۴) عَنْ (سے) جیسے : اَلنَّافِذَةُ بَعِيدَةٌ عَنِ السَّبُّورَةِ
(کھڑکی تختہ سیاہ سے دور ہے)

۱۵) اِلیٰ (طرف، تک) جیسے : ذَهَبَ مَحْمُودٌ اِلَی الْبَيْتِ (محمود گھر تک گیا)

۱۶) حَتّٰی (تک) جیسے : لَعِبْتُ حَتَّی الْمَسَاءِ (میں شام تک کھیلا)

۱۷) عَلیٰ (پر) جیسے : اَلْكِتَابُ عَلَى الْمِنْضَدَةِ (کتاب میز پر ہے)

marfat.com

تدریبات

۱) کلمات استفہام کون کون سے ہیں، مثالوں سے واضح کریں؟

۲) مندرجہ ذیل جملوں میں مناسب اسم موصول کے ساتھ خالی جگہ پر کریں؟

i) جَاءَ الطَّالِبَانِ .... نَجَحَافِی الاِمتِحَانِ

ii) قَدْنَجَحَ التَّلَامِیْذُ......... حَفِظُوْا دُرُوْسَهُمْ

iii) قَطَفْتُ الْوَرْدَةَ........... تَفَتَّحَتْ

iv) نَحْنُ.................. بَایَعُوْا مُحَمَّداً

۳) مندرجہ ذیل جملوں میں سے ضمائر الگ کریں؟

الف) اَنْتَ تَأْمُرُ و نَحْنُ نُطِیْعُ

ب) اَلشَّمْسُ وَالْقَمَرُ هُمَا الْمَصْدَرُ الْاَکْبَرُ لِلضِّیَاءِ

ج) اَلزُّرَّاعُ وَالصُّنَّاعُ هُمْ اَسَاسُ الثَّرْوَةِ

د) اَنْتُمْ رِجَالُ الْغَدِ

۴) مندرجہ ذیل جملہ میں ضمیر متکلم کو تمام ضمائر مرفوع منفصل میں بدلیں اور خبر اس کے مطابق بنائیں؟

اَنَا مُجْتَهِدٌ

۵) حروف الجرّ کون کون سے ہیں۔ان کے معانی مع امثلہ بیان کریں؟

marfat.com

۸۔ جملہ اور اس کے اجزائے ترکیبی

ایک سے زائد الفاظ کے مرکب سے اگر بات پوری طرح سمجھ میں آ جائے تو اسے جملہ کہا جاتا ہے جملے کا آغاز جب ایسے لفظ سے ہو رہا ہو جو اسم ہے تو اسے جملہ اسمیہ کہا جائے گا جیسے: خَالِدٌ طَبِیْبٌ (خالد ایک ڈاکٹر ہے) اور خَالِدٌ ذَھَبَ (خالد چلا گیا)۔

جملہ اسمیہ:۔ جملہ اسمیہ دو بڑے اجزاء پر مشتمل ہوتا ہے۔ پہلے جز کو مبتدا کہتے ہیں یعنی مقامِ آغاز کیونکہ مبتدا کے لفظی معنی شروع کرنے کی جگہ اور نقطۂ آغاز کے ہیں۔ جملہ اسمیہ کے دوسرے جز کو خبر (بمعنی اطلاع یا بیان) کہتے ہیں۔ مبتدا عموماً معرفہ ہونا چاہیے اور خبر نکرہ۔ اوپر کی دونوں مثالوں میں خالد مبتدا ہے اور طَبِیْبٌ اور ذَھَبَ خبر ہے۔

مبتدا اور خبر کے سلسلے میں تین باتیں یاد رکھئے:۔

۱) مبتدا اور خبر ہمیشہ مرفوع ہوتے ہیں۔

۲) مذکر یا مؤنث ہونے میں مبتدا اور خبر میں مطابقت و یکسانیت ضروری ہے یعنی جب مبتدا مذکر ہو تو اس کی خبر بھی مذکر ہی ہوگی جیسے خَالِدٌ طَبِیْبٌ (خالد ایک ڈاکٹر ہے) اور جب مبتدا مؤنث ہو تو خبر بھی مؤنث ہونی چاہیے جیسے خَالِدَةٌ طَبِیْبَةٌ (خالدہ ایک ڈاکٹر ہے)۔

۳) مبتدا کبھی تو اسم معرفہ ہوتا ہے جیسا کہ آپ نے اوپر کی چند مثالوں میں دیکھ لیا ہے اور کبھی مُعرّف باللام ہوتا ہے یعنی جب کوئی ایسا اسم مبتدا بن رہا ہو جو نکرہ ہو تو اس کے شروع میں الف لام (ال) لگا کر اسے معرفہ بنا لیا جاتا ہے جیسے: مُعلّم عالم ہے۔ اس کو آپ عربی میں یوں ادا کریں گے: اَلْمُعَلِّمُ عَالِمٌ۔ اسی طرح مبتدا کبھی اسم ضمیر ہوتا ہے جیسے ھُوَ عَالِمٌ۔ ھِیَ عَالِمَةٌ۔ اَنْتَ عَالِمٌ۔ اور کبھی مبتدا اسم اشارہ کی شکل میں ہوتا ہے جیسے: ذلك کتاب (وہ ایک

marfat.com

کتاب ہے) ھذا قَلَم" (یہ ایک قلم ہے)۔

ذیل کے جملوں کو غور سے پڑھیے اور اردو ترجمے سے ان کا مقابلہ کیجئے۔

اَحْمَدُ طَبِیْبٌ	(احمد ایک ڈاکٹر ہے)	خَالِدُ مُعَلِّمٌ	(خالد ایک استاد ہے)
اَلْغُرْفَةُ وَاسِعَةٌ	(کمرہ کشادہ ہے)	اَلثَّوْبُ وَسِخٌ	(کپڑا میلا ہے)
اَلْبَیْتُ صَغِیْرٌ	(گھر چھوٹا ہے)	اَلْمَدِیْنَةُ کَبِیْرَةٌ	(شہر بڑا ہے)
هُوَ باکستانِیٌّ	(وہ ایک پاکستانی ہے)	هٰذَا سَعُوْدِیٌّ	(یہ ایک سعودی ہے)
هِیَ مِصْرِیَّةٌ	(وہ (عورت) مصری ہے)	ذٰلِكَ اَفْغَانِیٌّ	(وہ ایک افغان ہے)
اَلسَّفَرُ طَوِیْلٌ	(سفر لمبا ہے)		

اَلْعَالِمُ غَنِیٌّ وَالْجَاهِلُ فَقِیْرٌ (عالم مالدار ہے اوران پڑھ غریب ہے)

ذٰلِكَ اَمْرِیْكِیٌّ و هٰذَا فَرَنْسِیٌّ (وہ ایک امریکی ہے اور یہ ایک فرانسیسی ہے)

هُوَ عِرَاقِیٌّ وَهِیَ صِیْنِیَّةٌ (وہ ایک عراقی ہے اور وہ (عورت) چینی ہے)

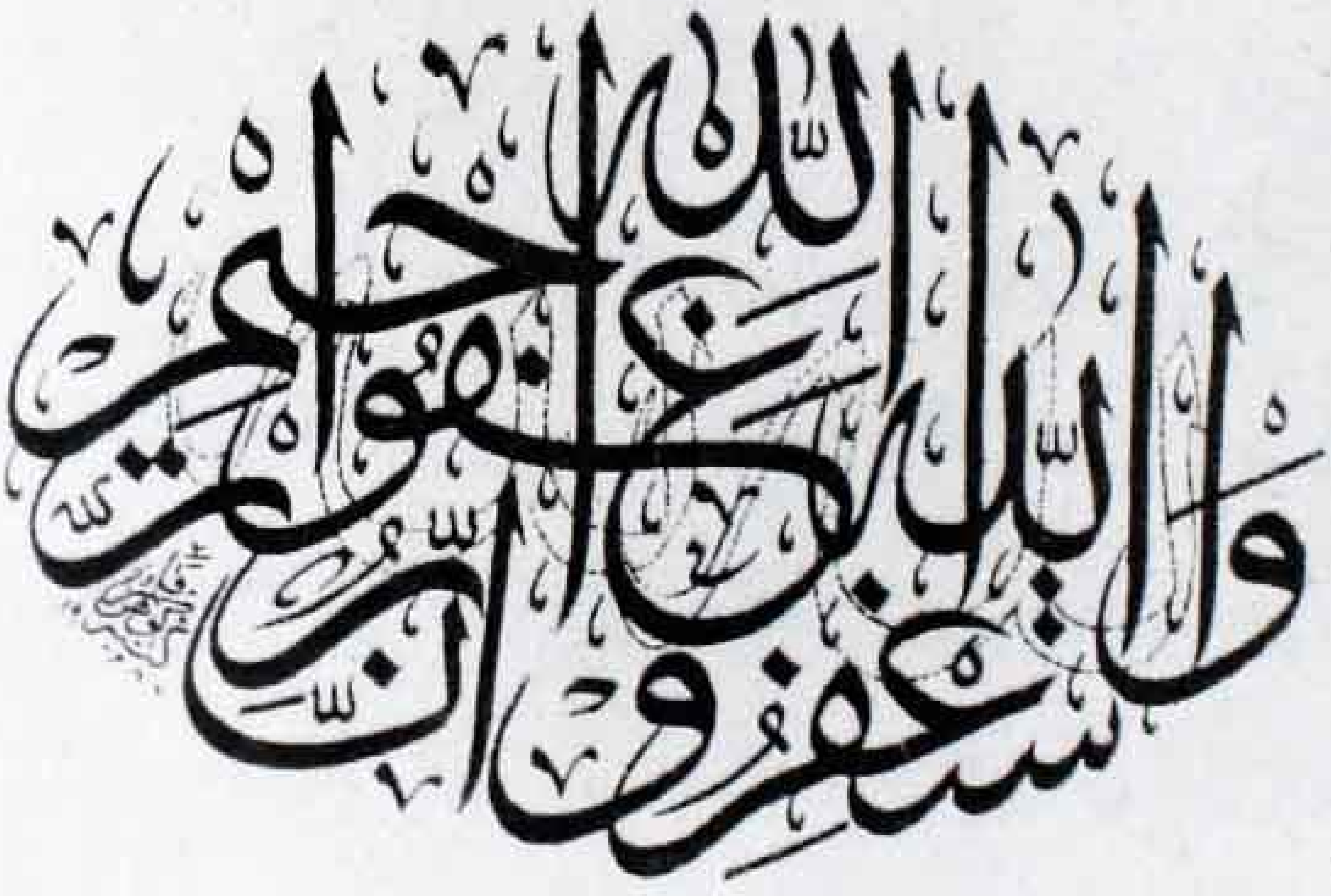

marfat.com

۹۔ متعلقات جملہ

ابھی ذکر کیا گیا ہے کہ جملہ اسمیہ خبریہ کے بنیادی اجزائے ترکیبی دو ہیں: مبتدا اور خبر' اسی طرح جملہ فعلیہ خبریہ کے بنیادی اجزاء فعل' فاعل اور مفعول ہیں۔ لیکن کچھ ایسی تراکیب بھی جملے کے اجزاء میں شامل ہوتی ہیں جن کا تعلق اس کے بنیادی اجزاء میں سے کسی ایک جز کے ساتھ ہوتا ہے۔ ان اضافی اجزاء کو متعلقات جملہ سے تعبیر کیا جا سکتا ہے۔ ان میں سے چند اہم درج ذیل ہیں۔

۱) **ترکیب اضافی:** ۔ اہم متعلقات جملہ میں سے ایک ترکیب اضافی ہے جسے مرکب اضافی بھی کہا جاتا ہے۔ اس میں دو یا زیادہ الفاظ اسی طرح جوڑے جاتے ہیں کہ ان میں سے پہلا لفظ بعد میں آنے والے لفظ کی ملکیت یا اس سے ماخوذ معلوم ہوتا ہے مثلاً: قَلَمُ خَالِدٍ (خالد کا قلم) اور خَاتَمُ ذَهَبٍ (سونے کی انگوٹھی) قواعد کی رو سے پہلا لفظ مضاف اور دوسرا مضاف الیہ کہلاتا ہے۔ ترکیب اضافی کے سلسلے میں چند باتیں یاد رکھنے کی ضرورت ہے۔

۱) اردو میں ترکیب اضافی کی پہچان یہ ہے کہ اس میں کا' کے' کی' میں سے کوئی ایک حرف آتا ہے جیسے خالد کا قلم' خالد کے دوست' خالد کی ماں

۲) جو لفظ مضاف واقع ہوتا ہے اس پر نہ تو تنوین آتی ہے اور نہ اس کے شروع میں (اَلْ) آ سکتا ہے۔

۳) مضاف الیہ ہمیشہ مجرور ہوتا ہے یعنی آخری حرف کے نیچے زیر ہونی چاہیے۔

۴) کبھی ایک لفظ بیک وقت مضاف بھی ہوتا ہے اور مضاف الیہ بھی' اور یہ اس صورت میں ہوتا ہے جب ترکیب اضافی دو سے زیادہ لفظوں پر مشتمل ہوتی ہے جیسے: وَرَقُ کِتَابِ خَالِدٍ (خالد کی کتاب کا کاغذ)

۵) کبھی اسم ضمیر بھی مضاف الیہ واقع ہوتا ہے۔ جو ضمائر مضاف الیہ واقع ہوتی ہیں انہیں ضمائر مجرورہ کہا جاتا ہے مثلاً کِتَابُهٗ　کِتَابُهُمَا　کِتَابُهُمْ

marfat.com

۶) اگر دو یا زیادہ لفظوں کو ایک ہی اسم کی طرف مضاف کرنا ہو تو پہلے ایک لفظ کے ساتھ تو اس کو جوڑیں گے مگر دوسرے لفظ کے ساتھ مضاف الیہ کی جگہ مناسب ضمیر استعمال کی جائے گی مثلاً آپ کہنا چاہتے ہیں کہ : خالد کی ماں اور بھائی۔ تو اسے عربی میں یوں ادا کریں گے: اُمُّ خَالِدٍ و اِخْوَتُہٗ اگر آپ یہ کہنا چاہیں کہ : فاطمہ کی بہن اور شوہر تو اسے عربی میں آپ یوں کہیں گے : اُخْتُ فَاطِمة و زَوْجُہَا۔

۲) **ترکیب توصیفی :۔** ترکیب توصیفی (جسے مرکب توصیفی یا وصفی بھی کہا جاتا ہے) بھی دو یا زیادہ لفظوں پر مشتمل ہوتی ہے۔ اس میں پہلا لفظ موصوف اور بعد میں آنے والا لفظ یا الفاظ صفت کہلاتے ہیں صفت سے مراد ایک ایسا لفظ ہوتا ہے جو موصوف کی کوئی کیفیت یعنی اچھائی یا برائی کو واضح کرتا ہے مثلاً: اَلْقَلَمُ الْجَدِیْدُ (نیا قلم) اَلْقَلَمُ الْجَدِیْدُ الْجَمِیْلُ (نیا خوبصورت قلم) ان دونوں مثالوں میں پہلا لفظ یعنی اَلْقَلَمُ موصوف ہے اور اَلْجَدِیْدُ یا اَلْجَدِیْدُ الْجَمِیْلُ صفت کہلائیں گے۔ ان دو مثالوں سے یہ بھی واضح ہو گیا کہ عربی میں پہلے موصوف آتا ہے اور اردو میں پہلے صفت آتی ہے۔ اسی طرح ایک ہی موصوف کی ایک سے زیادہ صفات بھی آسکتی ہیں۔

ترکیب توصیفی کے بارے میں دو باتیں خاص طور پر یاد رکھنے کی ضرورت ہے۔ ایک تو یہ کہ موصوف اور صفت مندرجہ ذیل چار باتوں میں متفق اور یکساں ہونے چاہیں:۔

۱) **تعریف و تنکیر :۔** یعنی اگر موصوف نکرہ ہو تو صفت بھی نکرہ اور اگر موصوف معرفہ ہو تو صفت بھی معرفہ ہو گی مثلاً: اَلرَّجُلُ الطَّوِیْلُ (لمبا آدمی) رَجُلٌ طَوِیْلٌ (لمبا آدمی)

marfat.com

۲) تذکیر و تانیث:۔ یعنی مذکر یا مونث ہونے میں بھی صفت و موصوف کو یکساں ہونا چاہیے۔ مثلاً:
اَلرَّجُلُ الصَّالِحُ (نیک آدمی) اَلْمَرْأَۃُ الصَّالِحَۃُ (نیک عورت)

۳) تعداد :۔ جب موصوف واحد، تثنیہ یا جمع کی شکل میں ہو تو صفت بھی اس کے مطابق ہوگی مثلاً:
اَلرَّجُلُ الصَّادِقُ (سچا آدمی) اَلرَّجُلاَنِ الصَّادِقَانِ (دو سچے آدمی)
اَلرِّجَالُ الصَّادِقُوْنَ (سچے آدمی)
اس سلسلے میں ایک ضروری بات یہ ہے کہ جب ایسے الفاظ جمع کی شکل میں موصوف واقع ہوں جو غیر عاقل کے لئے بولے جاتے ہیں جیسے: قلم، کتاب، مدینۃ وغیرہ تو ان کی صفت واحد مونث کی شکل میں آئے گی مثلاً :
اَلْکُتُبُ الْقُدَمَاءُ (پرانی کتابیں) غلط ہوگا اور اَلْکُتُبُ الْقَدِیْمَۃُ ۔
اَلْاَقْلاَمُ الْجَدِیْدَۃُ (نئے قلم) اور اَلْمُدُنُ الْکَبِیْرَۃُ (بڑے شہر) صحیح ہے۔

۴) اِعراب:۔ یعنی رفع، نصب، جر (پیش، زبر، زیر) میں بھی موصوف صفت باہم مطابق ہوں گے۔
مرکب توصیفی کے سلسلے میں دوسری اہم بات یہ ہے کہ کبھی کبھی ترکیب توصیفی اور ترکیب اضافی اکٹھی ہو جاتی ہیں۔ اس کی دو صورتیں ہوتی ہیں۔ ایک تو یہ کہ موصوف ترکیب اضافی کی صورت میں ہوتا ہے اس صورت میں صفت کا معرفہ ہونا لازمی ہوگا اور صفت کا اعراب مضاف کے مطابق ہوگا نہ کہ مضاف الیہ کے مثلاً: قَلَمُ الرَّجُلِ الثَّمِیْنُ (آدمی کا قیمتی قلم)۔ اس مثال میں اَلثَّمِیْنُ قلم کی صفت ہے اس لئے اس کا اعراب بھی اس کے مطابق ہوگا اور اَلرَّجُلِ (جو مضاف الیہ ہے) کے مطابق نہیں ہوگا۔ دوسری صورت یہ ہے کہ ترکیب توصیفی مضاف الیہ کی شکل میں مذکور ہوتی ہے مثلاً: وَرَقُ الْکِتَابِ

marfat.com

الْجَدِیْدِ (نئی کتاب کا کاغذ)۔ وَلَدُ الْاُمِّ الصَّالِحَۃِ (نیک ماں کا بیٹا)۔

۳) **الترکیب الاشاری:۔** ترکیب اشاری سے مراد ایک ایسا مرکب ہے جو اسم اشارہ اور مُشَارٌ الیہ سے مل کر بنا ہو مثلاً: ھٰذَا الْقَلَمُ (یہ قلم) اس میں ھٰذا اسم اشارہ اور اَلْقَلَمُ مشار الیہ ہے۔ عربی میں قریب و بعید، مذکر مؤنث اور واحد، تثنیہ یا جمع کے لئے الگ الگ اسمائے اشارہ استعمال ہوتے ہیں:۔

	واحد	تثنیہ	جمع
مذکر قریب کے لئے	ھٰذَا	ھٰذَانِ / ھٰذَیْنِ	ھٰؤُلَاءِ
مؤنث قریب کے لئے	ھٰذِہٖ	ھَاتَانِ / ھَاتَیْنِ	ھٰؤُلَاءِ
مذکر بعید کے لئے	ذَالِکَ	ذَانِکَ / ذَیْنِکَ	اُولٰئِکَ
مؤنث بعید کے لئے	تِلْکَ	تَانِکَ / تَیْنِکَ	اُولٰئِکَ

ترکیب اشاری کے سلسلے میں دو باتیں اچھی طرح ذہن نشین کر لیجئے۔ ایک تو یہ کہ ترکیب اشاری کے لئے ضروری ہے کہ اس میں مشار الیہ، الف لام (اَل) کے ساتھ ہو ورنہ مرکب اشاری جملے میں تبدیل ہو جاتا ہے مثلاً: ھٰذَا الرَّجُلُ (یہ آدمی) ترکیب اشاری ہے مگر ھٰذَا رَجُلٌ (یہ ایک آدمی ہے) جملہ بن جائے گا۔

اور دوسری بات یہ ہے کہ مُشار الیہ اگر ترکیب اضافی کی شکل میں ہو تو اسمِ اشارہ پہلے آنے کے بجائے بعد میں آئے گا مثلاً: آپ کہنا چاہتے ہیں کہ "میری یہ بہن" تو اسے عربی میں یوں کہیں گے: اُخْتِی ھٰذِہٖ ۔ اگر آپ اسے الٹ دیں تو یہ ترکیب اشاری نہیں رہے گی بلکہ جملہ بن جائے گا اور ھٰذِہٖ اُخْتِی کا مطلب ہوگا: یہ میری بہن ہے۔

ترکیب عددی:۔ گفتگو میں عدد یا گنتی کی اہمیت محتاجِ بیان نہیں یہ ایک ایسا مرکب ہے جو عدد (Figure) اور معدود (شمار کی جانے والی شئے) سے بنتا ہے۔ معدود کو تمیز بھی کہتے ہیں۔ گنتی یا اعداد کا استعمال

marfat.com

ایک نازک معاملہ ہے اس لئے اس پر خصوصی توجہ کی ضرورت ہے۔

عربی میں دس تک گنتی یوں ہے:

۱) وَاحِدٌ ۲) اِثْنَانِ ۳) ثَلَاثٌ ۴) اَرْبَعٌ ۵) خَمْسٌ

۶) سِتٌّ ۷) سَبْعٌ ۸) ثَمَانِیَ ۹) تِسْعٌ ۱۰) عَشْرٌ

یہ اعداد مذکر شکل میں لکھے گئے ہیں اگر آپ انہیں مؤنث کی شکل دینا چاہیں تو ہر ایک کے آخر میں گول تاء (ۃ) لگادیں جیسے: وَاحِدٌ سے وَاحِدَۃٌ اور ثَلَاثٌ سے ثَلَاثَۃٌ۔ سوائے اِثْنَانِ کے کیونکہ اس کی مؤنث اِثْنَتَانِ ہے۔

عدد کی ایک صورت وہ ہے جو ترتیب کے لئے استعمال ہوتی ہے جیسے پہلا، دوسرا، تیسرا وغیرہ، عربی میں ترتیبی گنتی دس تک یوں ہے:۔

۱) اَلْاَوَّلُ ۲) اَلثَّانِیْ ۳) اَلثَّالِثُ ۴) اَلرَّابِعُ ۵) اَلْخَامِسُ

۶) اَلسَّادِسُ ۷) اَلسَّابِعُ ۸) اَلثَّامِنُ ۹) اَلتَّاسِعُ ۱۰) اَلْعَاشِرُ

یہ اعداد مذکر کی شکل میں ہیں۔ موںث بنانا ہو تو ان کے آخر میں بھی علامت تانیث یعنی گول تاء (ۃ) بڑھادیں۔ سوائے اَوَّلُ کے کہ اس کی موںث اُوْلیٰ ہے۔

گیارہ سے انیس تک عربی گنتی اس طرح ہے:

۱۱) اَحَدَ عَشَرَ ۱۲) اِثْنَا عَشَرَ ۱۳) ثَلَاثَ عَشَرَ ۱۴) اَرْبَعَ عَشَر

۱۵) خَمْسَ عَشَرَ ۱۶) سِتَّ عَشَرَ ۱۷) سَبْعَ عَشَرَ ۱۸) ثَمَانِیَ عَشَرَ

۱۹) تِسْعَ عَشَرَ

marfat.com

عربی میں دہائیاں یوں ہیں:

۲۰) عِشْرُوْنَ ۳۰) ثَلَاثُوْنَ ۴۰) اَرْبَعُوْنَ ۵۰) خَمْسُوْنَ

۶۰) سِتُّوْنَ ۷۰) سَبْعُوْنَ ۸۰) ثَمَانُوْنَ ۹۰) تِسْعُوْنَ

اکیس سے ننانوے تک گننے کا طریقہ یہ کہ پہلے اکائی بولی جاتی ہے، درمیان میں حرف عطف (واؤ) استعمال ہوتا ہے اور پھر دہائی آتی ہے مثلاً: وَاحِد" وَ عِشْرُوْنَ (۲۱)، اِثْنَانِ وَ عِشْرُوْنَ (۲۲)، اسی طرح وَاحِد" وَ ثَلَاثُوْنَ اور وَاحِد" وَ اَرْبَعُوْنَ

عربی میں سو کو مِئَةٌ (جمع: مِئَاتٌ)۔ ہزار کو اَلْفٌ (جمع: آلَافٌ)۔ ایک لاکھ کو مِئَةُ اَلْفٍ اور دس لاکھ کو اَلْفُ اَلْفٍ کہتے ہیں۔ جدید عربی میں مِلْيُوْن (دس لاکھ) جمع مَلَايِيْن بھی استعمال ہوتا ہے۔ چنانچہ ایک کروڑ کہنا ہو تو عَشَرَةُ مَلَايِيْنَ بولتے ہیں۔

ان اعداد کے استعمال کو آسانی سے سمجھنے اور یاد رکھنے کے لئے انہیں پانچ گروپس یا اقسام میں تقسیم کر سکتے ہیں:

۱) وَاحِدٌ اور اِثْنَانِ کے اعداد عموماً استعمال کرنے کی ضرورت پیش نہیں آتی کیونکہ اسم نکرہ کی تنوین (دو زبر، دو زیر، دو پیش) سے ایک کا مطلب نکل آتا ہے اور تثنیہ کے الف اور نون (ان) سے دو کا مفہوم پیدا ہو جاتا ہے مثلاً: کِتَابٌ کا مطلب ہے ایک کتاب اور کِتَابَانِ کے معنی دو کتابیں۔

۲) ثَلَاثٌ سے عَشَرَ تک گنتی کے استعمال کے سلسلے میں دو اصول یاد رکھیے!

(الف) یہ گنتی ترکیب اضافی کی شکل میں استعمال ہوتی ہے یعنی عدد مضاف ہوتا ہے اور معدود مضاف الیہ اور جمع کی شکل میں ہوتا ہے۔

(ب) عدد ہمیشہ معدود کے برعکس ہوتا ہے یعنی اگر معدود مذکر ہے تو عدد مؤنث ہوگا اور اگر معدود مؤنث ہے تو عدد مذکر ہوگا مثلاً: تین مرد کی عربی ہوگی: ثَلَاثَةُ رِجَالٍ (ثَلَاثُ رِجَالٍ غلط ہوگا) اور تین عورتیں

marfat.com

کہنا ہو تو کہیں گے: ثَلاثُ نِسْوَةٍ (یا نِسَاءٍ)

۳) گیارہ سے انیس تک کی گنتی کے لئے چار اصول پیش نظر رکھیے:۔

(الف) گیارہ اور بارہ میں عدد اور معدود ایک دوسرے کے مطابق ہوں گے۔

مثلاً: اَحَدَ عَشَرَ کَوْکَباً (گیارہ ستارے) اِثْنَتَا عَشْرَةَ عَیْناً (بارہ چشمے) عَیْنٌ (چشمہ) عربی میں مؤنث ہے۔

(ب) لفظ عَشَرَ ہمیشہ معدود کے مطابق ہوگا۔

(ج) مگر ثَلَاثُ سے تِسْعُ تک کی اکائیاں معدود کے برعکس ہوں گی۔

(د) معدود ہمیشہ واحد کی صورت میں آئے گا اور منصوب ہوگا۔

(۴) عِشْرُوْنَ سے تِسْعُ وَّتِسْعُوْنَ (۹۹) تک کی گنتی کے بھی وہی اصول اور احکام ہیں جو گیارہ سے انیس تک کی گنتی کے سلسلے میں ابھی بیان ہوئے ہیں۔

(۵) مِئَةُ اَلْفِ اور مِلْیُوْنَ میں معدود/تمیز واحد اور مجرور ہوتی ہے اور مذکر و مؤنث میں کوئی فرق و امتیاز نہیں ہے۔

مثالیں:۔ ثَلَاثَةُ اَقْلَامٍ (تین قلمیں)، اَرْبَعُ سَنَوَاتٍ (چار سال)، اِحْدٰی عَشْرَةَ دَجَاجَةً (گیارہ مرغیاں)، ثَلَاثٌ وَ اَرْبَعُوْنَ رُوْبِیَةً (تینتالیس روپے)، خَمْسُوْنَ رِیَالاً وَ سَبْعُوْنَ دِیْنَاراً (پچاس ریال اور ستر دینار)، اَرْبَعَةُ اَیَّامٍ وَّخَمْسُ سَاعَاتٍ (چار دن اور پانچ گھنٹے)، خَمْسُ مِئَةِ طَالِبٍ (پانچ سو طالب علم)، اَلْفُ اِمْرَاَةٍ (ہزار خواتین)، مِلْیُوْنَ جُنْدِیٍ (دس لاکھ سپاہی)، مِئَةُ مِلْیُوْنَ مُسْلِمٍ (دس کروڑ مسلمان)

marfat.com

۱۰۔ جملہ فعلیہ

جملہ خبریہ کی دوسری قسم جملہ فعلیہ ہے جس کا آغاز فعل سے ہوتا ہے جیسے:۔

كَتَبَ خَالِدٌ "(حامد نے لکھا) سَمِعَ طَارِقٌ "(طارق نے سنا) ذَهَبَ فَرِيدٌ" (فرید چلا گیا)

جملہ فعلیہ کے سلسلے میں مندرجہ ذیل امور ذہن نشین کر لینا بہت ضروری ہے:۔

۱) فعل کی مشہور قسمیں چار ہیں: (الف) ماضی (ب) مضارع (جو حال اور مستقبل کے لئے استعمال ہوتا ہے) (ج) امر (د) نہی

۲) جس فعل میں صرف فاعل (یعنی کام کرنے والے) کی ضرورت ہو اسے فعل لازم کہا جاتا ہے جیسے صَلُحَ مَحْمُودٌ" (محمود ٹھیک ہو گیا) لیکن جہاں فعل اور فاعل کے علاوہ مفعول (جس پر کام ہوا) کی بھی ضرورت ہو تو اسے فعل متعدی کہا جاتا ہے جیسے: كَتَبَ خَالِدٌ" (خالد نے لکھا) اگر آپ غور کریں تو محسوس ہوگا کہ یہاں بات مکمل نہیں ہو رہی بلکہ یہ سوال کیا جا سکتا ہے کہ خالد نے کیا لکھا؟ اس لئے یہ جملہ یوں مکمل ہوگا: كَتَبَ خَالِدٌ" رِسَالَةً (خالد نے خط لکھا)

۳) كَتَبَ خَالِدٌ" رِسَالَةً" کی مثال پر اگر آپ دوبارہ نظر ڈالیں تو معلوم ہوگا کہ فاعل (اس مثال میں خَالِدٌ" فاعل ہے) مفعول سے پہلے آتا ہے اور اس پر ضمہ (پیش) ہوتا ہے جبکہ مفعول (اس مثال میں رِسَالَةً مفعول ہے) فاعل کے بعد آتا ہے اور اس پر فتحہ (زبر) ہوتی ہے۔ جملہ فعلیہ میں فعل سب سے پہلے آنا چاہیے جیسا کہ كَتَبَ سب سے پہلے آیا ہے۔

۴) جملہ فعلیہ میں جب فاعل (کام کرنے والا) مذکور ہو تو اُسے فعل معروف کہتے ہیں جیسے سَمِعَ أَحْمَدُ صَوْتًا (احمد نے آواز سنی) اور اگر کام کرنے والا مذکور نہ ہو تو اسے فعل مجہول کہتے ہیں جیسے: سُمِعَ صَوْتٌ" (آواز سنی گئی)

۵) تعداد حروف کے اعتبار سے فعل کی تین مشہور قسمیں ہیں۔

i) ثُلاثی مُجَرَّد: جس کی ماضی کا پہلا لفظ یعنی صیغہ واحد مذکر غائب صرف تین حروف پر مشتمل ہو جیسے کَتَبَ (اس نے لکھا) سَمِعَ (اس نے سُنا) وغیرہ

ii) ثُلاثی مزید فیه: جس کی ماضی کے صیغہ واحد مذکر غائب میں تین حرفوں میں ایک یا زیادہ حرف بڑھا دیئے گئے ہوں جیسے اَخْبَرَ (اس نے خبر دی) قَابَلَ (وہ ملا یا سامنے آیا) اِسْتَقْبَلَ (اس نے استقبال کیا) وغیرہ

۳) رُباعی: جس کی ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب چار اصلی حروف پر مشتمل ہو
جیسے: بَعْثَرَ (اس نے بھڑکایا) کَفْکَفَ (وہ باز آ گیا)

۴) فعل کے حروف میں اگر کوئی حرف علت (و۔ا۔ی) نہ ہو تو وہ فعل صحیح کہلائے گا۔ ایسے افعال کی گردانیں (تصریفات) آسان ہوتی ہیں اور کوئی تبدیلی یا بے قاعدگی واقع نہیں ہوتی۔ لیکن جب کوئی فعل ایک یا زیادہ حرف علت پر مشتمل ہو تو تصریف میں کچھ مشکل پیش آتی ہے تاہم ایک آدھ مثال یاد کر لی جائے تو باقی افعال کی گردانیں آسان ہو جاتی ہیں۔ سب سے پہلے فعل ماضی معروف کی تصریف/گردان یاد کر لیجئے۔

صیغہ	واحد	تثنیہ	جمع
مذکر غائب	نَصَرَ	نَصَرَا	نَصَرُوْا
مونث غائب	نَصَرَتْ	نَصَرَتَا	نَصَرْنَ
مذکر حاضر	نَصَرْتَ	نَصَرْتُمَا	نَصَرْتُمْ
مونث حاضر	نَصَرْتِ	نَصَرْتُمَا	نَصَرْتُنَّ
مذکر و مونث متکلم	نَصَرْتُ	——	نَصَرْنَا

marfat.com

فعل ماضی کی گردان کے اس نقشے پر اگر آپ نظر ڈالیں تو معلوم ہوگا کہ یہاں صیغہ واحد مذکر غائب میں صرف تین حروف ہیں اس لئے یہ فعل ثلاثی مجرد ہے اور یہ گردان چودہ لفظوں یا صیغوں پر مشتمل ہے جو پہلے صیغے میں بعض حرفوں کے اضافے سے بنے ہیں مثلاً: نَصَرَ کے بعد آپ نے الف بڑھایا تو نَصَرَا (ان دو آدمیوں نے مدد کی) بن گیا' پھر اس نَصَرَ کے بعد (واوْ) بڑھانے سے نَصَرُوْا (ان سب مردوں نے مدد کی) بنا' اس کے بعد نَصَرَ کے آخر میں (تْ) بڑھائی تو نَصَرَتْ (اس ایک عورت نے مدد کی) بن گیا' (تَا) بڑھایا تو نَصَرَتَا (ان دو عورتوں نے مدد کی) بن گیا' پھر نَصَرَ کی (ر) کو ساکن کر کے (نَ) لگا دیا تو نَصَرْنَ (ان سب عورتوں نے مدد کی) بنا' (تَ) لگانے سے نَصَرْتَ (تو ایک مرد نے مدد کی) بن گیا۔ تُمَا لگانے سے نَصَرْتُمَا (تم دو نے مدد کی) بنا' تُمْ بڑھانے سے نَصَرْتُمْ (تم سب مردوں نے مدد کی) بن گیا' (تِ) لگانے سے نَصَرْتِ (تو ایک عورت نے مدد کی) بنا۔ تُمَا لگانے سے نَصَرْتُمَا (تم دو عورتوں نے مدد کی) اور (تُنَّ) لگانے سے نَصَرْتُنَّ (تم سب عورتوں نے مدد کی) ' (تُ) بڑھانے سے نَصَرْتُ (میں نے مدد کی) ' (نَا) بڑھانے سے نَصَرْنَا بن گیا ہے۔

marfat.com

تصریف/گردان مضارع معروف

پہلے بیان ہو چکا ہے کہ فعل مضارع ایک ایسا فعل ہے جس میں حال اور مستقبل دونوں زمانے پائے جاتے ہیں مثلاً فعل ماضی نَصَرَ جس کی گردان آپ یاد کر چکے ہیں کا مضارع یَنْصُرُ (وہ مدد کرتا ہے یا وہ مدد کرے گا) ہے لیکن مضارع کے شروع میں (س) اور (سوف) بڑھا دینے سے وہ مستقبل کے لئے خاص ہو جاتا ہے جیسے سَیَنْصُرُ (وہ مدد کرے گا) اور سَوْفَ یَنْصُرُ (وہ ضرور مدد کرے گا) جس طرح آپ نے نَصَرَ سے فعل ماضی کے چودہ صیغے یاد کر لئے ہیں اسی طرح فعل مضارع معروف کی گردان بھی ذہن نشین کر لیجئے:۔

صیغہ	واحد	تثنیہ	جمع
مذکر غائب	یَنْصُرُ	یَنْصُرَانِ	یَنْصُرُوْنَ
مونث غائب	تَنْصُرُ	تَنْصُرَانِ	یَنْصُرْنَ
مذکر حاضر	تَنْصُرُ	تَنْصُرَانِ	تَنْصُرُوْنَ
مونث حاضر	تَنْصُرِیْنَ	تَنْصُرَانِ	تَنْصُرْنَ
متکلم	اَنْصُرُ	ـــــ	نَنْصُرُ

ثلاثی مجرد میں ماضی و مضارع میں درمیانے حرف کی حرکات بدلتی رہتی ہیں۔ کبھی فتحہ، کبھی ضمہ اور کبھی کسرہ، لیکن ثلاثی مزید فیہ اور رباعی میں یہ بے قاعدگی نہیں پائی جاتی۔

عربی زبان کے ماہرین نے گہرے مطالعہ کے بعد دیکھا تو ثلاثی مجرد کے افعال میں درمیانے حرف کی حرکات میں تبدیلی کی پانچ مشہور صورتیں سامنے آئیں یہی پانچ صورتیں ثلاثی مجرد کے پانچ کثیر الاستعمال ابواب کہلاتے ہیں جو یہ ہیں:۔

marfat.com

۱۱۔ ابوابِ ثلاثی مجرّد

i) نَصَرَ یَنْصُرُ (ماضی میں درمیانی حرف مفتوح (زبر والا) اور مضارع میں مضموم (پیش والا) ہے)

ii) ضَرَبَ یَضْرِبُ (ماضی میں درمیانی حرف مفتوح اور مضارع میں مکسور (زیر والا) ہے)

iii) سَمِعَ یَسْمَعُ (ماضی میں مکسور، مضارع میں مفتوح)

iv) فَتَحَ یَفْتَحُ (ماضی ومضارع دونوں میں مفتوح)

v) کَرُمَ یَکْرُمُ (ماضی ومضارع دونوں میں مضموم)

ثلاثی مجرد کا ایک باب (حَسِبَ یَحْسِبُ) بھی ہے جس میں درمیانی حرف یا عین کلمہ ماضی و مضارع دونوں میں مکسور ہے۔ لیکن یہ بہت ہی شاذ و نادر استعمال میں آتا ہے۔ اس کی ماضی تو سَمِعَ کی طرح ہے اور مضارع یَضْرِبُ کی طرح ہے۔ اسی وجہ سے بعض کے نزدیک یہ باب غیر ضروری ہے بلکہ قرآن کریم میں تو حَسِبَ یَحْسَبُ یعنی سَمِعَ یَسْمَعُ کے وزن پر وارد ہوا ہے۔

گرامر کی کتابوں اور ڈکشنریوں میں افعال کے متعلق آپ اکثر لکھا ہوا پائیں گے کہ: بَابُہ نَصَرَ۔ جس کا مطلب یہ ہے کہ اس فعل کی ماضی نَصَرَ کی طرح ہے اور مضارع یَنْصُرُ کی طرح ہے بلکہ بعض جگہ تو فعل کے آگے بریکٹ کے درمیان آپ (ن) لکھا ہوا دیکھیں گے جس کا مطلب یہ ہوگا کہ اس فعل کی ماضی و مضارع باب نَصَرَ کے مطابق ہے اسی طرح (ض) سے مراد ضَرَبَ کا باب، (س) سے مراد سَمِعَ کا باب، ف سے مراد فَتَحَ کا باب، (ک) سے مراد کَرُمَ کا باب اور (ح) سے مراد حَسِبَ کا باب ہوگا۔

پیچھے بیان ہو چکا ہے کہ فعل کبھی لازم اور کبھی متعدی بھی ہوتا ہے۔ لازم وہ فعل ہے جس میں فعل اور فاعل سے جملہ مکمل ہو جاتا ہے اور مفعول کی حاجت نہیں ہوتی۔ لیکن متعدی میں فعل اور فاعل کے علاوہ مفعول کی بھی ضرورت ہوتی ہے۔ مثلاً: ذَهَبَ خَالِد" (خالد گیا) میں مفعول کی حاجت نہیں جبکہ سَمِعَ خَالِد"

marfat.com

(خالد نے سنا) میں ایک کمی سی محسوس ہوتی ہے کہ خالد نے کیا سُنا؟ اس لئے یہ جملہ یوں مکمل ہوگا: سَمِعَ خَالِدٌ تِلَاوَةَ القرآنِ (خالد نے قرآن کی تلاوت سنی) ثلاثی مجرد کے مذکورہ ابواب کے افعال میں بعض لازم اور بعض متعدی بھی آتے ہیں جبکہ پانچواں باب (کَرُمَ یَکْرُمُ) ہمیشہ لازم ہی آتا ہے۔

ثلاثی مجرد کے مشہور ابواب آپ نے یاد کر لئے ہیں تو ایک اور اہم بات بھی ذہن نشین کر لیجئے تا کہ عربی قواعد ولغت کی کتابوں سے استفادہ کرنے میں آسانی ہو۔ عرب ماہرین لغت نے (ف - ع - ل) یعنی فَعَلَ کو حروفِ اصلیہ یا حروف وزن قرار دیا ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ جس طرح ترازو کے باٹ چیزوں کا وزن معلوم کرنے میں مدد دیتے ہیں اسی طرح (ف - ع - ل) بھی باٹ کا کام دیتے ہیں مثلاً اگر آپ سے کہا جائے کہ (نَصَرَ) کا وزن بتایئے تو آپ کا جواب یہ ہونا چاہیے کہ (فَعَلَ)۔ اب (ن) چونکہ (ف) کی جگہ ہے اس لئے نون کو فاء کلمہ کہا جائے گا اور (ص) کو عین کلمہ اور (ر) کو لام کلمہ کہا جائے گا۔ اسی اصول کے مطابق یہ کہا جائے گا کہ نَصَرَ یَنْصُرُ میں ماضی مفتوح العین اور مضارع مضموم العین ہے جبکہ سَمِعَ یَسْمَعُ میں ماضی مکسور العین اور مضارع مفتوح العین ہے۔

فعل مجہول:۔ فعل خواہ ماضی ہو یا مضارع ہو اگر تو اس کا فاعل مذکور ہو تو اسے فعل معروف یا فعل معلوم کہا جائے گا جیسے ذَهَبَ زیدٌ (زید گیا) یا کَتَبَ خَالِدٌ رِسَالَةً (خالد نے خط لکھا) اور اگر فاعل مذکور نہ ہوا اور صرف مفعول اور فعل کو ملا کر ہی جملہ بنالیا جائے تو اسے فعل مجہول کہا جائے گا جیسے: کُتِبَ رِسَالَةٌ (خط لکھا گیا) اس صورت میں مفعول چونکہ فاعل کا قائم مقام ہوتا ہے اس لئے اس پر بھی فاعل کی طرح ضمہ (پیش) ہوتا ہے۔

فعل ثلاثی مجرد کی ماضی مجہول کا طریقہ ہے کہ فاء کلمہ یا دوسرے لفظوں میں پہلے حرف پر پیش لگایا جاتا ہے اور عین کلمہ یا درمیانے حرف کے نیچے ہمیشہ زیر آئے گا مثلاً: نَصَرَ کا مجہول نُصِرَ۔ ضَرَبَ کا مجہول ضُرِبَ۔ سَمِعَ کا سُمِعَ۔ فَتَحَ کا فُتِحَ ہے۔ کَرُمَ چونکہ فعل لازم ہے اس لئے اس کا مجہول نہیں آتا۔

marfat.com

ثلاثی مجرد کا مضارع مجہول بنانے کا طریقہ یہ ہے کہ علامت مضارع (ی-ت-ن-ا) پر ضمہ لگائیں اور عین کلمہ پر فتحہ جیسے: یَنْصُرُ سے یُنْصَرُ - یَضْرِبُ سے یُضْرَبُ - یَسْمَعُ سے یُسْمَعُ - یَفْتَحُ سے یُفْتَحُ

عوامل مضارع:۔

فعل مضارع کے شروع میں کچھ حروف استعمال ہوتے ہیں جن سے کچھ معنوی تبدیلیاں پیدا ہوتی ہیں۔ان حروف کو عوامل مضارع کہتے ہیں جیسے: لَمْ (نہیں) لَنْ (ہرگز نہیں) اَنْ (کہ) کَیْ (تاکہ) حَتّٰی (یہاں تک کہ)

ان عوامل کے داخل ہونے سے مضارع میں دو قسم کی تبدیلیاں واقع ہوتی ہیں ایک لفظی اور دوسری معنوی۔(لَمْ) کے داخل ہونے سے فعل مضارع میں لفظی تبدیلی یہ واقع ہوتی ہے کہ جہاں پیش ہوتا ہے وہاں جزم آجاتی ہے اور جمع مونث کے سوا سب نون ساقط ہو جاتے ہیں اور معنوی تبدیلی یہ پیدا ہوتی ہے کہ فعل مضارع ماضی منفی کے معنی میں تبدیل ہو جاتا ہے مثلاً:

لَمْ یَذْهَبْ (وہ نہیں گیا)	لَمْ یَذْهَبَا	لَمْ یَذْهَبُوْا
لَمْ تَذْهَبْ (وہ نہیں گئی)	لَمْ تَذْهَبَا	لَمْ یَذْهَبْنَ
لَمْ تَذْهَبْ (تو نہیں گیا)	لَمْ تَذْهَبَا	لَمْ تَذْهَبُوْا
لَمْ تَذْهَبِیْ (تو نہیں گئی)	لَمْ تَذْهَبَا	لَمْ تَذْهَبْنَ
لَمْ اَذْهَبْ (میں نہیں گیا)	———	لَمْ نَذْهَبْ (ہم نہیں گئے)

(لَمْ) کے علاوہ دوسرے سب عوامل لفظی تبدیلی میں مشترک ہیں کہ جہاں پیش آئے گا وہاں زبر آجائے گا اور جمع

marfat.com

مونث کے نون کے سوا سب نون حذف ہو جائیں گے لیکن معنوی تبدیلی میں یہ عوامل مشترک نہیں بلکہ الگ الگ معنی پیدا کرتے ہیں مثلاً: مضارع کے شروع میں (لَنْ) کے داخل ہونے سے وہ مستقبل منفی یا تاکید کے معنی میں تبدیل ہو جاتا ہے: (گردان یوں ہوگی)

لَنْ یَذْھَبَ (وہ ہرگز نہیں جائے گا)	لَنْ یَذْھَبَا	لَنْ یَذْھَبُوْا
لَنْ تَذْھَبَ (وہ ہرگز نہیں جائے گی)	لَنْ تَذْھَبَا	لَنْ یَذْھَبْنَ
لَنْ تَذْھَبَ (تو ہرگز نہیں جائے گا)	لَنْ تَذْھَبَا	لَنْ تَذْھَبُوْا
لَنْ تَذْھَبِیْ (تو ہرگز نہیں جائے گی)	لَنْ تَذْھَبَا	لَنْ تَذْھَبْنَ
لَنْ اَذْھَبَ (میں ہرگز نہیں جاؤں گا)	ـــــــ	لَنْ نَذْھَبَ (ہم ہرگز نہیں جائیں گے)

باقی عوامل کی معنوی تبدیلی کی مثالیں یوں ہیں:

۱) اَمَرْتُ خَالِدًا اَنْ یَکْتُبَ دَرْسَهٗ (میں نے خالد کو حکم دیا کہ وہ اپنا سبق لکھے)

۲) اَنَا لَا اَتْرُکُهٗ حَتّٰی یَحْفَظَ دَرْسَهٗ (میں اس کو نہیں چھوڑوں گا یہاں تک کہ وہ اپنا سبق یاد کرلے)

۳) ھُوَ یَعْمَلُ عَمَلاً صَالِحاً کَیْ یَدْخُلَ الْجَنَّةَ (وہ نیک کام کرتا ہے تا کہ جنّت میں داخل ہو)

فعل ماضی کی دوسری اقسام:۔

عربی میں ماضی کی صرف ایک ہی قسم ہے تاہم ماضی قریب وبعید وغیرہ کے مفہوم کو ادا کرنے کے لئے عربی میں اظہار کے طریقے موجود ہیں۔ مثلاً (قَدْ) ویسے تو ماضی میں تاکید کے لئے آتا ہے جیسے: قَدْ قَالَ (اس نے ضرور کہا) لیکن ماضی قریب کا مفہوم بھی اس سے ادا ہوتا ہے۔ فعل ماضی کے شروع میں اگر فعل ناقص (کَانَ) کے صیغے بڑھا دیئے جائیں تو ماضی بعید، اور مضارع کے شروع میں بڑھائے جائیں تو ماضی استمراری بن جاتی ہے

marfat.com

مثلاً: کَانَ کَتَبَ (اس نے لکھا تھا) اور کَانَ یَکْتُبُ (وہ لکھتا تھا) اسی طرح (لَیْتَمَا) شروع میں لگانے سے ماضی تمنائی اور (لَعَلَّمَا) بڑھانے سے ماضی احتمالی/شکیہ کے معنی پیدا ہو جاتے ہیں جیسے: لَیْتَمَا ذَھَبَ (کاش وہ گیا ہوتا) لَعَلَّمَا ذَھَبَ (شاید وہ گیا ہوگا)

فعل امر:۔

فعل امر، مضارع سے بنایا جاتا ہے۔ حکم چونکہ صرف مخاطب کو دیا جا سکتا ہے اس لئے امر کی حقیقی صورت صرف حاضر کے صیغوں میں ہوتی ہے۔ قاعدہ یہ ہے کہ علامت مضارع (ت) کو حذف کرکے اس کی جگہ الف (ا) لگایا جاتا ہے۔ علامت مضارع حذف کرنے کے بعد اگر ثلاثی مجرّد کے فعل کی صورت میں درمیانہ حرف مضموم ہو تو الف مضموم آئے گا جیسے: تَنْصُرُ کی (ت) حذف کرکے الف مضموم بڑھایا تو (اُنْصُرُ) ہو گیا پھر آخری حرف پر جزم آئے گی تو (اُنْصُرْ) ہو جائے گا اور جمع مؤنث کے نون کے علاوہ سب نون حذف ہو جائیں گے اور اگر درمیانی حرف مفتوح یا مکسور ہو تو الف مکسور بڑھایا جائے گا جیسے تَضْرِبُ سے اِضْرِبْ اور تَسْمَعُ سے اِسْمَعْ۔

فعل امر کی گردان

اُکْتُبْ (تو لکھ)	اُکْتُبَا	اُکْتُبُوْا
اُکْتُبِیْ (تو ایک عورت لکھ)	اُکْتُبَا	اُکْتُبْنَ

فعل نہی:۔ فعل نہی بنانے کا قاعدہ یہ ہے کہ فعل مضارع کے شروع میں (لَا) بڑھایا جاتا ہے۔ اور آخری حرف پر جزم دی جاتی ہے اور جمع مؤنث کے نون کے علاوہ سب نون خدف ہو جاتے ہیں مثلاً

لَا تَکْتُبْ (تو مت لکھ)	لَا تَکْتُبَا	لَا تَکْتُبُوْا
لَا تَکْتُبِیْ (تو ایک عورت مت لکھ)	لَا تَکْتُبَا	لَا تَکْتُبْنَ

marfat.com

تدریبات

۱) مندرجہ ذیل افعال سے ماضی کی گردان لکھئے:۔

کَتَبَ (اس نے لکھا) قَتَلَ (اس نے قتل کیا) دَخَلَ (وہ اندر آیا) ذَهَبَ (وہ گیا) جَلَسَ (وہ بیٹھا) حَزِنَ (وہ غمگیں ہوا) مَرِضَ (وہ بیمار ہوا) سَرَقَ (اس نے چوری کی)

۲) مندرجہ ذیل افعال سے مضارع کی گردان لکھیے:

نَزَلَ (ض) وہ اترا۔ عَلِمَ (س) اس نے جانا۔ زَرَعَ (ف) اس نے کھیتی باڑی کی۔ شَرُفَ (ک) وہ معزز ہوا۔ بَعُدَ (ک) وہ دور ہوا۔ بَلَغَ (ن) وہ پہنچا۔ لَعِبَ (س) وہ کھیلا۔ کَسَبَ (ض) اس نے کمایا۔ سَقَطَ (ن) وہ گرا۔ ضَحِكَ (س) وہ ہنسا۔ شَرِبَ (س) اس نے پیا۔

۳) مندرجہ ذیل افعال کی ماضی و مضارع مجہول کی مکمل گردانیں لکھیے۔

صَنَعَ (اس نے بنایا)۔ رَكِبَ (وہ سوار ہوا)۔ طَبَخَ (اس نے پکایا)۔ خَرَجَ (وہ نکلا)۔ عَرَفَ (اس نے پہچانا)۔ غَسَلَ (اس نے دھویا)

marfat.com

۱۲۔اسم الفاعل والمفعول

گزشتہ افعال سب کے سب ثلاثی مجرد کے تھے یعنی ان کے فعل ماضی سے پہلے صیغے میں صرف تین حروف اصلی تھے اور کوئی حرف زائد نہ تھا۔ ان افعال سے اسم فاعل (وہ لفظ جس سے کام کرنے والے کا پتہ چلے) کا وزن (فَاعِلٌ) ہے جیسے نَصَرَ سے نَاصِرٌ ۔ ضَرَبَ سے ضَارِبٌ ۔ سَمِعَ سے سَامِعٌ اور فَتَحَ سے فَاتِحٌ ۔ اسی طرح مفعول (وہ لفظ جس سے اس چیز کا پتہ چلے جس پر کام واقع ہوا ہے) کا وزن (مَفْعُوْلٌ) ہے جیسے: مَنْصُوْرٌ ۔ مَضْرُوْبٌ ۔ مَسْمُوْعٌ ۔ مَفْتُوْحٌ ۔

اسم الفاعل کی گردان

(مذکر)	نَاصِرٌ	نَاصِرَانِ	نَاصِرُوْنَ
(مونث)	نَاصِرَةٌ	نَاصِرَتَانِ	نَاصِرَاتٌ

اسم المفعول کی گردان

(مذکر)	مَنْصُوْرٌ	مَنْصُوْرَانِ	مَنْصُوْرُوْنَ
(مونث)	مَنْصُوْرَةٌ	مَنْصُوْرَتَانِ	مَنْصُوْرَاتٌ

ثلاثی مزید فیہ کے افعال

اب تک آپ نے جو افعال پڑھے ہیں وہ سب کے سب سہ حرفی تھے یعنی ان کے ماضی کے پہلے صیغے (واحد مذکر غائب) میں صرف تین حروف اصلی ہوتے ہیں جیسے عَلِمَ (اس نے جان لیا) عربی زبان کی یہ خصوصیت ہے کہ ان سہ حرفی افعال میں حروف کے اضافے سے نئے افعال بنائے جاتے ہیں اور اس اضافے یا تبدیلی سے نئے نئے معانی پیدا ہوتے ہیں مثلاً عَلِمَ کا مطلب ہے اس نے جان لیا یا اسے معلوم ہوا۔ لیکن شروع میں الف (ا) بڑھا کر (اَعْلَمَ) بن جاتا ہے۔ جس کے معنی ہیں اس نے بتایا یا معلومات مہیا کیں۔ اسی طرح لام کو مُشدّد کرنے سے (عَلَّمَ) بنتا ہے۔ جس کے معنی ہیں اس نے خوب اچھی طرح معلومات دیں یا اس نے علم سکھایا۔

marfat.com

۱۳۔ابواب ثلاثی مزید فیہ

یوں تو ثلاثی مزید فیہ کے تقریباً چودہ ابواب ہیں مگران میں سے پانچ تو شاذ و نادر ہی استعمال ہوتے ہیں۔ کثیر الاستعمال ابواب نو ہیں جن کی تفصیل یہ ہے:

۱) باب اِفْعَال :۔

اس کے مصدر کا وزن اِفْعَال " (ثلاثی مجرد میں ایک الف شروع میں اور ایک الف عین کلمہ کے بعد بڑھا کر) ہے جیسے (عَلِمَ) سے اِعْلَام " (خبر دینا، اطلاع دینا) ماضی (اَعْلَمَ) اور مُضَارع (یُعْلِمُ) ہے

ماضی کی گردان:۔

اَعْلَمَ اَعْلَمَا اَعْلَمُوْا اَعْلَمَتْ اَعْلَمَتَا اَعْلَمْنَ
اَعْلَمْتَ اَعْلَمْتُمَا اَعْلَمْتُمْ اَعْلَمْتِ اَعْلَمْتُمَا اَعْلَمْتُنَّ
اَعْلَمْتُ اَعْلَمْنَا

مضارع کی گردان:۔

یُعْلِمُ یُعْلِمَانِ یُعْلِمُوْنَ تُعْلِمُ تُعْلِمَانِ یُعْلِمْنَ
تُعْلِمُ تُعْلِمَان تُعْلِمُوْنَ تُعْلِمِیْنَ تُعْلِمَانِ تُعْلِمْنَ
اُعْلِمُ نُعْلِمُ

امر کی گردان:۔

اَعْلِمْ اَعْلِمَا اَعْلِمُوْا اَعْلِمِیْ اَعْلِمَا اَعْلِمْنَ

marfat.com

نہی کی گردان:۔

لَاتُعْلِمْ لَاتُعْلِمَا لَاتُعْلِمُوْا لَاتُعْلِمِیْ لَاتُعْلِمَا لَاتُعْلِمْنَ

اسم الفاعل:۔

مُعْلِمٌ مُعْلِمَان مُعْلِمُوْنَ مُعْلِمَةٌ مُعْلِمَتَان عْلِمَاتٌ

اسم المفعول:۔

مُعْلَمٌ مُعْلَمَانِ مُعْلَمُوْنَ مُعْلَمَةٌ مُعْلَمَتَانِ مُعْلَمَاتٌ

باب اِفْعَال کی ماضی مجہول اُعْلِمَ اور مضارع مجہول یُعْلَمُ ہے۔

۲) **باب تَفْعِیْل** : (یہ مصدر کاوزن ہے) جیسے: تَعْلِیْمٌ۔ ماضی عَلَّمَ (اس نے تعلیم دی) مضارع یُعَلِّمُ (وہ تعلیم دیتا ہے) ماضی مجہول عُلِّمَ۔ مضارع مجہول یُعَلَّمُ امر عَلِّمْ۔ نہی لَاتُعَلِّمْ۔ اسم الفاعل مُعَلِّمٌ۔ اسم المفعول مُعَلَّمٌ

۳) **باب تَفَعُّل** : (یہ مصدر کاوزن ہے) جیسے تَعَلُّمٌ (سیکھنا، علم حاصل کرنا) ماضی تَعَلَّمَ۔ مضارع یَتَعَلَّمُ۔ ماضی مجہول تُعُلِّمَ۔ مضارع مجہول یُتَعَلَّمُ۔ امر تَعَلَّمْ۔ نہی لَا تَتَعَلَّمْ۔ فاعل مُتَعَلِّمٌ۔ مفعول مُتَعَلَّمٌ۔

۴) **باب تَفَاعُل** : (یہ مصدر کاوزن ہے) جیسے تَقَابُلٌ (آمنے سامنے آنا، آپس میں ملنا) ماضی تَقَابَلَ۔ مضارع یَتَقَابَلُ۔ ماضی مجہول تُقُوْبِلَ۔ مضارع مجہول یُتَقَابَلُ۔ امر تَقَابَلْ۔ نہی لَاتَتَقَابَلْ۔ فاعل مُتَقَابِلٌ۔

marfat.com

مفعول مُتَقابَل"

۵) باب مُفَاعَلَه : (مصدر کا وزن ہے) جیسے مُقَابَلَة" (ایک دوسرے کے مقابل آنا' ایک دوسرے سے ملنا) ماضی قَابَلَ۔ مضارع یُقَابِلُ۔ ماضی مجهول قُوبِلَ مضارع مجهول یُقَابَلُ۔ امر قَابِلُ۔ نہی لَاتُقَابِلُ۔ اسم الفاعل مُقَابِل"

۶) باب اِفْتِعَال : (مصدر کا وزن ہے) جیسے اِکْتِسَابُ (کمانا' حاصل کرنا' کوشش سے پانا) ماضی اِکْتَسَبَ۔ مضارع یَکْتَسِبُ۔ ماضی مجهول اُکْتُسِبَ۔ مضارع مجهول یُکْتَسَبُ۔ امر اِکْتَسِبُ۔ نہی لَاتَکْتَسِبُ۔ فاعل مُکْتَسِب"۔ مفعول مُکْتَسَب"

۷) باب اِنْفِعَال : (یہ مصدر کا وزن ہے) جیسے اِنْقِلَاب (الٹ پلٹ ہونا) ماضی اِنْقَلَبَ۔ مضارع یَنْقَلِبُ۔ فاعل مُنْقَلِب" (یہ باب لازم ہے اس لئے مجهول کے صیغے نہیں آتے)

۸) باب اِسْتِفْعَال : (مصدر کا وزن ہے) جیسے اِسْتِقْبَال (استقبال کرنا) ماضی اِسْتَقْبَلَ۔ مضارع یَسْتَقْبِلُ۔ ماضی مجهول اُسْتُقْبِلَ۔ مضارع مجهول یُسْتَقْبَلُ۔ امر اِسْتَقْبِلُ۔ نہی لَاتَسْتَقْبِلُ۔ فاعل مُسْتَقْبِل"۔ مفعول مُسْتَقْبَل"

۹) باب اِفْعِلَالُ : (مصدر کا وزن ہے) جیسے اِحْمِرَار" (سرخ ہونا) ماضی اِحْمَرَّ۔ مضارع یَحْمَرُّ۔ امر اِحْمَرَّ۔ نہی لَا تَحْمَرَّ۔ فاعل مُحْمَرّ"

marfat.com

مولای صل وسلم دائما ابدا — علی حبیبک خیر الخلق کلہم

یونٹ نمبر 6

تصوّف
اور
روحانیت

تحریر :-

پروفیسر خورشید حسن خاور

صدر شعبہ عربی

گورنمنٹ گورڈن کالج راولپنڈی

marfat.com

marfat.com

مقروض کو مہلت دینا

سودخوری انسان سے جوہر انسانیت چھین کر اسے سنگ دل بنادیتی ہے۔ ہمدردی۔ محبت، مواخات اور اخوت کے الفاظ سودخور کے لیے بے معنی ہیں۔ وہ توصرف مالی فائدہ چاہتا ہے۔ چاہے اس کے لیے اسے کچھ بھی کرنا پڑے۔ اسلام سے قبل عربوں کا تو یہ حال تھا کہ اگر کوئی شخص قرض ادا نہیں کرسکتا تھا تو اسے غلاموں کی طرح فروخت کرکے اس کی قیمت سے اپنا قرض وصول کرلیا کرتے۔ یہ صورتِ حال عرب ہی کی نہ تھی اس وقت کی متمدن دنیا کا یہ عام چلن تھا۔ قرآن کریم نے اس ظالمانہ سرمایہ داری نظام پر کاری ضرب لگائی۔ اور حکم دیا کہ اگر کوئی تنگدست تمہارا مقروض ہو تو فراخی تک اسے مہلت دو اور اگر معاف کردو تو یہ تمہارے لیے بہت بہتر ہے۔ مہلت دینے اور معاف کردینے کے فوائد کا آج احساس نہیں ہوتا لیکن ایک دن ایسا بھی آنے والا ہے جب اپنے پرائے اور یگانے بیگانے ہوجائیں گے۔ جب رشتے ٹوٹ جائیں گے۔ انسان ہوگا اور قبر کا گھمبیر۔ کبھی نہ ختم ہونے والا اندھیرا۔ نرم و گداز بستر ہونگے نہ اعزاء واقربا۔

تربت میں کوئی پوچھنے والا نہیں ہوتا   شمعیں بھی جلاؤ تو اُجالا نہیں ہوتا۔

اس دن مہلت دینے اور اپنے کسی تنگدست بھائی کو معاف کردینے کا فائدہ نظر آئے گا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ اگر کوئی شخص مقروض کو فراخی حاصل ہونے تک مہلت دے یا اسے معاف ہی کردے تو یہ ایسا ثواب کا کام ہے کہ اگر اس کے سوا اور کوئی نیکی کا کام نہ بھی کرے تب بھی صرف یہی ایک کام اس کی مغفرت کا ذریعہ بن سکتا ہے۔ بخاری و مسلم شریف میں روایت ہے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ گزشتہ امتوں میں ایک شخص ایسا تھا جو نیکی کا کوئی کام نہیں کرتا البتہ وہ لوگوں کو قرض دیا کرتا اور جب اس کو کوئی مقروض تنگ دست نظر آتا تو وہ اپنے ملازموں سے کہتا کہ اس سے درگزر کرو شاید اللہ تعالیٰ ہمارے گناہوں سے بھی درگزر کرے۔ مرنے کے بعد اللہ تعالیٰ نے اسی نیکی کی بدولت اس کے گناہوں کو معاف فرمادیا۔ مسند امام احمد بن حنبل میں ہے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص اپنے قرض دار کو مہلت دے گا یا اس کا قرض معاف کردے گا قیامت کے دن وہ اللہ تعالیٰ کے عرش کے سایہ میں ہوگا۔ مسلم شریف کی حدیث میں ہے آپ نے فرمایا کہ جس شخص کو یہ بات پسند ہو کہ اللہ تعالیٰ اسے قیامت کی سختیوں سے نجات دے اسے چاہئے کہ قرض دار کو مہلت دے یا اس کا قرض معاف کردے۔ احسان کرنے کے معاملے میں اسلام نے مسلم و غیر مسلم کے درمیان کوئی تفریق نہیں کی ہے۔ صحابہ کرام میں بہت سے ایسے حضرات بھی تھے۔ جو غیر مسلموں پر صدقہ کرنے کو ثواب کا کام نہیں سمجھتے تھے۔ حکم ہوا کہ ہدایت دینا تمہارا نہیں میرا کام ہے۔ تمہیں بلاامتیاز ہر مسلم اور غیر مسلم کے ساتھ نیکی کرنی چاہئے۔ اور اپنی نیت کو درست رکھنا چاہیے تمہیں جو بھی اجر و ثواب ملے گا تمہاری نیت کی بنیاد پر ملے گا۔ ایک دن ایک شخص نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم اگر میں کسی کے پاس جاؤں اور وہ میری میزبانی نہیں کرتا تو کیا جب وہ میرے پاس آئے تو میں بھی اس سے اسی طرح کی بداخلاقی کروں؟ ارشاد ہوا نہیں، تم اس کی میزبانی کرو کہ احسان محدود نہیں۔ اس کا دائرہ بہت وسیع ہے۔

marfat.com

تین نصیحتیں

جس وقت ایک اجنبی آیا حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ میں اُس وقت بارگاہِ نبوت میں حاضر تھا اس نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم مجھے نہایت مختصر اور جامع نصیحت فرما دیجئے آپ نے تین باتوں کی خاص طور پر تاکید فرمائی ارشاد ہوا کہ جب تم نماز پڑھنے کے لیے کھڑے ہوا کرو تو اس شخص کی طرح نماز پڑھا کرو جو اپنی زندگی کی آخری نماز پڑھ رہا ہو یعنی اگر کوئی آدمی یہ یقین کر لے کہ شاید اسے اب دوسری نماز پڑھنے کا موقعہ نہ ملے گا اور اس کی یہی نماز اس کی آخری نماز ہے تو ایسا شخص مکمل خشوع اور خضوع کے ساتھ نماز ادا کرے گا اور اس کا دل پوری طرح سے خدا کی طرف متوجہ ہوگا اور دنیوی خیالات کی تاریک وادیوں میں بھٹکتا نہیں پھرے گا۔ ساری زندگی کے گناہ اس کے پیش نظر ہوں گے اور اس وقت غفار وستار رب العالمین اس کے سامنے ہوگا۔ نماز کی یہ منزل اعلیٰ ترین منازل میں سے ہے آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے دوسری بات ارشاد فرمائی کہ اپنی زبان سے ایسی بات نہ نکالو کہ اگر قیامت کے دن اس کا حساب ہو تو تمہارے پاس کچھ کہنے کے لیے نہ رہے۔ دیکھنے میں زبان تو ایک گوشت کا لوتھڑا ہے لیکن حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اس قول کا مفہوم یہ ہے۔ زبان سے نکلی ہوئی بات کو معمولی نہ سمجھا کرو تمہارا ہر قول ریکارڈ کیا جا رہا ہے اور ایک ایک لفظ کا حشر کے میدان میں تمہیں حساب دینا پڑے گا۔ غیبت بہتان ترشی جھوٹ اور چغل خوری یہ وہ چیزیں ہیں جن کا تعلق حقوق العباد سے ہے جو اس وقت تک معاف نہیں ہو سکتے جب تک وہ شخص معاف نہ کر دے جس کی غیبت کی جاتی ہے یا جس پر بہتان تراشا جاتا ہے۔ حشر کے دن جب ان کے بارے میں سوال ہوگا تو انسان کے پاس اگر اس نے صاحب حق سے حق معاف نہ کرالیا ہو، کوئی عذر باقی نہ ہوگا: تیسری بات آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے یہ ارشاد فرمائی کہ جو کچھ مال واسباب دوسروں کے پاس ہے تم اس سے بالکل بے نیاز ہو جاؤ اس کا مطلب یہ ہے کہ مال واسباب کی فراوانی پر رشک نہ کیا کرو کیونکہ یہ چیزیں فانی ہیں۔ جب تک انسان زندہ ہے ان چیزوں کی قیمت وحیثیت ہے دنیا سے جاتے وقت سوائے کفن کی ایک چادر کے اپنے ساتھ نہ کوئی کچھ لے جا سکا ہے نہ لے جا سکے گا۔ سکندر ہو کہ دارا، فغفور ہو کہ تیمور شاہ ہو کہ گدا سب خالی ہاتھ آتے ہیں اور خالی ہاتھ جاتے ہیں۔ پھر رشک وحسد کے کیا معنی؟ اور سامان دنیا کے پیچھے سرگرداں رہنے سے کیا حاصل؟ قبر کی تاریکی سے کون واقف نہیں جس میں روشنی کی کوئی کرن سوائے ایمان وعمل کے نور کے نہیں پہنچ سکتی۔ ان باتوں کو سُن کر سائل اس طرح چلا گیا گویا اسے زندگی کی حقیقت کا علم ہو گیا۔

marfat.com

فہرست یونٹ نمبر 6

نمبر شمار	عنوان		صفحہ نمبر
	یونٹ کا تعارف اور مقاصد	--------------------	416
۱۔	مفہوم تصوف	--------------------	419
۲۔	اصل تصوف	--------------------	421
۳۔	حقیقتِ تصوف	--------------------	424
۴۔	اہلِ تصوف کی اقسام	--------------------	425
۵۔	فقر کا مرتبہ اور حقیقت	--------------------	427
۶۔	اصلی فقیر	--------------------	429
۷۔	مصنوعی فقیر	--------------------	431
۸۔	پاکستان میں تصوف کی تاریخ	--------------------	432
۹۔	پاکستان میں اسلام کی آمد	--------------------	433
۱۰۔	سلاسل طریقت کا تعارف	--------------------	434
۱۱۔	خانقاہی نظام اور ضرورتِ شیخ	--------------------	436
۱۲۔	اصطلاحاتِ تصوّف	--------------------	439
۱۳۔	شیخِ کامل کی تلاش اور مرشدِ کامل کی علامات	--------------------	441
۱۴۔	بیعت کا ثبوت اور سلسلۂ بیعت و اِذن	--------------------	443
۱۵۔	آدابِ مریدین	--------------------	448
۱۶۔	کراماتِ اولیاء	--------------------	456
۱۷۔	پاکستان میں آسودہ خاک چند اولیاء کرام کا تذکرہ	--------------------	460
۱۸۔	خود آزمائی اور مشقی سوالات	--------------------	497

marfat.com

تعارف:۔

بزرگانِ دین کے حالات و مقامات لکھنا بہت بڑی دینی خدمت ہے۔ حضرت رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا ارشادِ گرامی ہے۔ عندذکر الصالحین ینزل الرحمة (نیک لوگوں کا ذکر کرنے سے خدا تعالیٰ کی رحمت نازل ہوتی ہے) اس لئے اللہ والوں کے احوال وعبادات اخلاق وعادات، فضائل وکمالات اور خوارق وکرامات کا تذکرہ لکھنا۔ حق تعالیٰ کی نزولِ رحمت کا باعث ہے اور یہ سراسر ذکرِ الٰہی کے مترادف ہے۔ اس سے سالکانِ طریقت کی حوصلہ افزائی ہوتی ہے اور ریاضت ومجاہدات پر اُن کا دِل جمعیت پکڑتا ہے اور اوامر الٰہی بجا لانے اور منہیات سے اجتناب کرنے پر اُن کی ہمت بڑھتی ہے۔ اللہ عزَّ اِسْمُہٗ نے قرآن مجید میں پیغمبروں کے احوال بیان کئے تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ارشاد فرمایا : كَذَالِكَ لِنُثَبِّتَ بِهِ فُؤَادَكَ (یہ اس لئے کیا ہے کہ اس کے ساتھ تمہارے دِل کو قائم کر دیں یعنی تم کو استقامت حاصل ہو) ہر ایک شہر وملک میں اہل اللہ کے افراد وقتاً فوقتاً دینِ حق کی تبلیغ میں نمایاں خدمات انجام دیتے رہے۔ ان کے کارناموں کو منظرِ عام پر لانا۔ دینِ اسلام کی ترویج کا ایک بہت بڑا ذریعہ ہے۔

اِن نفوس قدسیہ کی زندگیوں کے مطالعہ سے ہمیں ایسے حیات بخش اسباق ونصائح ملتے ہیں جو نہ صرف ہمارے لئے مشعلِ راہ اور مینارِ نور کی حیثیت رکھتے ہیں بلکہ آئندہ نسلوں کے لئے بھی رُشد وہدایت کا درجہ رکھتے ہیں۔ اُمتِ محمدیہ علی صاحبھا الصلوٰۃُ والسلام میں صرف اولیاء اللہ رحمھم اللہ کی ہی ایک جماعت ہے جس نے لاکھوں انسانوں کے دل موعظت وحکمت کے نور سے فروزاں کر دیئے۔ انہی حضرات کو خداوند قدوس نے ”اَلَآ اِنَّ اَوْلِيَاءَ اللّٰهِ لَا خَوْفٌ“ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ “ کے ذیشان الفاظ سے خطاب کیا اور حضور ختمِ رُسُل صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ” اَوْلِيَائِي تَحْتَ قَبَائِي “ فرما کر اس جماعتِ مقدسہ کو اپنے دامنِ کرم میں پناہ دی۔

marfat.com

جس جماعت کو بارگاہِ ربانی سے یہ سرٹیفکیٹ عطا ہوا ہو اور بارگارِ رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں پناہ ملی ہو اس کی عظمت و رفعت اور سطوت وصولت کا معمولی انسان کیا اندازہ کر سکتا ہے۔

اس یونٹ سے قارئین کو ان شاء اللہ روحانی ضیافت کا سامان مہیا ہوگا۔ قارئین ان صوفیہ کرام کو بیک وقت اخلاص وایثار کا پیکرِ عظیم، عظمت وجلالت کا نشاں، علم وفضل اور رشد وہُدیٰ کا سرچشمہ اور صدق وصفا کا گنج گراں پائیں گے وہ دیکھیں گے کہ ان اولیاء اللہ سے کوئی تو تصویر اخلاقِ مصطفوی ہے۔ کوئی کشتہ تیغِ محبت نبوی ﷺ ہے۔ کسی کا دِل دولتِ سوز وگداز سے معمور ہے۔ کسی کا سینہ تجلی گاہِ کوہ طور ہے۔ غرضیکہ ہر مردِ خدا کئی کمالات وصفات کا حامل نظر آئے گا۔

ہم دُعا کرتے ہیں کہ اس یونٹ میں جو گلہائے عقیدت پیش کئے گئے ہیں اُن کی خوشبو سے قارئین کے مشامِ جان معطر ہوں۔

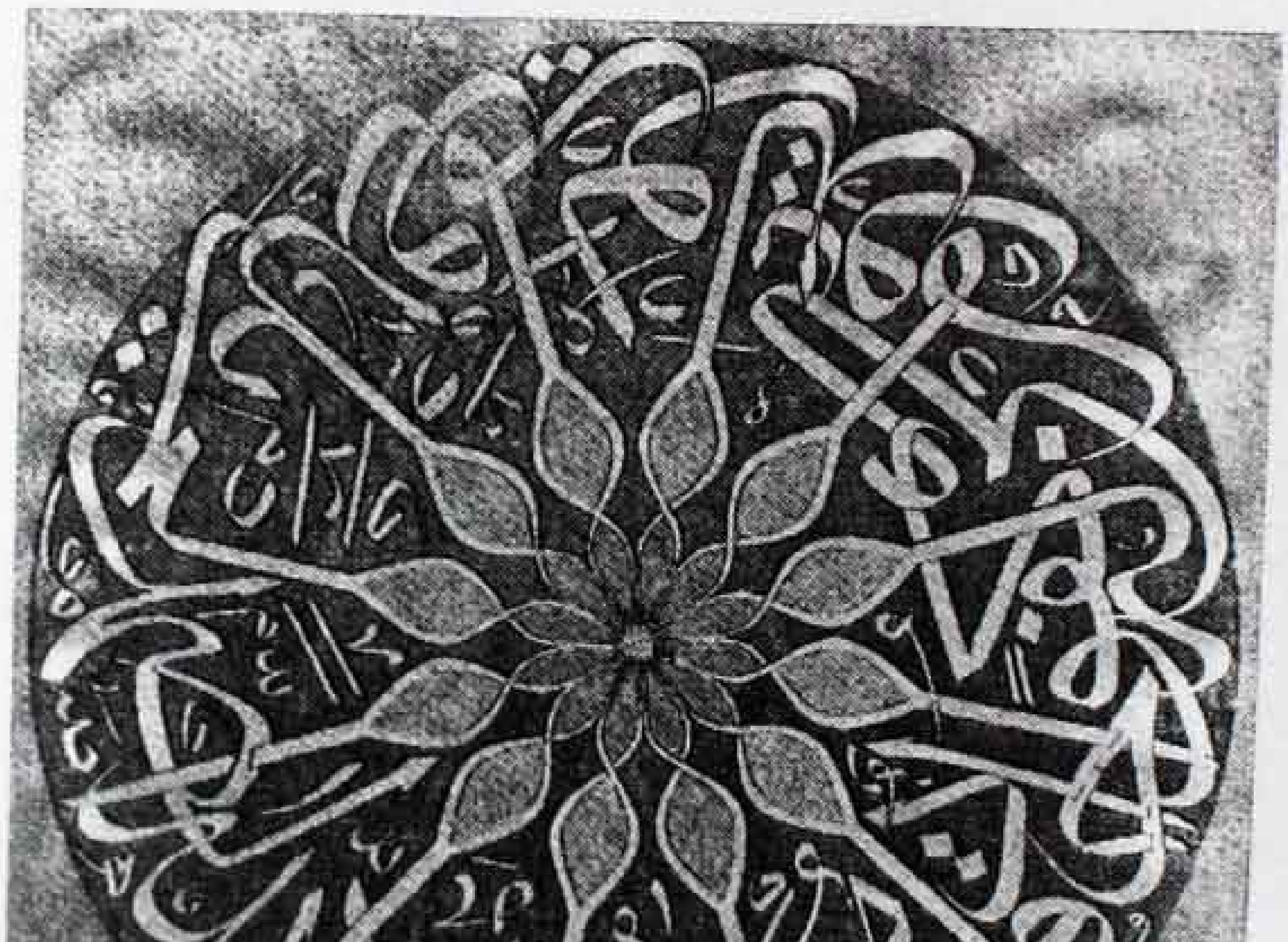

marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

یونٹ نمبر ۶ کے مقاصد:۔

اس یونٹ کے مطالعہ سے آپ اس قابل ہو جائیں گے کہ:۔

(۱) تصوّف کے موضوع پر کچھ گفتگو کر سکیں۔

(۲) پاکستان میں تصوف کی تاریخ سے آگاہ ہوں۔

(۳) خانقاہی نظام اور ضرورتِ شیخ کے متعلق آگاہی حاصل کریں۔

(۴) پاکستان کے اولیاء کرام کے احوال و آثار سے مطلع ہوں۔

(۵) اولیائے کرام سے محبت کر کے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول معظم صلی اللہ علیہ وسلم کی خوشنودی حاصل کریں۔

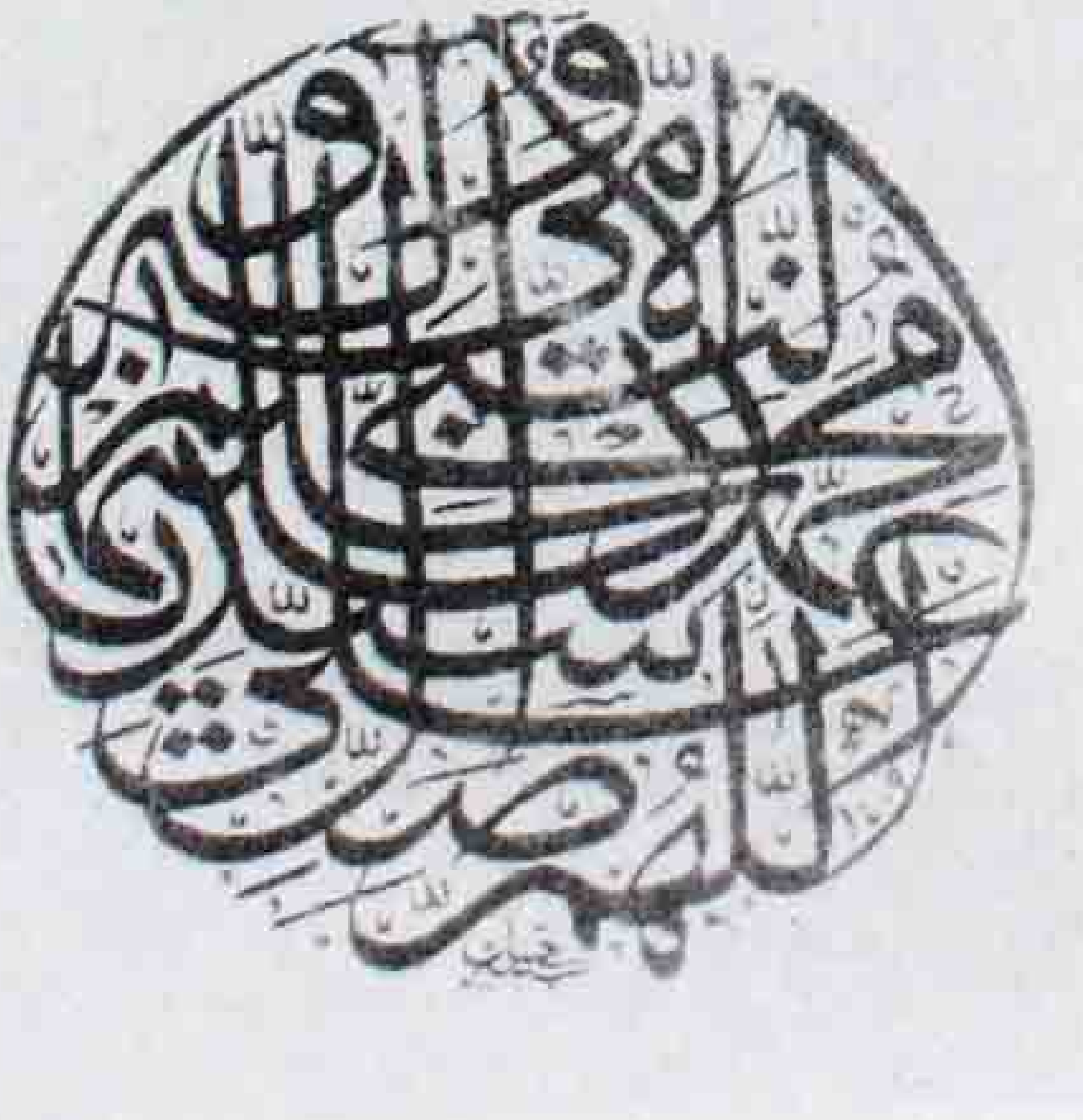

marfat.com

ا۔ مفہوم تصوّف

تصوّف وعرفان کی تاریخ پر بحث سے قبل ضروری ہے کہ تصوّف کا مفہوم ومعنی اوراس کا اشتقاق بیان کردیا جائے، نیز یہ کہ علمائے متقدمین ومتاخرین کے نزدیک تصوّف سے کیا مراد ہے؟ جبکہ مفہومِ تصوّف کی وضاحت کے ساتھ ساتھ اس کی حقیقت اور ابتداء کے متعلق بھی کچھ بیان کرنا ضروری ہے تاکہ اس کے جملہ مباحث اپنی تمام تر خوبیوں کے ساتھ آپ پر واضح ہوسکیں۔ علاوہ ازیں سرزمینِ پاکستان میں آسودۂ خاک مختلف سلاسل طریقت کے بزرگانِ دین جنہوں نے اپنی پاکیزہ زندگی کے ذریعے سرزمینِ پاک وہند میں اسلام کی نشرو اشاعت میں نمایاں کردارادا کیا (بلکہ یہ کہنا بھی بے جانہ ہوگا کہ اگر یہ مقدّس ہستیاں اس سرزمین میں تشریف فرما نہ ہوتیں تو اسلام کی اشاعت اس طورممکن نہ ہوتی) لہٰذا ان تمام بزرگانِ دین کے حالاتِ زندگی اوراُنکے کارہائے نمایاں پر بحث کرنا بھی اس یونٹ کا مقصد وموضوع ہے چنانچہ یہ تمام موضوعات ان شاء اللہ الگ الگ صفحات میں بیان کیے جائیں گے۔

سب سے پہلے جیسا کہ اوپر بیان ہوا لفظِ تصوّف کا مفہوم اوراس کا اشتقاق بیان کیا جاتا ہے۔ تصوّف کا مادہ ''صُوف'' بمعنی اون ہے۔اور لفظ تصوّف باب تفعّل کا مصدر ہے جو اُونی لباس عادۃً پہن لینے کو ظاہر کرتا ہے۔ لہٰذا اسلامی اصطلاح کے مطابق ''صوفی'' بن کر خود کو متصوّفانہ زندگی کیلئے وقف کردینے کو تصوف کے نام سے تعبیر کریں گے۔

یا صوفی منسوب بہ صفِ اول باایں معنی کہ وہ اللہ عزوجل کے حضور میں صفِ اول میں ہیں اس لئے کہ ان کے قصد اس کی طرف بلند ہوتے ہیں اور دل ادھر متوجہ ہوتے ہیں۔ جبکہ دیگر قدیم اشتقاقات میں صوفیہ منسوب بہ اھل الصّفہ ہے یعنی وہ زُھّاد جو بعہد رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ میں مسجد نبوی کے شمالی جانب چبوترہ پروقت گزارتے تھے، یا صوفی مادہ صفا کے باب مفاعلہ کا ماضی مجہول بمعنی صاف کیا گیا ہے۔ بہت ابتدائی

marfat.com

زمانے (آٹھویں صدی عیسوی) سے یہ ماضی مجہول لفظ صُوفی زاہد پشمینہ پوش کے ساتھ بطور تو ریہ استعمال ہوتا رہا ہے۔ ایک دور میں اسے یونانی کلمہ سوفوس سے منسوب کرنے کی بھی ناکام کوشش کی گئی تا کہ تصوف کو تھیوسوفیا (Theosophia) سے مشتق ثابت کیا جائے۔

''الصوفی'' کو لقب کے طور پر تاریخ میں پہلے پہل آٹھویں صدی کے نصفِ آخر میں کوفے کے ایک کیمیا گر جابر بن حیّان کے نام کے ساتھ جو زھد میں ایک خاص مسلک رکھتا تھا استعمال کیا گیا۔ اس اصطلاح کے نصیبوں میں ایک شاندار مستقبل تھا چنانچہ پچاس سال کے اندر یہ لفظ تمام عراقی متصوفین کے لئے استعمال ہونے لگا۔ اور دو صدی بعد صوفیہ کی اصطلاح جملہ مسلمان متصوفین کے لئے اُسی طرح استعمال ہونے لگی جس طرح آج کل ہم صوفی اور تصوّف کے الفاظ استعمال کرتے ہیں۔ نفحات الانس میں مولانا عبدالرحمٰن جامیؒ نے ابو ہاشم کا ذکر کیا ہے جس نے سب سے پہلے صوفی کا لقب اختیار کیا۔

طبقات الشافعیہ الکبریٰ للتاج السبکی ترجمہ ابو منصور عبدالقاھر بغدادی میں تصوّف و صوفی کے معنی میں بہت سے اقوال درج ہیں بلکہ استاد ابو منصور (متوفی ۴۲۹ھ) نے ان دونوں لفظوں کے معنی میں ایک کتاب تصنیف کی ہے جس میں صوفیہ کرام کے ایک ہزار اقوال بہ ترتیبِ حروفِ مُعجم جمع کئے ہیں جن میں سے بعض اقوال رسالہ قشیریہ میں بھی منقول ہیں۔

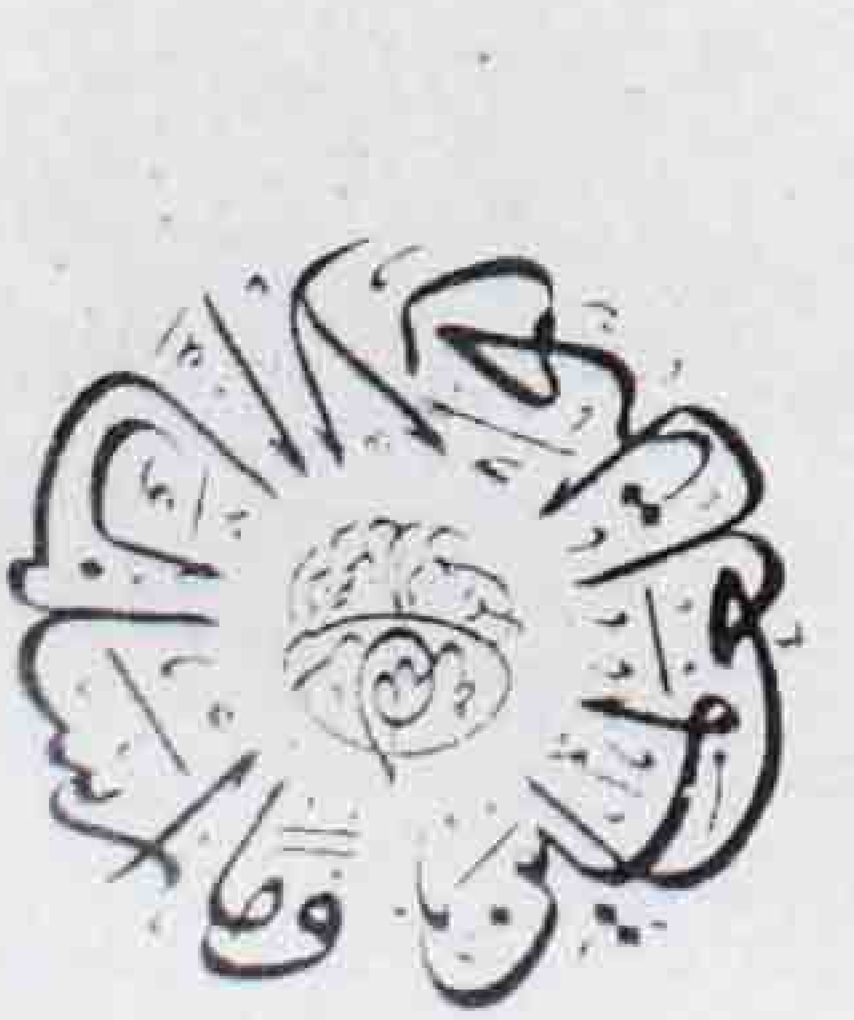

marfat.com

۲۔ اصلِ تصوّف

تصوّف کی اصل قرآن وحدیث سے ثابت ہے قرآن مجید میں ارشادِ ربّانی ہے

" اَعۡبُدَ اللهَ مُخۡلِصاً لَهُ الدِّيۡنَ "

یعنی عبادتِ الٰہی اخلاص کے ساتھ کیا کرو۔ اس اخلاص کو حدیث جبریل علیہ السلام میں احسان سے تعبیر کیا گیا ہے اور یہ حدیث صحیح بخاری و مسلم میں حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے اس کا خلاصہ مضمون یہ ہے کہ جبریل علیہ السلام نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر آپ ﷺ سے سوال کیا کہ اسلام کیا ہے؟

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے اس کا جواب بِاصواب دیا پھر دریافت کیا کہ احسان کیا چیز ہے آپ ﷺ نے جواب میں فرمایا:

ان تعبد الله كانّك تراه فان لم تكن تراه فانّه يراك

یعنی احسان یہ ہے کہ تو خدا کی عبادت اس طرح کرے کہ گویا تو خدا کو دیکھ رہا ہے اور اگر تو اُسے نہیں دیکھتا تو یہ سمجھ کہ وہ تجھے دیکھ رہا ہے۔

مذکورہ بالا حدیث کے تحت شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ نے اشعۃ اللمعات میں لکھا ہے" جان لے کہ دین اور اس کے کمال کی بنیاد فقہ' کلام اور تصوّف پر ہے" اس حدیث نے ان تینوں مقامات کا بیان کر دیا، اسلام' اشارہ فقہ کی طرف ہے جو اعمال و احکام شرعیہ کے بیان کا متکفّل ہے اور" ایمان "اشارہ اعتقادات کی طرف ہے جو کہ علم اصول کے مسائل ہیں، اور " احسان " اشارہ اصل تصوف کی طرف ہے۔ جس سے مراد خدا کی طرف صدقِ توجہ ہے تصوف کے تمام معانی جن کی طرف مشائخ طریقت نے اشارہ کیا ہے اسی معنی کی طرف راجع ہیں۔ فقہ و تصوف و کلام باہم لازم و ملزوم ہیں کہ ایک دوسرے کے بغیر ان میں سے کوئی کامل نہیں ہوتا، کیونکہ فقہ بغیر تصوّف کے اور تصوّف بغیر فقہ کے صورت پذیر نہیں ہوتے اس لئے کہ حکم الٰہی بغیر فقہ کے پہچانا نہیں جاتا اور فقہ بغیر تصوّف کے کامل نہیں، کیونکہ عمل بغیر صدق توجہ کے تمام و کامل نہیں ہوتا اور یہ دونوں ایمان

marfat.com

کے بغیر صحیح نہیں ہوتے جس طرح کہ روح وجسم ایک دوسرے کے بغیر وجود وکمال اختیار نہیں کرتے اسی لئے امام مالک رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ” جو شخص صوفی بنا اور فقیہ نہ ہوا وہ زندیق ہو گیا اور جو فقیہ بنا اور صوفی نہ ہوا وہ فاسق ہو گیا اور جو دونوں کا جامع ہوا وہ بے شک محقق بن گیا “ کمال جامعیت یہی ہے باقی سب کجروی وگمراہی ہے اور توفیق اللہ کریم متعال سے ہے۔

ایسے کمال جامعیت رکھنے والوں کیلئے اللہ کریم کی طرف سے اپنی راہوں کی ہدایت اور فضل ایزدی کے پختہ وعدے ہیں چنانچہ سورہ عنکبوت میں فرمایا۔

وَالَّذِيْنَ جَاهَدُوْا فِيْنَا لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا ط وَاِنَّ اللّٰهَ لَمَعَ الْمُحْسِنِيْنَ o

یعنی ” وہ لوگ جنہوں نے ہماری ذات وصفات (کی پہچان) میں کوشش کی البتہ ہم ضرور بالضرور انہیں اپنی راہیں دکھائیں گے اور بے شک اللہ تعالیٰ محسنین کے ساتھ ہے “۔

صحیح بخاری میں حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:۔

حَفِظْتُ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللّٰه علیه وسلم وِعَائَيْنِ فَاَمَّا اَحَدُهُمَا فَبَثَثْتُهٗ فِيْكُمْ وَاَمَّا الْاٰخَرُ فَلَوْ بَثَثْتُهٗ قُطِعَ هٰذَا الْبُلْعُوْمُ يَعْنِيْ مَجْرَى الطَّعَامِ o

ترجمہ ”میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دو برتن (علم کے) لیے۔ ان میں سے ایک کو تو میں نے تمہارے درمیان پھیلا دیا۔ رہا دوسرا پس اگر اُس کو میں ظاہر کروں تو میرا گلا کاٹ دیا جائے“۔

اس حدیث میں حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ نے دو قسم کے علوم کی طرف اشارہ فرمایا ہے ایک علم احکام واخلاص جو خواص وعوام میں مشترک ہے دوسرا علم اسرار جو باریکی و پوشیدگی کے سبب اغیار سے محفوظ اور خواص علماء یعنی اھل عرفان سے مخصوص ہے۔ اب اِس دوسری قسم کے علم کے اظہار وافشاء سے ممانعت اس لئے نہیں کہ وہ علم شریعت کے خلاف ہے بلکہ وجہ یہ ہے کہ علم باطن کی دقت و پوشیدگی کے سبب سے عوام اُسے سمجھ نہ سکیں گے اور قائل کو منکرات سے منسوب کریں گے۔ دارمی میں حضرت امام حسن بصریؒ سے منقول ہے وہ فرماتے ہیں۔

اَلْعِلْمُ عِلْمَانِ فَعِلْمٌ فِيْ الْقَلْبِ فَذَالِكَ الْعِلْمُ النَّافِعُ وَ عِلْمُ اللِّسَانِ فَذَالِكَ

marfat.com

حُجَّۃُ اللہِ عَزَّوَجَلَّ عَلٰی اِبۡنِ اٰدَمَ۔ (رواہ الدارمی)

یعنی ''علم دو ہیں، ایک علم ہے دل میں یہ علم نفع دینے والا ہے دوسرا علم ہے زبان پر یہ علم آدمیوں پر خدا کی حجت ہے''۔ دراصل تصوّف وہ علم ہے جس سے تزکیہ نفوس اور تزکیہ اخلاق اور تعمیر ظاہر و باطن کے حالات معلوم ہوتے ہیں اس علم کی غایت وصول الی اللہ اور سعادتِ ابدی کا حاصل کرنا ہے۔ چنانچہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین سب کے سب کمالات ظاہر و باطن کے جامع تھے۔ اور اس علم باطن کا شرف حضرت موسیٰ علیہ السلام کے قصہ سے ظاہر ہے جہاں آپ حضرت خضر علیہ السلام سے فرماتے ہیں۔

هَلۡ اَتَّبِعُكَ عَلٰٓى اَنۡ تُعَلِّمَنِ مِمَّا عُلِّمۡتَ رُشۡدًا

کہ'' کیا میں آپ کے پیچھے اور ہمراہ وہ کچھ سیکھنے کیلئے آسکتا ہوں کہ جو آپ کو بطور ہدایت عطا ہوا ہے''۔ چنانچہ اس سے معلوم ہوا کہ علم شریعت کی طرح علم حقیقت کی طلب بھی ضروری ہے۔ امام احمد بن حنبل رضی اللہ عنہ' کو دیکھئے کہ باوجود علم واجتہاد کے، اس معرفت کے حاصل کرنے کیلئے حضرت بشر حافی قدس سرّہ کے ہمرکاب چلا کرتے تھے۔ لوگوں نے آپ سے اس کا سبب پوچھا تو جواب دیا کہ اُن کو خدا کی معرفت مجھ سے زیادہ ہے۔ امام ابوالقاسم قشیریؒ اپنے رسالہ میں تحریر فرماتے ہیں کہ'' عہد اسلام میں ہر زمانے میں اس گروہ کے شیوخ میں سے ایک شیخ صاحب علوم توحید کا ماہر اور امام قوم گزرا ہے جس کے آگے اُس وقت کے ائمہ وعلماء نے سر تسلیم و تواضع خم کیا ہے اور اُس سے برکت حاصل کی ہے اگر اُن میں کوئی فضیلت وخصوصیت نہ ہوتی تو معاملہ برعکس ہوتا۔

امام عبدالوھاب شعرانی طبقات کبریٰ میں لکھتے ہیں کہ امام احمد بن حنبلؒ کی مجلس میں جب کبھی کلام صوفیہ کا ذکر آتا تو آپ حضرت ابوحمزہ بغدادی قدس سرّہ (متوفی ۲۸۹ھ) سے فرماتے'' مَاتَقُوۡلُ فِیۡ ھٰذَا یَا صُوۡفِیُ '' اے صوفی! آپ اس کے بارے میں کیا فرماتے ہیں؟ امام موصوف اپنے بیٹے سے فرمایا کرتے تھے بیٹا! صوفیہؒ وقت کی صحبت میں رہا کرو کیونکہ وہ اخلاص میں ایسے مقام پر پہنچے ہوئے ہیں جہاں تمہاری رسائی نہیں۔ شیخ الاسلام ابویحییٰ زکریا انصاریؒ (متوفی ذی الحجہ ۹۲۶ھ) فرمایا کرتے تھے کہ'' جس فقیہ کو صوفیاء کرام کے احوال واصطلاحات کا علم نہ ہو وہ خشک روٹی کی طرح ہے جس کے ساتھ سالن نہ ہو''۔

marfat.com

۳۔ حقیقتِ تصوّف

اتنی طویل بحث کہ جو قرآن' حدیث' فقہ اور آئمہ دین کے مستند اقوال و آثار پر مبنی ہے کے بعد اس بات کی قطعی طور پر کوئی گنجائش باقی نہیں رہ جاتی کہ حقیقت تصوّف سے انکار کیا جائے۔ حضرت شیخ علی ہجویری ؒ المعروف بہ داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ اپنی معرکۃ الآرا تصنیف کشف المحجوب میں تصوّف کے اثبات کی بحث کے آخر میں پہلے منکرین تصوّف کے جواب میں ابوالحسن بوشنجی ؒ کا یہ قول نقل کرتے ہیں کہ:۔

"اَلتَّصوُّفُ الیَومَ اِسم" وَلَا حَقِیقَۃ" وَقَد کَانَ حَقِیقَۃً"

یعنی " آج کل کا تصوّف تو صرف ایک نام ہے اس کے پیچھے کوئی حقیقت موجود نہیں ہے لیکن اس سے پہلے یعنی صحابہ اور سلف کے زمانے میں یہ ایک حقیقت تھا "۔ اس دور میں اس کا نام تو بے شک نہیں تھا مگر بطور ایک حقیقت کے موجود تھا۔ اور یہ قول نقل کر کے حضرت علی ہجویری ؒ ان لوگوں سے کہتے ہیں کہ تم لوگ تصوّف کے بارے میں جو رائے قائم کر رہے ہو اس تصوّف سے تو ہم بھی نالاں ہیں جس کی موجودہ صورت دیکھ کر تم نے رائے قائم کر لی ہے۔ اگر تصوّف کے انکار سے تمھاری مراد محض اس کے نام سے انکار ہے تو کچھ ہرج نہیں، کیونکہ اگر معنی اور ان کی حقیقت موجود ہیں تو نام کے لئے نہ کوئی جھگڑا ہے نہ اصرار ہے لیکن اگر معنی اور حقیقت تصوّف سے انکار کرتے ہو تو سمجھ لو کہ یہ تو کُل شریعت کا انکار ہے یہی نہیں بلکہ یہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فضائلِ حمیدہ اور آپ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے اوصاف جمیلہ کا انکار ہے۔ کیونکہ اس انکار کے بعد پورا دین ریاکاری بن جاتا ہے دین کی اصل روح اور جان تو احکام الٰہی کی اخلاص و محبت کے ساتھ پیروی ہے اگر اس کا انکار کر دیا تو پھر دین کہاں رہا لیکن اگر اس کو مانتے ہو اور یہ موجود ہے تو اسی کو ہم تصوّف کہتے ہیں۔

marfat.com

۴۔ اہلِ تصوّف کی اقسام

اہلِ تصوّف کے ہاں صوفیوں کی تین قسمیں ہیں:۔

۱۔ صوفی ۲۔ مُتَصَوِّف ۳۔ مُسْتَصْوِف

صوفی : وہ ہے جو اپنے وجود سے فانی ہو کر باقی بحق ہو گیا قید مزاج وطبائع سے آزاد ہو کر حقیقت حقائق کے ساتھ مل گیا۔

مُتَصَوِّف : وہ ہے جو اس درجہ کے حاصل کرنے کی آرزو میں تکلف ومشقت ومجاہدہ کر رہا ہے اور صوفی بننے کا خواہش مند ہے اور صوفیۂ کرام کے رسم ورواج کی پیروی میں اپنی اصلاح کرتا ہے۔

مُسْتَصْوِف : وہ ہے جو مال ومنالِ دنیاوی حاصل کرنے کی غرض سے صوفیہ کرام کے اعمال وافعال و حرکات کی نقل کرتا ہے صوفیہ کے اقوال کہتا پھرتا ہے مگر خود محض بے خبر ہے اور کچھ نہیں جانتا ایسے شخص کے حق میں مشائخ کرام نے فرمایا:

"اَلمُسْتَصْوِفُ عِنْدَ الصُّوفِیَۃِ کَالذُّبَابِ وَ عِنْدَ غَیْرِہِمْ کَالذِّئَابِ"

یعنی "مستصوف صوفیۂ کرام کے نزدیک مکھی کی طرح ہے اور عوام کے حق میں مستصوف بھیڑیے کی مانند ہے"۔ اس لئے کہ وہ جو کچھ کرتا ہے اس سے اس کی مراد تھوڑے سے ٹکڑے کا حاصل کرنا ہے۔

تو خلاصہ کلام یہ نکلا کہ "صوفی" صاحبِ وصول ہوتا ہے اور "مُتَصَوِّف" صاحبِ اصول اور "مُسْتَصْوِف" صاحبِ فضول۔ جو صوفی ہے اُسے اصلِ کشف و وصلِ محبوب نصیب ہوگا اور وہ ہمیشہ رسم و لطائف میں مستقیم رہا اور جس کو درجہ فضول ملا وہ سب سے پیچھے رہ گیا، اور رسم کے دروازے پر پڑا رہا اور اس پر حجاب معنی اس قدر پڑے کہ وہ محجوب ہو کر وصل و واصل دونوں سے محروم رہ گیا۔ اس حال کو مشائخ کرام نے

marfat.com

اس قدر رموز میں بیان فرمایا ہے کہ سب کا بیان کرنا ممکن نہیں۔ آگے چل کر آپؒ حضرت ابوالحسین نوریؒ کا ایک قول کشف المحجوب میں نقل فرماتے ہیں کہ

" اَلصُّوفِیُّ الَّذِیْ لَا یَمْلِکُ وَلَا یُمْلَکُ "

یعنی " صوفی وہ ہے جو نہ کسی کا مالک ہو اور نہ کسی کی مِلک "۔ اور یہ تعریف عین فنا کی ہے اس لئے کہ فانی فی الصفت نہ کسی شئی کا مالک بالذات ہوتا ہے نہ مملوک غیر ذات۔ اس لئے کہ مِلکیّت اس کی صحیح ہوتی ہے جو خود موجود ہو اور مملوکیت کا بھی وہی اہل ہے جو موجود ہو۔ تو مسئلہ واضح ہو گیا کہ صوفی متاع دِنیا و آخرۃ میں سے خود کسی چیز کا مالک نہیں ہوتا اور آپ نفس و حرص و حظ اور خواہشات کے مِلک میں نہیں رہتا۔

تصوّف کے مفہوم اور اس کی اصل و حقیقت نیز اہل تصوّف کی اقسام ان جملہ مباحث پر سیر حاصل کلام کے بعد مختلف سلاسل طریقت و عرفان کے بزرگانِ دین کے حالات و واقعات کے بیان سے قبل ضروری ہے کہ فقر اور اس کا مرتبہ و حقیقت بیان کر دی جائے تا کہ قارئین کرام کو حقیقی فقر اور درویشی کا پتا چل سکے اور آج کل کے (بزعمِ خویش فقراء و صوفیہ کہ جن کا فقیری سے دور کا بھی تعلق نہیں ہے) شعبدہ بازوں کے متعلق کچھ جان سکیں۔ چنانچہ ذیل میں فقر کے مرتبے اور اُس کی حقیقت کے متعلق حضرت سید علی ہجویری رحمۃ اللہ علیہ کی معرکۃ الآراء تصنیف لطیف سے چند اقتباسات ذکر کئے جاتے ہیں۔

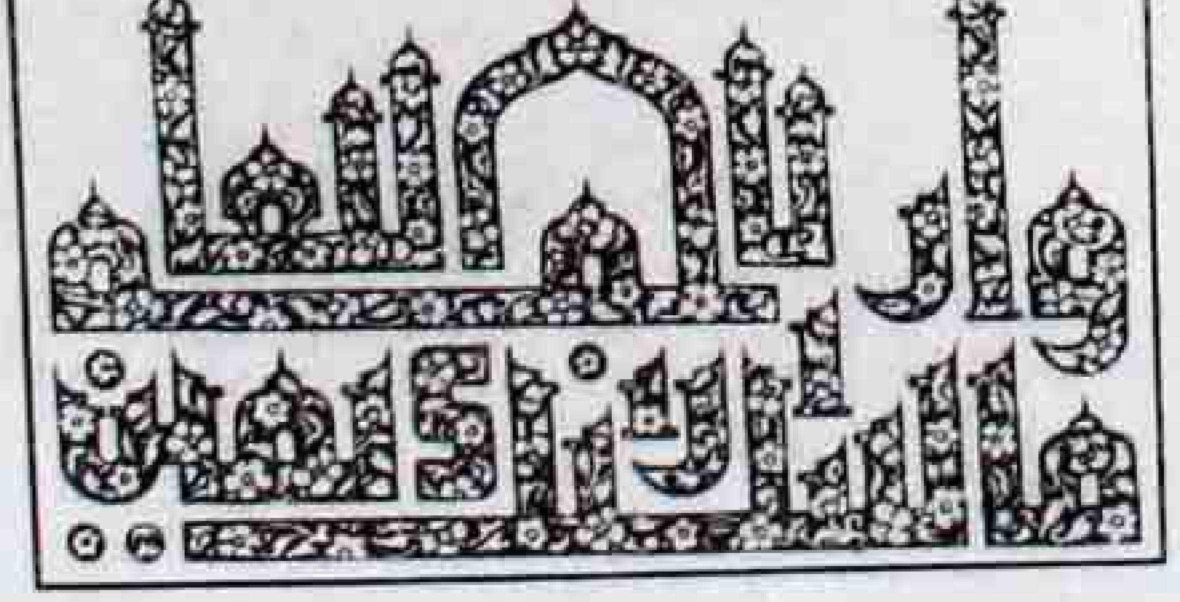

marfat.com

۵۔ فقر کا مرتبہ اور حقیقت

اللہ تعالیٰ کے نزدیک فقیری اور درویشی کا مرتبہ بہت بلند ہے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

دعا فرمایا کرتے :۔

"اَللّٰھُمَّ اَحْیِنِیْ مِسْکِیْناً وَّاَمِتْنِیْ مِسْکِیْناً وَّ احْشُرْنِیْ فِیْ زُمْرَۃِ الْمَسَاکِیْنِ"

یعنی" اے میرے اللہ مجھے فقیری کی حالت میں زندہ رکھ، فقیری کی حالت میں موت دے اور فقراء کے زمرے میں ہی میرا حشر فرما"۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت کے روز اللہ تعالیٰ فرمائے گا۔

"اِیْتُوْمِنِّیْ اَحِبَّاءِ یْ فَیَقُوْلُ الْمَلٰئِکَۃُ مَنْ اَحِبَّائُکَ ؟

فَیَقُوْلُ اللّٰہُ : اَلْفُقَرَآءُ وَالْمَسَاکِیْنُ"

یعنی اللہ تعالیٰ حکم دے گا کہ" میرے دوستوں کو میرے پاس لاؤ فرشتے پوچھیں گے کہ آپ کے دوست کون ہیں اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ فقراء اور مساکین"۔

لیکن فقراء و مساکین سے مراد وہ لوگ ہیں جو خدا پر بھروسہ کر کے دنیا کمانے کی فکر سے بے نیاز ہو کر اپنے آپ کو خدا کے کام اور اس کی ملازمت کیلئے وقف کر دیں۔ جیسے کہ اصحابِ صفہ رضی اللہ عنہم، ہر وقت مسجد نبوی میں حاضر رہتے تھے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جس وقت جو کام چاہیں ان سے لے سکیں۔ یہ لوگ ظاہری اور باطنی تمام اسباب کو نظر انداز کر کے خدا کی طرف رجوع کرتے ہیں اور اس کی ذات کے ساتھ دوستی اور محبت پر بھروسہ کرتے ہیں اور یہ اس کی ذات کے سوا کسی کو دوست نہیں بناتے۔ اسی طرح کے لوگوں کے بارے میں یہ ارشاد ہوا کہ :۔

" لِلْفُقَرَآءِ الَّذِیْنَ اُحْصِرُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ لَا یَسْتَطِیْعُوْنَ ضَرْباً فِی الْاَرْضِ

marfat.com

يَحْسَبُهُمُ الْجَاهِلُ اَغْنِيَآءَ مِنَ التَّعَفُّفِ ط ''

یعنی '' تمہاری فی سبیل اللہ امداد اور خدمت کے حقدار وہ فقراء ہیں جو خدا کے کام میں اس طرح سے مشغول ہو گئے ہیں کہ چل پھر کر اپنی روزی کے لئے دوڑ دھوپ نہیں کر سکتے اور ان کی خودداری کو دیکھ کر ایک ناواقف آدمی یہ خیال کرتا ہے کہ وہ مال دار ہیں''۔ انہی لوگوں کے بارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حکم دیا گیا کہ :۔

'' وَلَا تَطْرُدِ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَدٰوةِ وَالْعَشِيِّ يُرِيْدُوْنَ وَجْهَه ط''

ترجمہ '' اے محبوب نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ! ان لوگوں کو اپنے سے دور نہ پھینکو جو رات دن اپنے رب کو پکارتے رہتے ہیں اور اُس کی رضا کے طلبگار ہیں''۔

فقر کی اصل متاع دنیا کا ترک اور اس سے علیحدگی نہیں ہے بلکہ دل کو اس کی محبت سے خالی اور بے نیاز کرنا ہے چنانچہ تصوّف کی اصطلاح میں فقیر وہ ہوتا ہے جو متاعِ دنیا سے بالکل بے نیاز ہو اس کے پاس سرے سے خواہ کچھ موجود نہ ہو یا اُس کے پاس دنیا کے سارے اسباب موجود ہوں دونوں میں سے کسی حالت میں اس کی کسی چیز میں خلل نہ آئے نہ کسی چیز کے نہ ہونے سے اُسے کوئی پریشانی لاحق ہو اور نہ سارے اسباب موجود ہونے سے وہ اپنے آپ کو غنی اور دولت مند محسوس کرے۔ گویا دنیا کی کسی متاع کا ہونا اور نہ ہونا اُس کے نزدیک یکساں ہو' بلکہ تنگدستی اور افلاس کی صورت میں وہ زیادہ خوش ہو۔ کیونکہ فقیر جس قدر تنگدست ہو ٹھیک ہے کہ اس صورت میں اس پر حال کا انکشاف زیادہ ہوگا اور اس پر غفلت کم طاری ہوگی چنانچہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بھی فرمایا:۔

'' بَطْنٌ جَائِعٌ اَحَبُّ اِلَى اللّٰهِ مِنْ سَبْعِيْنَ عَابِداً عَاقِلٍ ''

یعنی '' بھوکے پیٹ رہنے والے خدا کے نزدیک ستر صاحبِ عقل عابدوں سے زیادہ محبوب ہے''۔

نیز یہ کہ :۔

اَلْجُوْعُ طَعَامُ اللّٰهِ فِي الْاَرْضِ

یعنی '' بھوک اس دنیا میں خدا کی غذا ہے''۔

۶۔ اصلی فقیر

حضرت سید علی ہجویریؒ فرماتے ہیں کہ ایک شیخ نے فرمایا کہ

" لَیسَ الفَقِیرُ مَن خلاَ مِنَ الزَّادِ اِنَّماَ الفَقِیرُ مَن خَلاَ مِنَ المُرَادِ "

یعنی " فقیر وہ نہیں ہوتا جو زادِ راہ اور متاعِ دنیا سے خالی ہاتھ ہو اصل فقیر وہ ہے جو مراد (طلبِ دنیا) اور حرص سے خالی ہو "۔ جبکہ حضرت شبلیؒ فرماتے ہیں کہ :۔

" اَلفَقِیرُ مَن لَّا یَستَغنِیْ بِشَیءٍ مِن دُونِ اللّٰہِ "

یعنی " فقیر وہ ہے جو اللہ عزّ وجلّ کی ذات کے سوا کسی اور چیز میں چین نہ پائے "

اور حضرت رویم بن محمدؒ فرماتے ہیں کہ :۔

" مِن نَعتِ الفَقِیرِ حِفظُ سِرِّہٖ وَ صِیَانَۃُ نَفسِہٖ وَاَدَاءُ فَرِیضَتِہٖ "

یعنی " فقیر کی صفت یہ ہے کہ وہ اپنے بھید کی حفاظت کرے اور اپنے نفس پر نگاہ رکھے اور اسے آفتوں سے بچائے اور خداوند تعالیٰ کے عائد کردہ فرائض کو ادا کرے "۔ پس خداوند تعالیٰ کی ذات کے ماسوا تمام چیزوں سے دل کو فارغ رکھنے کا نام فقر ہے فقیر کی اصل عزت یہ ہے کہ اس کے تمام اعضاء و جوارح خدا کی نافرمانی سے محفوظ ہوں اور اُن کو وہ تمام نامناسب چیزوں سے بچائے رکھے وہ کسی مصیبت میں مبتلا نہ ہو یہاں تک کہ اس کا بدن روحانی اور دل ربانی ہو جائے۔

مشائخ کرام کا اس بارے میں اختلاف ہے کہ فقر اور غنا کی حالتوں میں افضل کونسی حالت ہے لیکن حضرت داتا گنج بخشؒ فرماتے ہیں کہ یہ ایک بیکار بحث ہے کیونکہ "غنی" خدا کا نام ہے اور وہی اس کا سزاوار ہے مخلوقات فی الحقیقت اس نام کی مستحق نہیں ہیں انسان تو پیدا ہی محتاج اور فقیر ہوا ہے اس لئے اس کیلئے فقر کا نام ہی سزاوار ہے البتہ خدا کے سوا کسی اور کو مجازاً غنی کہہ سکتے ہیں کیونکہ بندے کو جو غناء حاصل ہوتا ہے وہ خدا کا عطا

marfat.com

کردہ اور اسباب کا رہینِ منّت ہوتا ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا:۔

"یَاَیُّهَا النَّاسُ اَنْتُمُ الْفُقَرَاءُ اِلَی اللّٰهِ وَاللّٰهُ هُوَ الْغَنِیُّ الْحَمِیْدُ"

یعنی " اے لوگو تم سب خدا کے محتاج ہو اور فقیر ہو اور خدا جو ہے وہی حقیقتاً غنی اور حمید ہے" ۔

گویا فقر ایک نہایت ہی وسیع اور بلیغ اصطلاح ہے اس کا تعلق خارج سے بھی ہے اور باطن سے بھی، فقر ایک اخلاقی رَوِیّہ ہے اور متاعِ دُنیوی کے تعلق میں ایک اندازِ نظر بھی، جو دنیاداری، خودغرضی، زرپرستی اور استحصال سے بچاتا ہے۔ ایک حدیثِ رسول میں فرمایا گیا ہے:۔

"اَلْعَجْزُ فَخْرِی" کہ " عجز میرا فخر ہے"۔

اس حدیث میں جس فقر کو آپ نے فخر فرمایا ہے اس سے مراد یہی شعوری بے نیازی ہے جو متاعِ دنیوی پر دسترس ہونے کے باوجود انسان کے دل کو تونگری عطا کرتی ہے مال و جاہ کی ہوس اور اس کی خاطر ظلم و تعدّی غصبِ حقوق استحصال اور اس سے وابستہ جھوٹ اور ملمع سازی یہ سب رذائل فقر سے دور ہوتے ہیں۔

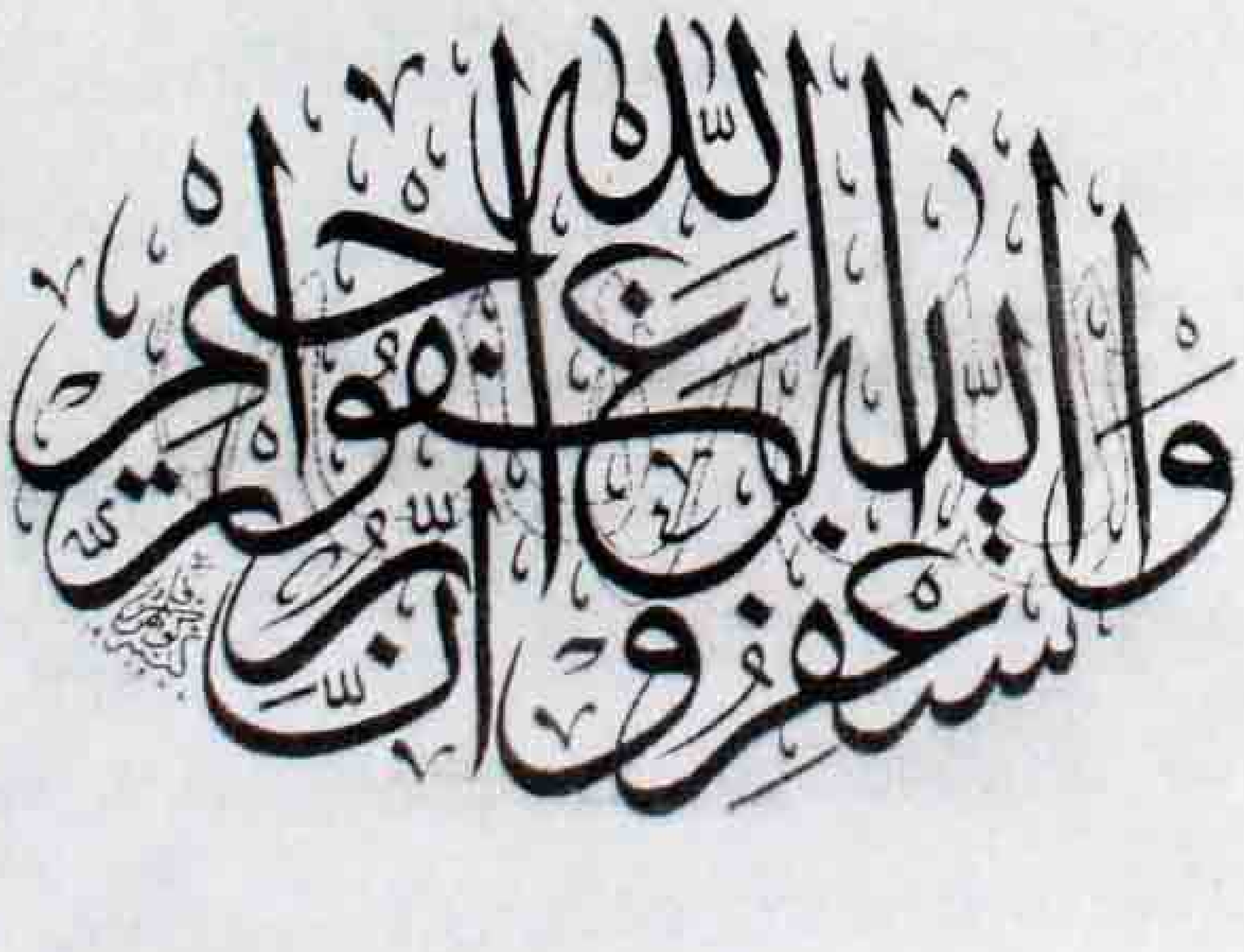

marfat.com

۷۔ مصنوعی فقر

آج کل مسلم معاشرے میں بالخصوص پاکستان میں بے شمار مصنوعی فقیر بنے پھرتے ہیں اس میں بنیادی عنصر تو سادہ لوح مسلمانوں کی ضعیف الاعتقادی ہے جبکہ کچھ حضرات خاندانی پیر چلے آتے ہیں اور اُن کا یہ منصب تصور کیا جانے لگا ہے کہ وہ لوگوں کو راہِ حق دکھائیں خواہ اُن کا ذاتی کردار اور عمل شریعت محمدیہ علیٰ صاحبہا افضل الصلوٰۃ والتسلیم سے کتنا ہی مختلف کیوں نہ ہو۔ ایسے لوگ جو خدا کے فقیر نہ ہوں بلکہ اپنے آپ کو ایسا ہی ظاہر کریں اور اس طرح لوگوں میں عزت ومقبولیت حاصل کرنے کی کوشش کریں وہ درحقیقت خدا سے دور ہیں یہ عزت نہیں بلکہ بدترین قسم کی ذلّت ہے۔ اولیائے کرام نے ہمیشہ اپنے مریدوں کو اس صورتِ حال سے متنبہ کیا ہے۔ حضرت جنید بغدادی رحمتہ اللہ علیہ فقراء اور درویشوں کو بطور نصیحت فرماتے ہیں:۔

”یَامَعْشَرَ الْفُقَرَآءِ اِنَّکُمْ تُعْرَفُوْنَ بِاللّٰہِ وَتُکْرَمُوْنَ لِلّٰہِ فَانْظُرُوْا کَیْفَ تَکُوْنُوْنَ مَعَ اللّٰہِ اِذَا خَلَوْتُمْ بِہٖ“

یعنی ” اے گروہِ درویشاں تم لوگوں میں اللہ والوں کی حیثیت سے پہچانے جاتے ہو اور اللہ سے تعلق رکھنے کی بنا پر تمہاری تعظیم کی جاتی ہے۔ جب تم اللہ تعالیٰ کے ساتھ تنہائی میں ہو اس وقت اپنا جائزہ لیا کرو کہ خدا کے ساتھ تمہارے تعلق کا فی الواقع کیا حال ہے“۔

نصر من اللہ وفتح قریب

marfat.com

۸۔ پاکستان میں تصوّف کی تاریخ

پاکستان میں تصوّف کی تاریخ کو ہم مندرجہ ذیل عنوانات کے حوالہ سے بیان کریں گے۔

۱۔ پاکستان میں اسلام کی آمد

۲۔ مختلف سلاسل طِریقت اور اُن کا اجمالی تعارف

۳۔ خانقاہی نظام اور ضرورتِ شیخ

۴۔ سرزمین پاکستان کے صوفیہ واولیأ کے حالاتِ زندگی

۵۔ اصطلاحاتِ تصوّف

مندرجہ بالا عنوانات کی روشنی میں سب سے پہلے برصغیر پاک و ہند میں اسلام کے متعلق کچھ بتانا ضروری ہے۔ کیونکہ جس موضوع پر اظہارِ خیال کرنا مقصود ہے اُس کا لازمی تعلق اسلام سے ہے اور دینِ اسلام سے ہی تصوف کی ابتداء ہوئی اور جیسا کہ ابتدائی صفحات پر بیان کیا جا چکا ہے کہ رسالت مآب صلّی اللہ علیہ وسلم کے عہد سے ہی اس کی ابتداء ہوئی اور پھر فیضانِ رسالت مآب صلّی اللہ علیہ وسلم سے فیض یاب ہونے والے صحابہء کرام رضی اللہ عنہم دُنیا میں جہاں جہاں تشریف لے گے وہیں وہیں اسلام کی ترویج واشاعت ہوئی اور علوم قرآنیہ واسلامیہ بھی پھلے پھولے۔ چنانچہ اسی حوالے سے ہم برصغیر پاک وہند بالخصوص موجودہ پاکستان کا تذکرہ کریں گے۔

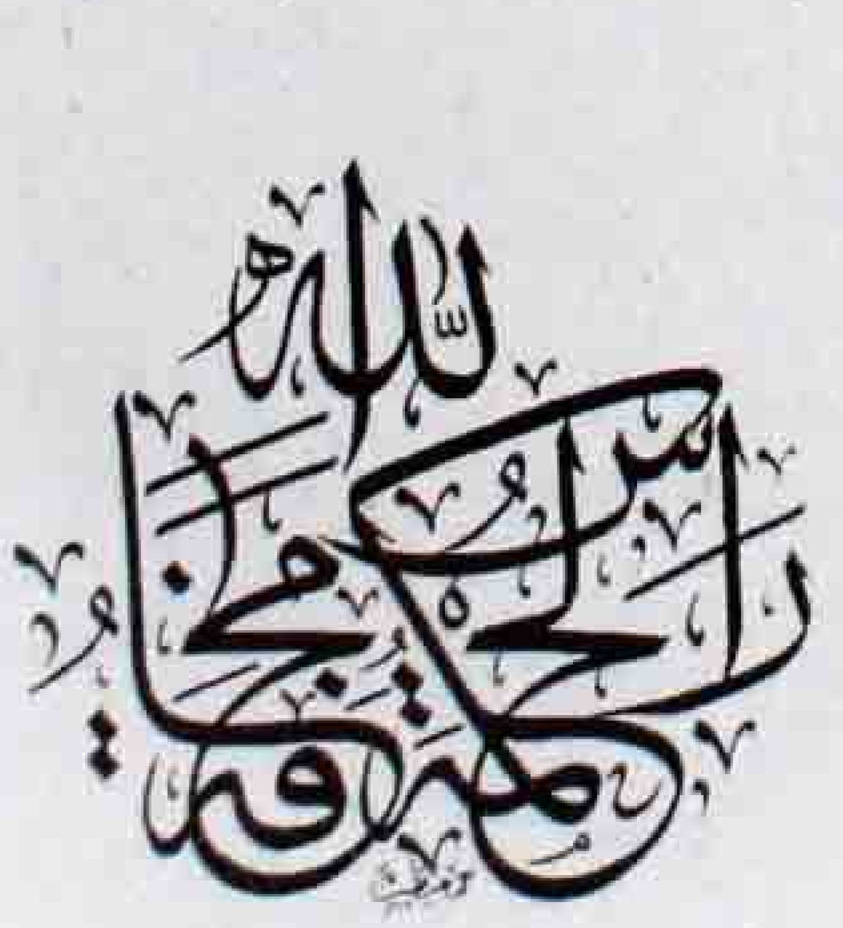

marfat.com

۹۔ پاکستان میں آمدِ اسلام

تاریخی اعتبار سے اگر دیکھا جائے تو پاکستان میں اسلام کی آمد اور اشاعت کا سلسلہ یکم رمضان المبارک ۹۳ ہجری سے اسلام کے نامور سپہ سالار حضرت محمد بن قاسم کے سندھ پر حملہ کرنے سے ہوا۔ بارہ ہزار عرب سپاہیوں کے ساتھ آنے والے اس مردِ مجاہد نے راجہ داہر کے (۶۰) ساٹھ ہزار کے ٹڈی دل لشکر کو شکست فاش دی۔ یہ مقابلہ دیبل (کراچی) کے مقام پر ہوا۔ پھر یہ لشکر شہر پر شہر فتح کرتا ہوا ملتان تک آ پہنچا۔ ملتان اُن دنوں بدھ مت کا مرکز تھا۔ راجہ داہر کے چچا زاد بھائی سے مقابلہ ہوا۔ اور ملتان کو بھی فتح کر لیا (بلکہ بعض تاریخ دانوں نے تو اس لشکر کے بارے میں لکھا ہے کہ یہی لشکر پھر آگے بڑھتا ہوا شورکوٹ چنیوٹ اور پنڈی بھٹیاں تک آ پہنچا تھا) کچھ عرصہ کے بعد محمد بن قاسم کے چچا حجاج بن یوسف کا انتقال ہو گیا اور اُدھر ولید بن عبد الملک تخت نشین ہوا اور ولید کے بعد سلیمان بن عبد الملک خلیفہ بنا اس نے محمد بن قاسم کو معزول کر کے یزید بن ابی کبشہ کو سندھ کا نیا حاکم مقرر کیا۔ مسلمانوں نے سندھ کو فتح کر کے نہ صرف مقامی آبادی کو حکمرانوں کے جبر سے نجات دلائی بلکہ جنوبی ایشیا میں اسلام کی تبلیغ واشاعت کے دروازے کھول دیئے اور سب سے پہلے مسجدیں اور درسگاہیں قائم کیں۔ جن میں سے ایک مسجد کے آثار ملتان میں دریافت ہو چکے ہیں اِن علمی مراکز نے اسلامی علوم بلکہ تصوّف ومعرفت کے فروغ میں بھی بہت اہم کردار ادا کیا۔ سندھ اور مبلغینِ ملتان نے پورے جنوبی ایشیاء کے علاقے انڈونیشیا تک اسلام کی تبلیغ کی۔ صوبہ سندھ کو آج بھی "باب الاسلام" کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔

marfat.com

۱۰۔ سلاسل طریقت اور ان کا اجمالی تعارف:۔

ویسے تو کُتبِ تصوّف کے مطالعے سے بے شمار سلاسل تصوّف وطریقت کا پتہ چلتا ہے لیکن اس مقالہ میں ہم مندرجہ ذیل معروف سلاسل کا اجمالی تعارف پیش کریں گے:۔

(الف) سلسلۂ چشتیہ

(ب) سلسلۂ قادریہ

(ج) سلسلہ سہروردیہ

(د) سلسلہ نقشبندیہ

سلسلۂ چشتیہ:۔

اس سلسلہ کی ابتداء حضرت خواجہ ممشاد علی دینوریؒ سے ہوئی جو خواجہ امین الدین بصریؒ کے مرید و خلیفہ تھے۔ خواجہ ممشاد علی دینوریؒ کے خلیفہ خواجہ ابو اسحاق شامیؒ تھے جن کو اپنے شیخ نے چشت میں قیام کرنے کا حکم دیا جو افغانستان میں ہے اور یہ ابو اسحاق شامی چشتی کے نام سے مشہور ہوئے اور سلسلۂ چشتیہ وجود میں آیا۔ آپ نے خواجہ ابو احمد ابدالؒ کو خرقۂ خلافت عطا کیا جن کا شمار چشت کے رؤساء میں ہوتا ہے۔

سلسلۂ قادریہ:۔

تصوّف کا یہ سلسلہ حضرت سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانیؒ سے منسوب ہے۔ پاکستان میں اس سلسلے کے جو بزرگ کمال کو پہنچے ان میں امام بری عبداللطیف قادریؒ، حضرت بابا بلھے شاہؒ، حضرت سلطان العارفین سلطان باھوؒ، سید وارث شاہؒ، پیر مانکی شریفؒ، قابل ذکر ہیں۔

marfat.com

سلسلۂ نقشبندیہ:۔

تصوّف کا وہ سلسلہ جو خواجہ بہاء الدین نقشبند (بخاری)ؒ سے منسوب ہے۔ پاک و ہند میں اس سلسلے کی اشاعت شیخ احمد امام ربّانی مجدد الف ثانی سرھندیؒ سے ہوئی۔

سلسلۂ سہروردیہ:۔

تصوّف کا یہ سلسلہ شیخ المشائخ حضرت شہاب الدین سہروردیؒ (ابو حفص عمر بن محمد متوفی ۶۳۲ھ) سے منسوب ہے۔ جبکہ آپ کے عم محترم شیخ عبد القادر ابو النجیب سہروردیؒ کو اس سلسلہ کا بانی کہا جاتا ہے۔ پاکستان میں اس سلسلہ کے بانی شیخ الاسلام خواجہ بہاء الدین زکریا ملتانیؒ ہیں۔

marfat.com

١١۔ خانقاہی نظام اور ضرورتِ شیخ

صوفیائے کرام اور بزرگان دین نے جہاں اپنے پاکیزہ اعمال و اخلاق کے ذریعے اسلام کی نشرو اشاعت کی وہاں انہوں نے تبلیغ دین اور تزکیۂ نفوس کیلئے مستقل بنیادوں پر خانقاہی نظام ترتیب دیا اور ضرورتِ شیخ کی اہمیت کو اجاگر کیا۔ پاکستان میں تصوّف کی تاریخ کا اگر جائزہ لیا جائے تو پتا چلتا ہے کہ لاہور اور ملتان ہی دو ایسے شہر تھے جن کو سب سے زیادہ علمی، ادبی، سیاسی اور روحانی حیثیت سے فروغ حاصل ہوا۔ اگرچہ سندھ کے علاقے بھی اس زمرے میں آتے ہیں لیکن روحانیت اور بزرگان دین کی لاہور وملتان میں کثرت کے سبب یہ علاقے دیگر علاقوں سے ممتاز ہیں۔ سب سے پہلے صوبہ پنجاب میں جس بزرگ کی آمد کا پتہ چلتا ہے وہ شیخ صفی الدین گازرونی (متوفی ۱۰۷۰ھ) ہیں ان کا سال ولادت ۹۶۲ھ ہے۔ لاہور میں گیارھویں صدی عیسوی کی ایک عظیم شخصیت شیخ اسماعیل لاہوری کی ہے لیکن وہ ایک عالم، واعظ اور مبلّغ اسلام کی حیثیت سے زیادہ مشہور ہوئے۔ ان کے بعد سیّد ہجویری علی بن عثمان الغزنوی اور میراں حسین زنجانی تشریف فرما ہوئے۔

اسی طرح سرزمین ملتان میں شیخ العالم حضرت خواجہ بہاء الدین زکریا ملتانی جن کو ہندوستان میں سلسلۂ سہروردیہ کا بانی کہا جاتا ہے نے باقاعدہ خانقاہی نظام کی بنیاد رکھی۔ طلباء وعلماء ودرویشان ومریدان کے لئے لنگر خانہ اور رہائش گاہیں تعمیر کروائیں۔ حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی نے بھی یہ سب کچھ ذکر کیا ہے۔ مولانا نور احمد خان فریدی نے تذکرۂ مشائخ سہرورد میں لکھا ہے کہ حضرت شیخ الاسلام بہاء الدین زکریا کی خانقاہ سے مراد صرف آپ کا مقبرہ نہیں بلکہ یہ اپنے دور کی بہت بڑی روحانی یونیورسٹی تھی۔ مدرسۂ بہائیہ کے دو شعبے تھے ایک تدریسی دوسرا تبلیغی، تدریسی شعبے میں ایک تو بہت بڑا مدرسہ تھا جس میں اس وقت کے مروّجہ نصاب کے مطابق تعلیم دی جاتی تھی اس میں قرّاء، حفاظ اور علماء کے تزکیۂ نفس کی ریاضتوں کا انتظام تھا۔ تبلیغی شعبے میں مختلف ممالک کے علماء اپنے اپنے علاقے کی زبان اور معاشرت کی تعلیم دینے پر مامور تھے یعنی ایرانی، عربی، افغانی، مکرانی، ہندی، جاوی، سماٹری وغیرہ جو علماء جس ملک میں تبلیغ کرنے پر مامور ہوتے پہلے وہ شعبۂ تبلیغ میں اس ملک کی زبان اور رسم ورواج کے متعلق واقفیت حاصل کرتے تھے۔ چونکہ ہر مبلّغ تاجر کی حیثیت میں روانہ کیا جاتا تھا اس ملک کی

marfat.com

ضروریات کے مطابق پانچ ہزار اشرفی کا مال دیا جاتا تھا وہ اپنے ملکوں میں پہنچ کر تجارت شروع کرتے اور عوام میں اپنی راست بازی ' دیانت داری اور نیک نفسی کے سبب اس قدر مقبول ہوتے کہ لوگ ان کے گرویدہ ہو جاتے اور جب انہیں یقین ہو جاتا کہ ان کی نیکی اور لین دین میں صفائی انکے مذہب کے سبب سے ہے تو وہ خود بخود دائرہ اسلام میں داخل ہو جاتے۔

علاوہ ازیں حضرت خواجہ فرید ؒ کے لنگر میں روزانہ ساڑھے بارہ من گندم کا آٹا خرچ ہوتا تھا اور آپ نے اپنی زندگی میں اسّی لاکھ روپے فقراء میں تقسیم کئے تھے آپ نے حکم دے رکھا تھا کہ فتوحات اور نذور صبح پیش ہو اکریں چنانچہ ہزاروں روپے آتے اور ظہر کی نماز سے پہلے پہلے فقراء لنگر خانہ اور مدرسہ وغیرہ میں تقسیم ہو جاتے۔ حضرت خواجہ صاحب اپنے پاس کچھ نہ رکھتے تھے یہی کیفیت حضرت خواجہ شاہ سلیمان تونسوی ؒ ' حضرت خواجہ محمد شمس الدین سیالوی ؒ اور دوسرے چشتی بزرگوں کی تھی۔

صاحب عوارف المعارف رقم طراز ہیں کہ اس قسم کی خانقاہوں اور زاویوں کی بنیاد اس ہادی ومہدی قوم کی زینت ہے۔ اہل خانقاہ اور زاویہ نشینوں کی خصوصیات ایسی ممتاز ہیں جن کے باعث وہ دوسری جماعتوں سے ممیّز و ممتاز ہو گئے ہیں۔ ہمارے زمانے میں بعض لوگوں میں جو کوتاہیاں نظر آتی ہیں اور اسلاف کے طریقے سے وہ لوگ روگردانی کرنے لگے ہیں (بزرگانِ سلف کے طریقے پر عمل پیرا نہیں ہیں) تو ان کی اس کمزوری اور کوتاہی سے ان کے اصل معاملہ اور ان کے طریقہ کی صحت پر کوئی حرف نہیں آتا (یہ ان کی ذاتی کمزوریاں ہیں نہ کہ طریقِ خانقاہی اور طریقت کے مسلک کی خرابی ہے) اب بھی جو کچھ روحانی اثر باقی ہے اور خانقاہوں میں صوفیہ کا جو اجتماع نظر آتا ہے اور اللہ تعالیٰ نے جو کچھ اپنے لطف وکرم سے مشائخ حال کیلئے مہیّا فرما دیا ہے یہ سب کچھ مشائخ سلف کا فیض ہے اور ان کی جمعیت خاطر کی برکات اور عطائے حق کے آثار ہیں۔ اب بھی خانقاہوں میں اطاعتِ خداوندی اور آدابِ ظاہری کے رسوم کی ایک ہیئتِ اجتماعیہ نظر آتی ہے وہ بھی در حقیقت اس نورِ جمعیت (خاطر) کا ایک عکس اور پرتو ہے جو اسلاف کے باطنوں سے پرتو فگن ہوتا تھا اور اسلاف کے مسلک کے اتباع کے کچھ آثار ہیں (کہ اب بھی کچھ ہستیاں ایسی ہیں جو صحیح طریقہ پر اپنے اسلاف کے مسلک اور ان کے طریقہ پر گامزن ہیں)۔

اب رہا یہ سوال کہ آیا اس خانقاہی نظام کے ساتھ متعلق ہونے کیلئے کسی سلسلۂ طریقت کے بزرگ کے

marfat.com

دستِ حق پرست پر بیعت کیوں ضروری ہے؟ قرآن مجید میں اللہ کریم فرماتے ہیں:۔

" یٰاَیُّھَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰہَ وَ کُوۡنُوۡا مَعَ الصّٰدِقِیۡنَ O"

کہ اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو، اور سچوں کے ساتھ ہو جاؤ۔

صاحب تفسیر روح البیان علامہ اسمٰعیل حقی" اس آیت کے تحت لکھتے ہیں کہ صادقین وہ لوگ ہیں جو وصول الی اللہ کے طریق کے رہنما ہیں جب سالک ان کے دوستوں میں شامل ہو جاتا ہے اور ان کے آستانوں کے خادموں کے زمرہ میں داخل ہو جاتا ہے تو ان کی محبت وتربیت وقوت ولایت سے سیر الی اللہ اور ترک ماسواء کے مراتب تک پہنچ جاتا ہے۔ حضرت شیخ اکبرؒ فرماتے ہیں: کہ "اگر تو اپنے افعال کو کسی دوسرے کی مراد کے موافق نہ کرے گا تو ہوا وخواہش نفسانی سے رہائی نہ پائے گا اگرچہ تمام عمر اپنے نفس سے مجاہدہ کرتا رہے جب تجھے ایسا بزرگ مل جائے جس کی تعظیم وحرمت تو اپنے نفس میں پائے تو اس کا خادم بن جا اور ایسا ہو جا جیسا کہ مردہ غسال کے ہاتھ میں ہوتا ہے وہ جس طرح چاہے تجھ میں تصرّف کرے"۔

حضرت مولانا شاہ عبدالعزیزؒ نے حاشیہ قول جمیل میں فرمایا کہ ہم نے اپنے جد امجد شاہ عبدالرحیم" قدس سرہٗ کے ایک مرید سے سنا کہ اُن کے ہم عصر ایک عالم تھے انہوں نے اُن سے بیعت کے سنت یا بدعت ہونے کے بارے میں گفتگو کی، حضرت شاہ عبدالرحیم صاحب نے بیعت کی مشروعیت کے واسطے قرآن مجید کی آیت

" اِنَّ الَّذِیۡنَ یُبَایِعُوۡنَکَ اِنَّمَا یُبَایِعُوۡنَ اللّٰہَ "

سے استدلال کیا۔

علم عقائد و فقہ کی تحصیل کیلئے علمائے ظاہر کی ضرورت ہے اسی طرح علمِ باطن کی تحصیل کیلئے علمائے باطن کی ضرورت ہے کوئی شخص اپنے امراض باطن کا علاج ماہر و تجربہ کار شیخ کے بغیر نہیں کرسکتا خواہ اسے اخلاق و وعظ کی ہزاروں کتابیں یاد ہوں ایسا عالم اگر مرشدِ کامل کے بغیر اس راستہ میں قدم رکھے تو اس کا حال ایسا ہے کہ کسی نے طب کی کتابیں یاد کرلیں مگر مطب میں بیٹھ کر تجربہ نہ کیا۔ واضح رہے کہ پیر پکڑنے میں بڑی احتیاط درکار ہے پیر کامل مکمل کی شناخت آسان نہیں پیر ایسا متقی سُنت کا متبع اور بدعت سے بچنے والا ہو کہ اُس کی صحبت میں اور اس کے دیکھنے سے خدا یاد آئے۔

marfat.com

۱۲۔ اصطلاحاتِ تصوف

وجد:۔

وجد ایک ایسا روحانی جذبہ ہے جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے قلب انسانی پر وارد ہوتا ہے خواہ اس کا نتیجہ فرحت ہو یا حزن ہو۔ جس سے قلب کی ہئیت بدل جاتی ہے اور رجوع الی اللہ کا شوق پیدا ہوتا ہے۔

تجرید و تفرید:۔

تجرید سے مراد یہ ہے کہ بندۂ حق اپنے افعال میں اغراض سے بے نیاز ہو جائے۔ اس کے کسی فعل سے کوئی غرض ظاہر نہ ہو نہ دنیاوی نہ اخروی بلکہ اُس کو عظمتِ الٰہی سے جو کشف حاصل ہو اس کو اپنی امکانی قوت کے مطابق اللہ تعالیٰ کی بندگی عبودیت اور اطاعت میں کام میں لائے۔

غلبہ:۔

وجد متواتر کا نام غلبہ ہے وجد برق کی طرح ظاہر ہو کر فنا ہو جاتا ہے لیکن غلبہ کی صورت میں برق تجلی متواتر نمودار ہوتی ہے اس وقت سالک کی قوت تمیز باقی نہیں رہتی وجد تو بہت جلد زائل ہو جاتا ہے لیکن غلبہ باقی رہتا ہے۔ اور اسرار کے تحفظ میں مضبوط قلعہ بن جاتا ہے۔

مسامرہ:۔

مسامرہ کا مطلب یہ ہے کہ اروح سرُّ السِرّ میں پوشیدہ طور پر مناجات اور مناغات (حمد سرائی) میں مصروف رہیں۔ اور قلب کو اس کا صرف ایک لطیف ادراک ہو کیونکہ یہ پوشیدہ مناجات ایسی ہوتی ہے کہ روح اس کے بغیر لذت یاب نہیں ہوتی۔

marfat.com

سُکر وصحو:۔

روحانی حال کے غلبہ کا نام سُکر ہے اور تہذیب اقوال وترتیب افعال کی جانب سُکر سے واپس آجانے کا نام صحو ہے۔ سُکر (ہر ایک کیلئے نہیں) صرف ارباب قلوب کے لئے ہے اور صحو اُن کو نصیب ہوتا ہے جن پر غیبی حقائق کا انکشاف ہوتا ہے۔

مکاشفہ:۔

مکاشفہ عین الیقین والوں کیلئے ہوتا ہے جبکہ مشاہدہ اہل حق کیلئے یعنی ارباب حق الیقین والوں کیلئے ہوتا ہے۔ علاوہ ازیں ایک اصطلاح محاضرہ ومشاہدہ بھی ہے جو اہل علم کیلئے ہے۔

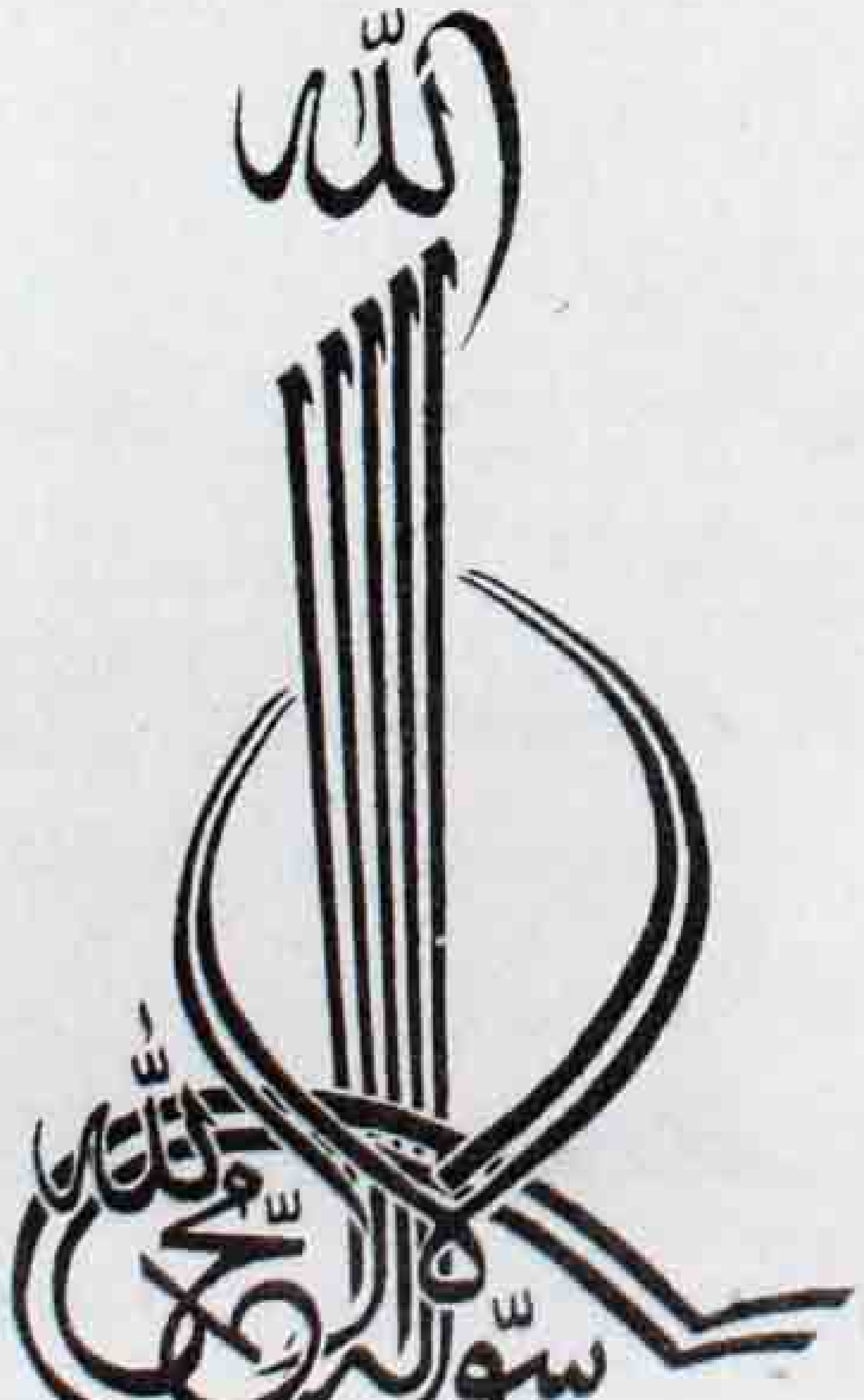

marfat.com

۱۳۔ شیخِ کامل کی تلاش

۱۔ شیخ کامل کی پہچان اور اس تک رسائی کیسے ممکن ہے؟

۲۔ اس کی شرائط و اوصاف کیا ہیں؟

جب طالب کو اس کی ضرورت ہوتی ہے تو اس پر لازم ہے کہ وہ عزمِ مصمم اور نیتِ خالص کر کے عاجزی اور انکساری کے ساتھ متوجہ الی اللہ ہو۔ رات کی تاریکیوں میں اس کو پکارے اور اپنے سجدوں میں اور نماز کے بعد اس کی بارگاہ میں یہ دعا کرے۔

"اللهم دلني على من يدلني عليك واوصلني الى من يوصلني اليك"

ترجمہ: "اے اللہ! میری رہنمائی فرما۔ ایسے بندۂ خدا کے ذریعہ جو مجھے تیری طرف راہنمائی فرمائے اور مجھے ایسے بندہ تک پہنچا دے جو مجھے تیری ذات تک پہنچائے"۔

اگر اپنے شہر میں شیخ کامل نہ ملے تو دیگر شہروں میں اسے تلاش کرے۔ جس طرح کہ مریض علاج معالجہ کے لئے دوسرے شہر کا سفر کرتا ہے جب اسے اپنے شہر میں کوئی سپیشلسٹ نہیں ملتا یا اس کے شہر کے ڈاکٹر اس کی بیماری کی تشخیص سے عاجز آ جاتے ہیں۔ جب جسمانی امراض کے علاج معالجہ کے لئے اتنی کوشش کی جاتی ہے تو روحانی علاج کے لئے ماہر اطباء کی تلاش اشد ضروری ہے۔

لوگوں کی رہنمائی کی اہلیت کے لئے مرشد میں چار شرائط کا پایا جانا ضروری ہے۔

(۱) ہر فرض عین کو جاننے والا ہو۔

(۲) عارف باللہ ہو۔

(۳) تزکیۂ نفس کے طریقے اور اس کی تربیت کے وسائل سے باخبر ہو۔

(۴) اسے اپنے شیخ سے تربیت کا اذن ہو۔

marfat.com

مرشدِ کامل کی علامات

(۱) جب تو اسکی مجلس میں بیٹھے تو ایمان کی تازگی اور روحانی کیف وسرور محسوس کرے۔ اسکی گفتگو اللہ کیلئے ہو۔ کلمات خیر کے سوا کچھ نہ بولے۔ وعظ ونصیحت کے علاوہ کچھ گفتگو نہ کرے۔ اسکی کلام کی طرح اسکی صحبت بھی نفع رساں ہو۔ اسکا قرب وبعد دونوں حالتیں نفع سے خالی نہ ہوں۔ اوراس کے الفاظ کی طرح اشارات بھی فائدہ مند ہوں۔

(۲) اس کے متبعین اور مریدین میں ایمان، اخلاص، اور تواضع پائی جائے جب ان سے ملاقات ہو تو وہ محبت صدق ایثار اور خالص اخوت کا اعلیٰ پیکر دکھائی دیں۔ ماہر طبیب کی پہچان، اس کے آثار اس کی محنت کے نتائج سے ہوتی ہے۔ یعنی اس سے شفایاب ہونے والے مریض قوی اور صحت مند ہوتے ہیں۔

یہ جاننا چاہئے کہ مریدوں کی قلت وکثرت شیخ کے کامل اور صالح ہونے کا پیمانہ نہیں بلکہ اس بات کا اعتبار ہوگا کہ اس کے مرید، نیک، پرہیزگار، عیوب وامراض سے پاک اور شریعت پر کس قدر پابند ہیں۔ اس کے مریدین ملک کے مختلف طبقات کی نمائندگی کرتے ہیں۔ کیونکہ اسی طرح نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابہ کرامؓ تھے۔ ان صفات کا حامل شیخ کامل اگر میسر ہو تو مرید کو چاہئے کہ اس کے دست اقدس پر بیعت کرنے میں جلدی کرے اور اس کی بیعت کرنے کے بعد اس کی صحبت کا التزام کرے۔ اس کی بارگاہ میں باادب رہ کر اس کی وعظ ونصیحت کے مطابق عمل پیرا رہے تا کہ اسے دارین کی سعادت اور کامیابی حاصل ہو۔

گر تو خواہی ہم نشینی با خدا
رَو نشین اندر حضور اولیاء

marfat.com

۱۴۔ بیعت کا ثبوت

قرآن وسنت اور سیرت صحابہ کی روشنی میں بیعت کا ثبوت:۔

(۱) قرآن کریم: ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

" اِنَّ الَّذِیْنَ یُبَایِعُوْنَكَ اِنَّمَا یُبَایِعُوْنَ اللّٰهَ ط یَدُاللّٰهِ فَوْقَ اَیْدِیْهِمْ فَمَنْ نَّكَثَ فَاِنَّمَا یَنْكُثُ عَلٰی نَفْسِهٖ وَمَنْ اَوْفٰی بِمَا عٰهَدَ عَلَیْهُ اللّٰهَ فَسَیُؤْتِیْهِ اَجْرًا عَظِیْمًا "۔

ترجمہ: " (اے جان عالم) بے شک جو لوگ تم سے بیعت کرتے ہیں درحقیقت وہ اللہ تعالیٰ سے بیعت کرتے ہیں اللہ کا ہاتھ ان کے ہاتھوں پر ہے۔ پس جس نے توڑ دیا اس بیعت کو تو اس کے توڑنے کا وبال اس کی ذات پر ہوگا۔ اور جس نے ایفاء کیا اس عہد کو جو اس نے اللہ تعالیٰ سے کیا تو وہ اس کو اجر عظیم عطا فرمائے گا"۔

چونکہ شیخ کے دست اقدس پر بیعت کرنا فی الحقیقت اللہ تعالیٰ کے ساتھ بیعت کرنے کے مترادف ہے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے اس کے توڑنے پر تنبیہ کی ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

" وَاَوْفُوْا بِعَهْدِ اللّٰهِ اِذَا عٰهَدْتُّمْ وَلَا تَنْقُضُوا الْاَیْمَانَ بَعْدَ تَوْكِیْدِهَا وَقَدْ جَعَلْتُمُ اللّٰهَ عَلَیْكُمْ كَفِیْلًا ط"

ترجمہ: " اور پورا کرو اللہ کے عہد کو جب تم نے اس سے عہد کرلیا ہے۔ اور نہ توڑو اپنی قسموں کو انہیں پختہ کرنے کے بعد حالانکہ تم نے کردیا ہے اللہ تعالیٰ کو اپنے اوپر گواہ"

دوسرے مقام پر ارشاد فرمایا:

" وَاَوْفُوْا بِالْعَهْدِ اِنَّ الْعَهْدَ كَانَ مَسْئُوْلًا "

ترجمہ: " اور پورا کیا کرو اپنے عہد کو بے شک ان وعدوں کے بارے میں (تم سے) پوچھا جائے گا"۔

marfat.com

سنّتِ مطہرہ میں بیعت کا ثبوت

سنتِ مطہرہ میں بیعت وتلقین کی کوئی ایک صورت نہ تھی بلکہ مردوں، عورتوں، مختلف گروہوں اور نابالغ بچوں سے بھی بیعت لی جاتی تھی۔

مردوں کی بیعت:

امام بخاریؒ نے اپنی صحیح بخاری میں حضرت عبادہ بن صامتؓ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تم میری بیعت کرو کہ تم اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک نہ بناؤ گے۔ اسراف وفضول خرچی سے اجتناب کرو گے۔ زنا سے بچو گے اپنی اولاد کو قتل نہیں کرو گے۔ اور آپس میں ایک دوسرے پر بہتان طرازی بھی نہیں کرو گے۔ اچھے کام میں نافرمانی نہیں کرو گے۔ پس جس نے ان تمام احکام کو پورا کیا تو اس کا اجروثواب اللہ تعالیٰ کے ہاں ہے اور جس نے ان میں کمی کی اور اللہ تعالیٰ نے انہیں دنیا میں ہی سزا دے دی۔ تو یہ اس کے گناہوں کا کفارہ ہوگا۔ اور جس نے کسی برائی کا ارتکاب کیا دنیا میں اللہ تعالیٰ نے اس کی پردہ پوشی کی تو اس کا معاملہ اللہ تعالیٰ کے سپرد ہے اگر وہ چاہے تو معاف کر دے اور اگر چاہے تو اسے سزا میں مبتلا کر دے۔ پس راوی (حضرت عبادہ بن صامتؓ) فرماتے ہیں کہ ہم نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ان تمام امور پر بیعت کر لی۔ (بخاری، مسلم)

عورتوں کی بیعت:

حضرت سلمہ بنت قیسؓ فرماتی ہیں کہ میں نبی کریم ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوئی اور انصار کی عورتوں کے ساتھ مل کر بیعت کی۔ نبی کریم ﷺ نے ہمیں اس شرط پر بیعت کیا کہ ہم اللہ تعالیٰ کے

marfat.com

ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرائیں۔ نہ چوری کریں نہ زنا۔ نہ اپنی اولادوں کو قتل کریں اور نہ ہی کسی پر بہتان باندھیں۔ اور نہ ہی نیکی کے کاموں میں نافرمانی کریں اور فرمایا کہ نہ ہی تم اپنے خاوندوں کو دھوکہ دو۔ فرماتی ہیں کہ ہم نے بیعت کی اور واپس لوٹ آئے۔ تو میں نے ایک عورت سے کہا کہ واپس جاؤ اور حضور ﷺ سے پوچھو کہ ہمارے خاوندوں کے مالوں میں سے کون سی چیز ہمارے لئے حرام ہے فرماتی ہیں کہ میں نے حضور ﷺ سے پوچھا، آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا خاوند کا مال اس کی اجازت کے بغیر کسی کو ہدیہ دینا۔ (مسند احمد، ابویعلی، طبرانی، مجمع الزوائد)

حضرت امیمہ بنت رُقَیقہؓ فرماتی ہیں کہ میں دوسری عورتوں کے ساتھ نبی کریم ﷺ کے پاس حاضر ہوئی۔ تو عرض کی یارسول اللہ ﷺ! ہم اس شرط پر بیعت کرتی ہیں کہ نہ کسی کو اللہ تعالیٰ کا شریک ٹھہرائیں، نہ چوری کریں نہ زنا۔ نہ ہی اولاد کو قتل کریں۔ اور نہ ہی کسی پر بہتان لگائیں۔ اور نہ ہی نیکی کے کام میں نافرمانی کریں تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ان میں سے جس چیز پر تم قدرت اور طاقت رکھتی ہو۔ تو ہم نے عرض کی اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ ہماری ذاتوں سے زیادہ ہم پر رحم فرمانے والے ہیں۔ تشریف لایئے ہم آپ ﷺ کے دست اقدس پر بیعت کرتی ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا میں عورتوں سے مصافحہ نہیں کرتا ایک عورت کے لئے میرا ارشاد سو عورتوں کو مخاطب کرنے کے مترادف ہے۔ (ترمذی، نسائی)

حضرت امیمہ بنت رُقَیقہؓ حضور ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوئیں آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا میں تمہیں اس شرط پر بیعت کرتا ہوں کہ تم اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کو شریک نہ ٹھہرانا نہ ہی چوری کرنا اور نہ ہی زنا کرنا۔ اور نہ ہی اپنے بچوں کو قتل کرنا نہ ہی کسی پر بہتان لگانا نہ ہی جاہلیت کی طرح بناؤ سنگھار کرنا۔ (نسائی، ترمذی)

حضرت عزہ بنت خایلؓ سے روایت ہے کہ وہ نبی پاک ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئیں،

marfat.com

اوران امور پر بیعت کی کہ نہ زنا کریں گی اور نہ چوری، اور نہ اپنے بچوں کو زندہ درگور کریں گی، خواہ اعلانیہ ہو یا خفیہ۔ آپ فرماتی ہیں کہ اعلانیہ طور پر زندہ درگور کرنے کو تو میں جانتی ہوں مگر خفیہ طور پر زندہ درگور کرنے کے بارے میں میں نے نبی کریم ﷺ سے نہیں پوچھا اور نہ ہی آپ ﷺ نے مجھے خبر دی۔ پھر میرے دل میں یہ خیال پیدا ہوا کہ اس سے مراد بچہ کو ضائع کرنا ہے۔ قسم بخدا! میں کبھی بھی اپنے بچہ کو ضائع نہیں کروں گی۔ (طبرانی، مجمع الزوائدج ۶ص ۳۹)

نابالغ بچوں کی بیعت:

طبرانی نے محمد بن علی بن حسینؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے حضرت امام حسنؓ، امام حسینؓ، عبداللہؓ بن عباسؓ، اور عبداللہ بن جعفرؓ سے بیعت لی، حالانکہ وہ ابھی چھوٹے تھے۔ اور ان کی داڑھی بھی ظاہر نہیں ہوئی تھی آپ فرماتے ہیں کہ ہمارے علاوہ نبی کریم ﷺ نے کسی اور چھوٹے سے بیعت نہیں لی۔ (مجمع الزوائدج ۹ص ۱۴۰)

طبرانی نے عبداللہؓ بن زبیر اور عبداللہ بن جعفرؓ سے روایت کی ہے کہ انہوں نے سات سال کی عمر میں بیعت کی۔ جب حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں دیکھا تو آپ نے تبسم فرماتے ہوئے ہاتھ پھیلایا اور بیعت لی۔

خلاصہ کلام یہ ہے کہ صحابہ کرام کی بیعت کی مختلف صورتیں تھیں کبھی تو اسلام پر بیعت کرتے اور کبھی نیک اعمال، ہجرت، نصرتِ دین اور جہاد اور سمع واطاعت پر بیعت کرتے۔

سلسلۂ بیعت واذن

زمانہ نبوی ﷺ سے آج تک یہ سلسلہ اذن وتلقین ایک آدمی سے دوسرے آدمی کی طرف منتقل ہوتا ہوا ہم تک یہ متصلاً پہنچا ہے۔ صوفیائے کرام اس بیعت اذن وتلقین کو قبضہ کا نام دیتے ہیں۔

marfat.com

کیونکہ بوقت بیعت ایک آدمی دوسرے کا ہاتھ پکڑتا ہے۔ گویا کہ جب پازیٹو اور نیگیٹو دونوں تاریں آپس میں ملتی ہیں تو کرنٹ آجاتا ہے۔ اس طرح سند متصل ہو جاتی ہے اور مجرّب روحانی تاثیر سرایت کر جاتی ہے۔

صوفیائے کرام جو لوگوں کے دلوں کا رابطہ قائم کر کے ان کو نبی کریم ﷺ کے نور سے ملا دیتے ہیں۔ یہ ان ٹرنسفارمرز کی طرح ہوتے ہیں جن کو گرڈ اسٹیشن سے دور نصب کیا جاتا ہے۔ تاکہ یہ گرڈ اسٹیشن سے بجلی لے کر اپنے ارد گرد کے ماحول میں پھیلائیں۔ یہ ٹرانسفارمرز بجلی پیدا نہیں کرتے بلکہ تقسیم کرتے ہیں۔ اور جب طویل مسافت کی وجہ سے بجلی کی قوت کم ہو جاتی ہے تو اس کے لئے ایک ٹرانسفارمر کی ضرورت ہوتی ہے۔ جو اس کو دوبارہ چارج کر کے اس کو تقسیم کرے۔ اسی طرح یہ مشائخ کرام اپنے اپنے دور میں نشاط ایمانی کی تجدید کرتے رہے اور یہی معنی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشاد کا ہے: ''العلماء ورثة الانبیاء'' (علماء انبیاء کے وارث ہیں)۔ بیعت لینے کے عمدہ نتائج اور اچھے آثار کا ثبوت عملی تجربہ سے ہوتا ہے۔ اور یہی سب سے بڑی دلیل ہے۔ اسی وجہ سے سلف صالحین اس پر عمل پیرا رہے اور متاخرین صلحاء کو یہ چیزیں وراثت میں ملیں۔ اور جمہور امت بھی اس پر عمل پیرا ہے۔

نہ پوچھ اِن خرقہ پوشوں کی ارادت ہو تو دیکھ اِن کو
یدِ بیضاء لیے بیٹھے ہیں اپنی آستینوں میں

marfat.com

۱۵۔ آداب مریدین

صحبت کے فوائد اور اس کی اہمیت جاننے کے بعد اور خصوصاً اس شیخ کامل کی صحبت جسے اذن تربیت حاصل ہو اور اس نے کسی شیخ کامل کے دست مبارک پر منازل سلوک طے کی ہوں۔ جس کا سلسلہ حضور نبی کریم ﷺ تک متصل ہو۔ اور وہ شریعت وحقیقت کا جامع ہو۔ پھر اس کی بیعت اور اس کی بارگاہ کی حاضری کی اہمیت واضح ہو جانے کے بعد اب ہم کچھ آداب ذکر کرتے ہیں جن کا مرید اور طالب صادق میں پایا جانا ضروری ہے۔ تاکہ وہ اپنے مطلوب ومقصود تک پہنچ سکے۔ تمام اولیائے کرام کا اس بات پر اتفاق ہے کہ جو آدمی بے ادب ہو وہ منازل سلوک نہیں طے کر سکتا۔ اور جب منازل سلوک طے نہ ہوں تو وصول الی اللہ کیسے ممکن ہو؟ بے شک باادب شخص انتہائی قلیل وقت میں اپنے مقصود کو پالیتا ہے۔ اب چند آداب کا ذکر کیا جاتا ہے:۔

(۱) شیخ کے متعلقہ آداب مرید

اس کی دو قسمیں ہیں

(۱) آدابِ باطنہ (۲) آدابِ ظاہرہ

آداب باطنہ:

۱۔ اس سے مراد یہ ہے کہ مرید اپنے آپ کو شیخ کے سپرد کر دے اور اس کے تمام اوامر اور نصائح میں اس کی اطاعت وفرمانبرداری کرے۔ اور اس سے مراد اندھی تقلید نہیں جو انسانی عقل کو بیکار کر دے اور اس کی شخصیت کو کالعدم کر دے بلکہ اس سے مراد یہ ہے کہ انسان اپنے آپ کو کسی ماہر اور تجربہ کار طبیب کے سپرد کر دے کیونکہ مرید کو اپنے شیخ کے صاحب اذن ہونے تربیت کے اہل ہونے ماہر طبیب اور رحم دل ہونے کا پختہ یقین ہوتا

marfat.com

ہے۔اور پھر اسے یہ بھی معلوم ہوتا ہی کہ اس کا شیخ شریعت وحقیقت کا جامع ہے۔اور یہ بالکل اسی طرح ہے جیسے مریض اپنے آپ کو کلیتہً علاج کے لئے ڈاکٹر کے سپرد کر دیتا ہے۔ اس حالت میں مریض کے بارے میں یہ خیال نہیں کیا جاتا کہ اس نے اپنے عقل کو بیکار اور اپنے وجود کو کالعدم کر دیا ہے۔ بلکہ اسے بڑا ہی عقلمند اور انصاف پسند تصور کیا جاتا ہے۔کیونکہ اس نے اپنے آپ کو ماہر ڈاکٹر کے سپرد کیا ہے اور وہ طلب شفاء میں صادق ہے۔

(۲) مرید کو چاہئے کہ وہ اپنے شیخ کے طریقہ تربیت پر اعتراض نہ کرے۔کیونکہ اس کا شیخ علم و مہارت اور تجربہ کی بنیاد پر اس میدان میں مجتہد کا درجہ رکھتا ہے۔اسی طرح مرید کیلئے مناسب نہیں کہ اپنے شیخ کے تصرفات پر تنقید کرے۔کیونکہ یہ چیز شیخ کے اعتماد کو ٹھیس پہنچاتی ہے۔اور مرید کو خیر کثیر سے محروم کر کے اس کے اور شیخ کے درمیان روحانی امداد اور قلبی تعلق کو قطع کرتی ہے۔

علامہ ابن حجر ہیتمیؒ فرماتے ہیں کہ جس نے مشائخ کرام پر اعتراض اور ان کے افعال واحوال میں نظر و بحث کا دروازہ کھولا، تو یہ اس کی محرومی اور سوء عاقبت کی دلیل اور نشانی ہے۔اور وہ شخص کبھی بھی منزل مقصود تک نہیں پہنچ سکتا۔اسی وجہ سے بزرگوں نے فرمایا ہے کہ جس شخص نے بھی اپنے شیخ پر اعتراض کیا، وہ کبھی فلاح نہیں پا سکتا۔اور جب بھی شیطان تصرفات شیخ پر مرید کے دل میں شرعی اعتراض وارد کرے تاکہ ان کے دل میں باہمی اعتماد اور قلبی تعلق کو ختم کر دے تو مرید کو چاہئے کہ وہ اپنے شیخ پر حسن ظن رکھے اور اس کے بارے میں شرعی تاویل اور فقہی جواز کو تلاش کرے اور اگر یہ نہ کر سکے تو اس پر لازم ہے کہ ادب واحترام کو ملحوظ خاطر رکھتے ہوئے اپنے شیخ سے اس بارے میں استفسار کرے۔

آپ فرماتے ہیں کہ جو شخص مشائخ کرام کے ظاہراً غیر شرعی امور کی تاویل کرتا

marfat.com

ہے۔ اور ان کے احوال سے صرف نظر کر کے ان کے احوال کو اللہ کے سپرد کرتا ہے۔ اور اپنے نفس کی حالت کا خیال کرتے ہوئے حسب استطاعت مجاہدہ میں مشغول رہتا ہے۔ تو اس کے منزل مقصود تک پہنچنے اور کامیابی کی قوی امید کی جاسکتی ہے۔

(۳) اپنے شیخ کے متعلق عصمت کا اعتقاد نہ رکھے۔ کیونکہ شیخ ولادیت کے درجہ کمال پر فائز تو ہوسکتا ہے لیکن معصوم نہیں ہوتا۔ اس سے بھی کبھی لغزشات کا صدور ممکن ہے۔ لیکن وہ اس پر اصرار نہیں کرتا اور اس کا دل ہمیشہ غیر اللہ کے ساتھ مشغول نہیں رہتا۔ کیونکہ جب مرید اپنے شیخ کے بارے میں معصوم عن الخطا ہونے کا عقیدہ رکھتا ہے۔ تو پھر اپنے اعتقاد کے خلاف کوئی عمل دیکھتا ہے تو اضطراب و پریشانی کا شکار ہو جاتا ہے۔ اور یہ چیز محرومی کے سبب ہے۔ لیکن مرید کے لئے یہ بھی مناسب نہیں کہ وہ اپنے شیخ کے بارہ میں عدم عصمت کا اعتقاد رکھتے ہوئے اس کے ہر ہر فعل و عمل میں خطا کا احتمال رکھے کیونکہ یہ چیز شیخ سے استفادہ کے مانع ہے۔ اور یہ اس مریض کی طرح ہے جو ڈاکٹر کے پاس آتا ہے اور اس کے دل میں خیال ہوتا ہے۔ ممکن ہے کہ ڈاکٹر اس کے علاج میں کوئی غلطی کر جائے اس وجہ سے اس کا ڈاکٹر پر اعتماد اٹھ جاتا ہے اور اس کے دل میں شک و اضطراب پیدا ہو جاتا ہے۔

(۴) مرید کے لئے ضروری ہے کہ وہ یہ اعتقاد رکھے کہ اس کا شیخ کامل ہے۔ اور تربیت وارشاد کی مکمل اہلیت رکھتا ہے۔ یہ اعتقاد تب ہی قائم ہوسکتا ہے جب وہ بیعت کرنے سے پہلے تحقیق اور دقت نظر سے کام لے اور یہ جان لے کہ وہ تمام شرائط جن کا شیخ کامل میں پایا جانا ضروری ہے وہ اس کے شیخ میں موجود ہیں۔ اور اس کی صحبت اختیار کرنے والے ایمان، عبادات، علم واخلاق اور معرفت الٰہی میں کمال رکھتے ہیں۔

(۵) وہ صحبت شیخ کو صدق واخلاص سے اختیار کرے۔ اور اپنی طلب میں سنجیدہ فکر اور

marfat.com

اغراض و مصالح سے بعید ہو۔

(۶) مرید کو چاہئے کہ شیخ کی خدمت میں حاضر ہو یا غیر حاضر ہو اس کی انتہائی تعظیم و تکریم کرے۔ حضرت ابراہیم بن شیبان فرماتے ہیں:

''من ترك حرمة المشائخ ابتلى بالدعاوى الكاذبة و افتضح بها''

ترجمہ: ''جو شخص شیخ کی تعظیم و تکریم کا تارک ہوتا ہے وہ جھوٹے دعووں میں مبتلا ہو کر رسوا ہو جاتا ہے''۔

شیخ محمد بن حامد ترمذیؒ فرماتے ہیں کہ جب اللہ تعالیٰ تجھے کسی مقام پر فائز کر دے اور صاحب مقام کی عزت و تکریم اور اس مقام سے متلذذ ہونے سے محروم کر دے تو سمجھ لے کہ تو مغرور اور مستدرج ہے۔ آپ فرماتے ہیں۔ ''جو شخص مشائخ کے اوامر اور تادیب پر رضامند نہ ہو وہ کتاب و سنت سے ادب حاصل نہیں کر سکتا''۔

شیخ ابوالعباس مرسیؒ فرماتے ہیں:

'' ہم نے صوفیاء کے احوال میں غور و فکر کیا ہے اور ہمارا یہ مشاہدہ ہے کہ جس نے بھی صوفیائے کرام پر زبان اعتراض دراز کی اس کی موت خیر پر نہ ہوئی''۔

حضور غوث الاعظم جیلانیؒ فرماتے ہیں:

''من وقع فى عرض ولىّ ابتلاه الله بموت القلب''۔

(جو کسی ولی کی بے ادبی کرتا ہے، اللہ تعالیٰ اس کے دل کو مردہ کر دیتا ہے۔)

(۷) مرید کے لئے ضروری ہے کہ وہ اپنے شیخ کے ساتھ انتہائی محبت رکھے بشرطیکہ دوسرے شیوخ کو ناقص گمان نہ کرے۔ اور نہ ہی محبت میں اتنا غلو کرے کہ اسے حدود بشریت سے بالاتر ماننے لگے۔ اوامر و نواہی میں اطاعت شیخ اور منازل سلوک کی معرفت

marfat.com

سے ہی مرید کی محبت قوی ہو سکتی ہے۔ شیخ کی اطاعت اور موافقت کے ذریعہ مرید کی شخصیت نمایاں ہو گی۔ اور اس طرح اسے معرفت میں بھی درجہ کمال حاصل ہو گا۔

(۸) مرید کو چاہئے کہ اپنے شیخ کے علاوہ کسی دوسرے کی طرف متوجہ نہ ہوتا کہ اس کا دل شاخوں میں متفرق نہ ہو۔ اس مرید کی مثال اس مریض کی طرح ہے جو بیک وقت دو ڈاکٹروں سے علاج کرواتا ہے اور اس طرح تردد اور پریشانی کا شکار ہو جاتا ہے۔

آداب ظاہرہ:

ظاہری آداب درج ذیل ہیں:۔

(۱) مرید اپنے شیخ کے اوامر و نواہی کی پابندی اور موافقت کرے۔ جس طرح مریض طبیب کے اوامر و نواہی کا پابند ہوتا ہے۔

(۲) اپنے شیخ کی مجلس میں سکون اور وقار کا التزام کرے۔ کسی چیز پر تکیہ لگا کر نہ بیٹھے نہ ہی جماہی لے۔ نہ سوئے اور نہ ہی بغیر سبب کے ہنسے۔ اپنی آواز کو شیخ کی آواز سے بلند نہ کرے اور اس کی اجازت کے بغیر گفتگو نہ کرے۔ کیونکہ یہ شیخ کے عدم احترام کے مترادف ہے۔ جو بغیر ادب و احترام کے صحبت شیخ اختیار کرتا ہے وہ اس کی صحبت کے فیض سے محروم رہ جاتا ہے۔

(۳) مرید کو چاہئے کہ وہ حسب استطاعت شیخ کی خدمت میں بڑھ چڑھ کر حصہ لے

(۴) اس کی مجلس کی حاضری پر دوام اختیار کرے۔ اگر شیخ کسی دور دراز شہر میں ہو تو حسب موقع شرف ملاقات سے مشرف ہوتا رہے۔ بزرگوں کا فرمان ہے کہ زیارت شیخ ترقی اور نشوونما کا سبب ہوتی ہے۔ صوفیائے کرام کے نزدیک سلوک کی بنیاد تین اصولوں پر ہے۔

(۱) اجتماع (۲) استماع (۳) اتباع

اور انہیں سے ہی منزل مقصود حاصل ہو جاتی ہے۔

marfat.com

(۵) مرید کے لئے ضروری ہے کہ وہ شیخ کے تربیتی طرز عمل پر صبر کرے مثلاً شیخ اگر جفا اور اعراض کرے تو مرید کو چاہئے کہ صبر کرے۔ کیونکہ شیخ اس طرز عمل سے مرید کے قلبی امراض اور نفسانی رعونتوں کا علاج کرنا چاہتا ہے۔ ابن حجر مکیؒ فرماتے ہیں کہ بہت سے ایسے لوگ ہیں کہ توفیق ان کے شامل حال نہیں ہوتی۔ جب وہ اپنے شیخ یا استاد کی طبیعت میں شدت دیکھتے ہیں تو وہ اس سے متنفر ہو جاتے ہیں۔ اور اس پر ایسی برائیوں اور نقائص کا الزام لگاتے ہیں۔ جن سے وہ بری ہوتا ہے۔ سالک کو ان چیزوں سے بچنا چاہئے۔ کیونکہ نفس تو ہمیشہ ان کو ہلاک کرنے کے درپے ہوتا ہے۔ اسے چاہئے کہ وہ اپنے شیخ سے اعراض، اور دور رہنے سے اجتناب کرے۔

(۶) مرید پر لازم ہے کہ وہ لوگوں کے سامنے اپنے شیخ کا کلام ان کی عقل وفہم اور سمجھ بوجھ کے مطابق بیان کرے تا کہ کسی قسم کی غلط فہمی پیدا نہ ہو۔ حضرت علیؓ فرماتے ہیں:

''حدّثوا الناس بما یعرفون أ تحبّون ان یکذّب اللہ ورسولہ''

ترجمہ '' لوگوں کے سامنے ان کی سمجھ بوجھ کے مطابق بات کیا کرو، کیا تم پسند کرتے ہو کہ اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تکذیب کی جائے''۔

یہ تمام امور اس مرید حقیقی سے مطلوب ہیں جو معرفت الٰہی کا طالب ہو، مگر وہ مجازی مرید جس کا مقصد فقیروں کا لباس پہن کر ان میں شامل ہونا ہوتا ہے۔ اس کے لئے یہ آداب وشروط لازم نہیں۔ اس قسم کے شخص کیلئے کسی دوسرے سلسلہ میں شامل ہونے میں کوئی مضائقہ نہیں۔ جیسا کہ اس آدمی کے اپنے سلسلہ سے دوسرے کی طرف منتقل ہونے میں کوئی حرج نہیں، جو کہ حصول برکت کیلئے کسی دوسرے سلسلہ میں شامل ہونا چاہتا ہے۔ اور یہ صوفیائے کرام میں معروف ہے۔

marfat.com

پیر بھائیوں کے متعلق:

(۱) سالک کو ان کی عزت واحترام کا لحاظ رکھنا چاہئے خواہ وہ غائب ہوں یا حاضر۔ نہ کسی کی غیبت کرے، اور نہ کسی پر عیب لگائے کیونکہ علماء اور صلحاء کی غیبت کی طرح ان کی غیبت میں بھی ہلاکت کا خطرہ ہوتا ہے۔

(۲) ان کو نصیحت کرے، اور ان میں سے جاہلوں کو تعلیم دے، کمزوروں کو قوی اور طاقتور بنائے۔ نصیحت کی چند شرائط ہیں جن کی پابندی لازم ہے۔ جن میں سے تین شرائط ناصح کیلئے اور کچھ منصوح کیلئے ہیں۔

ناصح کی شرائط:

نصیحت کرنے والے کے لئے درج ذیل تین شرائط کا التزام ضروری ہے:۔

(۱) نصیحت سرّاً ہو۔

(۲) نرمی اور مہربانی کے ساتھ ہو۔

(۳) اور اس کے ساتھ کسی دوسرے پر غلبہ حاصل کرنا مقصود نہ ہو۔

منصوح کی شرائط:

درج ذیل ہیں:۔

(۱) وہ نصیحت کو قبول کرے۔

(۲) ناصح کا شکریہ ادا کرے۔

(۳) نصیحت کو اپنے اوپر نافذ کرے۔

(۴) سالک کو چاہئے کہ وہ اپنے پیر بھائیوں سے عدل و انصاف سے پیش آئے۔ اور حق

marfat.com

الامکان ان کی خدمت کرے۔ کیونکہ قوم کا سردار وہی ہوتا ہے جوان کی خدمت کرے۔

(۵) ان کے بارے میں حسن ظن رکھے۔اوران کی معاملات کو سپرد خدا کرے۔

(٦) ان کا عذر قبول کرے، جب وہ عذر پیش کریں۔ جوان کے درمیان لڑائی جھگڑا ہو جائے تو صلح کرائے۔ان کا دفاع کرے جب انہیں اذیت پہنچائی جائے، یا انکی عزت کو خطرہ لاحق ہو۔ان پر سرداری اور برتری کا طالب نہ ہو۔ کیونکہ عہدہ کی خواہش رکھنے والے کو ولایت و حکمرانی نہیں ملا کرتی۔

یہ چند آداب ہیں جن پر سالک کا عمل پیرا ہونا ضروری ہے۔حتی کہ بعض بزرگوں نے فرمایا ہے کہ تمھارا عمل نمک کی مانند اور ادب آٹے کی مانند ہونا چاہیے۔

ابوحفص نیشاپوریؒ فرماتے ہیں:

" التصوف كله آداب، لكل وقت آداب، ولكل حال آداب، ولكل مقام آداب، فمن لزم الادب بلغ مبلغ الرجال، ومن حُرم الادب فهو بعيد من حيث يظن القريب، مردود من حيث يظن القبول"۔

ترجمہ "تصوف سراپا آداب ہے، ہر وقت، ہر حال اور ہر مقام کیلئے خاص آداب ہیں۔جس نے آداب کو لازم پکڑا اس نے کاملین کے مقام کو پالیا۔اور جو ادب سے محروم رہا وہ اس منزل اور مقام سے بہت دور ہے جس کو وہ انتہائی قریب گمان کرتا ہے۔اپنے آپ کو مقبول سمجھنے والا درحقیقت مردود ہوتا ہے"۔

المختصر یہ کہ مرید کے وہ آداب جو اس کے مرشد اور پیر بھائیوں کے متعلق ہیں ان کا کوئی حد وشمار نہیں۔ بہت سے مشائخ عظام نے اس موضوع پر الگ الگ تصنیفات مرتب کی ہیں۔

شیخ سہروردی، ابن عربی، شعرانی، احمد زروق، اور ابن عجیبہ رحمھم اللہ کی تصنیفات اس موضوع پر موجود ہیں۔

marfat.com

۱۶۔ کرامات اولیاء

کرامات کا ثبوت اور ان کی حکمت:

کرامت اور استدراج میں فرق، اور کرامات کے متعلق صوفیہ کا نقطۂ نظر:

آج کل کرامات کے متعلق اکثر سوال کیا جاتا ہے کہ شریعت میں کرامات کی کیا حیثیت ہے؟ کیا قرآن وسنت میں اس کی دلیل بھی موجود ہے اور صوفیائے کرام کو کرامات عطا کرنے میں کون سی حکمت ہے؟ کیونکہ آج کل بے دینی اور مادیت کا دور دورہ ہے اور گمراہ کن پراپیگنڈے کی کثرت ہے۔ ان چیزوں نے ہمارے نوجوان طبقہ کو بڑا متاثر کیا ہے۔ اور کئی تعلیم یافتہ افراد کو گمراہ کیا ہے حتیٰ کہ بعض نے تو کرامات کا سرے سے ہی انکار کر دیا۔ اور بعض شکوک وشبہات اور تردد میں مبتلا ہیں۔ اور یہ سب اللہ تعالیٰ اور اس کی قدرت پر ضعف ایمان اور اس کے اولیاء کرام کی عدم تصدیق کا نتیجہ ہے۔ اس لئے اظہار حق اور شریعت الٰہی کی نصرت کیلئے اس موضوع پر تفصیلاً بحث کی جاتی ہے۔

کرامات کا ثبوت:

کرامات اولیاء کتاب وسنت صحابہ کرامؓ اور تابعین کے آثار سے ثابت ہیں۔ اہل سنت والجماعت کے جمہور علماء نے ان کو تسلیم کیا ہے۔ خواہ ان کا تعلق فقہاء سے ہو یا محدثین سے۔ اصولین سے ہو یا مشائخ سے۔ ان کی تصنیفات اس پر گواہ ہیں۔ اسی طرح مختلف اسلامی ادوار میں عینی مشاہدہ سے بھی اس کا ثبوت ملتا ہے۔ اور اسے تواتر معنوی کی حیثیت حاصل ہے، اگرچہ ان کی تفصیلات اخبار آحاد کے ضمن میں آتی ہیں۔ اور ان کا انکار صرف اہل بدعت نے ہی کیا ہے کہ جن کا ذات باری تعالیٰ اس کی صفات اور افعال پر ایمان کمزور ہے۔

marfat.com

کتاب اللہ سے اس کی دلیل:

(۱) اصحاب کہف کا ۳۰۹ سال تک غار میں حالت نیند میں آفات و مصائب سے محفوظ اور زندہ رہنا۔ اللہ تعالیٰ سورج کی گرمی سے ان کی حفاظت فرماتا تھا جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

"وَتَرَى الشَّمْسَ إِذَا طَلَعَت تَّزَاوَرُ عَن كَهْفِهِمْ ذَاتَ الْيَمِينِ وَإِذَا غَرَبَت تَّقْرِضُهُمْ ذَاتَ الشِّمَالِ"

ترجمہ: "اور تو دیکھے گا سورج کو جب وہ ابھرتا ہے تو ہٹ کر گزرتا ہے ان کے غار سے دائیں جانب اور جب وہ ڈوبتا ہے تو بائیں طرف کتراتا ہے"۔

پھر ارشاد فرمایا:

"وَتَحْسَبُهُمْ أَيْقَاظًا وَهُمْ رُقُودٌ وَنُقَلِّبُهُمْ ذَاتَ الْيَمِينِ وَذَاتَ الشِّمَالِ وَكَلْبُهُم بَاسِطٌ ذِرَاعَيْهِ بِالْوَصِيدِ ط"۔

ترجمہ: "اور (اگر تو دیکھے تو) تو انہیں بیدار خیال کرے گا حالانکہ وہ سو رہے ہیں اور ہم ان کی کروٹ بدلتے رہتے ہیں کبھی دائیں جانب اور کبھی بائیں جانب اور ان کا کتا پھیلائے بیٹھا ہے اپنے دونوں بازو ان کی دہلیز پر"

اس کے بعد ارشاد فرمایا:

"وَلَبِثُوا فِي كَهْفِهِمْ ثَلَاثَ مِائَةٍ سِنِينَ وَازْدَادُوا تِسْعًا"

ترجمہ: " اور وہ ٹھہرے رہے اپنے غار میں تین سو سال اور زیادہ کیے انہوں نے (اس پر) نو سال"

(۲) حضرت مریمؑ نے جب کھجور کے خشک تنے کو ہلایا تو سرسبز ہو گیا اس سے تازہ کھجوریں گریں، حالانکہ وہ کھجوروں کا موسم نہیں تھا۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

marfat.com

''وَهُزِّیٓ اِلَیۡكِ بِجِذۡعِ النَّخۡلَةِ تُسٰقِطۡ عَلَیۡكِ رُطَبًا جَنِیًّا''

ترجمہ: ''اور ہلاؤ اپنی طرف کھجور کے تنے کو گرنے لگیں گی تم پر پکی ہوئی کھجوریں''

(۳) حضرت زکریا علیہ السلام جب بھی مریم علیھا السلام کے پاس انکے کمرے میں آتے تو ان کے پاس قسم قسم کے پھل پاتے۔ حالانکہ آپ کے علاوہ کوئی اور اس کمرے میں داخل نہیں ہوتا تھا۔ جب آپ نے مریم علیھا السلام سے پوچھا کہ یہ پھل کہاں سے آئے ہیں تو انہوں نے فرمایا کہ یہ اللہ کی طرف سے آئے ہیں۔ جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

''کُلَّمَا دَخَلَ عَلَیۡهَا زَكَرِیَّا الۡمِحۡرَابَ وَجَدَ عِنۡدَهَا رِزۡقًا ط قَالَ یٰمَرۡیَمُ اَنّٰی لَكِ هٰذَا قَالَتۡ هُوَ مِنۡ عِنۡدِ اللّٰهِ''۔

ترجمہ: ''جب بھی جاتے مریمؑ کے پاس زکریا علیہ السلام اس کی عبادت گاہ میں تو موجود پاتے اس کے پاس کھانے کی چیزیں (ایک بار) بولے اے مریم! کہاں سے تمہارے لئے آتا ہے یہ رزق؟ مریم بولی یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے آتا ہے''

(۴) حضرت سلیمان علیہ السلام کے وزیر آصف بن برخیا کا قصہ بھی قرآن مجید میں موجود ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

''قَالَ الَّذِیۡ عِنۡدَهٗ عِلۡمٌ مِّنَ الۡكِتٰبِ اَنَا اٰتِیۡكَ بِهٖ قَبۡلَ اَنۡ یَّرۡتَدَّ اِلَیۡكَ طَرۡفُكَ''

ترجمہ: ''عرض کی اس نے جس کے پاس کتاب کا علم تھا۔ میں لے آتا ہوں اسے آپ کے پاس اس سے پہلے کہ تمہاری آنکھ جھپکے''

جمہور مفسرین کے نزدیک یہ آصف بن برخیا ہیں جو آنکھ جھپکنے سے پہلے تخت بلقیس کو ملک یمن سے فلسطین لے آئے۔

marfat.com

سنّت سے اس کی دلیل:

(۱) بخاری اور مسلم شریف میں جریج عابد کا قصہ موجود ہے جس کے ساتھ بچے نے پنگھوڑے میں گفتگو کی۔

(۲) پنگھوڑے میں گفتگو کرنے والے بچے کا قصہ۔

(۳) ان تین افراد کا قصہ جو بارش سے ڈر کر غار میں داخل ہو گئے تو غار کا منہ بند ہو گیا، اور پھر ان کی دعا سے غار کا منہ کشادہ ہو گیا۔

(۴) اپنے مالک کے ساتھ گفتگو کرنے والی گائے کا قصہ۔

آثار صحابہ سے اس کی دلیل:

صحابہ کرامؓ سے بھی بہت سی کرامات منقول ہیں۔

حضرت ابو بکر صدیقؓ کے گھر کچھ مہمان آ گئے۔ آپ نے انہیں کھانا پیش کیا۔ وہ جوں جوں کھانا کھاتے جاتے کھانا بڑھتا جاتا حتیٰ کہ وہ سیر ہو گئے۔ (بخاری)

حضرت عمر فاروقؓ نے منبر رسول ﷺ پر کھڑے ہو کر سینکڑوں میل دور لشکر کا مشاہدہ فرمایا۔

حضرت عثمان غنیؓ نے چہرہ دیکھ کر جان لیا کہ اس شخص نے راستہ میں کسی غیر محرم عورت پر نظر ڈالی۔

گفتۂ اُو گفتۂ اللہ بَود
گرچہ از حلقومِ عبد اللہ بَود

marfat.com

۱۷۔ پاکستان کے صوفیّہ و اولیاء

اور

اُن کے مختصر اَحوال وآثار

چونکہ یونٹ هذا کا موضوع پاکستان میں تصوف وعرفان کی تاریخ ہے اس لئے آئندہ صفحات پر اُن بزرگانِ دین کے احوال وآثار کا تذکرہ کیا جائیگا جو پاکستان کے مختلف علاقوں میں آسودہ خاک ہیں اور جن کی تعلیمات اور سیرت اب بھی منارۂ نور ہے۔ اِن تمام ہستیوں کا تفصیل کے ساتھ ذکر کرنا تو اِن صفحات میں ناممکن ہے البتہ ان میں سے مشہور بزرگارنِ دین کا فرداُفرداُذکرخیر کیا جاتا ہے۔

سالہا در کعبہ و بت خانہ می نالدحیات
تا ز بزمِ عشق یک دانائے راز آید برون

marfat.com

حضرت ابوالحسن سیّد علی بن عثمان ہجویری رحمتہ اللہ علیہ

المعروف بہ داتا گنج بخشؒ لاہوری

پیدائش:۔

حضرت داتا گنج بخش ہجویریؒ ۱۰۰۹ء میں افغانستان کے شہر غزنی میں تولد پذیر ہوئے جیسا کہ آپ خود فرماتے ہیں

''علی بن عثمان بن علی الجلابی الغزنوی ثم الہجویری''

نام ونسب:۔

ابوالحسن کنیت اور علی اسم گرامی ہے ہجویر اور جلاب غزنی کے دو محلے ہیں اس لئے ہجویری اور جلابی کہلائے آخرزندگی میں لاہور آ کر رہے، اس لئے لاہوری بھی مشہور ہوئے ۔پورا سلسلہ نسب یہ ہے۔

'' علی بن سید عثمان بن علی بن سید عبدالرحمٰن بن شاہ شجاع بن ابوالحسن علی بن حسن اصغر بن سید زید شہید بن امام حسن بن علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہم ''۔

تعلیم:۔

آپ کے بارے میں تحصیل علم کی تفصیلات کچھ زیادہ معلوم نہیں ہیں مگر کشف المحجوب جہاں آپ کے مختصر حالات سے آگاہ کرتی ہے وہاں ان کے ایک باقاعدہ استاد کے نام نامی کی بھی نشاندہی کرتی ہے۔حضرت نے اپنے استاد گرامی حضرت ابوالعباس بن محمد اشقانی کا ذکر نہایت ادب واحترام سے کیا ہے آپ لکھتے ہیں۔

''مرا باوی اُنسی عظیم بود و وی را بر من شفقتی صادق و در بعضی از علوم استاد من بود''

مجھے اُن سے بڑی محبت تھی اور وہ مجھ پر سچی شفقت فرماتے، کچھ علوم میں وہ میرے استاد تھے۔

آپ کے دوسرے استاد حضرت ابوالقاسم قشیری ہیں۔

marfat.com

مرشد ارشد:۔

حضرت داتا گنج بخشؒ سلسلہ جنیدیہ میں حضرت ابوالفضل محمد بن الحسن الختلیؒ قدس سرّہ (م ۴۶۰ھ) سے بیعت تھے۔ شجرہ طریقت سلطان ولایت حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم تک پہنچتا ہے۔ آپ اپنے شیخ کے علو مقام کے بارے لکھتے ہیں۔ صوفیہ متاخرین میں سے اوتاد کی زینت اور عابدوں کے شیخ ابوالفضل محمد بن الحسن الختلیؒ ہیں طریقت میں میری اقتداء ان ہی سے ہوئی۔ علم تفسیر اور روایات (حدیث) کے عالم تھے اور تصوف میں حضرت جنیدؒ کا مذہب رکھتے تھے۔

لاہور میں تشریف آوری:۔

داراشکوہ نے لکھا ہے کہ حضرت داتا صاحب قدس سرّہ نے تجرید و توکل کی بنیاد پر بارہا طویل سفر کیے اور بہت زیادہ سیّاحی کے بعد دارالسلطنت لاہور میں اقامت گزیں ہوئے اور اس شہر کے تمام باشندے ان کے مرید و معتقد ہو گئے۔ چنانچہ سرزمین پاک اور بطور خاص خطہ لاہور دنیائے تصوف کے اس روشن چراغ اور بزرگ محترم ہستی پر آج تک نازاں و فرحان ہے۔

تبلیغِ اسلام:۔

اس نائب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قیام لاہور کے دوران میں ہزارہا بُت پرست کفار کو کلمہ توحید پڑھا کر اُن کے سینوں کو نور ایمان سے منور کیا اور سینکڑوں خداؤں کو پوجنے والوں کو صرف ایک خدا کے حضور سجدہ ریز ہونے پر مائل کیا۔ اور لاتعداد گم گشتگان راہ کو صراطِ مستقیم پر گامزن کیا۔ علامہ اقبالؒ نے حضرت داتا صاحبؒ کی عظیم الشان دینی خدمات اور روحانی عظمت کو یوں خراج عقیدت پیش کیا ہے۔

سیّد ہجویر مخدومِ امم — مرقد اُو پیر سنجر را حرم
خاکِ پنجاب از دم او زندہ گشت — صبح ما از مہر او تابندہ گشت

وصال:۔

آپ کی وفات تقریباً ۱۰۷۳ء بمطابق ۴۶۹ھ میں ہوئی۔ اور لاہور ہی میں دفن ہوئے آپ کا مزار مرجع خلائق ہے۔

marfat.com

حضرت شیخ الاسلام بہاء الدین زکریا ملتانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

پیدائش : ۲۷ رمضان ۵۶۶ ھجری

وصال : ۷ صفر المظفّر ۶۶۱ ھجری

سلطان ناصر الدین قباچہ کے دربار کے مقابلہ میں ایک اور دربار جو ملتان میں خصوصی شہرت رکھتا تھا وہ فقر وولایت کا دربار تھا حضرت شیخ الاسلام بہاء الدین زکریا قدس سرّہ کے فضل وکمال نے سید جلال بخاری فخر الدین عراقی ,میر حسینی نواب موسیٰ اور لعل شہباز قلندر جیسے اکابر اہل اللہ کو اپنے حلقہ رشد وہدایت میں جمع کرلیا تھا۔ چنانچہ سیرُ الاولیاء کا مصنف لکھتا ہے۔ ''حضرت شیخ الاسلام بہاء الدین زکریا قدس سرّہ خاندان قریش کے گل سرسبد تھے اور آپ کے دم سے ملتان قُبّہ عالم اسلام تھا۔''

پیدائش:۔

آپ ۲۷ رمضان المبارک ۵۶۶ ھجری کو حضرت مولانا وجیہ الدین محمد قریشی صاحب کے ھاں پیدا ہوئے۔آپ کے آبائے کرام کئی پشتوں سے کروڑ (ضلع مظفر گڑھ) میں آباد تھے اور اس علاقہ پر حاکمانہ اقتدار رکھتے تھے۔ابھی آپ صغیرسن ہی تھے کہ آپ کے والد ماجد کا انتقال ہوگیا۔

ابتدائی تعلیم اور روحانی تربیت اور حصول خلعت

ابتدائی تعلیم آپ نے کروڑ (ضلع مظفر گڑھ) میں حاصل کی۔پھر ملتان میں مولانا عبد الرشید کرمانی سے علوم متداولہ کی تکمیل کی۔اس کے بعد ایران اور ارض پاک کا سفر کیا۔مناسک حج ادا کرنے کے بعد مختلف شہروں کے مشائخ اور علماء سے استفادہ کیا۔تعلیم وتعلم اور تزکیہ نفس کے بعد بغداد پہنچ کر شیخ شہاب الدین سہروردیؒ سے

marfat.com

فیضان روحانی حاصل کیا۔ ابھی آپ نے پیر محترم کی خدمت میں چند یوم ہی گزارے تھے کہ خرقہ خلافت عطا ہوا اور آپ کو ملتان میں تبلیغ اسلام اور خلق خدا کی اصلاح احوال پر مامور کیا گیا ان دنوں ملتان میں پر'' ہلاد جی '' کا مندر بڑے عروج پر تھا پر ہلاد اگر چہ اپنے دور کے موحد انسان تھے اور انہوں نے کفر سے شدید ٹکر لی تھی لیکن اب ان کا استھان شرک وفسق کا مرکز بنا ہوا تھا ہندوستان کے طول وعرض سے ہزاروں ہندو یاتری اس مندر میں حاضری کیلئے آتے اور مورتیوں پر چڑھاوے چڑھاتے تھے حضرت شیخ الاسلام نے اسی مقام کو اشاعت اسلام کیلئے منتخب فرمایا اور اس کے داخلی دروازے کے عین سامنے مسند ارشاد قائم کی۔ وہ چبوترہ آپ کی خانقاہ سے متصل جانب مشرق اب تک موجود ہے۔ عصر کی نماز کے بعد حضرت روزانہ اس جگہ وعظ فرماتے سامعین کی تعداد ہزاروں تک پہنچ جاتی تھی۔ اور ہندو یاتری جو مندر سے برآمد ہوتے حضرت کے وعظ سُن کر مسلمان ہو جاتے۔ خانقاہ معلّیٰ کی موجودہ عمارت حضرت نے خود تعمیر کرائی اور اس میں آپ مصروف عبادت رہتے تھے پاس ہی بہت بڑی سرائے تھی جس میں مسافروں کو حضرت کے لنگر سے دونوں وقت کا کھانا ملتا تھا۔

آپ کی تبلیغی سرگرمیاں:۔

حضرت شیخ الاسلام پہلے بزرگ تھے جنہوں نے اسلام کی اشاعت کے لیے ملتان میں مضبوط مرکز قائم کیا تھا۔ مدرسہ بہائیہ علماء، قراء اور حفاظ پیدا کرتا تھا اور تبلیغی مرکز حضرات علماء کو مبلغ بناتا تھا۔ آپ نے لسانی بنیادوں پر تبلیغی شعبے قائم کر رکھے تھے سنسکرت، بنگالی، سندھی، فارسی، عربی، جاوی، برمی، مرہٹی، الغرض مشہور زبانوں کے الگ الگ شعبے تھے جو عالم رضا کارانہ طور پر اپنے آپ کو پیش کرتا اُسے اُسی شعبہ میں داخل کیا جاتا جہاں اُسے بھیجنا مقصود ہوتا تھا۔ مثلاً جو عالم انڈونیشیا میں جانے اور وہاں تبلیغ کرنے پر آمادگی کا اظہار کرتا اُسے اُسی شعبے میں داخلہ ملتا جہاں انڈونیشی علماء اپنے علاقے کی زبان سکھانے اور اپنے ملک کے طور طریقے سمجھانے پر مقرر تھے۔ جب اس طرح مبلغین تیار ہو جاتے تو حضرت شیخ الاسلام اپنے ذاتی خزانہ سے پانچ پانچ ہزار اشرفی ایک ایک مبلّغ کو عطا فرماتے اور وہ اپنے اتالیق کی ہدایت کے مطابق اس ملک کی ضرورت کی چیزیں خرید کر اپنی

marfat.com

اپنی منزلوں کی طرف روانہ ہوجاتے تھے۔

دوسری جماعتیں جو حضرت شیخ الاسلام کے مریدوں پر مشتمل تھیں وہ اپنے اپنے علاقہ میں تبلیغ کا کام سر انجام دیتی تھیں یہ لوگ حضرت کے تربیت یافتہ مرید ہوتے تھے۔ آپ انہیں اپنے علاقے میں عوام کی اصلاح احوال پر مامور فرماتے تھے یہ فقراء خلیفہ کہلاتے تھے۔ صاحبِ بزمِ صوفیہ لکھتے ہیں:۔

,,حضرت شیخ الاسلام بہاء الدین زکریاؒ کے فیوض و برکات کے انوار سے نہ صرف ملتان بلکہ سارا ہندوستان منور ہو گیا تھا اور آپ کے عہد کو ''خیر الاعصار'' کہا جاتا ہے۔

وصال:۔

حضرت شیخ الاسلام ۹۴ سال کے لیل و نہار دیکھ چکے تھے لیکن آپ کی صحت آخری لمحات تک قابل رشک رہی۔ آپ زندگی بھر بیمار نہیں ہوئے یہاں تک کہ سر میں درد تک نہ پڑا۔ سات صفر المظفر ۶۶۱ ھجری بروز منگل حسب معمول ظہر کی نماز پڑھ کر حضرت شیخ الاسلام حجرے میں تشریف لے گئے آپ کے بڑے صاحبزادے حضرت صدرالدین عارفؒ آخری لمحات کے وقت آپ کے پاس ہی تھے۔ آپ نے حسب معمول نماز ظہر ادا کی اور پھر اپنا سر نیاز سجدے میں رکھا اور روح اعلیٰ علیین کی طرف پرواز کرگئی اور جس خانقاہ شریف میں آپ کئی سال سے عبادت فرمایا کرتے تھے اُسی میں دفن کیے گئے۔

مورخین نے آپ کے وصال کے شہور و سنین اور دن بہ اختلاف لکھے ہیں۔ راحت القلوب میں سنِ وفات ۶۵۶ ھ ، مراۃ الاسرار میں ۶۴۵ ھ اور سفینۃ الاولیاء میں ۶۶۶ ھ مرقوم ہے۔ مگر تذکرہ علماء ہند میں ۶۶۱ ھ ہے۔

marfat.com

حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکر رحمتہ اللہ علیہ

پیدائش : یکم رمضان ۵۷۱ ھجری

وصال : محرم ۶۶۴ ھجری

پاک و ہند میں اسلام جن صوفیائے کرام کی مساعی جمیلہ سے پھیلا ان میں سے ایک ہستی حضرت شیخ العالم خواجہ فرید الدین گنج شکرؒ کی بھی ہے۔ سرزمین پاکستان کے خطے میں ان مردانِ خدا کا وجود اللہ تعالیٰ کا بہت بڑا انعام تھا۔ ہندوؤں نے اسلامی ثقافت کو بگاڑنے کیلئے ایڑی چوٹی کا زور لگایا مگر صوفیائے کرام کی تبلیغی کوششوں کے سامنے وہ کبھی کامیاب نہ ہوسکے پروفیسر ایچ اے آر گب نے صحیح لکھا ہے کہ ''تاریخ اسلام میں بارہا ایسے مواقع آئے کہ اسلام کے کلچر کا شدت سے مقابلہ کیا گیا لیکن بایں ہمہ وہ مغلوب نہ ہوسکا اس کی سب سے بڑی وجہ یہ ہے کہ صوفیہ کا انداز فکر فوراً اس کی مدد کو آجاتا''۔

حضرت بابا صاحب پہلے دہلی میں حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکیؒ کے سجادے پر بیٹھے۔ پھر دہلی چھوڑ کر ہانسی تشریف لے گئے اور ازاں بعد اجودھن تشریف لائے اجودھن پاک پٹن کا پرانا نام ہے یہاں پر آپ نے تعلیم و تربیت کے سانچے میں جن بزرگ ہستیوں کو ڈھالا ان میں شیخ جمال الدین ہانسویؒ، شیخ بدرالدین ہانسویؒ، شیخ محمد نظام الدین اولیا محبوب الٰہیؒ، شیخ علی احمد صابر کلیریؒ اور شیخ عارفؒ جیسے مردان حق شامل ہیں۔

بابا صاحب کا شجرہ نسب:۔

تمام تذکرہ نگار اس بات پر متفق ہیں کہ حضرت بابا صاحبؒ صحیح النسب فاروقی ہیں۔ حضرت سیّدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہٗ سے ان کا سلسلہ نسب اکیس واسطوں سے جا ملتا ہے۔ آپ کے والد گرامی خواجہ جمال الدین سلیمان نہایت عالم و فاضل اور دیندار بزرگ تھے آپ کی والدہ ماجدہ حضرت بی بی قرسم خاتون بھی نہایت عبادت گزار اور شب زندہ دار خاتون تھیں۔ خواجہ سلیمان کو اللہ تعالیٰ نے تین فرزند اور ایک صاحبزادی عطا فرمائیں۔ صاحبزادگان میں سے ایک بابا فرید الدین گنج شکرؒ تھے۔

marfat.com

ابتدائی تعلیم :۔

آپ کو آپ کی والدہ نے کھتوال میں بہت اچھی تعلیم دلوائی مگر جب یہاں کی تعلیم پوری ہوگئی تو آپ کو تعلیم کیلئے ملتان بھیجا گیا جہاں اُس وقت بڑے بڑے علماء درس دیتے تھے چنانچہ آپ ملتان میں تعلیم حاصل کرتے تھے اور ایک مسجد میں رہتے تھے جہاں بڑی عسرت اور تنگی سے بسراوقات ہوتی تھی۔

بیعتِ شیخ :۔

دہلی میں حضرت خواجہ قطب صاحبؒ نے بابا صاحبؒ کو مشائخ دہلی کے ایک مجمع میں مرید کیا۔اور آپ سے مجاھدے کرانے شروع کیے۔ابتدائی زمانہ میں ایک مرتبہ حضرت خواجہ معین الدین حسن اجمیری دہلی تشریف لائے اور آپ کے پیرومرشد کو فرمایا آؤ ہم تم دونوں مسعود کو فیض اور نعمت دیں چنانچہ ان دونوں نے آپ کو اپنے درمیان کھڑا کیا اور توجہ کے ذریعہ ان کو باطنی نعمتوں سے مالامال کردیا۔

تین سلسلے :۔

آپ کے خاندانِ چشتیہ کے تین سلسلے جاری ہوئے ہیں۔ایک نظامیہ دوسرا صابریہ اور تیسرا جمالیہ مگر جمالیہ سلسلہ نظامیہ میں مدغم ہوگیا۔

وصال :۔

ذوالحجہ ۶۶۳ھ کے آخری دنوں میں آپ کی بیماری نے شدت اختیار کرلی اور آپ کو بے ہوشی کے دورے پڑنے لگے۔لیکن اس کے باوجود آپ نے کوئی نماز حتی کہ نفلی عبادت تک قضا نہ کی۔اور وظائف و اوراد بھی وقت پر ادا ہوتے رہے۔محرم ۶۶۴ھ کی چار تاریخ کو بعد از نماز مغرب آپ کی طبیعت زیادہ خراب ہوگئی۔ عشاء کی نماز مع وتر ادا کی اور سجدے ہی میں یاحی یاقیوم کہتے ہوئے جان جان آفریں کے سپُرد کردی۔

marfat.com

حضرت لال شہباز قلندر رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ

تاریخ پیدائش ۵۷۳ھجری

تاریخ وفات ۶۷۳ھجری

ولادت:۔

حضرت مخدوم لال شہباز قلندرؒ ۵۷۳ھ میں قصبہ مروند یا مرند میں پیدا ہوئے۔آپ کی پیدائش پر سید کبیرؒ کو وقت کے عظیم بزرگوں نے مبارک باد دی۔بعض بزرگوں نے حضرت کی پیشانی کو دیکھ کر فرمایا۔یہ بچہ آسمانِ معرفت کا شہباز ہوگا۔اس کا نام ہمیشہ زندہ رہے گا۔حضرت قلندرؒ کی آمد سے سید کبیرؒ کے ہاں کشائش و خوشحالی نظر آنے لگی۔

تعلیم:۔

مخدوم سید کبیرؒ نے اپنے بچے کو نہایت پیار و محبت سے پالا۔ابتدائی تعلیم گھر پر دلائی۔پھر اعلیٰ تعلیم کے لئے وقت کے بہترین اساتذہ کے سپرد کیا۔اِن اساتذہ نے حضرت مخدوم قلندرؒ کو اچھی طرح زیورِ تعلیم سے آراستہ کیا۔اُدھر مخدوم سید کبیرؒ اپنے بچے کا تزکیۂ نفس اور تصفیہ باطن کرتے رہے۔سترہ برس کی عمر میں آپ نے تمام دینی علوم سیکھ لیے اور علومِ عقلیہ و نقلیہ کے جید عالم بن گئے۔

بیعت:۔

ظاہری علوم سے آراستہ ہو کر آپ اپنے والد کی اجازت سے وقت کے مشہور شیخِ طریقت حضرت بابا ابراہیم قدّس سرّہٗ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔حضرت بابا ابراہیمؒ کے اخلاق عالیہ نے حضرت مخدوم قلندرؒ کو

marfat.com

بہت متاثر کیا۔ چنانچہ آپ نے حضرت بابا ابراہیمؒ کے دستِ حق پرست پر بیعت کرلی اور مُرشد کی رہنمائی میں مُجاہدے اور ریاضت کا سِلسلہ شروع کیا۔ ذکرِ خداوندی سے دل و جان کو روشن کیا۔ حضرت بابا ابراہیم قدس سرّہ کی نگاہِ باطن بیں نے جب دیکھا کہ اُن کا مُریداُن کے بتائے ہوئے ذکروفکر پر پوری طرح کاربند ہے اور ذکرِ خدا کی گرمی اُس کے قلب کو گرما اور روح کو تڑپا رہی ہے تو آپؒ نے حضرت مخدوم لال شہباز قلندرؒ کو خرقۂ خلافت عطافرمایا اور کہا: ''اب جاؤ مخلوق خدا کی خدمت و رہنمائی میں مصروف ہو جاؤ''۔ مُرشد کی اجازت سے آپ شیخ منصور کے پاس بھی رہے اور اُن کی صحبت کیمیا اثر سے سلُوک کے کئی مقامات طے کیے۔

سیر وسیاحت اور بزرگانِ دین سے مُلاقاتیں:۔

شیخ منصور کے پاس چند روزہ قیام کے بعد آپ مزید رُوحانی فیوض حاصل کرنے کے لئے ہندوستان چلے آئے۔ یہاں بڑے بڑے شہروں میں قیام کیا۔ ملتان میں حضرت بہاءالدین زکریاؒ ملتانی کی خدمت میں آئے۔آپ نے اس گوہرآبدار کو مزید جِلاء دی اور تھوڑے ہی عرصے میں خرقۂ خلافت بھی عطافرمادیا۔
شیخ بہاالدین زکریا سہروردیؒ کے علاوہ آپ دیگر کئی اولیاء اللہ اور صُوفیانِ باصفا سے مستفیض ہوئے۔
جن بزرگوں نے حضرت لال شہباز قلندرؒ کو فیوض و برکات سے نوازا اُن میں سے حضرت شیخ فریدُ الدین مسعود گنج شکرؒ پاک پتنی، حضرت مخدوم جہانیاں جلال الدین بخاریؒ کے اسمائے گرامی قابلِ ذکر ہیں۔ حضرت مخدوم لال شہباز قلندرؒ کے حضرت شیخ صدرالدین عارف مُلتانیؒ سے بھی گہرے مراسم تھے اور اُن کے ہاں اکثر جایا کرتے تھے۔

حضرت مخدوم قلندر کی سرزمینِ سندھ میں آمد:۔

صاحب تحفۃ الکرام نے لکھا ہے کہ آپ مختلف بزرگوں کی صحبتوں سے فیضیاب ہوکر حضرت شاہ شرف الدین بوعلی شاہ قلندرؒ پانی پتی کی خدمت میں پہنچے۔آپ نے فرمایا، ہند میں مختلف مقامات پر تقریباً تین سو قلندر

marfat.com

موجود ہیں ، بہتر یہ ہے کہ آپ سرزمینِ سندھ میں چلے جائیں۔ چنانچہ حضرت بوعلی شاہ قلندر کے مشورہ کے مطابق حضرت قلندر نے سندھ سیوستان میں قیام فرمایا۔

اتفاق سے سیوستان کے جس محلے میں آپ نے ڈیرہ جمایا وہ طوائفوں کا محلّہ تھا۔ اِن طوائفوں نے بڑے بڑے اشراف کو راہِ راست سے بھٹکا دیا تھا اور دیگر لوگوں کو اخلاقی لحاظ سے دیوالیہ کر رہی تھیں آپ نے ان طوائفوں اور دیگر لوگوں کی اصلاح کے لئے بارگاہ ربّ العزت میں دُعا کی تو اللہ تعالیٰ نے اُن کے دن پھیر دیئے۔ انھوں نے گناہ کی زندگی ترک کر دی اور نیکی و پرہیزگاری کو اپنا لیا۔ ان میں سے بعض عورتوں نے شرافت ، پارسائی اور نیکی میں ایسا نام پیدا کیا کہ لوگ ان کی مثالیں دینے لگے۔

سلسلۂ رُشد و ہدایت:۔

اب حضرت لال شہباز قلندرؒ نے باقاعدہ سلسلۂ تبلیغ و دعوت شروع کیا۔ آپ ایک زبردست عالم تھے۔ علم صرف و نحو میں کامل ہونے کے علاوہ ماہر لسانیات بھی تھے۔ آپ کے علم و فضل سے ہزاروں لوگ فیضیاب ہوئے۔ آپ نے ان کے اخلاقِ ذمیمہ کو اخلاقِ عالیہ میں بدل دیا۔ اُن کے دلوں میں نیکی، پارسائی اور عفت کے جوہر پیدا کیے۔ ان کی باہم عداوتوں کو ختم کیا اور محبت اور پیار سے زندگی گزارنے کی تلقین کی۔ آپ کی خدمت میں ہر روز سینکڑوں لوگ آتے اور دولت عرفان سے مالا مال ہو کر جاتے۔

وفات:۔

آپ نے ۲۱ شعبان المعظم ۶۷۳ھ مطابق ۱۲۷۴ء میں وفات پائی۔ مزار مبارک سیوستان سہون شریف میں مرجع خاص و عام ہے۔ آپ کی وفات کے بعد مزار ملک رکن الدین نے تعمیر کروایا۔ ملک رکن الدین سلطان فیروز شاہ تغلق کے عہد میں والئ سیوستان تھا۔ پھر ۹۹۳ھ میں ترخانی خاندان کے آخری بادشاہ مرزا جانی بیگ ترخان نے اس میں توسیع و ترمیم کرائی۔ بعدازاں ۱۰۰۹ھ میں مرزا جانی بیگ ترخان کے لڑکے مرزا غازی بیگ نے اپنی صوبہ داری کے زمانے میں اس میں دوبارہ ترمیم کرائی۔

marfat.com

امام الاولیاء قطب الاقطاب

شاہ رکن عالم ملتانی سہروردی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

تاریخ پیدائش ۶۴۹ ھ

تاریخ وفات ۷۳۵ ھ

آپ کی پیدائش :-

حضرت شیخ رکن الدین ابوالفتح رحمۃ اللہ علیہ ۹ رمضان المبارک ۶۴۹ ھ بروز جمعۃ المبارک رونق افروزِ عالم ہوئے۔ آپ کی والدہ محترمہ کا نام بی بی راستی تھا جو اپنے حُسنِ کردار واعمال اور اشغال میں اسم با مسمیٰ تھیں۔ انہیں ان کے نیک خصائل، تدیُّن، تورُّع اور تقویٰ کے باعث "رابعہ بصری" عصر کہا جاتا تھا۔ کلامِ پاک سے اس قدر شغف تھا کہ جب تک ایک بار ختم نہ کرلیتیں دل کو سیری نہ ہوتی۔ حضرت شاہ رکن عالم رحمۃ اللہ علیہ کی والدہ کو اپنے خُسرِ مکرم حضرت بہاء الحق زکریا سے حد درجہ عقیدت تھی کہتے ہیں ایک دن وہ اپنے خسرؒ کی خدمت میں حاضر ہوئیں تو حضرت شیخ بہاء الحقؒ نے خلافِ عادت اُن کی تعظیم وتکریم کی۔ شیخ کے اس عمل سے حضرت بی بی راستیؒ حیران ہوگئیں۔ جب شیخ نے اُن کے چہرے پر حیرانی کے آثار دیکھے تو فرمایا "اے بی بی! یہ تعظیم اُس شخص کی ہے جس کی تو حاملہ ہے۔ تیرا یہ بچہ سرتاجِ اولیاء چراغِ اقلیم اصفیاء اور شمعِ ایوانِ اتقیاء ہوگا۔ اس کی ضیا پاشیوں سے ہزاروں افراد کے دل منور و مُستنیر ہوں گے اور لاکھوں انسان صراطِ مستقیم اور جادہ حق پر آجائیں گے۔

چارسال کی عمر میں کھیل کُود کے دوران میں آپ نے اپنے دادا حضرت غوث العالمین کی دستار اٹھا کر اپنے سر پر رکھ لی۔ والدہ محترمہ نے منع فرمایا تو حضرت غوث نے فرمایا: کچھ نہ کہو، یہ میری مسند و دستار کا مالک ہوگا۔ چنانچہ یہی دستار بہ حفاظت رکھ لی گئی۔ اور جب آپ زیب مسند سجادہ ہوئے تو آپ کے سر پر وہی دستار مقدس رکھ دی گئی۔

marfat.com

دس برس کی عمر میں احوال وکشفِ قبور اور کشفِ قلوب میں فائق ہوئے اور اس کے پندرہ برس بعد کمالاتِ صُوَری اور معنوی کا اُسوہ کاملہ بن گئے۔

آپ ریاضت ومجاہدہ میں حضرت سُلطان شیخ ابوسعید ابوالخیر کی روش پر چلتے تھے۔کشفِ قلوب کا یہ عالم تھا کہ ہر پاس بیٹھنے والے کے دل کے خطرات وخواہشات سے آگاہ ہوجاتے اور طیِ ارض کا یہ حال تھا کہ طرفۃ العین میں کہیں کے کہیں پہنچ جاتے حضرت سید جلال الدین بخاری المعروف بہ مخدوم جہانیاں جہاں گشت (۷۰۷ تا ۸۳۰) کے ملفوظات ''جامع العلوم'' میں مرقوم ہے کہ حضرت شیخ رکنِ عالم ہر جمعہ کی شب کو اور دوشنبہ کی شب کو مکہ معظمہ میں مسجد حرام میں نماز ادا کرتے اور بعد ازاں مدینہ منورہ پہنچ کر حضورِ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں تحفہ صلوٰۃ وسلام پیش کرتے۔

مصنف سیر الاولیاء لکھتے ہیں کہ ایک بار حضرت رکنِ عالم ملتان سے دہلی تشریف لائے۔حضرت محبوب الٰہی بھی ملاقات کے لئے تشریف لائے۔حج کے ایام تھے اس لئے جب حضرت رکنِ عالم سلطان المشائخ سے ملے تو فرمایا کہ یہ حج کے ایام ہیں میں حج کی زیارت سے تو محروم ہی رہا لیکن بحمد اللہ آپ کی زیارت سے مجھے حج کا ثواب ضرور مل جائے گا یہ سن کر حضرت محبوب الٰہی کی آنکھوں میں آنسو آ گئے اور اظہارِ ندامت کیا۔

فیوض وبرکات:۔

ہر اللہ والا فیوض وبرکات کا بحرِ زخار ہوتا ہے حضرت شیخ رکن عالمؒ بھی فیض وبرکت اور روحانیت کے ایک بحرِ بیکراں تھے۔آپ کی ذاتِ والا صفات سے مخلوق خدا کو بہت فیض پہنچا ہزاروں محتاج حاجت روائی اور ہزاروں مغلوب کارکشائی کے لئے حاضر ہوتے کوئی ہی بد قسمت ہوگا جو آپ کے دربار سے خالی گیا ہو چنانچہ مخلوق کی حاجت روائی اور مشکل کشائی کے باعث آپ قبلہ حاجات مشہور ہوگئے تواضع اور انکساری کا یہ عالم تھا کہ چلتے وقت دونوں ہاتھ ڈولے سے باہر رکھتے تھے اور فرمایا کرتے تھے کہ شاید اللہ کے کسی نیک بندے کا ہاتھ میرے ہاتھ سے لگ جائے تو میں بھی بخشا جاؤں۔

marfat.com

حضرت شیخ عالم رحمتہ اللہ علیہ کو حضرت خواجہ نظام الدین اولیاؒ سے حد درجہ محبت والفت تھی۔ آپ حضرت سلطان الاولیاءؒ کی زیارت کو کعبہ تشبیہ دیتے تھے۔

آپکی علماء و فضلاء اور درویشوں سے محبت

حضرت شیخ رکن عالمؒ کو علماء کرام اور فضلاء عظام بالعموم اور درویشانِ باصفا سے بالخصوص محبت والفت تھی۔ اُن سے نہایت خلوص اور اشتیاق سے ملتے تھے اور تعظیم وتکریم میں مبالغہ سے کام لیتے تھے۔

حضرت مخدوم جہانیاںؒ فرماتے کہ ایک بار ایک شخص حضرت رکنِ عالم کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہنے لگا کہ وہ آپ کے اساتذہ کی اولاد میں سے ہے۔ حضرت نے تحقیق کی تو معلوم ہوا کہ آپ نے اس کے والد سے کبھی سورۂ اخلاص کا سبق لیا تھا پھر فرمایا تم میرے آقا زادے ہو۔ مجھے اسی طرح حکم دو جس طرح ایک مالک اپنے غلام کو دیتا ہے۔ اُس نے متاعِ دینوی کے لئے عرض کیا۔ حضرت شیخ رکنِ عالم نے اس کو اسی وقت دس ہزار ٹنکے مرحمت فرمائے۔

تعلیمات

آپ کی کوئی ایسی تصنیف وتالیف دستیاب نہیں جس سے آپ کے ارشادات وملفوظات کا مطالعہ کیا جاسکے تاہم ''مجمع الاخیار'' جو آپ کے ایک مرید کی تالیف ہے میں آپ کے وصایا اور ملفوظات مرقوم ہیں۔ جن کے خال خال اقتباسات ''اخبار الاخیار'' میں حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی نے نقل کئے ہیں۔

فرمایا کرتے تھے کہ اعضاء وجوارح کو شرعی ممنوعات سے قولاً فعلاً اور عملاً باز رکھنا چاہئیے۔ لایعنی مجالس سے گریز لازم ہے۔ لایعنی مجالس سے مراد ایسی مجالس ہیں جو حق تعالیٰ سے برگشتہ کر کے دنیا کی طرف مائل کرتی ہیں۔ بطّالوں سے بھی احتراز ضروری ہے۔ بطّال وہ لوگ ہیں جو طالبِ دُنیا ہیں طالب حق نہیں ہیں۔

مزار ملتان کے قلعہ کے اندر ایک عالیشان روضے میں ہے۔ اور مرجع خلائق ہے۔

marfat.com

حضرت بابا بلّھے شاہ رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ

پیدائش ۱۶۸۰ء

وفات ۱۷۵۸ء

پیدائش:

بابا بلّھے شاہ کی تاریخ پیدائش تذکرہ نگاروں نے ۱۶۸۰ء بیان کی ہے۔ جائے پیدائش میں اختلاف ہے۔ بعض کہتے ہیں کہ لاہور کے قریب ایک قصبہ ''پانڈو'' میں ہوئی' اور بعض کہتے ہیں کہ قصور میں۔ معروف یہی ہے کہ قصور میں ہوئی۔

آپ کا اصل نام عبداللہ ہے' سلسلہ نسب چودہ واسطوں سے حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمتہ اللہ علیہ سے مل جاتا ہے۔

آپ کے والد سید سخی درویش محمد اپنے وقت کے بڑے عالم اور متقی پرہیز گار شخص تھے' آپ نے بعض وجوہ کی بنا پر ''اوچ'' کو خیر باد کہ دیا تھا۔ کچھ عرصہ ساہی وال کے ایک قصبے ''ملک وال'' میں سکونت اختیار کی' اس کے بعد ''پانڈو'' میں طرحِ اقامت ڈال دی' اس وقت حضرت بابا بلّھے شاہ کی عُمر چھ برس تھی۔

یہاں کے لوگ آپ کے حُسنِ اخلاق اور حُسنِ کردار سے بہت متاثر ہوئے' ان کے اصرار پر آپ نے امامت اور وعظ و نصیحت کا سلسلہ شروع کر دیا۔ قصبہ ''پانڈو'' میں بابا بلھے شاہ کا بچپن گزرا' جوان ہوئے تو قصور منتقل ہو گئے' وہاں حضرت خواجہ غلام مرتضیٰ قصوری مرجعِ خاص و عام تھے۔ بابا بلّھے شاہ نے انہی کے آگے زانوے ادب تہہ کیا' اور انہی کے دسترخوان سے علم و حکمت کے موتی چُنے' ان کے بعد خواجہ غلام محی الدّین قصوری سے قرآن حکیم باترجمہ پڑھنے کے علاوہ فارسی اور فقہ اسلامی کی بعض کتابیں بھی سبقاً سبقاً پڑھیں۔ فلسفہ کی چند کتابیں پڑھیں' فلسفہ وجودی سے آپ کو خاص لگاؤ تھا۔

marfat.com

بیعت:

ظاہری علوم کی تحصیل کے بعد آپ باطنی علوم کی طرف متوجہ ہوئے، آپ کا قلبی لگاؤ آپ کو حضرت شاہ عنایت قادری شطاری کی خدمت میں لے گیا۔

شاہ عنایت قادری، حضرت شاہ رضا قادری شطاریؒ لاہوری کے اکابرِ خلفاء میں سے تھے۔ پیشہ کے لحاظ سے کاشت کار تھے لیکن ظاہری اور باطنی علُوم کے جامع اور اخلاقِ حسنہ کے حامل تھے۔

پیر کی صحبت اور توجہ نے آپ کے دل میں خدمت خلق کا جذبہ پیدا کیا۔ عشقِ الٰہی میں ڈوب گئے۔ آپ نے دیکھا کہ لوگ برسہابرس شریعت کے ظاہری احکام پر عمل کرتے رہتے ہیں مگر اصل مقصد سے دور رہتے ہیں۔ آپ کا خیال تھا کہ شیخ و مُرشد کا کامل اتباع انسان کو حقیقی مقصد سے ہمکنار کرتا ہے۔

بابا بلّھے شاہ کو اپنے مُرشد حضرت شاہ عنایت قادری رحمتہ اللہ علیہ سے بے پناہ محبت وعقیدت تھی۔ یہی وجہ ہے کہ اپنے کلام میں مورثِ اعلیٰ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمتہ اللہ علیہ کا ذکر تو صرف دو چار مرتبہ کیا ہے، مگر شاہ عنایت قادریؒ کا ذکر بار بار کرتے ہیں اور ان سے محبت وعقیدت کے اظہار میں اپنے اعزّاء اور اقرباء کے دلخراش طعنوں کی بھی پرواہ نہیں کرتے۔ اور اُن کے طعنوں کا جواب ان الفاظ میں دیتے ہیں:۔

جیہڑا مینوں سید آکھے، دوزخ مِلن سزائیاں جیہڑا مینوں رائیں آکھے جنت پینگاں پائیاں

اس طرح آپ نے اپنے قول وعمل سے اِس حقیقت کو ثابت کیا کہ نہ صرف فقر وتصوف کی دُنیا میں بلکہ اسلام کی نظر میں فضیلت اور برتری کا معیار، حسب نسب نہیں، تقویٰ اور حُسنِ عمل ہے۔ قرآن نے یہی معیار اور پیمانہ مقرر کیا ہے:۔ اِنَّ اَکْرَمَکُمْ عِنْدَ اللّٰہِ اَتْقَاکُمْ

"تحقیق اللہ نزدیک تم میں معزز اور بلند مرتبہ وہ ہے جو تم میں سب سے پاکیزہ صفت ہے"۔

وصال: سنِ وفات ۱۱۷۱ھ/۱۷۵۸ء ہے لوحِ مزار پر جو مادّہ تاریخ لکھا ہوا ہے، اس سے بھی تاریخ وفات ۱۱۷۱ھ نکلتی ہے

marfat.com

حضرت باہو سلطان رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ

پیدائش ۱۶۳۱ء وفات ۱۶۹۱ء

پیدائش:

صحیح روایت کے مطابق آپ شاہجہان اورنگ زیب عالمگیر رحمتہ اللہ علیہ کے عہد ۱۰۳۹ء میں قصبہ شور کوٹ ضلع جھنگ میں پیدا ہوئے۔

آپ کے والدِ محترم کا اسم گرامی حضرت بازید محمد قدس سرہ تھا جو حافظ قرآن متشرع اور نہایت صالح متقی و پرہیزگار تھے۔ ساتھ ہی خاندان مغلیہ کے منصب دار بھی تھے۔

آپ کی والدہ محترمہ کا نام بی بی راستی رحمتہ اللہ علیہا تھا جو اولیائے کاملین میں سے تھیں، اگرچہ آپ مادرزاد ولی اللہ تھے۔ پھر بھی اس قسم کی ماں کی آغوش تربیت آپ کو میسر تھی جنہوں نے بچپن میں تمام مقامات سلوک طے کرادیئے جسمانی وروحانی ظاہری و باطنی کمالات کو نقطہ عروج پر پہنچا دیا آپ نے اپنی کتابوں میں والدہ ماجدہ کا نام کثرت سے لیا ہے۔

بچپن:

بچپن ہی میں آپ کے روحانی کمالات کے ظہور سے آئندہ زندگی کی تصویر نمایاں تھی۔ آپ اپنی والدہ ماجدہ کا دودھ رمضان المبارک میں سحری سے لے کر شام تک نہیں پیتے تھے یعنی اپنے والدین کی طرح روزہ دار رہتے تھے آپ کی بچپن کی کرامت سے یہ ایک مشہور کرامت ہے کہ جب دایہ آپ کو سیر وتفریح کیلئے گھر سے باہر لے جاتی تو آپ کے نورانی چہرہ پر جس ہندو کی نظر پڑ جاتی وہ فوراً کلمہ طیبہ پڑھ کر مسلمان ہو جاتا تھا۔

باطنی طور پر آپ کی بیعت سب سے پہلے حضور سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ہوئی۔ پھر حضور علیہ

marfat.com

الصلوٰۃ والسلام نے باطن ہی میں آپ کو غوث الثقلین شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ کے سپرد کیا لیکن اس کے باوجود آپ کی والدہ ماجدہ اس بات پر مصر تھیں کہ ظاہری پیر و مرشد کی بیعت بھی ضروری ہے چنانچہ آپ پورے تیس سال ظاہری مرشد کی تلاش میں پھرتے رہے اسی دوران میں آپ حضرت شاہ حبیب اللہ علیہ الرحمتہ کی خدمت میں پہنچے۔انہوں نے آپ کے فیضانِ ازلی سے واقف ہو کر فرمایا کہ آپ کا مقام بہت بلند ہے میں آپ کی صرف اتنی رہنمائی کر سکتا ہوں کہ جہاں آپ کا نصیبہ ہے وہ جگہ بتا دوں۔ چنانچہ شاہ صاحب نے آپ کو سید السادات حضرت پیر عبدالرحمٰن قادری دہلوی رحمتہ اللہ علیہ کا پتا دیا۔آپ وہاں سے دہلی پہنچے اور مرشد کامل حضرت پیر عبدالرحمٰن قادری دہلوی کی خدمت میں حاضر ہو کر بڑی بڑی باطنی لازوال نعمتوں سے مالا مال واپس اپنے وطن مالوف میں تشریف لے آئے۔

آپ کی تصانیف:

علم التصوف میں آپ نے ایک سو چالیس کتابیں بزبان فارسی تحریر فرمائیں جو اہل تصوف کے نزدیک بے حد مقبول ہیں آپ کی تصانیف کی سب سے بڑی خوبی یہ ہے کہ پڑھنے کے ساتھ ساتھ ہی ان کی تاثیر بھی شروع ہو جاتی ہے اور ان میں سے کسی ایک کا بلا ناغہ مطالعہ ہی طالب اللہ کو منزل مقصود پر پہنچا دیتا ہے۔آپ کا یہ مشہور و معرف پنجابی کلام الف اللہ چنبے دی بوٹی جو طالبان حق کیلئے شمع راہ ہے اور خواص و عوام کے نزدیک بے حد پسندیدہ ومقبول ہے نیز آپ کا یہ کلام اکثر رسائل میں شائع اور ریڈیو پر نشر ہوتا رہتا ہے۔

وصال شریف اور مزار پاک

آپ کی تاریخ وصال یکم جمادی الثانی جمعہ کی رات ۱۱۰۲ھ ہے۔

آپ کا مزار مقدس ضلع جھنگ تحصیل شورکوٹ میں تھانہ گڑھ مہاراجہ سے دو میل کے فاصلے پر جنوب مغرب کی طرف واقع ہے مقام ”دربار حضرت سلطان باہوؒ“ کے نام سے مشہور ہے۔

marfat.com

امام بری سرکار شاہ عبداللطیف رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ

تاریخ پیدائش ۱۰۲۶ ھجری

تاریخ وفات ۱۱۱۷ ھجری

پیدائش اور حسب ونسب:

حضرت بری امامؒ کا نام نامی، اسم گرامی سید عبداللطیف شاہ تھا۔ والدِ بزرگوار کا نام سیّد محمود شاہ اور والدہ محترمہ کا نام بی بی غلام فاطمہ تھا۔ آپ کی ولادتِ باسعادت ۱۰۲۶ہجری بمطابق ۱۶۱۷ء موضع چولیاں کرسال تحصیل چکوال ضلع جہلم میں ہوئی۔ آپ اپنے تین دوسرے بہن بھائیوں میں سے بڑے تھے۔ آپ کاظمی مشہدی حسینی سادات میں سے تھے۔ آپ کا سلسلہ نسب ستائیس واسطوں سے حضرت مُوسیٰ کاظمؒ سے جاملتا ہے طریقت کے لحاظ سے حضرت بری امامؒ قادری ہیں۔ سیف الملوک کے مُصنف حضرت میاں مُحمد بخشؒ نے اپنی شہرہ آفاق کتاب '' تذکرہ رقیمی '' فارسی میں قُطب الاقطاب کے لقب سے آپؒ کا ذکر فرمایا ہے اور لکھا ہے کہ حضرت بری امامؒ حضرت پیر شاہ غازیؒ کھڑی شریف آزاد کشمیر والوں کے پیر بھائی تھے۔ آپ نے باطنی فیض حضرت سید شاہ امیر بالاجروی قادریؒ اور حضرت جمال اللہ حیات المیر زندہ پیر قادریؒ سے حاصل کی۔

تعلیم وتربیت:

آپؒ نے ابتدائی علوم ظاہر وباطن اپنے والدِ بزرگوار سے حاصل کئے پھر آپؒ کوغورغشتی بھیج دیا گیا۔ جو اُس زمانے میں علوم دِین کا بڑا مشہور مرکز تھا۔ یہاں آپؒ نے حدیث، منطق، فقہ، ریاضی، علم الکلام، علم ادب، علم معانی، علم طب، اور علم رُوحانی حاصل کئے۔ یہاں سے فارغ التحصیل ہونے کے بعد آپ کشمیر، بدخشاں، مشہد مقدس، نجفِ اشرف، کربلائے معلیٰ، بغداد، بخارا، مصر، دمشق، مدینہ منورہ اور مکہ مُعظمہ سے حجِ بیتُ اللہ کر کے اور علومِ ظاہری اور باطنی حاصل کر کے لوٹے۔

marfat.com

سلُوک کی منازل:

آپؒ نے نور پُور شاہاں کے پاس بہنے والی ندی نیلاں میں کھڑے ہو کر برسوں عبادت و ریاضت کی۔ اس کے بعد آپ موضع للاں بھونو کے نزدیک ایک غار میں چلہ کاٹنے چلے گئے۔ آپ وہاں کافی عرصہ یادِ الٰہی اور سلُوک کی منازل طے کرنے میں مصروف رہے۔ تا آنکہ آپ کے مُرشد حضرت سخی حیات المیر تشریف لائے اور غار کے دروازہ پر کھڑے ہو کر آپ کو آواز دی اور باہر نکالا اور کہا کہ آج سے میں نے تمھیں اس برّ (زمین) کے لئے اپنا نائب (امام) مقرر کر دیا ہے۔ چنانچہ اس روز سے آپ امام برّ مشہور ہو گئے۔ بعض روایات میں ہے کہ پانی میں چلہ کشی کی وجہ سے بحری کہلائے اور یہ لقب عوام الناس میں بری کے نام سے مشہور ہو گیا۔ غار سے باہر آنے کے بعد آپ نے سب سے پہلے بُزرگ حضرت سخی حیات المیر زندہ پیر کے ہاتھ پر بیعت کی اور خلافت پائی۔

تبلیغِ اسلام:

پہلے ذکر آ چکا ہے کہ آپ جنگلوں، بیابانوں اور پہاڑوں میں دُنیا والوں سے چھپ کر سلوک کی منازل طے کرتے تھے۔ سلوک کی منازل طے کرنے کے بعد آپ دھیر کوٹ تشریف لے گئے، وہاں اسلام کی تبلیغ کی۔ اور لوگوں کو خُدا کی وحدانیت کا درس دیا۔ جس سے سینکڑوں لوگ حلقہ بگوش اِسلام ہوئے۔ دھیر کوٹ میں ایک بُت پرست قوم ستی آباد تھی جس کو پند و نصائح سے مشرف بہ اسلام کیا۔ اس پر وہاں کی ایک اور بُت پرست قوم تھوڑ آپ کے خلاف ہو گئی۔ قوم تھوڑ کے سرداروں کے بھڑکانے پر بائیس ہزار کا لشکر آپ سے جنگ کے لئے آمادہ ہو گیا۔ آپؒ نے انھیں جنگ نہ کرنے کی تلقین فرمائی۔ اسلام کے سیدھے سادے اصول بیان کئے۔ اور بُت پرستی سے توبہ کر کے امن و آشتی کی راہ اختیار کرنے کی نصیحت کی۔ لیکن وہ نہ مانے تاہم ان کا ایک سردار وھنگ نامی حضرت بری امامؒ کی تعلیمات سے بڑا متاثر ہوا اور اپنے کنبہ سمیت مسلمان ہو گیا جو بعد میں دھنگ شاہ کے نام

marfat.com

سے مشہور ہوا۔ اس نے بری امام سے خلافت وخلعت پائی۔ اگلے روز جنگ ہوئی۔ آپؒ نے ستی قوم کے مجاہدین کی صفیں درست کر کے مقابلہ کیا۔ تھوڑ قوم شکست کھا کر میدانِ جنگ سے بھاگ نکلی اور سینکڑوں بُت پرست واصل جہنم ہوئے۔ بعد میں تبلیغ اِسلام کا سِلسلہ جاری رہا۔ آپ پہاڑی علاقوں کا دورہ کرتے اور لوگوں کو دینِ اسلام کی حقانیت اور خُوبیاں بتاتے اور انھیں قائل کرتے۔ صوم وصلوٰۃ کی نصیحت فرماتے اور ہمیشہ نماز قائم کرنے پر زور دیتے۔ اس طرح سینکڑوں لوگوں نے آپ کے دستِ مُبارک پر اِسلام قبول کیا۔

وصال مُبارک:

تاریخ کی مختلف کتابوں سے یہ بات اب پایہ ثبوت کو پہنچی ہے کہ آپ کی ظاہری حیات ۹۱ برس تھی۔ اور آپ نے ۱۱۱۷ھ بمطابق ۱۷۰۸ء میں جب کہ آپ نور پور شاہاں میں قیام پذیر تھے اس دار فانی سے دارِ جاوداں کی طرف کوچ کیا۔ آپ کے جسدِ خاکی کو اسی نور پور شاہاں میں دفن کیا گیا جس کو آپ نے چور پُور سے نور پور بنایا تھا۔ راولپنڈی سے بارہ میل شمال کی جانب سر بفلک پہاڑوں کے دامن میں بستی نور پور شاہاں میں ایک ندی کے کنارے آپ کا روضہ مُبارک واقع ہے۔ مزار شریف ایک وسیع وعریض احاطہ میں ہے۔

عرس شریف:

حضرت بری امامؒ کا سالانہ عرس شریف ہر سال موسمِ بہار میں اپریل کے آخر یا مئی کے ابتدائی دنوں میں اتوار سے جمعرات، پانچ روز تک منایا جاتا ہے اس میں دور دراز علاقوں کے عقیدت مند ہزاروں کی تعداد میں شریک ہو کر اپنے اپنے مسلک کے مطابق نذرانہ، عقیدت پیش کرتے ہیں۔ اِس موقع پر قوالی، نعت خوانی اور قرات وغیرہ کی محفلیں منعقد ہوتی ہیں۔

marfat.com

حضرت خواجہ شاہ محمد سلیمان تونسوی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ

پیدائش : ۱۱۸۴ ھجری

وصال : ۷ صفر المظفر ۱۲۶۷ ھجری

پنجاب میں حضرت شاہ فخر الدینؒ کا فیض اور چشتیہ نظامیہ سلسلہ کا نام قبلہ عالم خواجہ نور محمد صاحب مہارویؒ کے ذریعہ پہنچا اور شاہ محمد سلیمانؒ کے ذریعہ اس کی تکمیل ہوئی شاہ محمد سلیمانؒ نے جس وقت پنجاب میں مسند ارشاد بچھائی اُس وقت صوبہ سکھوں کے تسلط میں تھا۔ انگریزوں کا اقتدار سُرعت کے ساتھ بڑھ رہا تھا۔

پیدائش وخاندان:

آپ کی ولادت باسعادت ۱۱۸۴ھ بمقام گڑگوجی ہوئی۔ شاہ صاحبؒ کے والد کا اسم گرامی زکریا بن عبدالوھاب بن عمر خان تھا۔ یہ خاندان افغان قوم کے جعفریہ قبیلہ سے متعلق تھا۔ آپ کے والد گرامی کا انتقال آپ کی شیر خوارگی میں ہوگیا۔ چنانچہ والدہ صاحبہ نے تعلیم وتربیت کا اہتمام کیا۔

تعلیم وتربیت:

جب آپ کی عمر چار سال کی ہوئی تو آپ کی والدہ نے ملا یوسف جعفر کے پاس قرآن پاک پڑھنے کیلئے بھیجا۔ اس سے پندرہ پارے پڑھنے کا شرف حاصل کیا۔ ازاں بعد اپنے ہی ایک ہم قوم حاجی صاحب سے پڑھنے لگے۔ لیکن وہاں بھی زیادہ دیر نہ رہ سکے اور تونسہ ہی میں بگی مسجد میں جا کر میاں حسن علی صاحب کے ہاں تعلیم کا سلسلہ دوبارہ شروع کیا۔ ''خاتم سلیمانی'' کے مطابق دوران تعلیم میں آپ نے کئی قسم کی مشقتیں برداشت کیں۔ آپ نے قرآن مجید کی تکمیل میاں حسن علی صاحب سے ہی کی جیسا کہ نافع السالکین میں آپ نے خود ایک مجلس میں فرمایا۔ ''........ در تونسہ شریف پیش میاں حسن علی قرآن مجید می خواندیم''

marfat.com

اس کے علاوہ فارسی کی کچھ کُتب بھی میاں صاحب سے پڑھ کر لانگھ میں مولوی ولی محمد صاحب سے کچھ عرصہ تک پڑھا۔ ازاں بعد آپ کوٹ مٹھن تشریف لے گئے اور وہاں قاضی محمد عاقلؒ کے مدرسہ میں عربی علوم کی تحصیل کی۔ اور منطق کی بعض کتب پر عبور حاصل کیا جبکہ اِسی دوران میں فقہ پر بھی دسترس حاصل کی۔

بیعت وخلافت:

مشہور ہے کہ حضرت شاہ فخر الدینؒ نے حضرت خواجہ نور محمد مہارویؒ کو ایک شہباز کے مقید کرنے کی بشارت دی تھی اور فرمایا تھا کہ اس سے سلسلہ چشتیہ نظامیہ کی تبلیغ و اشاعت میں چار چاند لگ جائیں گے۔ چنانچہ حضرت خواجہ نور محمد مہارویؒ صاحب ہر سال اوچ اور کوٹ مٹھن اس باز کی تلاش میں آتے تھے۔

جب شاہ محمد سلیمان صاحبؒ حضرت خواجہ نور محمد صاحب مہارویؒ کی خدمت میں پہنچے تو ان کا عالم ہی بدل گیا۔ فوراً مرید ہونے کی درخواست کی۔ آپ نے انہیں حضرت سید جلالؒ کے مزار کے سرہانے لے جا کر مرید کیا۔

یہ شاہ محمد سلیمانؒ کی نوعمری کا زمانہ تھا۔ لیکن وہ اپنے پیر کی عقیدت اور احکام کی بجا آوری میں کہنہ سال مریدوں سے بازی لے گئے۔ پیرو مرشد سے عشق اس قدر تھا کہ اکثر ہی پیدل اپنے پیر کے آستانے پر حاضر ہوتے۔

پندرہ سولہ برس کی عمر میں خواجہ محمد سلیمانؒ خواجہ مہارویؒ سے بیعت ہوئے تھے شیخ کی صحبت کا فیض کل چھ سال تک اٹھایا۔ ۲۱۔۲۲ سال کی عمر میں پیرو مرشد نے خلافت عطا فرمائی اور تونسہ میں قیام کی ہدایت کی۔ ۶۰ سال بلکہ اس سے بھی زیادہ آپ نے تونسہ شریف میں تبلیغ و اشاعت اور اصلاح و تربیت کا اہتمام کیا چنانچہ اس سلسلہ میں آپ نے وہاں باقاعدہ خانقاہی نظام قائم کیا اور ساتھ ہی دینی مدارس کا اجراء کیا جہاں مذہبی اور دینی تعلیم کی تمام سہولتیں میسر تھیں۔

دیگر علمی و اصلاحی کارنامے:

خواجہ شاہ محمد سلیمانؒ کو خود درس دینے کا بڑا شوق تھا اور اپنے خاص شاگردوں کو احسان و سلوک کی

marfat.com

کتابوں کا درس دیتے تھے۔ آپ کو قرآن وحدیث اور فقہ پر مکمل عبور حاصل تھا۔ اگرچہ آپ نے اپنی ابتدائی زندگی نہایت عسرت میں گزاری لیکن درویشوں فقراء وطلباء کیلئے لنگر خانے میں کھانے کے علاوہ بھی ضرورت کی ہر چیز مہیا کی۔ مقبولیت کا یہ عالم تھا کہ عقیدتمندوں کا ہجوم اس قدر ہوتا کہ مکان کے شمالی اور جنوبی دونوں دروازے کھول دیئے جاتے اور لوگ ایک دروازے سے داخل ہوتے اور دوسرے سے نکلتے۔ آپ نے اپنے مریدین کے اخلاق وکردار کو سنوارنے کی طرف خاص توجہ دی اور ارکان اسلام کے تحفظ کا خاص خیال رکھا جبکہ صوفیۂ کرام کی اصلاح احوال پر بھی آپ نے عملی اقدامات کیے۔ علمائے کرام کو خصوصی تنبیہ فرمائی کہ ”فَسَادُ العَالِم فَسادُ العَالَم“ (ایک عالم دین کا بگڑ جانا پوری دنیا کے بگڑنے کے مترادف ہے) علاوہ ازیں اُن کو بے شمار نصیحتیں بھی فرمائیں۔ آپ اتباعِ شریعت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے معاملے میں نہایت سخت گیر تھے۔ متابعتِ رسول آپ کا شیوہ تھی۔ گویا آپ مذہبی اور روحانی تعلیم میں مستغرق تھے آپ خود بھی امراء سے اجتناب فرماتے اور اپنے مریدین کو بھی اس کی تلقین کرتے۔ آپ کی بارگاہ میں نواب بہاول خان آف بہاولپور جیسی ہستیاں بطور خادم حاضر ہوتیں۔

اولاد:

آپ کے دو فرزند تھے (۱) خواجہ گل محمد صاحبؒ (۲) خواجہ درویش محمد صاحبؒ دونوں ہی آپ کی حیات میں وصال فرما گئے اس لئے آپ کے بعد آپ کے پوتے مسند نشین ہوئے۔ آپ کے تذکرہ نگاروں نے تقریباً ۶۳ خلفاء کا ذکر کیا ہے جن میں حضرت خواجہ شمس العارفین حافظ محمد شمس الدین سیالویؒ جیسی معروف بزرگ ہستیاں شامل ہیں۔

وصال:

ماہ صفر ۱۲۶۷ھ کا چاند دیکھ کر فرمایا ہمارے سفر کا مہینہ آ پہنچا ہے خدا خیر کرے۔ چنانچہ ۷ صفر المظفر ۱۲۶۷ھ میں جان، جان آفرین کے سپرد کر دی۔

marfat.com

حضرت خواجہ محمد شمس الدین سیالوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

پیدائش : ۱۲۱۴ ہجری

وصال : ۲۱ صفر المظفر ۱۳۰۰ ہجری

حضرت خواجہ شمس الدین سیالویؒ خواجہ تونسویؒ کے محبوب ترین خلفاء میں سے تھے انہوں نے چشتیہ سلسلہ کی نشرو اشاعت میں جو مسلسل اور پر خلوص جدوجہد کی اسی کے نتیجہ کے طور پر جلالپور اور گولڑہ کی خانقاہیں وجود میں آئیں

پیدائش اور تعلیم وتربیت:

آپ ۱۲۱۴ ہجری میں سیال (موجودہ ضلع سرگودہا کا سیال شریف) میں پیدا ہوئے تھے اس وقت پنجاب پر سکھوں کا تسلط تھا آپکے والد ماجد میاں یار محمد صاحب کو سکھوں کی وجہ سے طرح طرح کی تکالیف اٹھانا پڑی تھیں۔

آپ کے والد گرامی نے آپ کی تعلیم وتربیت کی طرف خاص توجہ دی سات سال کی عمر میں آپ نے قرآن پاک ختم کرلیا اس کے بعد اپنے ماموں کے ساتھ پنڈی گھیپ کے علاقہ موضع میکی ڈھوک میں تعلیم حاصل کی پھر مکھڈ تشریف لے گئے اور وھاں تیرہ سال رہ کر تحصیل علم کی۔ مکھڈ میں مولوی علی محمد صاحب کی تربیت اور فیضان علم نے آپ کے اندر کمالات پیدا کردیے۔ اسی دوران میں کابل جانے کا بھی موقعہ ملا۔ یہ سفر ایک تاجر میاں محمد امین کے ہمراہ کیا۔ (درحقیقت یہ سُنت نبوی کی عین اتباع تھی جو آپ کو بچپن میں ہی حاصل ہو گئی (ذالک فضل اللہ یؤتیہ من یشاء) صاحبِ ''انوار شمسیہ'' نے اُن تمام احوال کا تفصیل سے ذکر کیا ہے۔

marfat.com

بیعت:

مولوی علی محمد صاحب (جوخود بھی حقیقت وطریقت کی منازل طے کررھے تھے) نے کسی سے خواجہ شاہ سلیمانؒ کی تعریف سُنی تو حاضری کا قصد کیا اور ساتھ ہی خواجہ شمس الدین سیالویؒ کو لے لیا جو اُس وقت اٹھارہ سال کے تھے۔تونسہ شریف پہنچ کر استادوشاگرددونوں بیعت سے سرفراز ہوئے۔آپ سال میں کئی کئی بارتونسہ شریف حاضری دیتے۔اور فیوض باطنی سے مالامال ہوکرآتے۔

تقریباً ۳۶ سال کی عمر میں خواجہ تونسویؒ نے آپ کو خلافت سے نوازا اور ہدایت کی کہ بیعت کا کام اہتمام سے کرنا۔

آپ کے دیگر علمی واصلاحی کارنامے

آپ نے سیال شریف میں اپنا خانقاہی نظام اعلیٰ پیمانے پر قائم کیا آپ کے یہاں لنگر کا اہتمام بطور خاص تھا اور آج تک جاری وساری ہے جملہ زائرین کو طعام وقیام کی سہولتیں میسر ہوتیں اور آج تک ہوتی ہیں۔ آپ کا اخلاق نہایت اعلیٰ درجے کا تھا آپ ہر آنے والے سے خلوص ومحبت سے پیش آتے ہرایک کا دکھ درد سنتے اور مناسب حال علاج کرتے۔شریعت کے معاملہ میں نہایت سخت گیر تھے اور اس سلسلہ میں مریدین کو سختی سے حکم دیتے۔نماز باجماعت ادا فرماتے۔سماع بالمزامیر سے اجتناب کلی فرماتے۔راقم الحروف کو آپ کے دربار اقدس پر تقریباً دس سال حاضری کی سعادت نصیب رہی ہے چنانچہ بندہ نے وہاں پر بچشم خود دین کی تعلیمات پر عمل ہوتے دیکھا ہے۔اور آج بھی ہزاروں لوگ آپ کے دربار عالیہ سے علوم وفیوض کی خیرات لے کر جاتے ہیں۔

وصال:۔

آپ ۲۲ صفر المظفر ۱۳۰۰ ہجری کو واصل بحق ہوئے۔روضۂ اقدس سیال شریف میں ہی ہے۔

marfat.com

اولادامجاد:

آپ کے تین فرزند تھے۔ (۱) خواجہ محمد الدینؒ (۲) خواجہ فضل الدینؒ (۳) خواجہ شعاع الدینؒ۔
آپ کے وصال کے بعد خواجہ محمد الدین رحمۃ اللہ علیہ سجادہ نشین ہوئے خواجہ شاہ اللہ بخش تونسویؒ نے خرقہ پہنایا۔ آپ نے والد کریم کی روایات کو جاری رکھا۔ حضرت خواجہ محمد الدینؒ نے ۱۲ رجب ۱۳۲۷ ہجری کو وصال فرمایا ازاں بعد آپ کے صاحبزادہ محمد ضیاء الدین صاحبؒ سجادہ نشین ہوئے۔ جبکہ ان کے وصال فرما جانے کے بعد راقم لحروف کے شیخ کامل حضرت سیدی ومرشدی قبلہ شیخ الاسلام والمسلمین خواجہ محمد قمر الدین سیالویؒ سجادہ نشین ہوئے۔ اور حضور شیخ الاسلام کے وصال کے بعد آپ کے فرزند اکبر نائب شیخ الاسلام امیر شریعت خواجہ حافظ محمد حمید الدین صاحب سیالوی دامت برکاتھم العالیہ زیب سجادہ ہوئے۔ آپ زھد وتقویٰ میں اپنے اسلاف کی مکمل تصویر ہیں اور ایک خلق آپ سے آج بھی اُسی طرح رُشد وھدایت حاصل کر رہی ہے جس طرح کہ آپ کے بزرگان اسلاف سے حاصل کیا کرتی تھی۔

نہ تاج وتخت میں نے لشکر وسپاہ میں ہے
جو بات مردِ قلندر کی بارگاہ میں ہے

marfat.com

میاں شیر محمد شرقپوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

تاریخ پیدائش ۱۸۶۵ عیسوی تاریخ وفات ۳۰ اگست ۱۹۳۸ عیسوی

آپ کی ولادت ۱۸۶۵عیسوی بمطابق ۱۲۸۲ہجری میں شرقپور ضلع شیخوپورہ میں ہوئی۔ والد ماجد کا اسم شریف میاں عزیز الدین تھا۔ قرآن مجید حفظ کرنے کے بعد کچھ عرصہ مڈل سکول میں پڑھتے رہے پھر اپنے چچا حمید الدین سے فارسی کی کتب پڑھ کر خوشنویسی میں مہارت تامہ حاصل کی۔

آپ کے بارے مشہور ہے کہ آپ مادرزاد ولی تھے آپ نے حضرت بابا امیر الدین کوٹلہ شریف والوں سے بیعت کی۔ آپ سنت نبوی کے بہت پابند تھے اور تمام زندگی قرآن وسنت کی ترویج میں بسر کی آپ کی زندگی نہایت سادہ تھی۔ ہزار ہا لوگوں نے آپ سے اکتساب فیض کیا۔

آپ کے خلفاء میں حضرت میاں غلام اللہ ثانی لاثانی، حضرت سیّد محمد اسمٰعیل صاحب کرمانوالی سرکار، سیّد نور الحسن بخاری کیلیانوالے ، صاحبزادہ محمد عمر بیربل شریف ، میاں رحمت علی گھنگ شریف وغیرہ بہت مشہور ہوئے آپ نے پوری زندگی اسلام کی خدمات کیلئے وقف رکھی۔

وصال: ۳ ربیع الاول ۱۳۴۷ہجری بمطابق ۳۰ اگست ۱۹۳۸عیسوی بروز دوشنبہ آپ کا وصال ہوا۔ مزار مبارک شرقپور شریف میں مرجع خلائق ہے۔

آپ کے بعد آپ کے برادر اصغر حضرت میاں غلام اللہ ثانی لاثانی صاحب سجادہ نشین ہوئے جن کی وفات ۷ ربیع الاول ۱۳۷۷ہجری یکم نومبر ۱۹۳۸عیسوی ۱۹۵۷کو ہوئی۔ ان کے بعد ان کے بڑے صاحبزادے حضرت میاں غلام احمد صاحب اور چھوٹے صاحبزادے حضرت میاں جمیل احمد صاحب سجادہ نشین ہوئے۔

صاحب" خزینہ معرفت " صوفی محمد ابراہیم قصوری نے اور سیّد امین الدین احمد نے "صوفیائے نقشبندی" کے اندر آپ کے حالات بالتفصیل ذکر کئے ہیں۔

marfat.com

امیر ملت پیر جماعت علی شاہ محدّث علی پوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

تاریخ پیدائش ۱۸۴۰ عیسوی

تاریخ وفات 1951 عیسوی

آپ کی ولادت باسعادت ۱۸۴۰عیسوی وبروایت دیگر ۱۸۳۰ اور ۱۸۴۰ کے درمیاں میں علی پور سیداں ضلع سیالکوٹ میں ہوئی۔ والد گرامی کا اسم مبارک حضرت سید کریم شاہؒ تھا۔ آپ نجیب الطرفین ہیں اور آپ کا شجرہ نسب سید الشہداء حضرت امام حسینؓ تک پہنچتا ہے۔ ابتدائی تعلیم علی پور سیداں میں مولوی قاری شہاب الدین اور مولوی عبدالرشید سے حاصل کرنے کے بعد مولانا قاری عبدالوھاب امرتسری اور مولانا غلام قادر بھیروی، مولانا محمد مظہر سہارنپوری، مولانا فیض الحسن مولوی محمد علی ناظم ندوۃ العلماء مولانا محمد احمد حسن کانپوری ،مولانا عبدالقادر لاہوری مولانا عبدالحق الہ آبادی اور علامہ محمد عمر ضیاء الدین شیخ الحدیث استنبول (ترکی) سے اکتساب علم کیا۔ عرب وعجم کے علماء سے اسناد حاصل کیں۔ بعد از فراغت علوم دینیہ حضرت بابا فقیر محمد فاروقی نقشبندی چورہ شریف ضلع کیمبل پور سے بیعت کی اور خرقہ خلافت حاصل کر کے لاکھوں گم گشتگان راہ کو صراطِ مستقیم پر گامزن کیا۔

آپ کی مذہبی، ملّی، تبلیغی اور سیاسی خدمات کا احاطہ کرنا جوئے شیر لانے کے مترادف ہے۔ ردّ مذاہب باطلہ میں آپ کے کارنامے روز روشن کی طرح عیاں ہیں آپ نے پچاس سے زیادہ حج کیے۔ سینکڑوں مسجدیں بنوائیں مدرسے بنوائے، حجاز ریلوے کی تعمیر، علی گڑھ یونیورسٹی اور دیگر اداروں کو لاکھوں کے حساب سے چندہ دیا۔ سیاسی و مذہبی تحریکوں مثلاً تحریکِ خلافت فتنہ ارتداد، تحریک شدھی، تحریک مسجد شہید گنج ،مجلس اتحاد ملت اور تحریک

marfat.com

پاکستان میں زبردست حصہ لیا۔ مسجد شہید گنج کی تحریک میں آپ کو ''امیر ملت'' منتخب کیا گیا۔

آپ آل انڈیا سُنّی کانفرس کے سرپرست تھے۔۱۹۴۶عیسوی میں بنارس کی آل انڈیا سُنّی کانفرنس نے آپ کی زیرِ صدارت مسلم لیگ کی حمایت کی خاطر برصغیر کے چپے چپے کے دورے کیٔے اور گلی گلی کوچہ کوچہ نگر نگر اور شہر شہر مسلم لیگ کا پیغام پہنچایا۔ آپ کے تمام خاندان نے بھی تحریک پاکستان میں سرگرم حصّہ لیا۔ ردّ مرزائیت میں آپ نے ناقابل فراموش خدمات انجام دیں۔ مرزا قادیانی کی موت آپ کی پیشین گوئی کے مطابق ہوئی۔

قائداعظم محمد علی جناح، حکیم الامت علامہ محمد اقبال، چوھدری غلام عباس، نواب بہادر یار جنگ، نواب وقارالملک میر عثمان علی خان والی حیدرآباد دکن نادر شاہ والی کابل اور دیگر سینکڑوں اکابرینِ ملت آپ کے لئے دیدہ ودل فرشِ راہ کرتے تھے۔ اور آپ سے عقیدت رکھنے میں فخر محسوس کرتے تھے اور آپ کی خدمت میں حاضر ہوکر مشورے طلب کرتے تھے۔

آپ نے مدینہ منورہ میں زائرینِ کرام کیلئے ''رباط'' سرائے تعمیر کروائی جو آج بھی آپ کے اولادِ امجاد کی زیرِ نگرانی قائم ہے۔ آپ کی سخاوت کی وجہ سے عربی لوگ آپ کو'' ابوالعرب'' کہتے تھے۔

وصال:

آپ کی وفات حسرت آیات ۲۶/۲۷ ذی قعدہ ۱۳۷۰ھ بمطابق ۳۰/۳۱ اگست ۱۹۵۱ء جمعرات و جمعہ کی درمیانی شب بوقت گیارہ بجے ہوئی۔ مزار پرانوار علی پور سیداں میں ہے۔

آپ کا عرس ہر سال ۲۸۔۲۹ بیساکھ کو علی پور سیداں ضلع سیالکوٹ میں بڑی شان وشوکت سے منایا جاتا ہے۔ پیر غلام دستگیر نامی نے آپ کی تاریخ وصال کہی۔

دین پناہ علی پور جماعت علی شاہ

۱۳ ھ ۷۰

marfat.com

خواجہ غلام فرید رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ

پیدائش ۱۲۶۱ھ ہجری / ۱۸۴۳ء عیسوی

وفات ۱۳۱۹ھ ہجری / ۱۹۰۱ء عیسوی

پنجابی زبان (سرائیکی شاخ) کے ایک معروف شاعر، جید عالم دین اور صاحب حال صوفی جو ۱۲۶۱ھ / ۱۸۴۳ء میں ذوالحج کے مہینے میں بمقام چاچڑاں پیدا ہوئے اوران کا نام مشہور صوفی فریدالدین گنجِ شکرؒ کے نام پر رکھا گیا۔ خواجہ غلام فرید کا سلسلۂ نسب حضرت عمر فاروقؓ سے جاملتا ہے۔ان کے جدّ اعلیٰ مالک بن یحیٰ عرب سے ترک وطن کر کے سندھ چلے آئے تھے جن کی نسل میں سے شیخ حسین نے سلسلہ سہروردیہ میں بیعت کر کے فقیری اختیار کرلی اور رشد وہدایت کے کام میں مصروف ہوگئے۔ ان کی اولاد میں سے مخدوم محمد شریف مٹھن کوٹ میں منتقل ہوگئے۔ان کے دو بیٹے تھے قاضی نور محمد ، قاضی محمد عاقل ، جنہوں نے سلسلہ چشتیہ کے مشہور بزرگ خواجہ فخر الدین دہلویؒ کے خلیفہ خواجہ نور محمد مہارویؒ کے ہاتھ پر بیعت کرلی۔

خواجہ غلام فرید کے والد خواجہ خدا بخش انہی خواجہ قاضی محمد عاقل کے بیٹے تھے اور ترکِ سکونت کر کے دریائے سندھ کے مشرقی کنارے پر چاچڑاں میں آباد ہوگئے۔وہ صاحب بصیرت عالم اور پاکیزہ سیرت صوفی اور بہاول پور کے نواب صادق محمد خان اوّل کے مرشد تھے۔خواجہ غلام فرید آٹھ سال کے تھے کہ والد کا سایہ سر سے اٹھ گیا۔ والدہ پہلے ہی وفات پا چکی تھیں اب ان کی تعلیم وتربیت کی ذمہ داری ان کے بڑے بھائی خواجہ غلام فخر الدین کے کندھوں پر آپڑی جو ایک بلند پایہ عالم دین اور درویش تھے۔خواجہ غلام فرید نے ان سے اپنی بے پناہ محبت اور عقیدت کا اظہار اپنی کافیوں میں جا بجا کیا ہے۔

خواجہ غلام فرید نے آٹھ برس کی عمر میں قرآن حفظ کیا۔ تیرہ سال کی عمر میں خواجہ غلام فخر الدین کے ہاتھ پر بیعت کر کے روحانی تعلیم وتربیت کے مراحل طے کیے۔حدیث ،تفسیر ، فقہ اور دیگر علوم میں دسترس

marfat.com

حاصل کی اوران کے ساتھ درس وتدریس میں مشغول ہوگئے۔۱۲۸۸ ہجری میں بڑے بھائی کے وصال کے بعد ۲۷ یا ۲۸ سال کی عمر میں سجادہ نشین ہوئے۔ جملہ تذکرہ نگاروں کا اتفاق ہے کہ انہوں نے ۱۸ سال روہی (چولستان) کے صحرا میں زہد وریاضت میں گزارے۔آپ نے تقریباً ایک سوافراد کو اپنے خرچ پر حج کرایا۔خواجہ صاحب نے دوشادیں کیں۔ایک بیوی سے ایک بیٹا اور ایک بیٹی پیدا ہوئے دوسری بیوی سے کوئی اولادنہیں۔

تاریخ اور تصوّف کے مسائل بالخصوص خوابوں اورروایتوں کومحققانہ نظر سے پرکھتے تھے۔ان کے رسالہ فریدیہ اورعقیدت کے جمع کردہ ملفوظات' مقابیس مجالس' مناقب فریدی اورارشادات فریدی سے ان کی علمی بصیرت کا پتہ چلتا ہے۔

شاعری:

خواجہ غلام فرید کی شاعری میں راہ عشق کی صعوبتوں' اہلِ دنیا کی مخاصمت 'وصل کی تڑپ 'فراق کے سوز اوردرد کی لذت کونہایت بلیغ اوردلگداز پیرائے میں بیان کیا گیا ہے۔عشق میں خلوص 'وفا اوراستقلال کو واضح کرنے کے لئے مقامی لوک کہانیوں کے کردار (سسّی پنّوں ' ھیررانجھا اورسوھنی مہینوال) کوعلامتوں کے طور پر استعمال کیا گیا ہے۔ فنی لحاظ سے ان کی شاعری کا بلند مقام ہے۔انہوں نے کافی کی صنف کوایک نئی آن'انداز اوراسلوب عطا کیااورمضامین میں تسلسل پیدا کیا۔آپ کے کلام کی اہم خصوصیت موسیقیت ہے۔ ان کی شاعری کی نمایاں خصوصیت یہ ہے کہ وہ خیالات کی نوعیت اورمضامین کی روح کوپیش نظر رکھتے تھے۔آپ کئی زبانوں میں مہارت تامہ رکھتے تھے معمولی انگریزی بھی جانتے تھے طب بھی پڑھی ہوئی تھی اورموسیقی سے بھی آشنا تھے۔ ریاست بہاولپور کے دسویں نواب صُبح صادق محمد خان رابع آپ کے مرید تھے اور جوش عقیدت میں آپ کی گاڑی کھینچا کرتے تھے۔شاعری میں ملتان سندھ اور بہاولپور کے علاقوں میں آپ کووہی درجہ حاصل ہے جوپنجاب کے دوسرے اضلاع میں وارث شاہ کے لئے مخصوص ہے۔آپ کے تصنیف کردہ دوہڑے اور کافیاں صوفیانہ رنگ میں ڈوبی ہوئی ہیں آپ کامزار مٹھن کوٹ ضلع راجن پور میں آج بھی مرجع خلائق ہے۔

marfat.com

حضور اعلیٰ خواجہ خواجگان پیر محمد قاسم صادق موہڑوی رحمتہ اللہ علیہ

حضور اعلیٰ خواجہ محمد قاسم صادق موہڑوی رحمتہ اللہ علیہ اُن اولیائے کبار میں سے ہیں جن کا ذِکر جمیل سنتے ہی آنکھوں کے سامنے شریعت حقہ کی برکات کے مظاہر آجاتے ہیں۔ آپ کی ذات گرامی نے اپنے فیوض سے خطہ پوٹھوہار کے علاوہ اقصائے عالم کو مستفید و مستفیض فرمایا اور اپنے متوسلین کے دل و دماغ پر ایسے روشن و تاباں نقوش چھوڑے جن کی برکات سے وُہ دین و دنیا میں سرخرو ہوئے۔ اُن کے افکار میں خوشگوار تبدیلیاں آئیں اور اُن کے قلوب انوار حق کا مسکن بن گئے۔

حضور اعلیٰ خواجہ پیر محمد قاسم صادق موہڑوی رحمتہ اللہ علیہ کے آباؤ اجداد مغلیہ دور میں ایران سے ترک سکونت کر کے ہندوستان آئے۔ آپکا تعلق ایران کے شاہی خانوادہ کیانی خاندان سے تھا۔ آپ کے والد گرامی حضرت محمد جیون رحمتہ اللہ علیہ مضافات کوہ مری ضلع راولپنڈی میں سکونت پذیر تھے۔ یہیں آپ کی ولادت ہوئی۔ حضور اعلیٰ موہڑوی رحمتہ اللہ علیہ کی تاریخ ولادت ۱۸۲۰ء ہے۔

ولادت سے پہلے آپ کی والدہ ماجدہ کو ایک مرجع خواص وعوام کی امومت کے شرف کی خوشخبری دی گئی۔ آپ کی تعلیم و تربیت حضرت مخدومہ والدہ صاحبہؒ نے اپنے زیر نگرانی کرائی۔ ابتدائی تعلیم کے بعد حضرت والدہ کی اجازت سے دہلی چلے گئے۔ وہاں ایسے جلیل القدر اساتذہ سے علم حاصل کیا جن کے تلمذ میں بہت جلد وقت کے ممتاز علماء میں شمار ہونے لگے۔ آپ کا طبعی رجحان تصوف اور فقر و تجرید کی طرف تھا۔ اساتذہ نے علوم ظاہری کی تکمیل کے بعد کسی شیخ کامل کی صحبت اُٹھانے کی تلقین کی۔

حضور اعلیٰ قبلہ عالم موہڑوی رحمتہ اللہ علیہ تحصیل علم کے بعد واپس تشریف لائے اور موضع جکیوٹ میں دینی مدرسہ کی اساس رکھی اور تشنگانِ علوم کو سیراب کرتے رہے۔ ساتھ ہی ساتھ پند و نصائح کا سلسلہ بھی جاری رکھا۔ آپ کا زیادہ وقت ریاضت و مجاہدہ اور ذکر و فکر میں گزرتا۔

اندریں حالات آپ میں مرشد کامل کی طلب صادق پیدا ہوئی اور آپ جستجوئے مرشد میں نکلے۔ گوہر مقصود بلاد کشمیر میں بتایا گیا۔ مظفر آباد میں ایک صاحب نسبت امام مسجد نے حضرت مخدوم ملت، شرف ولایت خواجہ نظام الدین کیانوی نقشبندی مجددی رحمتہ اللہ علیہ کا پتا دیا۔ حضرت سرکار موہڑوی رحمتہ اللہ علیہ ایک عزم صمیم اور ارادتِ محکم کے ساتھ کیاں شریف پہنچے۔ حضرت خواجہ نظام الدین کیانوی رحمتہ اللہ علیہ نے آپ کو دیکھتے ہی فرمایا:۔ آمد آں یارے کہ ما می خواستیم

marfat.com

حضور اعلیٰ موہڑوی رحمۃ اللہ علیہ، خواجہ کیانوی رحمۃ اللہ علیہ کو دیکھتے ہی دل و جان سے قربان ہو گئے اور بیعت کی درخواست کی جسے آپؒ نے قبول فرما کر بیعت سے مشرف فرمایا اور آپ کو جملہ اورادِ واسباق اور معمولات سلسلہ نقشبندیہ کی تلقین فرمائی۔ حضرت کیانویؒ نے آپ کو دستار فضیلت اور جبہ عطا فرما کر خلافت سے نوازا۔ پھر چاروں سلاسل قادریہ، سہروردیہ، چشتیہ اور نقشبندیہ کی خلافتیں عطا کیں۔ اور کوہ مری کے دامن میں کسی ویران جگہ میں فروکش ہونے کا حکم صادر فرمایا۔

موہڑہ شریف میں جلوہ آرائی:۔

حسب ارشاد مرشد پاک حضور اعلیٰ خواجہ موہڑوی رحمۃ اللہ علیہ نے کوہ مری کے ایک انتہائی نشیبی مقام کو جو خطرناک جنگلی جانوروں کا مسکن تھا، اپنا مستقر بنالیا۔ آپ کے وجودِ پاک کی برکت سے یہ مقام پاک و ہند کے طول وعرض میں موہڑہ شریف کے نام نامی سے مشہور ہوا۔ اہل دل اس سرزمین کو عقیدت واحترام سے چومتے ہیں۔

حضور اعلیٰ خواجہ موہڑوی رحمۃ اللہ علیہ کا شجرہ طریقت تیرہ واسطوں سے حضرت مجدد الف ثانی شیخ احمد فاروقی سرہندی قدس سرہ تک پہنچتا ہے۔ حضور اعلیٰ غوث الزماں خواجہ محمد قاسم صادق موہڑوی رحمۃ اللہ علیہ کے اسم گرامی محمد قاسم کا اثر آپ کی شخصیت میں اپنی ساری معنوی خوبیوں کے ساتھ جلوہ گر ہوا، آپ قاسم فیضان نبوت اور قاسم انوار ولایت رہے۔ آپ کا جود و کرم، رافت وشفقت اور سخاوت بے مثال تھی۔ تسلیم ورضا اور توکل وتحمل آپ کا اوڑھنا بچھونا تھا۔ آپ 80 سال تک موہڑہ شریف سے انوار ولایت سے اہلِ ارادت کے دل منور فرماتے رہے، عزلت نشینی کے باوجود ہزاروں ارادت مند آپکی طرف کھنچے آتے تھے۔ آپ کی خدمت میں جو آیا دامن مراد بھر کر گیا۔

آپ ایک جید عالم دین اور طریقت وروحانیت کی دنیا کے مقتدا تھے۔ اتباعِ کتاب وسنّت کا جذبہ صادقہ آپ کی طبیعت میں راسخ تھا۔ بے شمار ہندو اور سکھ آپ کے اخلاق کریمانہ سے متاثر ہو کر مسلمان ہوئے۔ ہزاروں فاسق وفاجر آپ کے فیضان سے پابند صوم وصلوٰۃ ہوئے۔ اور ہزاروں اہل دل آپ کی روحانی توجہ سے خلق خدا کے رہنما بنے۔ آپ نے تربیت یافتہ خلفائے کرام کو دین اسلام کی تبلیغ وخدمت کیلئے مامور فرمایا۔

فیضان شاہ نقشبند رحمۃ اللہ علیہ کے انوار کی کرنیں سرکار موہڑوی رحمۃ اللہ علیہکے تقریباً ساڑھے سات سو خلفائے کرام نے اقصائے عالم میں پھیلائیں۔ آپ کے نامور خلفاء میں اعلیٰ حضرت نجم طریقت شاہباز آسمان حقیقت پیر محمد زاہد خاں صاحب المعروف بہ حضرت پیر خان صاحب (خواجہ غریب النواز موہڑوی) رحمۃ اللہ علیہ، حضرت پیر صاحب نیریاں شریف رحمۃ اللہ علیہ، حضرت پیر صاحب گھمگول شریف رحمۃ اللہ علیہ، حضرت پیر صاحب سالک آباد شریف رحمۃ اللہ علیہ، حضرت پیر صاحب لکھن شریف رحمۃ اللہ علیہ کے نام شامل ہیں۔ ان کے علاوہ پاک وہند میں سینکڑوں خلفاء ہیں۔

marfat.com

حضوراعلیٰ موہڑوی رحمتہ اللہ علیہ کے چند دلکش و دلآ راملفوظات قارئین وطالبانِ حق کی روحانی ضیافت کے لئے پیش ہیں، آپ نے فرمایا:۔

☆ قرب الٰہی دوقدم پر ہے۔ ایک قدم دنیا سے اٹھانا اور دوسرا قدم عُقبیٰ سے اُٹھا لینا۔ نہ دنیا کی تمنا رہے اور نہ عقبیٰ کی خبر وطلب

☆ اسلام، ایمان، انصاف واحسان اورحم وشفقت طریقت والوں کے اصل الاصول اور رکن رکین ہیں۔

☆ درویش کو چاہئے کہ دنیا سے منہ موڑ لے جس نے دنیا سے منہ موڑ لیا دنیا اسکی باندی ہوگئی کیونکہ اہل طلب اور ارباب طریقت صرف حق تعالیٰ کے طلبگار ہوتے ہیں۔

☆ حسد، بغض، کینہ، کذب اور تکبر سب غیر یات ہیں۔ اگر عین حق کا مظہر بننا چاہتے ہو تو آنکھ، دل اور لطائف کی طرف توجہ کرو، اور توحید بلا ذکر درست نہیں۔

آپ کی اولاد امجاد میں چھ جلیل القدر صاحبزادے تھے جن میں نجم شریعت امین الامت اعلیٰ حضرت پیر محمد زاہد خاں المشہور حضرت پیر خاں صاحب رحمتہ اللہ علیہ حضور اعلیٰ خواجہ موہڑوی رحمۃ اللہ علیہم کا عکس جمیل اور خلیفہ اعظم تھے۔

حضوراعلیٰ خواجہ موہڑوی رحمۃ اللہ علیہ نے ۲۰ نومبر ۱۹۴۳ء بروز جمعتہ المبارک اپنی ہی بسائی ہوئی جنت موہڑہ شریف میں دائمی اجل کو لبیک کہا اور آپ نے بہت سے تربیت یافتہ درخشاں ستارے چھوڑے جو رہتی دنیا تک ظلمت کدوں کو بقعہ نور بناتے رہیں گے۔

حضوراعلیٰ غوث زماں خواجہ محمد قاسم موہڑویؒ کے کچھ عرفانی اقوال

☆ عالم کو عمل، حاکم کو عدل اور فقیر کو توکل اختیار کرنا چاہیے

☆ صبر مصیبت کی سختی کو نگل جاتا ہے

☆ حسن صورت سے حسن سیرت زیادہ جاذب ہے

☆ کسی پریشان حال کو خوش کرنا خود کو مسرور کرنا ہے

☆ غم کو اگر غم نہ سمجھو تو غم نہیں رہے گا

☆ اپنے آپ پر تنقید سننے کیلئے قوت برداشت پیدا کرو۔

☆ اپنی غلطیوں کی اصلاح میں دیر مت کرو

☆ ہر انسان کو اظہار حق کا حق ہے

☆ اولیاء کا کام خون جگر پینا ہے سیم وزر سمٹینا نہیں۔

☆ لالچی پیر کیلئے جاہل مرید اکسیر اعظم ہے

☆ جس حاکم میں خو پسندی ہے وہ ملک کی خدمت نہیں کرسکتا

☆ اس عالم کے علم میں برکت نہیں ہوتی جو امیروں کے گرد گھومتا ہے

marfat.com

نجم طریقت اعلیٰ حضرت پیر محمد زاہد خاں المشہور پیر خان صاحب رحمتہ اللہ علیہ

حضور اعلیٰ خواجہ خواجگان سرکار موہڑوی رحمتہ اللہ علیہ نے اپنے لختِ جگر پر خاص توجہ فرمائی انہیں سلوک و مقاماتِ سلوک طے کرائے۔ اور اولیائے کاملین کی صف میں کھڑا کیا۔

حضور اعلیٰ غوث زماں خواجہ محمد قاسم صادق موہڑوی رحمتہ اللہ علیہ نے اپنی حیاتِ مبارکہ میں ہی اپنے عظیم فرزند حضور والا مرتبت غوث المعظم امین الامت شمس شریعت نجم طریقت خواجہ پیر محمد زاہد خاں صاحب المشہور پیر خان صاحب رحمتہ اللہ علیہکو اپنا جانشین اول مقرر فرما دیا تھا۔ اعلیٰ حضرت امین الامت پیر محمد زاہد خاں رحمتہ اللہ علیہ نے تمام علوم ظاہری و باطنی اپنے والد ذی وقار حضور اعلیٰ غوثِ زماں خواجہ موہڑوی رحمتہ اللہ علیہ سے حاصل کیے۔ تکمیل علوم کے بعد آپ نے تکمیل سلوک کیلئے حضور اعلیٰ سرکار موہڑوی رحمتہ اللہ علیہکے ہاتھ پر بیعت کی۔

اعلیٰ حضرت پیر محمد زاہد خاں رحمتہ اللہ علیہ کو مبدءٔ فیاض سے ان گنت خوبیاں ودیعت ہوئی تھیں وہ ولی ابن ولی تھے علوم منقولہ و معقولہ کے بحرِ بے کراں تھے، معلم بے مثال تھے۔ تصوف و عرفان کی رموز و اسرار کے عالم تھے، سلوک میں جملہ مقامات کے مشاہد تھے۔ ایک بے مثال مرشد تھے، مُسترشدین کے دلوں کا حال جانتے تھے، اُن کی نظر ہمیشہ ارادت مندوں کے قلبی احوال پر رہتی۔ سب سے بڑی بات یہ تھی کہ اعلیٰ حضرت پیر محمد زاہد خاں رحمتہ اللہ علیہ انتظامی صلاحیتوں میں پورے خاندان میں مانے ہوئے تھے۔ آپ کی اِن انتظامی صلاحیتوں اور قابلیتوں کے پیش نظر لنگر اور کاروبار حیات کے جملہ انتظامات انہیں کے سپرد کیے گئے۔ اعلیٰ حضرت پیر زاہد خاں رحمتہ اللہ علیہ کی روحانی عظمت کا یہ عالم تھا کہ حضور اعلیٰ سرکاری موہڑوی رحمتہ اللہ علیہ نے اپنی حین حیات ہی میں بیعت لینے کی اجازت دیدی تھی جب کوئی شخص ارادت کیشی کیلئے آتا تو حضور اعلیٰ سرکار موہڑوی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے" جاؤ بچہ اب یہ کام میں نے پیر خاں صاحب کے سپرد کر دیا ہے" تاریخ کے اوراق کا مطالعہ کیا جائے تو پتا چلتا ہے کہ کریم اور اکمل لوگ اسی طرح ہی کرتے ہیں۔

اعلیٰ حضرت پیر زاہد خان صاحب رحمتہ اللہ علیہ نے حضور اعلیٰ غوث زماں رحمتہ اللہ علیہ کے وصال کے بعد پچاس سال تک سجادہ نشین اول کی حیثیت سے موہڑہ شریف کے مرکزی دربار میں بیٹھ کر وصول الی اللہ کے طالبین کی جس طرح تربیت کی تاریخ تصوف و عرفان کا ایک سنہرا باب ہے جو ان شاء اللہ قیامت تک یاد رکھا جائے گا۔ آپ پر ارادت کیشی کے دوران میں انتہائی کٹھن اور مشکل اوقات بھی آئے لیکن مرشد اور مسترشدین دونوں نے کمال صبر کا اظہار کیا۔ اعلیٰ حضرت پیر

marfat.com

خاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ اپنے مریدوں کی زبردست دلجوئی کی اور جب کبھی راہ سلوک میں کوئی اڑچن آئی اُسے ایک کریم مرشد کی طرح دوُر فرمایا۔ اوران کے عقائد واحوال کی خوب نگہداشت کی۔ آپ نہایت ہی خلوص وانکسار سے اہلِ ارادت کی خدمت کرتے اورانہیں راہِ ہدایت دکھانا اپنا فریضہ سمجھتے۔

اعلیٰ حضرت پیر محمد زاہد خان رحمۃ اللہ علیہ کی زندگی کا ایک ایک لمحہ کتاب اللہ اور سنت رسول ﷺ کا آئینہ دار تھا۔ آپ کی عظیم کرامات میں سے ایک کرامت یہ بھی تھی کہ آپ زندگی بھر باوضور ہے۔اور داعی اجل کو لبیک کہنے تک کوئی نماز قضا نہ کی۔شریعت مطہرہ پرسختی سے عمل پیرا رہے۔آپ رحمۃ اللہ علیہ نے ارادت مندوں کو سلسلہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ میں بیعت کیا۔یہی طریقہ انیقہ حضور اعلیٰ غوث زماں رحمۃ اللہ علیہ کا تھا۔

اعلیٰ حضرت خواجہ پیر محمد زاہد خان رحمۃ اللہ علیہ تہور شہامت اور شجاعت کا پیکر تھے۔ایک مجاہد فی سبیل اللہ کی صورت میں آپ رحمۃ اللہ علیہ نے کشمیر میں ڈوگروں کے ظلم وستم کے خلاف تن من دھن سے جہاد کیا اور کفار کو ذلت ناک ہزیمت دی۔اعلیٰ حضرت پیر محمد زاہد خان رحمۃ اللہ علیہ ایمانیات' اخلاقیات' اور معاملات کی تبلیغ واداء کیلئے سراپا حلمِ نبوی تھے۔آپ رحمۃ اللہ علیہ انتہائی خوش گفتار نرم مزاج عالی ظرف اور عفوودرگزر کا پیکر تھے۔ان اوصاف کی روشنی میں اہل طریقت نے آپ کو امام الصابرین کہا۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فکرِ آخرت اور فکر عقبیٰ کو پیش نظر رکھتے ہوئے زندگی میں کبھی قہقہہ نہ لگایا۔ذکر خدا اور تعظیم رسول کریم ﷺ میں گھلے جاتے تھے۔آپ کو کبھی خلاف سنت عمل کرتے ہوئے نہ دیکھا گیا۔

اعلیٰ حضرت خواجہ پیر محمد زاہد رحمۃ اللہ علیہ جو زہد وتقوی کے آفتاب تھے نے ۹۲ سال کی عمر پائی۔۹۲ کا مبارک عدد اسم محمد ﷺ کا ہے۔سبحان اللہ۔جان آفرین نے ۹ دسمبر ۱۹۹۳ء بروز جمعرات اپنے جلوہ مزار میں سکونت کیلئے آپ کو اپنے پاس بلا لیا۔لاکھوں ارادت مندوں نے اشک بار آنکھوں سے آپ کے جلوس رحلت میں شرکت کی سعادت حاصل کی۔حضرت پیر خان صاحب ایک استغناء کے ناز سے مرحمت زارربانی کی طرف ہم سے کشاں کشاں حجلہء رحمت میں روپوش ہوگئے لیکن اہل ارادت اور اہل مودت کے دلوں میں ایسا داغ مفارقت چھوڑ گئے جو تادم زیست روشن رہے گا۔

خدا رحمت کند ایں عاشقان پاک طینت را

ذیل میں اعلیٰ حضرت پیر محمد زاہد خان موہڑوی رحمۃ اللہ علیہ کے چند ارشادات قوت قلب وجگر اور روحانی فرحت کیلئے پیش کئے جاتے ہیں۔

☆ صوفی کی منزل معرفت الٰہی ہے۔ ☆ عشق رسول ﷺ کے بغیر قربت خداوندی ناممکن ہے۔

marfat.com

☆ حسد کا نقصان حاسد کو ہوتا ہے۔ ☆ غیبت کرنا گناہ کبیرہ ہے۔

☆ ہر نیکی اور عبادت میں اخلاص پیدا کرو۔ ☆ صبر میں بڑی عظمت ہے۔

☆ تلاوت قرآن سے روحانی بصیرت حاصل ہوتی ہے۔

☆ اللہ کا ذکر کرنے والا ہمیشہ زندہ رہتا ہے۔ ☆ شریعت کے بغیر طریقت گمراہی ہے۔

☆ کثرت سے درود شریف پڑھنے والے کی قبر روشن ہو جاتی ہے۔

☆ ذکر اسم ذات 'اللہ ھوٗ' سے نورانیت میں اضافہ ہوتا ہے۔

☆ اخلاق 'ادب' عقیدت' اور عفو درگزر مومن کے ایمان کا جھومر ہیں۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی حیات مبارکہ میں ہی اپنے فرزند ارجمند' عالم جلیل' فاضل نبیل' عالمی مبلغ اسلام' دینی رہنما الحاج خواجہ پیر اولیا بادشاہ فاروق دامت برکاتہم القدسیہ کو ان کی دینی علوم میں مزاولت اور روحانی استعداد و قابلیت کے پیش نظر اپنا جانشین اعلیٰ مقرر فرما دیا تھا۔

حضرت پیر خواجہ اولیاء بادشاہ فاروق میں الولد سر لابیہ کے مصداق اپنے والد گرامی کے روحانی جلوے نظر آتے ہیں۔ حضرت خواجہ پیر اولیاء بادشاہ فاروق سجادہ نشین اعلیٰ مرکزی دربار عالیہ موہڑہ شریف نے حضرت محدث اعظم مولانا سردار احمد رحمۃ اللہ علیہ مولانا صدر الافاضل سید محمد نعیم االدین رحمۃ اللہ علیہ خلیفہ خاص اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان صاحب بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کے شاگرد رشید سے علوم دینیہ کی تعلیم لی اور علوم متداولہ کی تحصیل کیلئے عمر عزیز کے تیس سال صرف کئے۔ پھر بیرون ملک جید علماء سے استفادہ کیا۔ اللہ تعالیٰ کا لطف خاص ہے کہ حضور اعلیٰ خواجہ موہڑوی رحمۃ اللہ علیہ اور اعلیٰ حضرت پیر محمد زاہد خان رحمۃ اللہ علیہ کے مشن کو آگے بڑھانے کے لئے حضرت خواجہ پیر اولیاء بادشاہ فاروق دامت برکاتہم القدسیہ کا منشور تزکیہ' ذکر اللہ اور پابندیٔ صلوٰۃ ہے۔

حضرت خواجہ پیر اولیاء بادشاہ فاروق دامت برکاتہم القدسیہ اکثر تلقین کرتے رہتے ہیں کہ مریدین' خلفاء' اور ساری امت پر واجب ہے کہ وہ ہر وقت احکام خداوندی کو بجا لائیں۔ اسلام چند اوراد و وظائف کا نام نہیں بلکہ وہ اِک اکملیت اور جامعیت کے ساتھ زندگی کے ہر شعبہ میں رہنمائی کرتا ہے۔ طریقت کسی انسان سے فرائض کی تکالیف نہیں اٹھاتی یعنی طریقت میں ایسا کوئی نظام نہیں جس سے اللہ تعالیٰ کے فرائض معاف ہو جائیں۔

لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ

marfat.com

خود آزمائی یونٹ نمبر 6

۱۔ تصوف کے اصل اور مفہوم پر بحث کیجئے۔

۲۔ اہل تصوف کی اقسام کون کون سی ہیں۔

۳۔ اصلی اور نقلی فقیر کے درمیان فرق واضح کیجیئے۔

۴۔ سلاسل طریقت سے کیا مراد ہے۔

۵۔ متصوف اور متصوف کی وضاحت کیجئے۔

۶۔ تصوف اور خانقاہی نظام پر نوٹ لکھیئے۔

۷۔ مرشدِ کامل کی علامات پر نوٹ لکھئے۔

۸۔ مریدین کے آداب تفصیلاً بیان کریں۔

۹۔ کیا اولیائے کرام کی کرامات کا ثبوت قرآن وسنّت سے ملتا ہے؟ دلائل سے واضح کریں۔

۱۰۔ حضرت شیخ الاسلام بہاء الدین زکریا ؒ ملتانی کی تبلیغی سرگرمیوں پر نوٹ لکھئے۔

۱۱۔ حضرت بابا بلھے شاہؒ کے ملفوظات کو تفصیل سے قلمبند کیجئے۔

اس یونٹ کی تیاری میں درج ذیل کتب سے استفادہ کیا گیا۔

قرآن مجید۔ صحیح البخاری

۱۔ اردو انسائیکلو پیڈیا مطبوعہ فیروز سنز لاہور
۲۔ اردو جامع انسائیکلو پیڈیا مطبوعہ شیخ غلام علی اینڈ سنز لاہور
۳۔ اردو دائرہ معارف اسلامیہ مطبوعہ پنجاب یونیورسٹی لاہور
۴۔ کشف المحجوب سید ابو الحسن علی بن عثمان الہجویریؒ ترجمہ ابو الحسنات محمد احمد قادری
۵۔ راحت القلوب، بابا فرید الدین گنج شکرؒ مرتب خواجہ نظام الدین اولیاءؒ اردو ترجمہ عابد نظامی
۶۔ عوارف المعارف، شیخ شہاب الدین سہروردیؒ ترجمہ شمس بریلوی
۷۔ تذکرہ مشائخ نقشبندیہ، محمد نور بخش توکلی
۸۔ رودِ کوثر، شیخ محمد اکرام
۹۔ انوار اولیاء (کامل)، سید رئیس احمد جعفری
۱۰۔ روحانیت اسلام، کیپٹن واحد بخش سیال
۱۱۔ بزم صوفیہ، سید مصباح الدین
۱۲۔ ''تصوف کے روشن حقائق'' حضرت شیخ عبد القادر عیسیٰ الشاذلیؒ مترجم محمد اکرم الازہری

marfat.com

مولای صل وسلم دائما ابدا — علی حبیبک خیر الخلق کلہم

روزگار بذریعہ ہنر

سکل ڈیویلپمنٹ کونسل، اسلام آباد

نیشنل ٹریننگ بورڈ (NTB)

وزارت محنت، افرادی قوت و سمندر پار پاکستانیز

حکومت پاکستان

فاصلاتی نظام تعلیم

(بذریعہ خط وکتابت)

6 ماہ دورانیہ پر مشتمل حکومت پاکستان سے منظور شدہ کورسز (بذریعہ خط وکتابت) 500 روپے ماہوار

اہلیت : میٹرک	اہلیت : انٹرمیڈیٹ	اہلیت : انٹرمیڈیٹ
سرٹیفیکیٹ ان اسلامک سٹڈیز ٹیچر ٹریننگ کورس	سرٹیفیکیٹ ان ایڈوانسڈ اکنامکس	سرٹیفیکیٹ ان ایڈوانسڈ اکاؤنٹنگ
سرٹیفیکیٹ ان بینکنگ	سرٹیفیکیٹ ان مینجمنٹ انفارمیشن سسٹمز	سرٹیفیکیٹ ان بزنس مینجمنٹ
سرٹیفیکیٹ ان اکاؤنٹنگ	سرٹیفیکیٹ ان فنانشل مینجمنٹ	سرٹیفیکیٹ ان پروجیکٹ مینجمنٹ
سرٹیفیکیٹ ان اکنامکس	سرٹیفیکیٹ ان بزنس پالیسی	سرٹیفیکیٹ ان آرگنائزیشنل بیہیویئر
سرٹیفیکیٹ ان لائبریری سائنسز	سرٹیفیکیٹ ان ہیومن ریسورس مینجمنٹ	سرٹیفیکیٹ ان بزنس کمیونیکیشن
سرٹیفیکیٹ ان ہوٹل مینجمنٹ	سرٹیفیکیٹ ان آڈیٹنگ	سرٹیفیکیٹ ان مارکیٹنگ

نوٹ:۔ ہر کورس کی تکمیل پر سند حکومت پاکستان جاری کرے گی۔ بیک وقت ایک سے زائد کورسز میں بھی داخلہ لیا جاسکتا ہے۔

برائے رابطہ

ماڈرن انسٹی ٹیوٹ آف انفارمیٹکس اینڈ مینجمنٹ

فون: 051-2870745, 2873306, 2873680, 2873397 فیکس: 051-2873680

Email: miimisb@hotmail.com

Webpage: www.miimisb.com

30-ایسٹ، یونین پلازہ، فورتھ فلور، بلیو ایریا، پوسٹ بکس نمبر 3336 اسلام آباد

marfat.com

مولای صل وسلم دائما ابدا — علی حبیبک خیر الخلق کلهم

روزگار بذریعہ ہنر

سکل ڈیویلپمنٹ کونسل، اسلام آباد

SKILL DEVELOPMENT COUNCIL ISLAMABAD

نیشنل ٹریننگ بورڈ (NTB)

وزارت محنت، افرادی قوت و سمندر پار پاکستانیز

حکومت پاکستان

فاصلاتی نظام تعلیم

(بذریعہ خط و کتابت)

6 ہفتے دورانیہ پر مشتمل حکومت پاکستان سے منظور شدہ کورسز (بذریعہ خط و کتابت)

مختصر نصابِ قرآن کریم (سوالاً جواباً)	مختصر نصابِ حدیث (سوالاً جواباً)	مختصر نصابِ فقہ (سوالاً جواباً)	مختصر نصابِ سیرت (سوالاً جواباً)	A BRIEF BIOGRAPHY OF MUHAMMAD (S.A.W.) QUIZ LIKE
کل فیس 300 روپے	کل فیس 300 روپے	کل فیس 300 روپے	کل فیس 300 روپے	

3 ماہ دورانیہ پر مشتمل حکومت پاکستان سے منظور شدہ کورسز (بذریعہ خط و کتابت) 250 روپے ماہوار

خواتین کے شرعی مسائل	خطباء/آئمہ کرام اور دارالعلوم کے طلباء و طالبات کے لئے بہت سے موضوعات پر تقریریں	رموز طریقت
شانِ رسول ﷺ عقائد صحابہ کی روشنی میں	انوار شریعت سوال و جواب کے اسلوب میں سادہ انداز اور دلنشین تحریر	اولاد کو سکھاؤ محبت حضور ﷺ کی
قرآن مجید (منتخب آیات قرآنیہ کا ترجمہ و تشریح قرآنی دعائیں)	سیرت النبی ﷺ فضائل درود و سلام و نعت گوئی	احادیث نبویہ ﷺ منتخب احادیث کا ترجمہ و تشریح مسنون دعائیں
اسلامی عقائد/فقہ (ضروری فقہی مسائل)	ابتدائی عربی گرامر	تصوف اور روحانیت (سلاسل طریقت)

داخلہ کے لئے اہلیت: میٹرک/انٹرمیڈیٹ (عمر کی کوئی قید نہیں)

نوٹ:- ہر کورس کی تکمیل پر سند حکومت پاکستان جاری کرے گی۔ بیک وقت ایک سے زائد کورسز میں بھی داخلہ لیا جاسکتا ہے۔

برائے رابطہ

ماڈرن انسٹی ٹیوٹ آف انفارمیٹکس اینڈ مینجمنٹ

فون: 051-2870745, 2873306, 2873680, 2873397 فیکس: 051-2873680

Email: miimisb@hotmail.com

Webpage: www.miimisb.com

30-ایسٹ، یونین پلازہ، فورتھ فلور، بلیوایریا، پوسٹ بکس نمبر 3336 اسلام آباد

marfat.com

ایک کوشش

کہتے ہیں کہ جب نمرود نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو زندہ جلانے کیلئے ایک ہولناک آگ کا الاؤ روشن کیا تو چشم فلک نے دیکھا کہ ایک ننھا ابابیل اپنی چونچ میں دو تین قطرے پانی کے دبائے بڑے اضطراب کے عالم میں اس عظیم آگ کی طرف اڑا جا رہا ہے۔ کسی نے پوچھا ''میاں اتنی بے تابی کے ساتھ کہاں جا رہے ہو''؟ بولا! ''نمرود کی آگ بجھانے جا رہا ہوں۔'' کہا: ''اے نا سمجھ پرندے کیا پانی کے یہ چند قطرے جو تمہاری چونچ میں ہیں، نمرود کی آگ بجھا سکیں گے؟''

ننھا ابابیل بولا: ''مجھے معلوم ہے کہ میری یہ کمزور کوشش اس سلسلے میں کچھ بھی کام نہ دے گی لیکن ایک بات جو مجھے معلوم ہے وہ یہ ہے کہ جب نمرود کی آگ بجھانے والوں کی فہرست بنائی جائے گی تو اس میں میرا نام بھی ضرور شامل کیا جائے گا۔''

انسانی نفرتوں کے باطنی الاؤ کو بجھانے، انسانی قلوب کو قریب تر لانے اور محبتوں کے جہانِ نو تعمیر کرنے اور عشق رسول ﷺ کو اُمتِ مُسلمہ کے دلوں میں اجاگر کرنے کیلئے

ماڈرن انسٹی ٹیوٹ آف انفارمیٹکس اینڈ مینجمنٹ اسلام آباد

کی یہ مخلصانہ اور پُرعزم سعی ہے